

فہرست کتاب بوارق لامعہ در رد برہین قاطعہ گنگوہی

صفحہ ۱	عبارت علامہ شامی فقیر دوبارہ و با حجتہ	کے بارہ میں قبول کیا اور یہ حیل کیا کہ مخالف نص
صفحہ ۲	نجد ہند اور اسکا حال	ہو کذب باری ہی مخالفت منہ حق کی ہی کیوں نہ کیا
صفحہ ۳	حال ماضی قریب سبب ایف کتاب	کذب باری کو ممکن کہنے سے امکان قیام حوادث کا
صفحہ ۴	انورسا طبع مقابہ میں کسی عدد احمد نے	ذات بارے تعالیٰ میں لازم آویگا
صفحہ ۵	دفتر گائیڈ کتاب ایف کہ اسکا نام پڑیں گے کہ	دعویٰ توحفیت کا ہی اقوال ماریدہ پیغمبر کو چھوڑ کر
صفحہ ۶	مولوی رشید احمد گنگوہی سے اس کتاب کی ہیکر	اشعار و کیرف رجوع کی انکے قول سے سند بکری
صفحہ ۷	پسند فرمایا چھوڑ کر کو گنگوہی کہ بنا یا	روایات کی عبارت جو مخالف قصود ہی چھوڑ دی
صفحہ ۸	کوئی اپنی سادہ لوحی سے خاک ر کی طرز	نقول علامہ دوبارہ عدم جو اختلاف و عید
صفحہ ۹	تحریر کو خلاف تہذیب سمجھیں	جامع برہین کے نہ تہذیب مسلم کو کن الفاظ سے تعبیر کیا
صفحہ ۱۰	سے صفحہ ۲۱ تک چند کچھ جامع برہین کا بیان	خاتم النبیین صلعم کے محال ہونے کا بیان
صفحہ ۱۱	جواب اس مضمون کا کہ امکان کذب باری	امام توریشی کا قول کہ انہی کے بعد حضرت صلعم کی طرف سے
صفحہ ۱۲	مسند جبرئیل میں قید بارہ میں اختلاف ہو گیا	مقتضات و واجبات کی تحت قدرت ہونے سے عجز نہ
صفحہ ۱۳	کذب باری خمس چیزوں کو اہلسنی سے استزاجا	خدا تعالیٰ لازم نہیں آتا ہے
صفحہ ۱۴	مولوی رشید احمد کا اعتقاد و حاشیائی نہیں	اس قول اہل ملی بن کہ اس عالم سے بدیع تر ممکن نہیں
صفحہ ۱۵	غیر بے اس کے اصرار میں اور اسکا نوٹ لکھ دیا	خدا تعالیٰ کی طرف عجز کی نسبت نہیں
صفحہ ۱۶	دعویٰ امکان کذب کیا دلیل ظف حید کی لائی	ان خدا علی کاشی قبر میں وہ شیشی چرا ہے جسکا
صفحہ ۱۷	کتاب عبدہ میں جو کہ تفسیر مفسرین	دعویٰ حال یا مال میں ہو سکے
صفحہ ۱۸	تا میں قضا و شرعاً حنفیہ کے نزدیک ناجائز ہے	تقریر خاتم النبیین اگر ان خدا علی کاشی قبر میں داخل ہو
صفحہ ۱۹	خلف و عید کی جواز کا باب بکولنا فسر کن	تو وقوع نظیر خود ہو گا و نہ بخدا تعالیٰ کا لازم آویگا
صفحہ ۲۰	وکل شریعت پر طبع کی طرف مضمی ہے	محقق بالغیر بھی تحت قدرت نہیں ہے جس سے شیت
صفحہ ۲۱	نقل اقوال علامہ دوبارہ اعتقاد کذب باری سے	متعلق نہیں اس پر خدا تعالیٰ کی تائید کیا جائے
صفحہ ۲۲	تعالیٰ مستحسن جو ملحق باجماع میلاد شریف	جس تعلیم پر خدا تعالیٰ نے لکھا جو تکلیف نہ لگا دیا ہو

صفحہ ۹۰	جن لوگوں کو بغیر نذر کے بخش دیا اس پر وہ لوگ مستحق ہیں	صفحہ ۹۰	پھر دلائل میں رکعت و کثرت کی
صفحہ ۹۱	عبارت براین سے وہ عقیدہ غلط ہے جو یہی	صفحہ ۹۱	صاحب انوار کے حق میں یہ کہنا کہ ایسا کہا گیا تھا کہ
صفحہ ۹۲	اس قول کا جواب کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کو کیا بھائی	صفحہ ۹۲	وہ پروردہ حنفیہ کے حق میں کہ اولاد نہیں ہے
صفحہ ۹۳	کہہ دینا موافق نص ہے	صفحہ ۹۳	امام ابن الہمام کے قول سے یہ ظاہر نہیں کہ تراویح کی
صفحہ ۹۴	حدیث نبوی است کہ ایک عمری علی صغیر کہایت کم	صفحہ ۹۴	آنحضرت رکعت ہی سنت میں نہ ہیں
صفحہ ۹۵	نفس قرصیہ تو بڑی نفوس ہی بابت میں مخالف	صفحہ ۹۵	ابن الہمام پر مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اعتراض ہے بارہ اشادہ سابقہ
صفحہ ۹۶	اور حضرت مجدد کا قول کہ اسکان آنحضرت صلی علیہ وسلم	صفحہ ۹۶	روایات بیس رکعت تراویح علماء مذہب اربعہ
صفحہ ۹۷	عالم انکار میں نہیں اس سے فوق ہے	صفحہ ۹۷	میں رکعت تراویح حدیث نبوی مرفوعہ سے ثابت ہیں
صفحہ ۹۸	آنحضرت صلی علیہ وسلم کو حکم انابت شکل کم کہے کا بطور	صفحہ ۹۸	اور ضعف سند بلکہ مضرب نہیں
صفحہ ۹۹	تواضع تھا	صفحہ ۹۹	امام ابن الہمام روئے کے قول کا جواب
صفحہ ۱۰۰	جامع براین کہ لفظ نص کے معنی سب سے	صفحہ ۱۰۰	حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں کہ ایک روز نبین کرتا ہے
صفحہ ۱۰۱	آنحضرت صلی علیہ وسلم کو ایک شراٹھا گناہ میں رکنا ہے	صفحہ ۱۰۱	جامع براین کی لاہری کثرت اس کے قول سے اور اس کے
صفحہ ۱۰۲	حدیث وودت قدرائیت اخلاقی سے جامع ہیں	صفحہ ۱۰۲	وہ قول میں تناقض
صفحہ ۱۰۳	بھائی کچھ بڑا جو ثابت کرتا ہے اس کا جواب	صفحہ ۱۰۳	اس کے ہی قول سے جامع براین کے قول سے امور عقیدہ متعلق
صفحہ ۱۰۴	یہ فرق پس خوردہ چلنے والا عبد اللہ بن عباس کی	صفحہ ۱۰۴	وجہ کثرت ہوا اور سال بریں کا طہ اس کی قول سے رد کیا
صفحہ ۱۰۵	ہو کچھ موافق حدیث کے مقام شیطانی ہے	صفحہ ۱۰۵	بحث محفل میلاد شریف
صفحہ ۱۰۶	معنی عرفی کی خلاف لغوی محلی مراد لینا	صفحہ ۱۰۶	نقل اقوال جلال الدین بابائی منکر محفل میلاد کی شدت کے
صفحہ ۱۰۷	بطور تامل کی عند العلماء مقبول نہیں	صفحہ ۱۰۷	بارہ میں اور ایسا کہ کافی دلیل شہرہ نہیں ہے
صفحہ ۱۰۸	قول کو میں اور اسات کا وہ بقصد تصانیعی عام ہو گیا	صفحہ ۱۰۸	صحابی رضی اللہ عنہ مخالف مفسر جماع کو نہ ہوئی تو کا کہانی
صفحہ ۱۰۹	ماثلت میں الشیخین فوت کسوت نہیں	صفحہ ۱۰۹	کی مخالفت کیونکر مضر ہوگی
صفحہ ۱۱۰	ماثلت میں لیون الانسان جن بات میں لیون	صفحہ ۱۱۰	مخالفت جہوری کی بدعت میں شمار کیجاتی ہے قول
صفحہ ۱۱۱	کسی سے اخوت ماثلت کے لازم نہ مقبول نہیں	صفحہ ۱۱۱	تخصی شعبی مخالفت غیر عام کے سبب غیر معتبر ہے
صفحہ ۱۱۲	جامع براین کا یہ مضمون کہ ایک رکعت و تہ پر	صفحہ ۱۱۲	اختلاف کی حالت میں قول اکثر کا لیا جاوے
صفحہ ۱۱۳	نہیں کہ صاحب انوار کی ایمان کا حکم ان خاصین	صفحہ ۱۱۳	اکھل پچھو سائل میں کلام کرنا جائز شغلی کا کام ہے

مین ہوتا ہے قرون ثلاثہ میں تھا بدعت ہوتا چاہے
اصل میلاد شدہ لیف ابن حجب کے بارہ مین
گفتا جامع برائین کی دیکھو
اس قول جامع برائین کا جو کہ روزہ عاشوراء بطور شکر تھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی اہل شریعت سابقین پر کرتی تھی
تو تابع کسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ تھی
اس قول جامع برائین کا جواب کہ عادیہ شکر و سحر کا
شائع ہو چکا ہے یا تھا

جامع برائین نے توفیق منوی حدیث کی کی
جامع برائین نے حدیث خالفوا الیہود بنما مع مسلم
عید عاشوراء میں وارد ہونا کہا اور بخاری و مسلم
میں یہ حدیث اس بارہ میں نہیں ہے
قول سلطان علی عادیہ صوم عاشوراء شکر ہونا تھا
ہر اور سلطان میں حضرت شکر بن عامر جو ہر اسکے خیال میں
عزیز و جلیل صحابہ رضی اللہ عنہم کا کیا ہر اور زمین
روزہ جائز ہے یا عاشوراء میں ہی جائز ہے

الزام بعد استدلال کے ہوتا ہے
فقہاء کی اتفاق کی ایک شخص مخالف ہوتا تو یہ استدلال
کوئی قید ہوتی تب ہی قول فصل حیات کی منافی نہیں ہوتی
خداوند کو شکی کی قدر حاجت زیادہ ہوتا جو روزہ
انکا ہی کتب سے مفہوم ہے

فاسق کو غسل میلاد میں ہلانے سے کچھ بڑی مصلحت نہیں
بیان ان احادیث کا جو اصول میلاد کے مین
فرقہ بندی کی عادت ہمیشہ کی ہے جو کہ ہر مسئلہ کی نسبت

غسل میلاد شریف بل اسلام کی بابت میں تھا
اجماع لاحق مع مخالفت سابقین کو مقبول ہے
اتفاق متحققین غیر مجہدین ہی مانند اجماع کے
حجت ہر اور قول صحیح بنیو و دنیا میں موقوف ہوا ہے
شکر بخاری کچھ والا جامع برائین نے لکھا تھا کہ
یہ صائق ہر اور حدیث غیر کتبہ و مین اس تقریر پر ہے
بعض محدثین نے صحیح محمد و دو مقدر
ہوئی مین بعض غیر محمد و دو غیر مقدر

توضیح کی عبارت مین جامع برائین کی عبارت
اجماع سند پر مبنی نہیں اور لہذا نہ حجت ہونا کا بیان
جامع برائین امام جلال الدین سیوطی کے قیاس کو
غیر صحیح اور اصل قیاس کو فاسد کہتا ہے
کوئی ایسی حدیث موجود نہیں جس میں غسل میلاد کو
جواز و قیاس جلال الدین بن محمد اس کے مخالف معلوم ہو
جامع برائین اپنی جہالت حکم تقدیر مطلق پر اجماع کرتا ہے
قیاس جلال الدین سیوطی و دیگر علماء کے
تقدیر مطلق لفظ لازم نہیں آتی

ان جہات کو علم اصول سے خبر نہیں اور یہ
تقدیر مطلق سے واقف نہیں
نام صاحب کے نزدیک حدیث ضعیف قیاس اولی
پس کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ میں دن میں روزہ
شکر کا ثبوت اور بیع الاول کے نصیب کا ثبوت
قرون ثلاثہ میں نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بدعت ہو کر روزہ
بخاری و مسلم و جلیل سند ثابت ہوئی ہے

یہ معنی حدیث ارحم الراحمین کی جامع برائے ان کے امتیاز ہے
قول جامع برائے ان کے امتیاز ہے کہ اجماع و استحسان کے
سند قیاس برائے ان کو جائز نہیں ہے
علماء مستبطن کی جو حدیث اجماع منقذ ہو جاتا ہے
بجاری فقہاء عرف و احوال ایک موضع و ایک زمانہ
کا ہی معتبر ہونا فرما ستمین
قول جامع برائے ان کے یہی جو کہ دس بار کمال ائمہ
من استی و طوبی لغربا کا مودر ہے
جلال الدین ابن حجر مستبطن من سے نبوی تو
قیاس انکو جائز نہ کرنا انکا قیاس سند اجماع کی ہے
انکالینے و امیک حقیقہ ہے جو کہ دس بار کمال ائمہ
جامع برائے ان کے دست اہل حرمین شریفین یا کہ کمال ہے
جو علم اہل دینی و بدعت فساد تخریج میں دینی و بدعت
عادت فواحش کی جو آیات جو کفار کے حق میں نازل
ہیں مومنین کے حق میں نہیں ہے
وہ یہ آیت انکذا ایماہم و انکذا مومنین کے حق میں نہیں
استحسان کے واسطے تمام علماء کا اتفاق مشہور ہوگا
تو قیاحت کی سب سے ہی مشہور ہوگا
نصائر قابل میں کر اشی کی تخصیص ہی تعارف تعاملی
ہو جاتی ہے
اہل بدعت بہتر فوہم نام ہا یہی دس مرتبہ ان کے کمال ہے

بحث قیام میلاد شریف

عبارات سیرت شامی وغیرہ دربارہ قیام میلاد شریف

حدیث پیش کر کے اٹھانا چاہتے ہیں
جامع برائے ان کے و چون علماء کے فتوے کو
غیر ملتفت الیہا کہتا ہے نہ فرقہ بدعیہ
جامع برائے ان کے محفل میلاد کو صلوة رنائب
پر قیاس کرنا جہالت ہے
صلوة رنائب و اجماع علماء کہ نہ صرف عظیم من نہیں
آیت من تخریف معنی کی ہے
اجرت و صدقہ کو ایک روایت تخریف معنی کی ہے
آیت و العالین علیہا کی طرح معلین اور دریک
بالجہ کمال نہیں
جریطی سنی بھی تخریف و مسیح و کمال ہے
حدیث لایزال طائف سے مراد عرب یا
اہل بیت المقدس یا دونوں میں
ہما یوں وغیرہ بادشاہ عادلین کا ذکر واسطے ناسد
ثبوت محفل میلاد کی طریقہ علماء کے
اس طرح دلیل استحسان محفل میلاد شریف یا انکی
اہل بدعت دینی علماء جن جن لغز علماء مسلمین ہیں
علماء اہل بدعت اول کسی زیادہ ہوئی علماء
اہل سنت سے ناب زیادہ ہیں نہ ہو سکتے
عقیدہ جامع برائے ان کے خلاف حدیث کر کے کجاعت
علماء کہ حق پر جاتا ہو اور جماعت کثیرہ علماء کہ باطن

کی گنگوہی طاقاری جلال الدین سیوطی ابن حجر
ابن جزری وغیرہ اہل سنت نہیں جانتا

۲۰۱ قیام کے بارہ میں جسک آیت کا ذکر وادق
 وقعود کے اور اس وجہ بیان جامع پر اسکی صفحہ ۲۲۲
 قیام کو کوئی فرض واجب نہیں کہتا ہے صفحہ ۲۲۲
 تقید مطلق لازم نہیں ہے
 تقید مطلق کا مقتضی احباب شی زائد علی الطہر صفحہ ۲۲۲
 مسلمانوں پر فرض اور جو بیت کا ذکر کرتا ہے صفحہ ۲۲۲
 یہ بدعتی حرام ہے
 قیام دست بستہ بخشوع و تموت کو باہر کے صفحہ ۲۲۲
 عبادت کہنا بلا دلیل ہے
 بر مسلمان پر واجب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر صفحہ ۲۲۲
 کرتے یا نہ کرتے تو غصہ و خشم کرے
 اتہا باندہ ناف کر نیچے وقت تعظیم کے ہی صفحہ ۲۲۲
 عبادت کے ساتھ خاص نہیں ہے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منع فرمانا بطور نبی صفحہ ۲۲۲
 عن المسلم کہ تمنا بطور شفقت تھا
 قعبا رخصت اعوان قاضی کا کہہ رہا تھا صفحہ ۲۱۳
 بیت کے درست فرمانے میں
 قول بستر شامی لا اصل لہا سے قیام بستر صفحہ ۲۲۱
 سید نہواہر صحت حسنہ مراد ہے اس
 پر چند قوانین کا ذکر
 گنگوہی نے اپنی طرف سے بغیر اور کسی کتاب کے صفحہ ۲۲۲
 یہ قاعدہ گہرا کہ بعت کے ساتھ جہاں لاصل
 لہا پر توجہ دین بعت سید مراد ہوئی ہے صفحہ ۲۲۲
 آیت وحدیث کو اپنے زعم کی موافق کر کے لگی صفحہ ۲۲۲

نقص قرار دینا اور اجمل کے خلاف نظر بار فرقہ بدھ پر رکھتا ہے
 جس اختلاف میں ایک دوسری کوئی تفصیل
 کر کے تو غیر اکثر کا یہی قول معتبر ہے
 گنگوہی نے کسی معتبر کے قول سے یہ ثابت کیا کہ مراد
 شامی کی اس بعت سیدی نہ کوئی دلیل لایا
 جس کلمہ کی اصل عدم حزم پر کسی یسینی امر میں ہی بولتا
 جاتا ہے
 مولف انوار مولوی احمد علی کو منکر میلاد شریف تعین ماننا
 یہ کلیہ منقوض ہو کہ خوف براقتصادی مولم سے کوئی امر
 مکروہ ہو جائے
 رسالہ برامین کا مدار ان دو اصل تقید مطلق
 اور شبہ کفار پر رکھا ہے
 جو کہ دن روزہ مکروہ چلے گی حکمت علما نے یہ بات کی
 جلد سے امام حنفیہ امام محمد و دیگر فقہاء کے نزدیک
 جو کار و روزہ تھا یہی مستحب ہے
 امام نووی کی عبارت صلوۃ رغبائے بارہ میں جو نے نقل کی
 گنگوہی عامی محض ہے اقتداء فقہاء کی اسکو واجب ہے
 شرح منہج گیری سے صلوۃ رغبائے کراہت کی وجہ
 مجلس میلاد حرام و بدعت ضلالت ہوئی تو تمام مجتہدین
 ضال مطلق و متکبر حرام کی ہوئی
 جب ایسی تحقیقین مجتہدین کا یہ حال موافق قول گنگوہی
 ہونا لازم آیا تو دین میں فتور پر گہب
 محفل میلاد و ذبیحہ وسیلہ محبت اختلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پر عبادت کی اراکان و شرائط و محفوظات علمہ علیہ السلام

۲۵۲ صفحہ	ہوئی ہیں ایک دوسرے میں جانتے ناظرین	۲۵۰ صفحہ	حضور مجلس کثیر حاضرین کی غارت ہو جاتا ہے
۲۵۳ صفحہ	جسکے یہ ثابت نہ ہو جاوے کہ تو اعدا کیا رخنہ	۲۵۱ صفحہ	فروش و لیاط کو غیر مشروع اکل بچو کہ رہے
۲۵۴ صفحہ	دو نوین جاری ہیں گنگوئی کا رس کہ کتاب جنگ	۲۵۲ صفحہ	سورت کی تعین جو جسے مکروہ ہر وہیوم میں
۲۵۵ صفحہ	شاخ شہید کے قتلے فقط نازین مکروہ ہونا	۲۵۳ صفحہ	قیاس میں چار چیزیں ہوتی ہیں
۲۵۶ صفحہ	معلوم ہے عموم مفہوم نہیں	۲۵۴ صفحہ	قیاس بھی گنگوئی کے کیا وہی باطل
۲۵۷ صفحہ	کسی امر کی فعل ترک میں مد رک دلیل شرع	۲۵۵ صفحہ	عدم المد رک حکم مخصوص فی واقعہ و مد رک للاباحۃ
۲۵۸ صفحہ	نہ نہ ہو دلیل شرعی و مد رک شرعی سے	۲۵۶ صفحہ	انام صاحب ملازمت و مدامت اس وقت مکروہ جائز ہیں
۲۵۹ صفحہ	تراویح کا ثبوت قرآن سے واضح ہے	۲۵۷ صفحہ	کہ غیر کے جواز کا اعتقاد نہ ہو
۲۶۰ صفحہ	مجلس سلاطین و شریف ہی مجلس عقوبتین داخل ہے	۲۵۸ صفحہ	مطلق عام سے فرض ثابت ہو سکے تو درعیہ کی تعلیم
۲۶۱ صفحہ	یہ نادانی کہ تعین سورت قرآن جو نازین مکروہ ہے	۲۵۹ صفحہ	و تخصیص فیض اعتقاد کہ جو اس وقت تعلیم مطلق تخصیص
۲۶۲ صفحہ	اسیج میت مجلس قیاس کا کتاب ہے	۲۶۰ صفحہ	سوی قول نام کو دیکھ قول پر فتویٰ نہ دیا جاوے
۲۶۳ صفحہ	ایسی عبارت عدم تعین پر دلیل کو کڑا کر	۲۶۱ صفحہ	گنگوئی بیرون حوالہ کسی محقق باب تعالیٰ بتاتا ہے
۲۶۴ صفحہ	جمعہ منافعت تخصیص ہار و سونیکا قائل ہے	۲۶۲ صفحہ	بیرون ایسے لفظ یا قرآن کے آنحضرت صلعم کی احضار
۲۶۵ صفحہ	محفل سلاطین و شریفی زائد از قرع حاجت وسطے	۲۶۳ صفحہ	یا منع مراد لینا درست ہو تو کوئی حکم دلی حدیث ہو
۲۶۶ صفحہ	تعلیم کے کوئی آئینہ نہیں درست معلوم ہے	۲۶۴ صفحہ	کہا جاسکتا ہے کہ اشارۃً منع فرما دیا ہے
۲۶۷ صفحہ	ایسے کو انصر و کراہی ذکر کی تعلیم ایسی ہے جس کی	۲۶۵ صفحہ	ایک لاکھ صحابہ کو جو کہ آنحضرت نے انشغال
۲۶۸ صفحہ	ذکر کی تعلیم اس قیام وقت و وقت کا جواب تھا ہو گیا	۲۶۶ صفحہ	فرمایا بیس سے زیادہ مجتہد نے
۲۶۹ صفحہ	آنحضرت صلعم کی ذکر کی مجلس راستہ تکریضے تو	۲۶۷ صفحہ	واقعہ حال ہونا اس وقت قابل حجت نہیں کہ غیر عی
۲۷۰ صفحہ	عوام جملہ مکروہین حقارت امانت ہوگی	۲۶۸ صفحہ	بھی معتدل ہووے
۲۷۱ صفحہ	اگر عیوض و جاتی تو ہمیشہ کے تہجی کر گئے	۲۶۹ صفحہ	اپنی مطلب غاصد کی واسطے تو قول شاخ شہید پیش کیا ہو
۲۷۲ صفحہ	واحد لاکھ لاکھ لاکھ احمدی بھی بن مہینہ نہ کر گیا	۲۷۰ صفحہ	مطلب کے خلاف ہووے تو شاخ شہید کے قول کو لا
۲۷۳ صفحہ	ایسی لغو و بے فکر لکھائی کی ہر کہ تمام و عطل	۲۷۱ صفحہ	یہ باب بنایا جاوے
۲۷۴ صفحہ	ہی مکروہ ہوئے جاتی ہیں	۲۷۲ صفحہ	ملا علی قاری تحت حدیث عاصم بن کلثب کے ماکین
۲۷۵ صفحہ	سرسہ نفر ارہو کا حاضرین مجلس حتیٰ میں	۲۷۳ صفحہ	کو بہت ہیوم وغیرہ نو لاکھ محمول چند کھان میں کر چکے ہیں

۲۸۹
صفحہ
۲۹۰
صفحہ
۲۹۱
صفحہ
۲۹۲
صفحہ
۲۹۳
صفحہ
۲۹۴
صفحہ
۲۹۵
صفحہ
۲۹۶
صفحہ
۲۹۷
صفحہ
۲۹۸
صفحہ
۲۹۹
صفحہ
۳۰۰
صفحہ
۳۰۱
صفحہ
۳۰۲
صفحہ
۳۰۳
صفحہ
۳۰۴
صفحہ
۳۰۵
صفحہ
۳۰۶
صفحہ
۳۰۷
صفحہ
۳۰۸
صفحہ
۳۰۹
صفحہ
۳۱۰
صفحہ
۳۱۱
صفحہ
۳۱۲
صفحہ
۳۱۳
صفحہ
۳۱۴
صفحہ
۳۱۵
صفحہ
۳۱۶
صفحہ
۳۱۷
صفحہ
۳۱۸
صفحہ
۳۱۹
صفحہ
۳۲۰
صفحہ
۳۲۱
صفحہ
۳۲۲
صفحہ
۳۲۳
صفحہ
۳۲۴
صفحہ
۳۲۵
صفحہ
۳۲۶
صفحہ
۳۲۷
صفحہ
۳۲۸
صفحہ
۳۲۹
صفحہ
۳۳۰
صفحہ
۳۳۱
صفحہ
۳۳۲
صفحہ
۳۳۳
صفحہ
۳۳۴
صفحہ
۳۳۵
صفحہ
۳۳۶
صفحہ
۳۳۷
صفحہ
۳۳۸
صفحہ
۳۳۹
صفحہ
۳۴۰
صفحہ
۳۴۱
صفحہ
۳۴۲
صفحہ
۳۴۳
صفحہ
۳۴۴
صفحہ
۳۴۵
صفحہ
۳۴۶
صفحہ
۳۴۷
صفحہ
۳۴۸
صفحہ
۳۴۹
صفحہ
۳۵۰
صفحہ
۳۵۱
صفحہ
۳۵۲
صفحہ
۳۵۳
صفحہ
۳۵۴
صفحہ
۳۵۵
صفحہ
۳۵۶
صفحہ
۳۵۷
صفحہ
۳۵۸
صفحہ
۳۵۹
صفحہ
۳۶۰
صفحہ
۳۶۱
صفحہ
۳۶۲
صفحہ
۳۶۳
صفحہ
۳۶۴
صفحہ
۳۶۵
صفحہ
۳۶۶
صفحہ
۳۶۷
صفحہ
۳۶۸
صفحہ
۳۶۹
صفحہ
۳۷۰
صفحہ
۳۷۱
صفحہ
۳۷۲
صفحہ
۳۷۳
صفحہ
۳۷۴
صفحہ
۳۷۵
صفحہ
۳۷۶
صفحہ
۳۷۷
صفحہ
۳۷۸
صفحہ
۳۷۹
صفحہ
۳۸۰
صفحہ
۳۸۱
صفحہ
۳۸۲
صفحہ
۳۸۳
صفحہ
۳۸۴
صفحہ
۳۸۵
صفحہ
۳۸۶
صفحہ
۳۸۷
صفحہ
۳۸۸
صفحہ
۳۸۹
صفحہ
۳۹۰
صفحہ
۳۹۱
صفحہ
۳۹۲
صفحہ
۳۹۳
صفحہ
۳۹۴
صفحہ
۳۹۵
صفحہ
۳۹۶
صفحہ
۳۹۷
صفحہ
۳۹۸
صفحہ
۳۹۹
صفحہ
۴۰۰
صفحہ
۴۰۱
صفحہ
۴۰۲
صفحہ
۴۰۳
صفحہ
۴۰۴
صفحہ
۴۰۵
صفحہ
۴۰۶
صفحہ
۴۰۷
صفحہ
۴۰۸
صفحہ
۴۰۹
صفحہ
۴۱۰
صفحہ
۴۱۱
صفحہ
۴۱۲
صفحہ
۴۱۳
صفحہ
۴۱۴
صفحہ
۴۱۵
صفحہ
۴۱۶
صفحہ
۴۱۷
صفحہ
۴۱۸
صفحہ
۴۱۹
صفحہ
۴۲۰
صفحہ
۴۲۱
صفحہ
۴۲۲
صفحہ
۴۲۳
صفحہ
۴۲۴
صفحہ
۴۲۵
صفحہ
۴۲۶
صفحہ
۴۲۷
صفحہ
۴۲۸
صفحہ
۴۲۹
صفحہ
۴۳۰
صفحہ
۴۳۱
صفحہ
۴۳۲
صفحہ
۴۳۳
صفحہ
۴۳۴
صفحہ
۴۳۵
صفحہ
۴۳۶
صفحہ
۴۳۷
صفحہ
۴۳۸
صفحہ
۴۳۹
صفحہ
۴۴۰
صفحہ
۴۴۱
صفحہ
۴۴۲
صفحہ
۴۴۳
صفحہ
۴۴۴
صفحہ
۴۴۵
صفحہ
۴۴۶
صفحہ
۴۴۷
صفحہ
۴۴۸
صفحہ
۴۴۹
صفحہ
۴۵۰
صفحہ
۴۵۱
صفحہ
۴۵۲
صفحہ
۴۵۳
صفحہ
۴۵۴
صفحہ
۴۵۵
صفحہ
۴۵۶
صفحہ
۴۵۷
صفحہ
۴۵۸
صفحہ
۴۵۹
صفحہ
۴۶۰
صفحہ
۴۶۱
صفحہ
۴۶۲
صفحہ
۴۶۳
صفحہ
۴۶۴
صفحہ
۴۶۵
صفحہ
۴۶۶
صفحہ
۴۶۷
صفحہ
۴۶۸
صفحہ
۴۶۹
صفحہ
۴۷۰
صفحہ
۴۷۱
صفحہ
۴۷۲
صفحہ
۴۷۳
صفحہ
۴۷۴
صفحہ
۴۷۵
صفحہ
۴۷۶
صفحہ
۴۷۷
صفحہ
۴۷۸
صفحہ
۴۷۹
صفحہ
۴۸۰
صفحہ
۴۸۱
صفحہ
۴۸۲
صفحہ
۴۸۳
صفحہ
۴۸۴
صفحہ
۴۸۵
صفحہ
۴۸۶
صفحہ
۴۸۷
صفحہ
۴۸۸
صفحہ
۴۸۹
صفحہ
۴۹۰
صفحہ
۴۹۱
صفحہ
۴۹۲
صفحہ
۴۹۳
صفحہ
۴۹۴
صفحہ
۴۹۵
صفحہ
۴۹۶
صفحہ
۴۹۷
صفحہ
۴۹۸
صفحہ
۴۹۹
صفحہ
۵۰۰
صفحہ

کعبی گنگوہی کی کچھ نازل پر اعتراض کرتا ہے
اب گنگوہی دوسری اصل تشبیہ بقدریں کا نام لیتے ہیں
المطلق بجزی علی اطلاق او سکا مقصدی نہیں
کہ جزیہ شایہ پایا جاوے تو کل تشباہ کا حکم ہے
حالت نماز میں تشبیہ معتبر ہوئے خارج نماز
معتبر ہونا لازم نہیں آتا
نماز میں اور بوقت نماز رکعت کو باوجودیکہ جزیہ
تشبیہ موجود لکن اعتبار نہیں
تشبیہ ناقص علم اس کے نزدیک معتبر نہیں
فرايض و واجبات میں تشبیہ کا اعتبار نہیں
یہ پہلی گنگوہی کی ہے
حدیث و فقہین استنباط سے اپنی مذمت ثابت
قول گنگوہی کا تنہا روزہ عاشور کا کسی کے
نزدیک معتبر نہیں
ایسے غلط سبیل شکم سے نکالنا احبار
و رہبان کا کام ہے
غصا عبارت اس کے ہے کہ جس سے پہچا جاوے
گنگوہی نے مخالف حنفیہ و شافعیہ کے تیسرا
راستہ نکالا
جلد امتحان بیض و دیوبند کا شایہ
استحسان مدارس انگریزوں کی
انصاف نے خوبی و مقبولیت مدرسہ
دیوبند نوم محمول سے ثابت کی
گہا ناما سنہ رکھ کر ہاتھ اٹھانے کا ثبوت

۲۸۹
صفحہ
۲۹۰
صفحہ
۲۹۱
صفحہ
۲۹۲
صفحہ
۲۹۳
صفحہ
۲۹۴
صفحہ
۲۹۵
صفحہ
۲۹۶
صفحہ
۲۹۷
صفحہ
۲۹۸
صفحہ
۲۹۹
صفحہ
۳۰۰
صفحہ
۳۰۱
صفحہ
۳۰۲
صفحہ
۳۰۳
صفحہ
۳۰۴
صفحہ
۳۰۵
صفحہ
۳۰۶
صفحہ
۳۰۷
صفحہ
۳۰۸
صفحہ
۳۰۹
صفحہ
۳۱۰
صفحہ
۳۱۱
صفحہ
۳۱۲
صفحہ
۳۱۳
صفحہ
۳۱۴
صفحہ
۳۱۵
صفحہ
۳۱۶
صفحہ
۳۱۷
صفحہ
۳۱۸
صفحہ
۳۱۹
صفحہ
۳۲۰
صفحہ
۳۲۱
صفحہ
۳۲۲
صفحہ
۳۲۳
صفحہ
۳۲۴
صفحہ
۳۲۵
صفحہ
۳۲۶
صفحہ
۳۲۷
صفحہ
۳۲۸
صفحہ
۳۲۹
صفحہ
۳۳۰
صفحہ
۳۳۱
صفحہ
۳۳۲
صفحہ
۳۳۳
صفحہ
۳۳۴
صفحہ
۳۳۵
صفحہ
۳۳۶
صفحہ
۳۳۷
صفحہ
۳۳۸
صفحہ
۳۳۹
صفحہ
۳۴۰
صفحہ
۳۴۱
صفحہ
۳۴۲
صفحہ
۳۴۳
صفحہ
۳۴۴
صفحہ
۳۴۵
صفحہ
۳۴۶
صفحہ
۳۴۷
صفحہ
۳۴۸
صفحہ
۳۴۹
صفحہ
۳۵۰
صفحہ
۳۵۱
صفحہ
۳۵۲
صفحہ
۳۵۳
صفحہ
۳۵۴
صفحہ
۳۵۵
صفحہ
۳۵۶
صفحہ
۳۵۷
صفحہ
۳۵۸
صفحہ
۳۵۹
صفحہ
۳۶۰
صفحہ
۳۶۱
صفحہ
۳۶۲
صفحہ
۳۶۳
صفحہ
۳۶۴
صفحہ
۳۶۵
صفحہ
۳۶۶
صفحہ
۳۶۷
صفحہ
۳۶۸
صفحہ
۳۶۹
صفحہ
۳۷۰
صفحہ
۳۷۱
صفحہ
۳۷۲
صفحہ
۳۷۳
صفحہ
۳۷۴
صفحہ
۳۷۵
صفحہ
۳۷۶
صفحہ
۳۷۷
صفحہ
۳۷۸
صفحہ
۳۷۹
صفحہ
۳۸۰
صفحہ
۳۸۱
صفحہ
۳۸۲
صفحہ
۳۸۳
صفحہ
۳۸۴
صفحہ
۳۸۵
صفحہ
۳۸۶
صفحہ
۳۸۷
صفحہ
۳۸۸
صفحہ
۳۸۹
صفحہ
۳۹۰
صفحہ
۳۹۱
صفحہ
۳۹۲
صفحہ
۳۹۳
صفحہ
۳۹۴
صفحہ
۳۹۵
صفحہ
۳۹۶
صفحہ
۳۹۷
صفحہ
۳۹۸
صفحہ
۳۹۹
صفحہ
۴۰۰
صفحہ

سبیل حق کو اٹھانا جاہل ہے
جس طرح گنگوہی عبارات کتب اپنی معنی بنا لی ہوئی
پر محمول کرتا ہے جو محمول کرتے ہیں
حدیث اکرم و محدثات الامور میں تشبیہ بقوم سے ہے
کی منوعیت ثابت کرنا یہ اپنی قابل مضحکہ ہے
انحضرت صلعم کی دعا فرمائیے بطور معجزہ زیادت
طعام ہوئی تھی کہ تم مومنین و اولیاء کی دعا سے
بطور معونت و کرامت زیادت ممکن ہے
احتمال امید اس امر کی خواہ کرنا اس کے کافی ہے
اس قول گنگوہی کا جواب کہ فاتحہ افشا و طعام ہے
گنگوہی کا حدیث کے معنی میں غلطی کرنا
گنگوہی کی تمام عمر گزری اوطاع کے مستند معلوم ہوئے
اپنی مطلب کے سوا حق جانکر عبارت ملا علی قاری پیش
کرتا ہے اور میلاد شریف کے بارہ میں نہیں مانتا
بعض امور شریعہ ایسے ہیں کہ وہ محدود و محصور ہیں
چنانچہ ان کا راز اور بعض امور محصور و محدود ہیں
اباحت کے واسطے اس قدر کافی ہے کہ وہ سبیل
خاص کرامت و حرمت ہوں گے
رفعیہ میں فاتحہ کا انکار تقدیر مطلق پر مبنی ہے یہ
بہی حرام ہونا چاہیے
مطلق دعا کی واسطے مرزا و دیگر کان میں تشبیہ بقوم
ایک نص یہی ایسی پیش کر سکا جس سے طعام پر
دعا اور فاتحہ اٹھانے کی منوعیت ثابت ہووے
قصیدہ عرس بزرگوں کی شاہ صاحب نے ثابت کی

۳۲۹
صفحہ
۳۳۰
صفحہ
۳۳۱
صفحہ
۳۳۲
صفحہ
۳۳۳
صفحہ
۳۳۴
صفحہ
۳۳۵
صفحہ
۳۳۶
صفحہ
۳۳۷
صفحہ
۳۳۸
صفحہ

ما یصح الحدیث علی العلماء علی قدر
کتابہ شاہ صاحب نے حدیث بطور تصحیح
اور دلیل کی نہیں لکھی
گنگوہی کا قول صحیح ہوگا تو شاہ صاحب کا نسخہ
و فری ہو نا لازم آویگا
حسرت کی واسطے دلیل قطعی الثبوت ذکر است
تحریجی کی واسطے قطعی الثبوت چاہی
برعت مثل کراہت یا رواف کراہت ہے
و تا یہ تغیر حکم کر سہیں دین میں وہ چیز داخل
کر سہیں جو دین میں سے نہیں تھی و کراہت
شاہ صاحب کو گنگوہی نے در پر وہ مرتب کر کے
ایسے ایمان پر افسوس کرا چاہو کہ آنحضرت صلعم
کو بھائی بنا تا کہ کچھ نہیں اور پھر سے طے کر
مانا کہ دنیا را جو جاوے
گنگوہی کو پتے چل مرگ پر گھنٹہ پر خود کو
مانند امام ابی یوسف و امام محمد زعم کرتا ہے
اصحاب امام حسین کہا کہ کہہ میں کہنے پائے
استاد کی مخالفت نہیں کی
بڑے بڑے محققین نے اساتذہ کی مخالفت
گنگوہی کے نزدیک یہ اکابر مجوز حرام و کفر کی ہیں
اس نے آنحضرت صلعم کی حاضر حاضر جانی کو اور خط
و خطاب کو کفر لکھا تھا
حضور آنحضرت صلعم کی روحانیت کا ثابت ہوا
لفظ اسبابا طبعیہ قدیم فقہ اکبر میں نہیں ہے

۳۲۹
صفحہ
۳۳۰
صفحہ
۳۳۱
صفحہ
۳۳۲
صفحہ
۳۳۳
صفحہ
۳۳۴
صفحہ
۳۳۵
صفحہ
۳۳۶
صفحہ
۳۳۷
صفحہ
۳۳۸
صفحہ

فقیر اللہ نے زیادہ کر دیا اس سے لیکر گنگوہی نے بڑا کیا
طریق معلوم ہوئے گنگوہی تبین بتا ہے
منصفین غور کریں کہ دین میں رشتہ گری گنگوہی
کر تا ہے یا صاحب انوار
الہام اولیا کو باطل دلیل سے گنگوہی نجات کر تا ہے
الہام و اولیا بدون علم ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ
کی طرف سے جو بار و رحمت آنحضرت صلعم کی طرف سے
مستحق نہیں ہوتا
کشف و الہام تفکر یا قبول گنگوہی فریب ہی
ہو تو مولوی اسماعیل کی ہی فریب ہی ثابت ہوگی
اسکی خبر گنگوہی کو کس طرح ہوئی کہ وہ جو نہیں تیار
ہوا ہے اور کونسی دلیل شرعی سے یہ قول مولوی
اسماعیل قبول کر لیا
یا ایمان گنگوہی کا ہے کہ آنحضرت صلعم کی غیب الی اسق
ہی نہیں قبول کرتا کہ جس خبر جو جاتی ہے اور مولوی اسماعیل
کے قول کو سمجھتا ہے یا غیب الی غوث اعظم و خواجہ بابا
الدین کی بیان کرتے
مولوی اسماعیل پر گنگوہی قطعی جتنی ہو یا حکم کر تا ہے
یہ عقائد کے خلاف ہے
گنگوہی کو کسی دہائی نے آج تک مولوی اسماعیل کی قطعی
جتنی کہہ دینے سے یہ نہ کہا کہ دعویٰ جنہو علم کیا ہے
اس آیت وحدیت سے مولوی اسماعیل کا خدا گتیاں لے کے
نزدیک متقی و ولی ہونا اگر ثابت نہیں
تھی وہاں مولوی اسماعیل کا بزرگ و جلیل جنت یقیناً و قطعاً نہیں

صفحہ ۳۲۰
صفحہ ۳۲۱
صفحہ ۳۲۲
صفحہ ۳۲۳
صفحہ ۳۲۴
صفحہ ۳۲۵
صفحہ ۳۲۶
صفحہ ۳۲۷
صفحہ ۳۲۸
صفحہ ۳۲۹
صفحہ ۳۳۰
صفحہ ۳۳۱
صفحہ ۳۳۲
صفحہ ۳۳۳
صفحہ ۳۳۴
صفحہ ۳۳۵
صفحہ ۳۳۶
صفحہ ۳۳۷
صفحہ ۳۳۸
صفحہ ۳۳۹
صفحہ ۳۴۰
صفحہ ۳۴۱
صفحہ ۳۴۲
صفحہ ۳۴۳
صفحہ ۳۴۴
صفحہ ۳۴۵
صفحہ ۳۴۶
صفحہ ۳۴۷
صفحہ ۳۴۸
صفحہ ۳۴۹
صفحہ ۳۵۰
صفحہ ۳۵۱
صفحہ ۳۵۲
صفحہ ۳۵۳
صفحہ ۳۵۴
صفحہ ۳۵۵
صفحہ ۳۵۶
صفحہ ۳۵۷
صفحہ ۳۵۸
صفحہ ۳۵۹
صفحہ ۳۶۰
صفحہ ۳۶۱
صفحہ ۳۶۲
صفحہ ۳۶۳
صفحہ ۳۶۴
صفحہ ۳۶۵
صفحہ ۳۶۶
صفحہ ۳۶۷
صفحہ ۳۶۸
صفحہ ۳۶۹
صفحہ ۳۷۰
صفحہ ۳۷۱
صفحہ ۳۷۲
صفحہ ۳۷۳
صفحہ ۳۷۴
صفحہ ۳۷۵
صفحہ ۳۷۶
صفحہ ۳۷۷
صفحہ ۳۷۸
صفحہ ۳۷۹
صفحہ ۳۸۰
صفحہ ۳۸۱
صفحہ ۳۸۲
صفحہ ۳۸۳
صفحہ ۳۸۴
صفحہ ۳۸۵
صفحہ ۳۸۶
صفحہ ۳۸۷
صفحہ ۳۸۸
صفحہ ۳۸۹
صفحہ ۳۹۰
صفحہ ۳۹۱
صفحہ ۳۹۲
صفحہ ۳۹۳
صفحہ ۳۹۴
صفحہ ۳۹۵
صفحہ ۳۹۶
صفحہ ۳۹۷
صفحہ ۳۹۸
صفحہ ۳۹۹
صفحہ ۴۰۰

منصفین کو ان واپس کی ہٹ دہری پر غور کرنا
سچا پر آنحضرت صلعم کے روحانیت کی خصوصیت
بارہ میں تو تمام کا اعتبار ہونا واپس ہاتھ لگنا
اٹھایا جاوے اور درپردہ دیوبند کا تراب اور آنحضرت
صلعم کو روئے آجانبہ سبب طیار دیوبند تمام کو بے جا
جسب لگائی گئی عقیقہ دہر قلبی بتاتا ہے
تو یہ او عار غیب انی ہے
مسلمانوں پریشان لگانا نہ کہ آنحضرت
صلعم کو عالم بالذات کا جانتے ہیں
ہستان اپنی طرف لگا کر مسلمین کو کافر بنا
گئی گوی کے نزدیک جائز ہے تو مولوی
اسمعیل نے جو لیکن کذب الخ
اب حال آیت عمدہ مفتح الغیب صلعم کرنا چاہے
یہی جواب حدیث انا لا اوری
عن ابی صلعم مفتح الغیب خمس الحدیث اس
پانچ چیز مخصوص کرادین
آنحضرت صلعم کو خدا تعالیٰ نے کائنات کی اطلاع دی
ان پانچ چیز کا علم ذاتی با واسطہ سوائے خدا تعالیٰ
کے کسی کو نہیں
اسکا حال خدا رسول کی گواہی کلیہ کا نہ ہوتا ہے
کہ ان لوگوں میں سے جو کہ انکو بعض غیوب کے اظہار ہوئی
انکا غیوب فی انبیاء و اولیاء فی العفایہ و فیہ
وایہ بنو واسطہ اپنی زبان کو حجت ماننے میں
لام نہائی تفسیر کو چون فریقین علی غیب صید نہ ہوتا

صفحہ ۳۲۰
صفحہ ۳۲۱
صفحہ ۳۲۲
صفحہ ۳۲۳
صفحہ ۳۲۴
صفحہ ۳۲۵
صفحہ ۳۲۶
صفحہ ۳۲۷
صفحہ ۳۲۸
صفحہ ۳۲۹
صفحہ ۳۳۰
صفحہ ۳۳۱
صفحہ ۳۳۲
صفحہ ۳۳۳
صفحہ ۳۳۴
صفحہ ۳۳۵
صفحہ ۳۳۶
صفحہ ۳۳۷
صفحہ ۳۳۸
صفحہ ۳۳۹
صفحہ ۳۴۰
صفحہ ۳۴۱
صفحہ ۳۴۲
صفحہ ۳۴۳
صفحہ ۳۴۴
صفحہ ۳۴۵
صفحہ ۳۴۶
صفحہ ۳۴۷
صفحہ ۳۴۸
صفحہ ۳۴۹
صفحہ ۳۵۰
صفحہ ۳۵۱
صفحہ ۳۵۲
صفحہ ۳۵۳
صفحہ ۳۵۴
صفحہ ۳۵۵
صفحہ ۳۵۶
صفحہ ۳۵۷
صفحہ ۳۵۸
صفحہ ۳۵۹
صفحہ ۳۶۰
صفحہ ۳۶۱
صفحہ ۳۶۲
صفحہ ۳۶۳
صفحہ ۳۶۴
صفحہ ۳۶۵
صفحہ ۳۶۶
صفحہ ۳۶۷
صفحہ ۳۶۸
صفحہ ۳۶۹
صفحہ ۳۷۰
صفحہ ۳۷۱
صفحہ ۳۷۲
صفحہ ۳۷۳
صفحہ ۳۷۴
صفحہ ۳۷۵
صفحہ ۳۷۶
صفحہ ۳۷۷
صفحہ ۳۷۸
صفحہ ۳۷۹
صفحہ ۳۸۰
صفحہ ۳۸۱
صفحہ ۳۸۲
صفحہ ۳۸۳
صفحہ ۳۸۴
صفحہ ۳۸۵
صفحہ ۳۸۶
صفحہ ۳۸۷
صفحہ ۳۸۸
صفحہ ۳۸۹
صفحہ ۳۹۰
صفحہ ۳۹۱
صفحہ ۳۹۲
صفحہ ۳۹۳
صفحہ ۳۹۴
صفحہ ۳۹۵
صفحہ ۳۹۶
صفحہ ۳۹۷
صفحہ ۳۹۸
صفحہ ۳۹۹
صفحہ ۴۰۰

نہی و سارو غیر ہم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے
غیب کی خبر نہ ہوتی ہے
شاہ ولی اللہ دہلوی میں اپنے والد کے زمانہ میں
آنحضرت کا کشف ایک ملک پنجاب میں لانا لکھتے ہیں
وہو کہ گنگوہی کا ہر کہ دلیل قطعی نہ ہو تو اس کا
اعتبار نہیں
مولوی قاسم نے اثر عبد اللہ بن عباسؓ فی کل
ارض نبی الخ کو حجت قرار دی
حال مدارات و حدیث کا معلوم ہوا اور جو از رخصت
مدارات ظاہر نہ ہوئی
عدم عمل کو رخصت پر تقدیری فی حدود اللہ قرار دیا
ان عبارات فقہ سے واضح ہو کہ سنت و تنبیہ کا ترک
اقتصران بدعت و منکر و مضہ کی سبب ضرر دین ہے
گنگوہی کے یہ بیان غیب کذب کو کام فرمایا
کہا خدا شہوت ایک صلوع میں حج ہی ساقط ہو سکتا ہے
گنگوہی جو خدا شہوت وقت مختار سے جو سامع
خبر کا مکروہ بلکہ منع بتاتا ہے
یہ قول گنگوہی کا مخالف ہی عبارت ملا علی قاری
و تمام جہان کے ہو
حجت اہل دول طالب آرام کے واسطے مانع آئے
کہ کہیں گے کہ نماز نفوت نہ ہو جاوے
ہے اور پر فرض نجاسینک
تحت بالخیر

بِذَلِكَ يُطْفِئُونَ نَارَ بَاطِنِهِمْ وَأَلِلُّوا نَارَ الْكَافِرِينَ

وَمَنْ ذِي الْكِبَرِ إِذَا تَلَقَّى نَوْزِيَّةً قَبْلَ مَبْرِئَاتِهَا كَمَا دَرِينِ زَمَانِ سَمِئَتْ أَقْرَانُهَا لَيْسَ بِهَا
أَدَى شَيْءٍ وَشَابَتْ بِهَا مَدَقُ وَصُولُهَا مِنْ عَمَّا ذَا جَدَا كَمَا تَقَدَّرُ مِنْهَا نَارُ الْكَافِرِينَ

الْبَاقِي عَلَى الرَّأْفَةِ وَالْإِطْفَاءِ نَارَ الْكَافِرِينَ

المقلب
بِالدَّلَالِ الْفَاضِحَةِ مِنْ أَطْلَالِ الْمَرْجُومِ الْبَاطِنِ

وَمَنْ ذِي الْكِبَرِ إِذَا تَلَقَّى نَوْزِيَّةً قَبْلَ مَبْرِئَاتِهَا كَمَا دَرِينِ زَمَانِ سَمِئَتْ أَقْرَانُهَا لَيْسَ بِهَا
أَدَى شَيْءٍ وَشَابَتْ بِهَا مَدَقُ وَصُولُهَا مِنْ عَمَّا ذَا جَدَا كَمَا تَقَدَّرُ مِنْهَا نَارُ الْكَافِرِينَ

مُطَبَّعٌ بِمَدَقُ وَصُولُهَا مِنْ عَمَّا ذَا جَدَا كَمَا تَقَدَّرُ مِنْهَا نَارُ الْكَافِرِينَ



الحمد لله الذي يصدق وعده ولا يخلف عهده والصلاة والسلام على من
 اختتم به النبوة وحده يقول ناعته لما رثله قبله ولا بعده وعلى آله واصحابه
 الذين بذلوا جهدهم في اعلام كلمة الحق فكانوا حوز الله وجنده معجزة ومنازة كس
 خاك پائے ملا، دیشان خاکسار تیز را احمد خان بن سلطان محمد خان غفر لہما الرحمن ستورین امپور
 افغانان اہل خبرت و بصفت کی خدمت بابرکت میں گزارش پر واضعہ کر جلد بلا د عرب و حکم معنی ترین
 شریعتین و صورتین و استنبول و قراسان و پنجاب و دہلی و کشمیر و سوات و خیبر و بلوچستان و
 وغیرہ کے تمام ملا راہ و قار و فضلاء نامہ اکثر شریعتیہ امامت کے انتقال و تحفہ سیلا و خیر الدیاد و طبع و ملی
 آرا و الفتوة والسلام الی یوم التاوی کی جواز کلا استیجاب و استعجاب پر فتویٰ دیتی اور اس معضل
 اقدس کو منقذ فرماتے چلے آئے اور اس باب میں حدیث و کتب و رسائل و جہیز و وسیطہ تصنیف فرما کر
 کہ اگر اور ان فتاویٰ و کتب و رسائل کے اساطیل و جہ الاستیجاب مرقوم ہوں تو ایک کتاب کبیر الجم
 لیا ہو جائے سوائے تہذیب و تہذیب اور نجد ہند کے کاد کے سفارے سلسلہ خیرات اور جہان کے سراپا
 بلاوت نہیں رہنے وہ اپنے شیخ ناظمی کے پیرو اور اپنے مقتدا و سابق کے مقتدی ہیں کون مقتدا اور
 مقتدی وہ ہیکال حال علامہ شامی نے رد المحتار کی جلد ثالث آقا زبیب بیقاۃ میں یوں تحریر فرمایا
 كما وقع فی زماننا فی اتمام عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد و تقلبوا علی الحریجین
 و كانوا یقتلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انہم هم المسلمون وان من حق
 اعتقادہم مشرکون و استباحوا بذلک قتل باہل المذہب و قتل علماءہم حتی
 کسر لله تعالیٰ شوکتہم و خوب بلادہم و ظفر بکمر عساکر المسلمین عام ثلث و ثلثین
 و ما بین و البین انتہی یعنی علامہ شامی نے مذکورین محفل مولود قیام و انبیین فاسخ و دوسلام کے

متوہین کا حال خسراں کی یون تحریر فرمایا ہے کہ ان لوگوں نے غیوے حکمران شریفین پر فوج
 کشی کی اور بظاہر عسلی ذہب بنتے تھے لیکن اعتقاد یہ رکھتے تھے کہ فقط ہم ہی مسلمان ہیں اور بزرگ
 کہ ہاویے اعتقاد کے مخالف ہیں وہ سب کے سب شرک ہیں اور اس اعتقاد کے سبب اہل سنت و جماعت
 کا رونا دھونا نے سیاح کو دیا اور اہل سنت کی علماء کا قتل کرنا اور مردودوں نے جائز کہا یہاں تک
 کہ اہل جہان نے ان کی شوکت کو توڑ ڈالا اور ان کے شہروں کو ویران کر دیا اور مسلمانوں کی لشکر کو
 اور بیہ وقہ دی ۳۲ ہجری میں انھوں نے خاکسار کہتا ہے کہ ان فرین ردا مختار پر غرض نہیں کہ علامہ شامی
 رحمۃ اللہ علیہ اہل قبلہ کی تکفیر سے بے لافہ کثیر رافع ہیں لیکن جب وہ ضعیف عقائد باطلہ مذکورہ
 کے معتقد ہوئے اور افعال شنیعہ مسطورہ عمل میں لائے تو خود علامہ شامی نے بھی یہاں
 قلم کے قدم کو اگے بڑھا دیا و اتفاقاً مطلقاً اس کلام مختصر کی تعریف کو بخوبی پاسکتے ہیں تعریف کی توجہ
 نہیں ہے سو یہ تو خیر عرب کا حال زمانہ سابق میں تھا اور چونکہ سلطنت اہل اسلام کی وہاں اب
 ملک تھی ہے اللہ باقی اور حکومت ملک باقی رکھے سو چونکہ ان شیطانوں کی مجال نہیں کہ
 وہاں کی بلاد پر تکیہ بجا دے تو شک کیسے یا بدنگان خدا کو غیرات اور حسنات سے باز کر میں اور ان
 بلاؤں کو کہیں یہ غناسین منہ من الخیر اگر ارادہ ہی کریں تو شہان بنا و قی غزات سے مروج ہوں
 وہاں یہ دیو سفید ہے اور ذرات اسکی مسلسل کیا مقدور انجا جو کہ غمخیز اور بیوقوف گئی کر کہیں باقی رہا
 خیر ہندو سوا کا حال یہ ہے کہ شیعہ نجدی علیہ اللعنے نے اپنی ذرات کو اوہین اس قدر دلیہ اور بے باک کر دیا ہے کہ
 ہر کوئی انہیں سے بقول عارف رومی مصرع لے لیا ابیں دم رو سے بہت و شکل انسان شل ہو کر
 قلم نظر اس سے کہ منہ من الخیر است اور کا کا خدو یتیم جمعین اور کا کلام حق تعالیٰ علیہ
 علامہ کرام اور کفریہ حیرت اور ادا عظام و تشنیم جمیع اہل اسلام ملکا تہام خالق نام بعضات ناقصہ
 کتابین لایام پر شب روز کر باغی ہوئی ہے سبب یہ ہے کہ عالم یہاں کا اہل اسلام نہیں جو حدود
 تعزیر اور تشنیم شمشیر سے جیا کر شیا ملین خیر عرب کا حال مذکور ہوا ان خبیثوں کے حال کو تباہ
 اور انکی بستیوں کو حیرت گاہ بناوے اسوجہ بخیر ہو کر حقوق کو گمراہ اور اسلام کو مورد اعتقاد است
 کفار و وسایہ کر رہے ہیں جو مجمل ایاد کہتے ہیں کہ وہاں فرمان خدا صلوا علیہ سلوا علیہ کی نفیس
 چوری ہے بلکہ تین اور نام آتے ہیں جہاں حسنات کے سامان کے عیاری ہوئی تو کوہان
 شیطانی کی چپائی پر تیر لہری ہوئی اور اگرچہ ایک مدت تک یہاں بھی برہنہ تھے تو پھر ملامت

شیریں دیوبند تہاگر چند سال سے میدانِ نعل پا کر باہو گیا ہے اور کی دیر بات نے کوہِ خوری شروع
 کر دی ہے تفصیل اس حال کی یہ ہے کہ جب اللہ سبحانہ نے مسلمانینِ عہدی سلطان محمود غزنوی بادشا
 شہاب الدین غوری و شاہِ قلب الدین ایک غیر ہم فرائض مراۃ ہم و مسلمانینِ عہدی حضرت حسین علیہ
 السلام و خواجہ قطب الدین بہتیار کاکی کو شیعہ فرائض الدین کے شکر و غیر ہم قدس اللہ اسرار ہم کو مہند و ستا کی
 پاک اور صاف کرنیکی توفیق دے اور ان بزرگوں نے باہم اتفاقاً و قدر اس ملک کو کہ سرایا کفرستان
 تہا کفر اور کافری سے خالی فرمایا کفار کو فی انکار کیا اور ایمان لایا اور انکو مقبول کر دیا یا غلزار
 کفر کو جلایا اور کفار اسلام کو مجاہد اور اسم کفر کی جزا کو کافری بنایا اسلام کی گامی بنائے اور
 اور مندر توڑ ڈالے ساید اور مدارس کی تعمیر فرمائی پھر ہر چار طرف سے علماء کرام اور صوفیہ عظام
 اس ملک و مدینہ میں تشریف لائے ملکہ صاحب قیام فرمائے لگے اور سیکڑوں فہمائے نامی اور بزرگوں
 اور یائے گرامی قدس اللہ اسرار ہم اس سرزمین میں متولد ہوئے اور درۃ العمرین ہائے مخلوق رہے
 صدائے کتا میں تصنیف کیں اور ہزار ہا فتوے تحریر فرمائے مولانا میر محمد زابد ہروی رحمۃ اللہ علیہ علم حصولی
 و حضوری میں بحث کو گئے اسکان و امتناع کے مطالب بھی گئے مولانا محمود جو پوری علیہ الرحمۃ عالم
 قلوب کو شمسِ بازغ سے روشن فرمائے مولانا غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہ و غیرہ کا کام حق کی
 تفسیر کا بھی گئے مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ علم حدیث پہلا گئی مولانا عبدالحق علیہ السلام
 لکھنوی قدس سرہ منقول و معقول کا دیا بھی گئے فقہ و اصول فقہ کے جامع تہا گئے مولانا شاہ علی
 دہلوی دام فیض العہدی علوم غامضہ و باطنیہ کے نکات و دقائق قبول گئے اور علاوہ اسکے بہت
 صاحب فضل و کمال کا جاد و میل شہرہ آفاق ہوا یہاں تک کہ عرب و عجم سے لوگ واسطے استفادہ
 یہاں آتے گئے پھر وہجا سے استفادہ کرنے لگے سیدین اور مدرسے سورخانقاہین ہر فرد و ایوان
 سب بزرگوں کا مقولہ یہ رہا **خوش آن سجد و درسد خانقاہ** ہے کہ دروسے بود قبل و قال محمد
 انقاد و مفضل سیلا و خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام و فاتحہ اموات اہل اسلام و اتمام باعراس
 بزرگان عظام کو سب محسن اور مندوب فرمائے رہے اور خود ہی محل میں لائے رہے اور یہی
 مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کے زمانے تک کا حال ہے جب شیخ نجفی علیہ السلام
 نے یہاں حسنائت اور صبر ات کا دیکھا اور اس پر سنبھلائے اسلام کے اتفاق کو شامہ
 کیا نہایت محول ہوا اور گہرا یاد اور اس فکر میں پڑا کہ کوئی تہذیبی یا کائنی چاہے کہ جس یہ حسنائت

مسلمان بن جائے اہل اسلام کا اتفاق اور کثیر جاوے باز افراد گرم چوڑک دین و شرم پر اتفاق
 کی روشنی جیسے اتفاق کی تاریکی آخری عرب اسلامی کم ہو جاعت مسلمانان و رہم ہوا سکے لئے
 اوس مروجہ دینے کوئی اور تدریس نیا بنی سوا اسکے کہ بیان ہی مثل نجد عرب کی ایک عالم نام تاجر بہ کا
 غفرلہ انصاف و عافیت التار کے لوح دل پر یہ نقش جمایا کہ تباری اجداد و آباؤ غرض و اقربا جو
 مرگئے وہ نفوذ اللہ منہ راہن سہے اور جرہین و سب متبع ہین خط تم ہی تو اکیلے کچے مسلمان
 ہو یا مجہد تبار اہل عرب کے وہ پکا مسلمان رہے باقی تمام دنیا مشرک اور بدعتی ہے لہذا تم کو کتاب
 نہیں ہے کہ ما الضیاع علیہ آباد نہ کے فائل اور عامل ہوا اور کفار زانہ امی کے شکس باطل فہتیا
 کہ وہ اب یہی وقت ہے اگر حضور مذکور کے صد اید و گے تو کوئی ایک بے ہنگام کہیگا یہ صاحب
 عبدالوہاب مذکور کی طرح شیخ نجدی کے قریب میں آگئے اور عداسے سحر و سہنے لگے جو غیث
 افراتے یہ تغیر میں سے قرین اور غیر خود اپنے آبادی تو قیر کی لازم آتی تھی سنے ہا کہ سب کچھ
 غیثات کی کچھ پور و سندنہ ہوئی آخر یہ زمانہ تو گزر گیا لیکن اتباع عالم موصوف اطراف عالم میں اپنے
 تبع سے بڑے بھفون ۵۰ پیچہ ہشہ کہ سلطان ستر و مادارہ زائد لشکریاتش ہزار منہ بسجہ
 شور و شعب مچاتے تھے اور وہی اتباع عبدالوہاب مذکور کا راگ گاتے رہے کہ ہم یہی مسلمان
 ہین باقی سب مشرک ہین میں وہ حضرت نبی تو چونکہ اہل علم تھے موقوف اور محل سے یہی بات کہ جایا
 کرتے تھے صراحتاً مستقیم ہی دکھایا کہ سنے سے پس تدرار گر گشت واقع ست آن گشت
 حلال ست بھی فراجا یا کرتے تھے اعلان حضرات نے اپنے اقوال کا سدھ سے تو خود اپنے تہی کہ
 یہی دہر لپٹا اور قلم و ہند کو کھیل مشرک اور متبع ہی سمجھیا اور از انجا کہ کوئی حاکم واقعہ بیان نہیں رہا۔
 اسوجہ سے اونکا فساد و زبرد زبرد تھا گیا لیکن علمائے اسلام بسیر و افلام عیشہ لگے جلاول
 باطل کی گردنیں کاٹتے رہے بخلاف ان خرافات فاسدہ کی ایک یہ ہے کہ افتاد محفل میلاد فیلا لام
 علی الصلوۃ والسلام کو ناجائز کہتے ہین اس قول کا سدھ کی رد میں علمائے اسلام نے بہت کچھ
 کہا ہین اور قادیان و فرامی سہلاؤنگے عادت باللہ مولانا شاہ سلامت اللہ محدث قدس سرہ
 نے جو کہ شاگرد رشید تھے مولانا شاہ عبدالغفر ز محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ کے اشباع الکلام
 تصنیف فرمائی اور عالم ربانی و فاضل صفائی مولانا شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی مہاجر قدس
 سرہ الغفر نے دو کتابیں کمال مسانت تصنیف کیں ایک سعید البیان فی مولد سید الانس و الجنا

دوسرے ذکر شریف در اثبات مولدیت او وقت توان گوگرد کا فساد فی الجملہ فرو چو گیا تھا اب بھی
 قریب کی کیفیت سننے کو دو قوی اشخاص مذکورین کے درباب منع ذکر شریف مولدیت طبع ہوئی
 فاضل جلیل مولوی حافظ محمد عبد السمیع صاحب متوطن سپور ضلع سہارنپور نے ان کے رد میں ایک کتاب
 سنی انوار سامعہ کہ اسم ہاسنی ہے تصنیف فرمائی اور اس میں کمال لطافت اور بلاغت بتعمیل
 فقو لالہ قولا لینا اوس جماعت کو سہایا اور لعلہ بیتن کر او بخشی کا انتصار کیا لیکن یہ
 باب زفرم و کوثر سفید توان کرد + گلیم نخت کسی را کہ بافتن سیاہ + سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم
 اور جہل وغیرہ کو کس قدر سہایا لیکن وہ بھی حسن الصلوة ومنع من الخیرات سے باز نہ آیا۔
 ارایت الذی فیہ عید اذا صلے کا مورد بنا پر خالق الہیاد کا ارشاد ہوا کلا لئن لہرینتہ
 لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کا ذبہ خاطر فلیدع نادویہ سندع الزبانیہ متاخرچہ دنیا
 میں ذلیل و خوار اور متفرغ و خوار ہوا اور آخرت میں خوراک کثروم و ماراد فی النار ہوگا فرعون سے
 بھی بڑیکر مغرور تھا کہ مرتے وقت بھی ایمان نہ لایا تا تب نہرا کلمات استکبار ہی بولتا رہا اور
 محفوظ رکھے اوس شخص کے مال خسران مال سے کہ تمام دنیا جسکو بھاتی رہے اور وہ کیسی قاتل
 اور کے کہ یہ سب اہل پرین فقط میں ہے کیلما میں پر یوں اور اس فہم اور قول سے خیر الدینا
 و الاخرۃ ہو نعوذ باللہ منہ جیسا کہ ابو جہل ناہی من العنات تھا یہ لوگ بھی مانع من نکیرت
 میں دیکھئے انکا انجام کیا ہوتا ہے الغرض فاضل موصوف نے اون کوگون کی فہمائش
 میں کوئی دقیقہ اس کتاب میں فرو گذاشت نہیں کیا بلکہ اس طبیب معنوی نے اون یاران
 مرض ضلالت کیواسے اس سے پیشتر کسی شخصے مجرب اور ہی ہیار کئے تھے واقع الاولاد ماممت
 القلوب وغیرہ گرافوس ہے کہ بعضوں مصرع ذراع مرض بڑھتا گیا جن جن دوا کی +
 اور نکا مرض ضلالت روز بروز بڑھتا ہی گیا ہے ومن یضلل اللہ فالہ من ہادہ وافر
 الاولاد کو دیکھ کر تراخوئے مذکورین میں سے ایک نے کچھ خیر فوات جمع کر کے تحقیق الہی
 ایک بڑے علما کے نام سے شائع کی تھی اوس کے بطلان کا اظہار تو پیشتر ہی کیا گیا تھا لیکن
 اس کتاب سے طباب انوار سامعہ میں جو انکو نصیحت کی اور سہایا اور اسکا انتظار رہا کہ
 لعلہ بیتن کا اور بخشی کا ظہور ہو سو کچھ نہوا بلکہ فغشیدہم من الیوم واغشیم کا مضمون
 ظاہر ہوا کہ ہم ختم تھے اوس کے قلوب قاسمہ کو ایسا ڈنپا کہ نصیحت اوس میں اثر نہ کر سکے

سچ ہے۔ ہر تو نیکان نگیر دہر گزیناوش دست و تربیت نا اہل را چون کروگان برگزیدہ است
 بلکہ آدم نصیحت کے مقابلہ میں ابتر ناصع مشفق کو گایان دنیا شروع کردین یعنی کتاب مودت
 انوار ساطعہ کے مقابلہ میں کسی عدو احمد نے ایک دفتر گالیوں کا تالیف کر کے اپنا نامہ اہمال سیاد
 کیا اور دشنام کا نام براہین قاطعہ رکھا جس سے برعکس نہ ہند نام زنگی کا فورہ اٹھوٹکی
 دیا یہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکا جامع کوئی غلیل احمد ہے جب اس کتاب کے اندر نظر ڈالنے پر
 معلوم ہوا کہ علاوہ دشنام جمیع علمائے اسلام کی عداوت سرور نام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
 تمام کتاب پر ہے اس سے متفق ہوا کہ غلیل احمد کا یہ کام برگز نہیں ہے کہ کلمات عداوت محبوب
 کبریا علیہ التیمہ والثناء کی نسبت ملہی اس شخص کو اگر کوئی چاراپنا بڑا بہائی ثابت کرے تو آتش
 غضب میں جلا خاک ہو جائے اور کوئی استغاثہ اس بناب پاک صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام واسطہ نکالے اپنا
 بہائی کی کتاب پر کسی بل علم نے اس کے استغاثہ کیا کہ اس شخص پر نہ کیا ہو تو وہ شخص اس نام کو چاہے اور تاخیر ثابت کرے
 اس کے استغاثہ کو تیار دیر اور میاک بنا دے اور استغاثہ مذکور کے جواز کا فتویٰ دے اور کہے کہ اوس قائل نے
 جو بڑا بھائی کہا ہے تو بنی آدم جو نیکی وجہ سے کہا ہے اور قرآن و حدیث کے موافق کہا ہے ان
 تاخیر ہے اسوجہ کو نہیں سمجھا اور قرآن و حدیث پر طعن کرنے لگا یہ خلاصہ ہے اوس ذی عقل کے
 کلام بے سر انجام کا صاحب جواز برائے خدا خدا اس شخص کی دانشمندی کو ملاحظہ کرو کہ ہر جیسی غبی بھی
 اس امر کو جانتا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوہا آدم سے ہیں اور سید آدم و اولاد آدم بھی
 ہیں قرآن و حدیث پر دو دشمنوں مطلق ہیں امین کسی کو کلام نہیں کلام امین ہے کہ سید عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کو ہر سلم و کافرا حق و عاجز اپنا بڑا بہائی جو مومہ مماثلت و مساواة فی التقرب والاعمال
 ہے علی الاعلاق اطراف اتفاق میں کہتا ہے اسکا کیا حکم ہے تو یہاں کون غلیل احمد و حسب محمد
 جسکو ہوشیاری صاس علم و عقل سے ہوگا اسکو تجریر کر گا اور اس قول شبہ الی المماثلت المطلقہ
 و المساواة العامہ کے جواز کا فتویٰ دیگا وہ یہ خیال نہ کرے گا کہ قول مذکور میں اگرچہ قائل کی غرض ثابت
 و مساوات فی البشریت ہی ہو اور مماثلت و مساواة فی الکمالات مقصود نہ ہو تاہم ایہام مماثلت
 و مساوات فی الکمالات تو ہے اور یہ ایہام شرعاً و عرفاً عقلاً و فطراً جائز ہے ایضاً کوئی بی ادب
 سید آدم و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا ہے کہ پہلے خیال تہی پیچھے ہدایت پائی باطل
 قائل تھے پیچھے اور کو خیر ہوئی تو غافل ہوا یہ شخص اپنی دانشمندی سے اسکو بھی جائز کہے گا اور آیت

ووجدك ضالاً فهدى اور آیه وان كنت من قبل لمن الغافلين پڑھیں گے کہ قائل
 قول مذکور تو قرآن کے موافق ہے کہ اسے خبردار کوئی اور کو قول مذکور سے منکر سے
 اور جو منکر سے وہ نا فہم ہے قرآن پر یمن کرنا ہے اور یہ ذی عقل یہ نہ سمجھیں گے کہ ان آیتوں کا
 بیان کرنا بغیر ذکرنا تقدم واما خبر والوا علیہ کی اور یمنوں اخبار اور کے فوائد و مصالح و نشان
 و تفسیر کے مناسب نہیں ہے چنانچہ آیہ شریفہ اولی کی تفسیر میں صاحب تفسیر کیسے نے یہ قول
 نقل کی ہیں بخلاف ان کے ایک قول یہ ہے قد یحتاج السید ویکون المواد قومه فقوله
 ووجدك ضالاً ای وجد قومك ضالاً فهدى اولیٰ ہذا و بشروحک مغیر بھی مراد
 ہوتی ہے قوم اور خطاب کیا جاتا ہے اس کے سوا سے تو معنی اس آیت شریفہ کی یہ ہو کر کہ
 تمہاری قوم گمراہ تھی مجھے تمہارے سبب سے اس کو ہدایت کی اور دوسرا قول یہ ہر الضلال
 یعنی المحبہ الخافی قولہ انک لفی ضلالک القدیر ای فی محبتک ومعناہ انک
 محب فہدیناک الی الثوابہ الی بہا متقرب الی حد متہ محبوبک یعنی ضلال
 محبت کے معنی میں ہے جیسا کہ دوسرے آید کریمہ ایک لفظ ضلالہ القدیم میں ہی ضلال
 یعنی محبت ہے تو معنی اس کی یہ ہونے کہ تم مجھ سے دوست تھے لہذا ہم نے تم کو ہدایت
 صراط کی جس کی ذریعہ سے تم مجھ سے نزویٰ حاصل کرو اور قطع نظر ان قولوں سے اگر دوسرے اقوال
 یہی بیان کئے جاویں اور فوائد و مصالح کے ساتھ جن پر وہ آیہ شریفہ مشتمل ہے سر ذکر
 مقدم واما خبر و نشان نزول آئے ہے نہ یہ کہ کوئی مردود فقط یہی بات کہتا ہے کہ آیت
 پہلے گمراہ تھے پیچھے ہدایت پائی اور دوسرا کوئی شخص اسکے جواز کا حکم دے اور کہے کہ اس قائل
 کو منکر نہ کر دینا کہ وہ تو قرآن کے موافق لکھا ہے اگر منکر کرے تو قرآن پر یمن ہوگا سبحان اللہ
 کیا عمدہ فہم اس شخص کے حصیرن آیا ہے جو ایسا حکم دے رہا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ عداوت قلبی
 اس کو مجبور کر دیا ہے کہ بے ساختہ یمنوں کل افادہ یتضمنہ بما فیہ کے انی الغیر اس کا پتہ نہ ہو
 وعلیٰ ذلک التماس دوسری آیت کریمہ وان كنت من قبل لمن الغافلين کا یہی حاکم ہے جو
 استاد کو اپنی شاگرد پر کمال شفقت رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ نکتہ بخوبی اس کے ذہن نشین ہو جائے
 تو اس وقت کہتا ہے کہ میان یہ بات ٹھوکر پہلے معلوم نہ تھی اب ہم نے بتائی ہے اس کو خوب یاد کرو
 تو یہ شخص اس شاگرد سے عداوت قلبی رکھتا ہوگا وہ تو یہی کہتا ہے کہ اگر صاحب کو لوگ بڑا

صاحب علم بہترین آج اس خود انکے استاد سے سنا کہ فرماتے تھے کہ انکو یہ اور سی بات بھی معلوم نہ تھی اب تم انکا
 نصفین بنیاد پر چھتا کہ اگر اس شخص کی قریل عدوت میں داخل ہوگا یا نہیں۔ اللہ مرسلط علی اعدا حبیبک
 کلہا مین کلہا مین اب ماضی فیہ کا حال تو شکیر میری ہے ولعلہ علیہ السلام میں کمال کلام اللہ امر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم یوں یہ سبک طریقہ التواضع فقال قالنا اننا بشر مثلكم یوحی الیہم ان تعلیم التواضع والا کما ساریہ ارشاد
 ہووے اور وہ شخص اس پر عداوت نما بر کر رہے اور انیا نیا بیانی قریل رہے جب یہاں آئی یہ
 بے ادبی ہے تو ان پر باپ کو بڑا بیانی کہنے سے کب چو کے گا اگر کوئی مرد و مہذب او سکواس گستاخی سے
 شکر لگا کہ اسے بے ادب اپنے والد اجدد کی جناب میں تو یہ گستاخی کرتا ہے تو اس پر ثواب کو یہ بے ادب
 جواب دینا کہ اولاد آدم میں سے میں ہی ہوں اور میرا باپ ہی ہے لہذا میں او سکواس نیا نیا بیانی کہتا
 ہوں و اتقی عندا عندا عندا اس شخص بہت بڑا فرزند سادات مند قرار پا دیا او سکواس باپ تو دوست
 یہی بول اور تھیکا زمان بار داری مرد و بیارہ اگر وقت ولادت مارزا نیدہ ازان بہترین تیرے
 خرد مند کہ فرزند ان نامور زانیدہ انہ صنفین میں شخص کی لیاقت علی کو خود فرامین کہ صاحب
 نے صاف لکھ دیا ہے کہ اس لفظ میں ایہام و دھرمی برابری حضرت نوالانیہ کے ساتھ ہے معاف نہ
 شہا یہ شخص ایہام کو کیا جانتا ہے کہ کیا شے ہے مختصر کو جانتا نہیں معلوم کو یہاں تا نہیں وائل غیری
 دست فرسودہ اطفال میں جو ایہام کی تعریف نہ کر رہے اس سے یہی اگر واقف ہوتا تو متنبہ ہو
 اعداس گستاخی کو سرور انیا علیہ التیمہ و التنا کی جناب اقدس میں تجر نہ کرتا علم ادب یڑا نہیں ادب
 کہا نے جو زمانہ الادب میں ہے لایہام فی الاصلط لہم ان یدکر المتکلم لفظا معروالہ
 معیان حقیقیان او حقیقۃ و مجازا احد ہما قریب و دلالة اللفظ علیہ ظاہرۃ والاخر
 بعید و دلالة اللفظ علیہ خفیۃ فیہ المتکلم المعنی البعید ویوری عنہ بالمعنی القریب
 فتیوہو السامع اول و ہلۃ انتہ یوید القریب ولیس كذلك ولا جمل هذا اسی هذا
 النوع ایہا ما تو جب اس بے ادب نے سید اولاد آدم سے اللہ علیہ وسلم کو اپنا بیانی کہا تو گوارا نہ ہوا
 المعنی فی لیل الشاہر منی بید قصہ کہے ہوں اور چند ہزار برس کا رشتہ کہ ابوجہل مرد و دام و مداد
 و غزوہ نعمۃ اللہ علیہم ہی اس سلسلہ میں داخل ہیں لگایا ہو لیکن معنی قریب اس کے کہ جب کہا جائے کہ
 نزدیک ہی مرد و کربا بیانی کہ جو تو قرآن میں ہی مقصود ہوتا ہے کہ جس صفت خاص کے ساتھ مرد و
 ہے نہ یہی اور میں عمر و کا شریک ہر متا و رہے تھے سو یہ امر مانع فیہ میں قطع نظر اس سے کہ شرعاً مانع

ہے چنانچہ عدم حجاز اور کاتب شریعہ سے آگے مذکور ہوگا انشاء اللہ فکرمائے بیکر خاں اگر دیکھو تو یہ
 گستاخی اس قائل اور مجوز کی کہان تک ان دونوں کو پہونچاتی ہے موزد اللہ شہنا اور قول مذکور
 اور یہ قول کہ زید عمر و کا بڑا بیٹا ہی ہے دونوں کا مفہوم قریب ہے قریب اول کو قوال افعال بستان
 یہی جلتے ہیں لیکن اس جامع خرافات نے لیاقت سے باجہالت سے بھانا اور صاحب لہذا نے
 جو زبان اردو میں کہاں وضع کیا تھا نہ پہچانا لفظ یہام کو ہی نہ سمجھا اور دوپچنے کی یہی بات
 نہیں رکھتا اس سے کتب شریعہ عربیہ کے بیچنے کا حال معلوم کر لو لہذا بہر سلسلہ شریعہ میں انہوں کی
 شوگرین کہا گیا اور منہ کے بل گرا گیا ہے چنانچہ عنقریب ناظرین غازیہ پر کشوت ہوا جاتا ہے
 اور وہ مدعی اسکا ہے کہ یحیون ویکرے نیست اس کے خرافات مقولہ اس کے اس ادعا پر شاہد ہے
 گمان یہ ہوتا ہے کہ عداوت قبی نے اس کو ان کا نو نہیں کہیں ہے ولہذا اگر کوئی ہے ادب لغویہ
 مذکورین کے اخوت کا آنسو رحمت اللہ علیہ کے ساتھ قائل ہوگا تو اس شخص نے جیسا کہ ناخن میں
 میں جواز فتویٰ بعلت بشریت دیدیا اور یہام مذکور کا وجہ عداوت قبی خیال نہ کیا یہاں ہی جواز
 کا حکم دیکھا اور بشریت کو ملت گردانیکا اور آیت کریمہ اے یس من اھلک کو اپنے دل سراپا فعل سے
 بھلا دیکھا اثبات اخوت کیواسے کیا عداوت اسے مد نظر کی ہے سچ ہے طیل القلک ایسے ہی ملت
 و معلول سوچتے ہیں اسی قسم کے شفا کے حقیق خالق الھما اسے فرمایا ہے فی قلوبہم صرھن قرآن و ہم
 اللہ صرھنا اس وجہ سے اور کھاسکے اور بہت سے وجہ ہیں کہ اس نے متیقن ہو گیا کہ اس کتاب کو
 کا خلیل صرھن نہیں ہے باقی رہا یہاں کہ اس کتاب کے لوح پر لکھا ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب
 کی حکم سے یہ کتاب جہاں گئی ہے اور اس کتاب کے آخر اور کی تقریظ باہین مضمون کہ میں نے اس
 کتاب کو از ابتدا تا انتہا دیکھا نہایت غیب و مہربان پایا اور ہے اس سے نہایت استعجاب ہوا کہ
 مولوی رشید احمد صاحب نے باوجود اسکے کہ اول سے آخر تک اس کتاب کو دیکھا کیونکہ فرمایا
 اور اس کو جو جہاں لوگوں کو گراہ بنایا لہذا کاتب الحرف کو اس نے بدرجہ غایت شکایت ہے کہ باوجود
 وہ کتاب مذکور کے مولف اور ہم مشربان مولف کے سرگروہ ہیں اور کو اس کتاب کی اشاعت
 مانع نہ ہوئے بلکہ اول سے آخر تک اس کو حق سمجھا اور باوجود اس کو چھوڑا یا بڑے بیخ اور فوس کی
 بات ہے خیر اب یہ ان کو مٹا سب کے اگر یہ کتاب خاص او نہیں کی تصنیف ہو تو سچہ جانیں اور
 آئندہ ایسی تصنیف سے باز آئیں اور اگر ان کی اتباع میں سے کسی کی ہو تو اس کو بلکہ اپنی جگہ

منع کریں کہ بارگاہی حرکت حل میں نہ لائیں عالم میں خلافت نہ پہلایں ورنہ ان بلاد میں اگرچہ
اہل سنت کے نزدیک تیغ و علم نہیں ہے نیز قلم ہی کو یکم نہیں ہے کاتب الحروف کا بیخیاں
اور طرف جاتا ہے تو بے ساختہ یہ شعر واصل کا زبان پر آتا ہے **اَنْتَ فِی سَبَیْلِ وَحْدَتِیْ**
اَنْفَلُوْبُ ۛ لَوْ كَشَفْتَ الْوَجْهَ مَا ذَا لَتَصْنَعُ ۛ خاکسار نے جانتا تھا کہ اوس کبیرہ معائب کی ہر چیز
جدواں کے اہل بصیرت کو دکھلا دے لیکن احباب نے منع فرمایا کہ کتاب طویل ہو جاوے گی سانس
اور قاری کو ملال ہو گا بلکہ جینا بھی دشوار ہو جائیگا اس سبب مختصر کیا اور شتے خود اندر
نقداری اہل دانش کو دکھلا دیا کہ وہ نمونہ سے خوار کا حال خود ہی معلوم کریں گے الحمد للہ علیہما
کہ اوسنے اس موضعیت کی مدد کی اور زمانہ قلیل میں اس کتاب کی کرسی پر بوارق معصومہ کھیل
کرادی کارساز بے نیاز اسکے چہنچے کا سامان بھی بہم پہنچا دیا اور تھیں دو کمال طبعیت کے کلام میں
خواہت سے بجا دے آئیں یا رب العالمین بجاہ حبیبک سید المرسلین و آراء الطہیین و اصحاب الطہیین
وصل وسلم و بارک علیہم اجمعین۔ اور زینہار کوئی صاحب نی سادہ لوحی سے خاکسار کی طرز تحریر
خلافت تہذیب کے نہ سمجھیں کیونکہ وہ صاحب جنگو ایسا خیال ہو اگر کتاب مذکور کو بشیر خیرلاحظہ
فرماتے تو کاتب الحروف کی قلم سے اوسکا قلم دو قدم آگے بڑھ جاتا خاکسار کو مصدور رکھتے بلکہ کم
نویس کہتے اور اگر یہ بات خیال شریف میں آئی ہو تو اب بھی احقر خود انہیں سے سنتی ہے
کہ زید کہتا ہے خدا کا چوٹ بولنا ممکن ہے اور سید عالم علیہ السلام کو برا بھلائی کہنا جائز ہے
اور دنیا میں غلط میں لکھنا عالم ربانی و حقانی ہون اور باقی سب جاہل ہیں یا عالم نفسانی اور
شیطانانی ہیں خصوصاً حارثین شریعتین کے حل تو بڑی ہی خاص ہیں اور خصوص شریعہ کے خلاف
مقوی و دیکھتے ہیں اونسکے قول اور فعل کا کیا امتبار ہے اور اگرچہ مواضع کے دوسرے بلاد و جہات
روم و شام ہند و سندھ عرب و عجم کے علماء و فضلاء او لیا و اصفیا جو مجوز ولد و قیام میں سب کے
سب بتوجہ بکامشک اور کافرین عمر و کبر و خاندہ غیر ہم نے زید کو اس ہرزہ درانی اور یادہ سرائی
اور قبیح برابر اور کفریہ اخبار سے چند بار بلینیت کلام و زہمی تمام منع کیا اور موعظت مسدود
کام فرمایا لیکن زید اوسکی نصیحت کے مقابلہ میں عداوت سے پیش آتا ہے اور عقائد باطلہ کو ازبنا
پہلایا ہے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے بلکہ خود اسلام کو مورد احتراض کفار بناتا ہے اور غول اور سکا
یہ کہ سوائے میرے تمام دنیا کے علماء اہم ہیں کم فہم ہیں سفیر ہیں تاوان میں آنا و فلو کہ

زیر مذکور حکومت اسلامی کے درمیان ہوتا سزا شرعی اور سکے واسطے کیا ہے واجب القتل ہے
 یا لازم التضرع ہے دائم العیب ہے یا ضرر ولا فلاح اور اگر حکومت اسلامی و ان تہو تو اس کے ساتھ
 کیا معاملہ کیا جاوے نہ جز اور تو سب اور سکے زبان یا نظم سے کیا جاوے یا نہیں نقطہ وہ صاحب اسکا جرح
 تحریر و ادین بظن غالب کہتا ہوں کہ میری قلم سے اور کمال قلم کے بڑھانیکا ان یہ خدشہ یہاں باقی ہے
 کہ یہ سوال تہا را مصحفی سے ورنہ زیر کے کلام میں یہ باتیں جو تمہنے کہیں نہیں میں سوچا بہن
 آپ اس خرافات نقطہ حکومت اولہ الی آخرہ بظن غور ملاحظہ فرادین جو باتیں کہ اعتقادی یہاں
 بطریق نوٹ کے لکھ دی ہیں اس سے ہزار چند زیادہ آپ کے پیش نظر ہونگے ورنہ خود اسی کتاب
 فقیر سے کہ رسوم بہ باریق لامعہ ہے معلوم کر لیجئے اور اگر سنو ہر کہ جس قدر عقائد فاسدہ اور احوال
 کا سدھ و عین خلیج ہیں وہ سب کے سب علی وجہ الاستیجاب علیحدہ علیحدہ ہر کہ بقیدہ مضغہ و سطر اور
 و فقر مذاکرات کے ملاحظہ سامی میں گذرین تو ایک خط اس نشان سے کہ در ملک کو اوت شہر کو اوت
 مد سٹیج بر سیدہ نزد خدیو احمد بر سدا بلخ فراون انتشارات دقالی خاکساروں سکھو معادجا
 کر کے خدمت سامی میں ارسال کرو لگا اور واضح ہو کہ ابتدائین اس قدر کارادہ اس کتاب کی
 لکھنے کا نہ تھا بلکہ تصدیق ہی تھا کہ اس دفتر خرافات میں جس قدر عقائد اور احوال خلاف اہل سنت
 و جماعت کے مذکور ہیں اور سب کو فرافردا السنہ منکفہ عربی و فارسی و اردو میں لکھو اور
 اور عقائد اور احوال کے جو جو صاحب عقائد و عامل یا مجوز ہیں اس کے نام سے مقام لکھو ملاحظہ
 فرمید و سیدہ عرب و جمہ کے علمائے نامی و فضلاء گرامی کچھ دست مبارکت میں روانہ کر کے
 فتویٰ کا طالب ہوں اور عرض کو دل کر ان لوگوں سے ایک عالم کو گراہ کر کہ اس عاجز پر اعتماد کیا
 کی کیا نہ کہ خلق اللہ کو گراہی سے بچاؤ امرت کو نہ چپاؤ حق کی مدد کرو باطل کو رد کرو یہ تحریر
 تراؤ کہ وہ لوگ سنی ہیں یا افضی ہیں و ابی ہیں یا معتزلی ہیں یا کسی اور فرقہ مخالفین ہیں ہیں
 ہیں یا باطل ہیں یا حق ہیں یا سکر و اور تو ہیں و تحقیق اور امور دینی اور شرعی
 اور سکے ساتھ سطر معامہ کیا جاوے ان لوگوں نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اور سکے
 نام براہین قاطیہ کہا ہے یہ عقائد اور احوال صاف صاف او سین لکھ کر شائع کیے ہیں الغرض
 اس جمل کو مفصل کروں اور عقائد اور احوال کی بطلان کی دلیلین ہی کتاب شریعہ سے
 لکھ دیں پھر جب جوابات معامات مذکورہ سے آجاوین اور سکے لکھا کہ بطریق آشہار کے

چہو ہا دون اور چار پانچ اشتہار ہر شہر و قصبہ میں روانہ کروں کہ ہر مقام کی ایواب مساجد میں
چسپان کر دی جاویں تاکہ لوگ اونکی صحبت اور رفاقت سے مستزیرین اور اونسکے عقائد مذکور
اور اعمال مسطورہ کو ضلالت چھین اور گمراہ نہوں لیکن بقیۃ العلماء و الراغبین حضرت مولانا مولوی
حاجی محمد عبد اللہ صاحب مدیاونی مدرس مدرسہ محمدیہ واقعہ میٹھی اور فاضل المعنی جناب مولانا مولوی
محمد کاندھلوی صاحب اصل قنداری شہر الکلہنی الناصوری مدظلہ العالی نے یہ فرمایا کہ مطبع
دوسرے دن اوکو فہمائش کی برائے ہی ایک بار تم ہی نرمی کرو گو سہا دو اور کتب شریعہ اوکو فہمائش نہ کرو کیونکہ
اکوتہاری تحریر میں حکیم قدینا شیریدار کو دیکھنے کے لیے نافرمانی کا ذکر کیا گیا ہے اور وہی ملو مستقیم آجادیں اور دوسرے دن
خدا کو یہ بکا دیں اور باغشیر ہر روز میں بدنام کر نیسے لوگوں کو ہمارا دل سپری اگر وہ نافرمانی نہ کریں تو ہمارے مقابلہ میں
حکومت پیش آوے گی اور کئی عجز و دوسری دشمنی عقائد باطلہ مذکورہ و اعمال فاسدہ مسطورہ شائع کریں
تو اسوقت تکو اختیار ہے فقط پس امتثالاً لمرآۃ قرین الموصوفین خاکسار ارادہ مذکور سے باز آیا
اور اس کتاب کو لکنا شروع کر دیا قادر قوسی جٹا نے اپنے فضل سے تہذیب ہی دوزخ میں نہا
کو پہنچا دیا اب دیکھئے کہ سامان اسکے طبع کا کب ہم پہنچتا ہے اور بعد میں کے نسخہ کیا اثر کیا تا
ہے شافی خلق ہایان ضلالت کو اس سے شفا دے ہلاکت سے بچا دے ایسا نہ کہ اونکی مرض
اور زیادہ ترقی ہو جاوے اور یہ طبیب شفیق اونکی صحت سے ایوس ہو کہ خوف سرایت آج
با شخاص دیگر بغیر اسے ذہن المجتہد و کم کفرانک من الکاسد اشتہارات مذکورہ بالا کے اجراء میں
ہو اور چونکہ زندگی لاین امتداد کی نہیں ہے لہذا احتیاط اپنے دوسرے ہم شریان اہل سنت
جماعت کو اس امر کی وصیت کر دی ہے جو اراخان کو نزدیک بین اونے کھدیا ہے اور جو طمان
کو دیرین اونکو کھدیا ہے کہ اب فقہین اور متقیین کی جگہ باقی نہیں ہے فقیر اگر زندہ رہا تو در صورت
ظہور ارفاءے حرام اس کام کو جو عن اللہ المنام خودی سر انجام دیکھا ورنہ آپ لوگوں میں سے
ہسکی زندگی و فاکر سے دروغ کو تاب خانہ پہنچا دے اور اہل سنت کو حزب شیطان کی شر سے
بچا کر اس کتاب سے ناظرین کو اونکے اکثر عقائد مذکورہ باطلہ جو جاوگی اب چند مکاتبات
بطریق فہرست کے علیحدہ علیحدہ کو کے بیان ذکر کے بجائے ہیں کہ ناظرین کو آسانی ہو اور ابتدا
ناظرین اونکو معلوم کریں اور ہر چند کہ مکاتبات کے پیشا میں کوئی کہا نہ جائے و کو لکھے اس کتاب سے
اکثر پافشار اللہ تعالیٰ ناظرین ناظرین مطلع ہو جاوے و دیگر اومیں سے بعض مکاتبات کے نوید

طرز پر بیان مذکور ہوتے ہیں سکینہ اہل یہ کہ جناب باری سبحانہ عن الکذب وجميع المقاصح
 جامع خرافات متطوعہ کے بہت لگائی امد کیا کہ جو بڑا بولنا خدا کا ممکن ہے نعوذ باللہ منها اور
 واسطے فریب دہی حرام کے تہوڑی سی عبارت شامی کی بے محل نقل کی اور اوہین سے یہی
 باقی کو چھوڑ گیا کہ یا کہ لا تقربوا الصلوة کو بڑا اور انتہا سکینہ سے منہ موڑ گیا اور جعفر و بابر
 کہ نقل کی اور سکینہ ہی ملاوت سے نہ سمجھا اور اسکا کہ کذب کو واسطے حق سبحانہ کی ثابت کرنے لگا
 یہاں سے اس شخص کے علم و دیانت و ذوق کو معلوم کر لینا چاہئے کہ تا کیجا رسیدہ است
 اور تفصیل آگے آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ لکھیں دوم یہ کہ جامع خرافات متطوعہ چونکہ سرور عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ساتھ صداقت قطعی رکھتا ہے ولہذا تصدیقاً و تقریراً کلمات گستاخی نسبت اوس
 جناب صلی علیہ التہیۃ و التسلیم لکھتا جاتا ہے اور کہ یہ چلتا ہے کہ فلان آیت اور فلان حدیث
 کا میں حامل ہوں تاکہ حرام اوسکے دھوکے میں آجاوین اور اوسکو حامل قرآن و حدیث جان
 اور اوسکی گستاخی بڑیہ اختتامین ہر جاوے جیسا کہ آیات ثلثہ مذکورہ بالا سے ناظرین کو معلوم
 ہو چکا اور بیان تفصیلی آگے آویگا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ شخص نو معلوم ہو چکا کہ عقل کا پورا کچھ
 پہر آیات کے مطالبہ راہ حدیث کے مقاصد جو تفاسیر اور شروح میں سلف صالحین اور
 علمائے محققین بیان فرما گئے ہیں اوسکو کیا جانسیگا لا حرم ہر جگہ اپنی صداقت قطعی ظاہر کر دیا
 لکھیں سوم یہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی اپنا بڑا بیانی کہتا پہر سے اسکو جامع خرافات جان
 کہتا ہے اور اسکی جرات پر قائلانہ انتہائی عقل کو بڑھتا ہے تا جہلا اسکے فریب میں آجاوین اسکا
 حال کچھ تو اوپر مذکور ہوا جس سے صفا اور علنا اور ذکیا کو معلوم ہو گیا کہ یہ شخص عقل کا
 پتلا اور لیاقت کا خاکا ہے اور باقی بیان آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ لکھیں چارم یہ کہ جیسا
 کہ اتباع عبدالوہاب نجدی بظاہر منہلی مذہب بننے سے اور حال اور نکاح تہاکر اہل سنت کے قتل کو
 مباح جانتے تھے وہی ایسی شخص ہم ذہنات خود ظاہر کرتا ہے کہ ہم لوگ حنفی مذہب ہیں لیکن جو کہ
 شخص بجا نہیں ہے یہ کہ خود اوسکی زبان و قلم سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ غیر متقدمین کی مدد کرتا ہے اور
 اگر کوئی حنفی جہلمے غیر متقدمین پر برہم چلاوے اسکا خرافات کے سوا دوسرے علم سے غصن کرتا ہے حق
 دوسرے حنفی کو یہ شخص نہایت تشدد و ستم کر تا ہے اور کہتا ہے کہ غیر متقدمین کا طریق ہی موافق خدا
 کی ہے اور فلان فلان عالم ہی اسکے قائل ہیں پس غصن کرنا اس حنفی کا غیر متقدمین کے طریق پر

اوسکے کسی جزئے خاص پر اوس سب بزرگانِ یمن ہے کہ وہ اب اس طاعن کی ایمان کا کیا شکنا کر
 جب ائمہ بزرگ کے بزرگانِ دین پر اور خود حدیث پر تشنیع کی پس یہ یمن بجز جبل کے اور کیا ہو سکتا
 سزاؤ امتحانی یہ حاصل ہے جامع خرافات کی تحریر پر تہذیب کا اس تحریر سے عرض اس مستیاد کی
 یہ ہے کہ عوام اسکے دام فریب میں آجاوین اور جانین کو حنفیہ ہیست ہی کو قمار بین جو حدیث کے خلاف
 کرتے ہیں اور بزرگانِ دین بلکہ خود حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن و تشنیع روا رکھتے ہیں اور اگر
 ایمان کا شکنا نہیں ہے فقیر کہتا ہے کہ عوام کا انعام ہونے میں شاید اس کی واسطے کہ دام فریب میں
 پہلے دین لیکن عداوت عقل کا تو پہچان گئے کہ حال بالکسر ہے اور یہ حکایت اور سکی تحریر کے مثلاً
 ہے کہ ایک مسلمان کسی جو سی پر یمن کر رہا تھا اور اس سے کہہ دیا تھا کہ تیرا مقتدا نہ تشرشت دہوی
 پیغمبر ہی میں چھوٹا تھا آتش پرستی اوسنے عاری کی اور کتاب زندقہ و تصنیف کر کے لوگوں میں
 پہلانی اور کہا کہ یہ کتاب آسمانی ہے اور حالانکہ اس کا پیشبہ ہونا اور کتاب مذکور کا آسمانی
 ہونا باطل ہے اس دلیل سے اور اس دلیل سے۔ اسی اثبات میں دوسرا ایک شخص بظاہر مسلمان
 اگرچہ پچاس مسلمان مذکور کا بیان منکر کہنے لگا کہ ہر قوم کیو اسلے پیغمبر کا بیعت ہونا قرآن شریف
 میں موجود ہے و لکل قوم ہاد اور نہ تشرشت موس کا پیشوا پیغمبر صادق اور حکیم حافظ تھا چنانچہ
 فاضل شہر قری وغیرہ اوسکو نبی اور حکیم کہہ گئے ہیں پس یہ یمن بزرگانِ دین پر یمن ہوا بلکہ
 یہ تشنیع خود قرآن شریف پر ہو گئے کہ وہ اب طاعن کے ایمان کا کیا شکنا ہے جب ائمہ بزرگ کے
 ائمہ دین اور قرآن شریف پر تشنیع کی پس یہ یمن بجز جبل کے اور کیا وجہ رکھتا ہے اوس جو کہ
 مسلمان موصوف سے کہا کہ کیوں صاحب اب فرمائیے یہ آپکے ہم مذہب کیا کہہ رہے ہیں
 مسلمان نے کہا کہ اب تو اپنے گہر کی راہ لے ہم آپکی تعلیم اور تادیب کو مقدم رکھتے ہیں
 پہر وہ مسلمان اوسی لمبید کی رد خرافات کی طرف منتقل ہو گیا اور کہا حقہ اوسکی تعلیم کو دی عقل
 اس میں تفصیل کی حاجت نہیں ہے ورنہ خاکسار اوس مسلمان کے جواب کو مفضل لکھ دیتا اور کہت
 فیہ کے جواب کی یہی بیان گنجائش نہیں دیکھتا اپنی مقام پر آویگا انشاء اللہ تعالیٰ واد واد
 کیا عمدہ اوس مرید کی تقریر ہے اور کیا خوب اس صند کی تحریر ہے اذ کیا اس شخص کے مسلح علم
 کو جان گئے ہونگے اور اسکے لیاقت کو پہچان گئے ہونگے اس فہرست میں اشارہ ہے بالکسر
 کیا کیا یہ سچ کہ ناظرین بالکلین پر اس میں سے واضح ہو گیا اور ناظرین سے ہو رہی ظاہر ہو گیا

کہ اس شخص کو سید العبد علیہ السلام سے عداوت ہے و لہذا امن کرنا شکیاست
 خود کہ اگر کسی نے کیا ہے یعنی اس شخص کو چونکہ آتش و علیہ السلام اللہ الاکبر سے عداوت ہے اس سبب
 سے نہیں چاہتا کہ مجاس اور محافل میں آپ کا ذکر کر دیا جاوے اور صراحتاً منع ہی نہیں کرتا
 کہ کوئی ذکر آپ کا کرے اور درود آپ پر نہ پڑھے تو لہ شریف کا حال نہ بیان کرے کیونکہ علی
 اگر ان امور سے منع کر لیا تو جانتا ہے کہ علمائے سنت و جماعت بلکہ پہلے جاہل ہے اسکا کام
 تمام کر دینے کے حصول غرض معلوم کیا اسلئے یہ کہید چلا گیا کہ چلا کو تو بیوں بھجوا کرنا دیتا ہے
 کہ انعام و فضل میلاد کتاب سے ناجائز ہے اب رہے علما تو ان کے مقابلہ میں اسکو بہت دشواری
 ہوتی ہے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارتا ہے مشعب کی طرح بہت کوشش دے کر کوٹا لگاتا
 اور کہتا ہے کہ اس میں یہ مخالفت شرعی آجاتی ہے اور یہ خلاف سنت کے ہو جاتا ہے جیسا کہ
 بعض طرفائے نگہاں کہ ایک مرد نے نہایت تنگ آکر قاضی کے پاس اپنی زور بھر کی شکایت
 کی کہ نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ رمضان میں روزہ رکھتی ہے اور نہ میری خدمت کرتی ہے اور جب
 میں گھر سے باہر جاتا ہوں تو دوسرے لوگوں کے ساتھ صحبت رکھتی ہے ذرا آپ اسکو نصیحت
 کریں قاضی نے بظاہر بہت کچھ کہا اس عورت نے جواب دیا کہ میں شافعی المذہب ہوں
 اور اگر خدمت میض کی اس کے مذہب میں پندرہ روز میں سو جھک پندرہ روز میض رہتا ہے
 نماز کیونکر پڑھوں کہ شرعاً ممنوع ہو اور شوہر میرا برا مغلوب الغیظ ہے عینہ کے پندرہ روز
 باقی میں اپنی جان کے خوف سے کہ مبادا نماز پڑھوں اسکی خدمت میں قصور واقع ہو جاوے
 اور وہ غصہ میں آکر مجھکو جان سے مار دے محافل جان کے نماز سے زیادہ شریعت میں گنہگار
 ہے اسوجہ سے نماز کو ترک کر دیتی ہوں اور رمضان میں ہر روز مسافرین میرے گھر میں آیا
 کرتے ہیں اور وہاں کی رعایت خاطر سنت ہے اگر روزہ رکھوں تو خلاف سنت ہو اور سہل کے
 خلاف عمل میں لانا مجھکو ہرگز منظور نہیں ہے اور خدمت نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ اکثر اوقات
 میرے شوہر کے نزدیک جانب بیٹھے رہتے ہیں اور اوقات وہ مجھے کوئی چیز طلب کرتا ہے
 اور اختیار کے بعد ہر جھکوتا ہے بھلا شرف ایک جائز ہے اور لوگوں کے ساتھ صحبت کیونکر
 حال جو میری شوہر نے آپ سے بیان کیا سو وہ جیہ کہ ہر روز میری صحبت میرا بھائی ہوتا ہے شوہر
 میرا بہتر ہی ناہم ہے اسوجہ کہ نہیں بھائی کی بن چوگا اسوجہ کہ مجھے ہوں لہذا ہر مرد کے

ساتھ صحبت رکھتے ہوں فقط اب تاظرین غور فرماویں کہ جامع خرافات نے اس خبیثہ سے زیادہ تر اظہار
 اعتذار شرعیہ میں دربارہ مجلس میلاد خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم شعبہ سے دکھلائے ہیں اور مضمون ع خودی بدرا
 بہ امتیاز بسیار کہ کو ظاہر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اعتقاد اس مجلس کا جائز نہیں ہے بلکہ علما سنت و جماعت کب اس
 شعبہ ہاں نکلیا و کی فریب میں آتے ہیں نیزہ قلم سے ایک جلسہ میں اسکی سبب شعبہ کو اوزاد دیتے ہیں چنانچہ آگے
 معلوم ہوا جاتا ہے افشا اللہ تعالیٰ کیہ ششستر یہ کہ فائدہ اسوات کا مندوب اور محسن ہونا چاہئے کہ کتب شرعیہ میں
 یکاں از منوع مرقوم ہے اسکا اسکی مطلقاً جگہ باقی نہیں بلکہ جامع خرافات مقطوعہ چونکہ منع الیہ پر مجبور ہوا ہے بہت کچھ فکر
 کرتا ہے کہ کونسا حیلہ پیکرے جو اسکو اسکا کئی گنا نش لے یا خرموا اسکے اور کہہ دے جو ہا کہ اوسے خبیثہ مذکورہ کے سے
 اعتذار ہے پیش کر دے جیسے بدلا وہ علما غول کے رو برو لائق استنا ہو سکتے ہیں و سبھی مقصود افشا اللہ تعالیٰ
 کی یہ مقصد یہ کہ تمام علما اہل سنت کو جامع خرافات مقطوعہ کس مقام پر عوام کا لانا عام کے ساتھ تعبیر کیا ہے
 اور کہیں علما شیطان و نفسانی و دنیاوی کا خطاب دے گیا ہے اور اپنی نفس کو عالم ربانی و حقانی لکھ کر
 نظارہ افات حقیر و شہر کا بجا دیا ہے اور یکال سفاہت پر بھی اگر مین جو تمام فضلاء متقدمین و علما متاخرین
 عرب و عجم کو علما شیطان و نفسانی لکھتا ہوں اسکا انجام کیا ہوگا اور یہ بکبر و اور و غرور و ریہ گت غی اور بیباکی کا ناکہ
 پہنچا بیگی پنہاں سدی علیہ الرحمہ ہی جو فارسی کی پہلی کتاب ہے اطفال و بستان کو یاد دہتی ہے کہ بکبر و غرور و ریہ گت
 اور گوارا کیوں ہے اور اسکے اشعار محفوظ ہوئے ہیں اس ہی افات حقیر نے نہیں پڑھی کہ اوس میں فرماتے ہیں
 نکبر و اریل را خوار کرد و بزندان لعنت گرفتار کرد و ظاہر اسکا جواب یہ دیکھا کہ چنے تو یوں لکھا ہے کہ جو علی مولد
 و قیام کو مستحسن جانتے ہیں اور اس بارے میں رسائل تالیف کرتے ہیں اور اسکے استحسان کا فتویٰ دیتے ہیں
 اور اسکے عامل یا مجرمین وہ عوام کا لانا عام ہیں یا علما نفسانی و شیطان ہیں اور جبکہ مانعین ہیں وہ عالم ربانی
 و حقانی ہیں اس سے یہ کمان ثابت ہوا کہ تمام علما اہل سنت عوام کا لانا عام ہیں یا عالم شیطان و نفسانی ہیں اور
 تمنا ہم عالم ربانی و حقانی ہیں فقط ہر اہل حق اسکے جواب الجواب میں کہتے ہیں کہ تمام علما اہل سنت مانع نہیں
 کے مجرمین تو بموجب ہمارے قول کے عوام کا لانا عام یا علما شیطان و غرور پائے اور زمانہ ماضی میں اگر ایک دو
 مانع بھی گزے تو قطع نظر اس سے کہ الندا درک الحمد و ہر معلوم ہوا کہ منع کی بھی ایک بے حواس تھی کہ
 وہ ہمارے مجرمین نہیں آئی اور اس زمانہ میں تو مولائے ہمارے حزب قلیل کے کوئی مانع نہیں ہے جو ہر عالم
 ربانی و حقانی ہوئے اور ہر عالم فاضل مولانا شاہ سلامت اللہ اور عالم ربانی مولانا شاہ احمد علی و علی شہید
 اور مولانا کرامت علی صاحب جن پوری و مولانا حمید شاہ صاحب دہلوی اور فاضل حقانی مولانا عبدغنی محدث صاحب دہلوی

اور ہزاروں علما یحقیقی تسمیہ مجوز اس نعل خیر کی گندری کہ اوں کے اسمای گرامی لکھنے کیواسطے ایک دفتر
 علمیہ درکار ہو قدس اللہ اسرارہم و افاض علیہما حق جو منہصرو ویکام منہصرو اولاد جبرگات
 دین کہ بقید حیات ہیں مولوی عبدالرزاق صاحب مولوی محمد رفیع صاحب لکھنوی و مولوی شاہ محمد اکبر صاحب
 کاکوروی و مولوی محمد گل صاحب خالص پوری و مولوی وکیل احمد صاحب سکندر پوری و مولوی عبدالغفار
 صاحب لکھنوی و مولوی محمد علی صاحب کانپوری و مولوی محمد سکر خات صاحب خالص پوری و حضرت مولوی
 فضل الرحمن صاحب مراد آبادی و مولانا مولوی ارشد حسین صاحب امپوری و مولانا مولوی عبدالقادر صاحب
 و مولانا مولوی صبیحہ اللہ صاحب بدایونی و مولانا مولوی لطف اللہ صاحب علیگڈی و مولانا مولوی احمد حسن
 صاحب پٹنابی و مولانا مولوی عبدالحق صاحب مجددی نقشبندی صاحب و مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب ماجر
 و مولانا مولوی غلام کبیر صاحب قصوری و مولانا مولوی عبدالحق صاحب کانپوری اور خود دینار سے پیر
 جناب حاجی باعد اللہ صاحب اور سوائے ان کے ہزاروں علما عرب و عجم بارگ اللہ فی اہلہم تسمیہ مجوز
 اس کا ذکر کے موجود ہیں سو ہر سب عوام کا لانا نام یا علما ی شیطانی و نفسانی بشر کے کہوت کلمہ تخریج
 من اللوہم ان یقولون اھل کذب و افساس اس بیباک نے سید انام علی الصلوٰۃ والسلام و علما
 اسلام کثرتم اللہ الی یوم النقیام کی جناب اقدس میں ابورافع بیہود کی کسی عداوت ظاہر کر دی چاہہ اللہ
 تعالیٰ او خدا کہ کید ہر شتم بیکر کہ جب شخص خیال کرتا ہو تو دیکھتا ہو کہ روی زمین پر کوئی عالم علما ی سنت و جمات
 سے اپنے سامنے نہیں چلا سکتا اور سب گھبرا پڑا اور چاہتا ہو کہ کسی تدبیر سے کوئی نامی فاضل تو اپنے ہمزبان جادو
 کہ کچھ سہارا لے سواس غرض کے حاصل ہو نیکی واسطے خرافات مقطوعہ میں یہ کید چلا ہو کہ جناب مولانا
 مولوی رحمت اللہ صاحب ماجر کہ کہ خوش آمد میں نہایت مبالغہ کر گیا یا میں خیال کہ جب وہ اس بیع مرانی پر
 مطلع ہو گئے ضرور مافی الخرافات کو قبول و منظور فرما دیں گے اور عقائد و اعمال میں ہمارے شریک ہو گئے
 اور ہر طرح سے ہماری جانبداری اور اعانت کرینگے اور یہ بھی سچی تو کہ کوئی خرافات کے رد پر کوئی گنجائش تو
 ملے گی کہ فلان فاضل نامی ہمارے سامنے ہیں اسوقت موجود ہے خاکسار کہتا ہو کہ مولوی صاحب موصوف تو
 ایک مرد پختہ و پختہ باندیدہ صاحب علم و عقل و فہم ہیں کہ جنہوں نے پادری خیر کو عاجز اور لا جواب کر دیا وہ تو بہلا
 کہو نہ کہ دام فریب میں آئے اس دام میں تو کوئی جاہل بھی جسکو کسیدہ حصہ عقل سے ملا ہو نہیں آجکا
 اب حال واقعی سنئے کہ مولوی صاحب ممدوح جب خرافات مقطوعہ متفقہ عقاید باطلہ و اعمال کا سدھ و مصلح
 ہو گئے محبت اسلامی سے نہایت غیظ میں آئے اور کلمات تشدد و عنایت اس میں تالیف اور مولف و ہم شریبان

مولف و آخر طبع کے فرمائے مولانا مولوی عبدالحق صاحب ماجر و مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب نقوی وغیرہ اسکے شاہد عادل ہیں جو چاہے ان بزرگوں سے بذریعہ کتابت دریافت کرے اور خود انکی تحریر مضمون مذکور طبع ہو چکی ہو اور دوسری عنقریب شائع ہونے والی ہر ناظرین کے ملاحظہ میں گذرے گی کہ یہ قسم یہ کہ ایک خط حاجی امداد اللہ صاحب کائنات کیا و یوں نے طبع کرایا اور نظر کیا کہ یہ خط حاجی صاحب کا مولوی نذیر احمد خان رامپوری مدرس مدرسہ طیبہ واقع احمد آباد بھارت کے نام کا معطر ہے آیا ہے اور دوسرے حاشیہ اپنی طرف سے چڑھایا اس حاشیہ میں الفاظ غیر مہذب نسبت اس خاکسار اور صاحب نواز اور مولوی احمد حسن چغتائی کے لکھے اسکی کیفیت یہ کہ خرافات مقطوعہ جب شائع ہوئی تو اسس خاکسار نے ایک خط نام حاجی صاحب موصوفہ روانہ کیا تھا مضمون اسکا یہ تھا کہ صاحبان برامین آپکے مریدان رشید ہیں انکو آپ منع کر دیں کہ لوگوں کو گمراہ نہ کریں برہمن مقطوعہ میں یہ یہ عقائد باطلہ و اھل کاسدہ درج کئے ہیں فقط یہ خلاصہ مضمون خط مذکور جو بعد چند ماہ کے وہ خط حاجی صاحب کا جسکا ذکر اوپر ہو چکا شائع ہوا اسکی تمہید میں صاحبان برامین نے یہ بھی لکھا کہ حاجی صاحب نے یہ جواب مولوی نذیر احمد خان کو روانہ کر دیا ہے جو چاہے اسے دریافت کرے اور خلاصہ مضمون اس خط کا جو مضمونان برامین نے چھپوایا اور شائع کیا یہ کہ برامین قاطعہ میں عقائد حقہ ہیں ہماری سمجھ میں نہیں آئی فقط اور دوسکے حاشیہ میں تو سفارشات و بلائیں وغیرہ بہت سے الفاظ مضمون المواقف علی نفسہ کی نسبت خاکسار کے لکھی اور جناب مولوی احمد حسن صاحب چغتائی کی نسبت لکھا کہ وہ نہ سمجھ نہ بولتھے رسالہ در باب امتناع کذب باری لکھنے کو میٹھ گئے فقط اب شک کیا جس تمہید میں جو ان مکاروں نے لکھا کہ حاجی صاحب نے یہ جواب نذیر احمد کو روانہ کر دیا ہے اس کے مقابلہ میں تو احقر اسی آیت کی تلاوت پر انکار کرتا ہے کہ لعنتہ اللہ علی الکاذبین لیکن وہ جواب میرے پاس نہیں آیا اور ان کیا و یوں کو اسکی نقل ہو چکی ہے یہ طرف ماجرا ہے الغرض احقر نے فاضل کامل مولانا مولوی سکندر خان صاحب واصل خالص پوری نذیر احمد کو لکھا کہ آپ یہ خط میرا جناب حاجی امداد اللہ صاحب کی خدمت میں کسی اہل علم معتمد علیہ کے ہمراہ روانہ کر دیں اس خط میں فقط حاجی صاحب استفسار اس امر کا کیا تھا کہ یہ خط جو صاحبان برامین نے آپکے نام سے چھپوایا ہے فی الحقیقت آپکا ہے یا نہیں اور آپ ان عقائد کے جو برہمن میں مندرج ہیں معتقد ہیں یا نہیں فقط فاضل مہربان نے وہ خط مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب نقوی کے ہمراہ مکہ معظمہ کو حاجی صاحب کی خدمت میں روانہ کر دیا جناب حاجی صاحب نے اسکا جواب بے سبیل ڈاک شہر احمد آباد بھارت مدرسہ طیبہ میں میرے پاس ابلاغ فرمایا اسکا خلاصہ مضمون یہ کہ ایک مدت سے

بوجہ ضعف بے یاریت میں اپنے ہاتھ سے خط نہیں لکھتا ہوں وقت ضرورت کے دوسرے شخص کے ہاتھ سے لکھوا دیا
 کرتا ہوں چنانچہ وہ خط بھی جو عقائد میں برائے قاطعہ نے چھپوایا ہو میں نے اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا کاتب نے
 اپنے علم پر اعتماد کر کے مضمون مذکور لکھا یا ہوگا اور برائے قاطعہ میں جو عقاید فاسدہ و اعمال کا سدھ مذکور ہیں
 وہ سراسر میرے عقائد و اعمال کے مخالف ہیں میں ہرگز ان عقائد و اعمال کا معتقد و عامل نہیں ہوں فقط
 صاحبان برائے قاطعہ کے ہر و مرشد کے اس تحریر سے برائے قاطعہ کا خرافات منقطع ہونا واضح ہو کر اچھلے پھر و مرشدوں
 عقائد و اعمال سے نہایت متفرق ہیں اور ہمارا دعا کہ ہم اس کتاب کو سراسر غرابت اور اس کے عقاید فاسدہ و اعمال
 کا سدھ کو سراسر مضلالت کہتے ہیں ثابت ہو گیا و اچھلے علی ذلک اب رہا یہ کہ جناب حاجی صاحب نے تحریر
 فرمایا کہ وہ خط میں نے اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا کاتب نے اپنی سبجہ کے مطابق لکھا یا ہوگا اس مضمون کی نسبت
 خاکسار اپنی زیادت پر نہیں کہتا بوجہ اسکے کہ یہ حق کسی علم کی نسبت جتنا کہ غیر مشروع کا عامل یا قائل ہو کہ کوئی لکھ
 سکی کا کہنا یا لکھنا مجھ پر نہیں کرنا جائز نہیں کہ کتاب چھاپی آنکھ ایک بزرگ کہن سال کی نسبت کوئی شخص اس قسم کا
 کہے یا کہے حفظنا اللہ صنتہ ان اس غرض سے کہ برادران دینی کو عبرت اور نصیحت ہو اور انکو علم اور غربت ہو
 ناظرین جو عقل کی برکت میں چند استفسار لکھتا ہوں اور وہ استفسار اس قسم کے ہیں کہ اور کا جواب بنی عام عقل تو دینی و دیکھ
 وہ لوگ جو عقائد و شرف عقل کی ہی کہتے ہیں جواب ہوں استفسار و کا دیکھتے ہیں اب خاکسار اس سے قطع نظر کہ
 ایک وید و دیان کرتا ہے وید و دیان وہ استفسارات ناظرین یا انصاف کے معرض عرض میں لاویگا اسید کہ جواب سے
 ممتاز فرماویں ہر جو صاحب عقل کا رازہ انصاف جواب دیکھنا انشاء اللہ تعالیٰ فقیر اسکو اپنا مستند علیہ و دستور العمل
 گردانے گا اور جانے گا کہ یہ امر ہر فرد بشر کو اس طرح عمل میں لانا چاہئے اب سنئے وہ رکن دایر ہو کہ عمر و دیگر نے ملکہ
 ایک کتاب چھپوائی زید و خالد و حامد وغیرہم نے جب اس کتاب کو دیکھا تو بہت ایسے مسائل اونکو اس کتاب میں
 نظر آئے کہ جن سے لوگ گمراہ ہوں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سبکی اس سے مفہوم ہوا و ذات عجیب
 پروردگار عالم کی جناب قدس میں عجیب لکھتا ہوا و اسلام ہو و اعراض نہا و زید و خالد و حامد وغیرہم چھپوایا ہوا
 ہیں اور اچھلے مذہب کے یہ مسائل بالکل مخالف لہذا اونکو بہت ناگوار لگا و دیوان کتاب مذکور میں مسلمان ہیں
 زید نے بقصد خدائی محبت اسلامی جاننا کہ کسی تدبیر سے اہل اسلام گمراہی سے بچیں اور صاحبان کتاب بھی ہدایت پاویں
 اور راہ راست پر آویں سو یہ تدبیر اس کے ذہن میں آئی کہ عمر و دیگر ایسے صاحبان کتاب کے ہر دستک سے بچاں کہ
 لکھنا چاہئے کہ آپ اپنے عزیز و اقارب کو منج کر دیں کہ ایسے افعال و اقوال سے بابتاویں اسید ہر عمر و دیگر اپنے مرشد
 کے فرمودہ پر عمل کرے یا نہ ہو مگر زید نے خاص کو دھوکا دیا کہ عمر و دیگر ایسے صاحبان کے پاس جب یہ خط زید کا پہنچا

تو ضامن نے اپنے کسی خادم کو مکمل کیا کہ اس کا جواب لکھ کر عود کر کوئی تذکرہ دینا چاہی وہ خادم حکم بجا لایا اور زید کے خط
 کا جواب عود و بکر کے پاس جو زید کے حلیے تھے روانہ کر دیا عود و بکر نے اس پر حاشیا اپنے طرف سے چڑھایا اور اسے
 میں بہت سے کلمات ناشائستہ نسبت زید و خالد و حامد وغیرہ کے لکھے اور اس کو چھپ کر شائع کیا جب یہ سب مطلع ہوا
 تو ضامن کو اس سے لگا کہ حضرت یہ خط جو یہاں میرے خط کا جواب شہور کر کے چھا پا گیا جو فی بحقیقت آچے
 ابلاغ فرمایا ہے یا نہیں اور اس خط کا مضمون یہ ہو کہ کتاب مذکور میں عقائد حقہ مسطور ہیں جو آپ ہی اور ان عقاید
 کے معتقدین یا نہیں اس بار ضامن نے زید کو جواب بھیجا کہ وہ خط جو چھا پا گیا ہے بیشک غلط ہے نہ میں لکھا کتاب نے
 اپنی قیاس لکھ دیا ہوگا اور میں اور ان عقاید کا جو اس کتاب میں مذکور ہیں ہرگز معتقد نہیں ہوں فقط وہ یاد تھم چوئی
 اب وقت اتھسا رہا ہے کہ زید کے خط کا جواب جو حضرت ضامن نے اس کے مخالفین کے پاس واد فرمایا اور زید کو مطلق
 اس سے خبری نہ کی یہ امر دیانت اور تقویٰ اور اصلاح میں داخل ہے یا نکلنا ضد و کوشاں ہو یا عقلانے نزدیک مناسب
 یہ تھا کہ زید نے اپنے خط میں اگر بھی لکھا ہو تو عود و بکر کو فحاشی کرنی تھی کہ زید نے مجھے یہ مضمون لکھا ہے اور بھی لکھا ہے
 تم ایسے حرکات سے باز آؤ اور زید کو بھی جواب لکھ دینا تاکہ تمہاری تحریر کے مطابق عود و بکر کو سمجھنے منع کر دیا جواب چاہیں
 وہ مابین یا نہ مابین میں ان کے عقاید و اعمال سے بری ہوں فقط اس لیے کہ اگر بھی لکھا ہو تو خود زید کے پاس یہ کہ
 خط کا جواب بایں مضمون روانہ کرنا مناسب تھا کہ میان زید و ہماری سمجھنا ناقص ہو کر دیکھ کر جو کہ اس کتاب میں
 لکھا ہے سب میں لکھا ہے تم اب غور کر کے سمجھ لو اور اپنی عقائد کے معتقد ہو جاؤ اور اپنی اعمال کے عامل بن جاؤ یہی
 صراط مستقیم ہے ورنہ راہ جمعہ جو استفسار ثانی یہ کہ حضرت ضامن نے اس کتاب کو مضمون بتا دیا تاکہ یہ لکھو یا نہیں
 ارشاد فرمایا تھا کہ اس کا جواب جو تمہارا رسولین آویز وہ لکھ لاؤ و صورت اول جو کچھ نامور نے لکھا وہ آخر کا ہوا یا نہیں
 اگر چہ اس وقت ضامن کا یہ کہنا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا ضامن کو اس تحریر سے بری الذکر کر گیا یا نہیں لکھیں
 کر گیا تو حضرت ضامن کا یہ قول کہ اس کتاب میں عقائد حقہ مذکور ہیں اور دوسرا یہ قول کہ میں اور ان عقاید سے
 بری ہوں اور ہزار ہوں ان دونوں قولوں میں تناقض ہے یا نہیں اور صورت ثانیہ کو بھی اہل عقل ملحوظ فرماویں پھر
 ضامن صاحب نے اس خط کو مسکراطلاع فرمایا یا بغیر سے اگر مسکریا تو ناقص ہیں القولین المذكورین ثابت ہو گیا یا نہیں
 اور اگر بغیر سے ارسال کیا تو نادانی میں یہ امر محسوب ہو گا یا نادانی میں اس سے ماہمت فی امور الدین ثابت
 ہو گی یا نہیں اور چند استفسار اور بھی ملحوظا طریق بر عایت ادب بحضرت ضامن زبان قلم پر نہیں لاتا اب
 ناظرین یا انصاف ارشاد فرماویں کہ دو مسکراطلاع سلام ہی پر روش ضامن صاحب کی اختیار کریں یا نہیں غالباً
 سب عقلا یہی فرما دیں گے کہ نہیں اس قدر لکھنے کے بعد خاکسار کو اطلاع ہوئی کہ حضرت ضامن کی جناب عالی

کی طرف سے رعایت خاطر ہو کر کے دوسری کوئی نہ لڑائی راجع نہیں ہو بلکہ میرب کیا دسی وشیاری عمرو و بکر کی ہی جو
وہاں پہنچ کر زید کا خط بمضمون مذکور جب حضرت خاسن کے پاس پہنچا تو حضرت خاسن نے وہ خط زید کا مجذوبہ پر
عمرو و بکر کے نزدیک حاضر کر دیا لنگھو اور شہری تعریف کو لوگ اس طرح یاد کرتے ہیں وہ شہر پہنچا اور اس قسم کی
حرکت سے باز آؤ عمرو و بکر نے زید کے خط کا جواب اپنی قلم سے لکھا اور خاسن صاحب کی طرف سے آیا ہوا مشہور کیا اور
خاسن صاحب کو بھی لکھ دیا کہ آپ سے اگر کوئی استفسار کرے تو کہہ دیجیے گا اور لکھ دیجیے گا کہ ان وہ جواب میں نے لکھا ہے یہ جواب
زید نے دوبارہ حضرت خاسن کو لکھا اور خود ان کے عقاید سے بھی استفسار کیا تو حضرت موصوف نے صاف لکھ دیا کہ
فلان فلان تھا ماوراء اہمال اس کتاب کے حقائق و اعمال کے مخالف ہیں باقی راہی مضمون کہ وہ جواب جو میرے
طرف سے عمرو و بکر نے چھپوایا ہے وہ جواب ہرگز میرے طرف سے اس کے پاس نہیں گیا اور میں اس جواب سے عاقف
چون متاثر ہوا کہ جواب اس کے پاس میں کس واسطے دیا کرتا نقطہ سویر مضمون حضرت خاسن نے اس سبب سے نہیں
لکھا کہ عمرو و بکر کے اس مکاری سے نہایت خرابی ہوگی الغرض ناظرین کی خدمت میں التجا ہے کہ حضرت خاسن کے بطن
نہیں عمرو و بکر کو ہی بائیان مذکور میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کہ قصود تھا وہ دوسرے شخص کا فتور تھا اس کید کو
خاکسار نے اس کتاب سے علم ہوا مفسدا لکھا ہے لہذا یہاں مختصر کیا ان لوگوں نے جناب مولوی احمد حسن صاحب کی
نسبت جو ناخوشی کا مضمون لکھا ہے کتب میں نہیں کہ ان کے ساتھ وہ خلاف ہے کوئی مستند ہو کر اس گستاخی کا مزہ چکھا تو
کید و جہم کہ جب صاحب خرافات نے دیکھا کہ جلال علی عرب کا فاضلای مجبور مولود قیام کے مجبور و محسن میں تو نہایت
غیظ میں آیا اور ان کی عداوت کا نعرہ اپنے خانا غلین چلایا اور اس قلعین لڑا کہ کوئی نہ رہا ایسی نکالنی چاہتا کہ ان
سبکی تجویز یا ناطل ہو جاوے سو کوئی تدبیر اس کے ذہن میں نہ آئی سو اس کے کہ علما عرب کی تو بوری پوری ہو کر گیا
کہ جاہل ہیں فاسق ہیں کتاب کے خلاف کیا کرتے ہیں مخالف نص کی فتویٰ دیا کرتے ہیں اور فاضلای علم ہی لایا
مشک ہیں متبع ہیں اور ان سبکی تجویز کا دشمنان کا کچھ اعتبار نہیں ہوا ورنہ یہی خرافات ہیں یہی کہہ گا کہ ہمارے سوا
دوسرے کسی کا قول لائق اعتماد کے نہیں جواب ناظرین اس شخص کا بیوردہ کوئی ملاحظہ فرمایاں کہ کیا لکھ باعقاد
اوسکا یہ ہوا کہ خطایہ اکیلا جسٹی ہوا اور باقی سب جنم میں جانیوالے ہیں فہود باللہ من ھذا الکفوات
بہلا اس پر پاک کے اس زخیر مرابطہ ویر کو کوئی مائل سمع قبول میں جادے سکتا ہے حاشا اور یہ کلمات لعن
و طعن سب و شتم جو صحیح علما اسلام کی نسبت لکھ گیا فاسق بھی کہہ گیا مشرک بھی ثابت کر گیا جاہل بھی ہو گیا
اس کی سزا کو تو اس شخص کوئی محال ملے ہوا اور اگر کتاب نہ تو پوری پوری جو فانی الاستقبال بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ
کید یا زہم کہ خطاقت موقوفہ کا کوئی صفحہ باقی نہیں ہو کہ میں صاحب انوار کو خصوصاً اور بیچ علما

اسلام کو عبادتِ شنام سے یاد کیا ہوا اور تافہم اور نادان اور جاہل اور بددیانت اور شوقِ چشم اور بیشتر اہل ایمان
 وغیرہ افغانا و بکلی نسبت نہ لکھے ہوں مجھے صاحب انوار نے جو اقوال نقل کئے ہیں وہ علمائے متبیین اسلام کے کلام سے
 اندھ کے نقل کئے ہیں تو صاحب انوار کے نسبت جب وہ کلمات دشنام اس نامہ مقبوت اندیش نے لکھے تو گویا دون
 سب بزرگانِ دین کی نسبت قرار پائے اس شخص نے یکتاب علمای اسلام کی جو چین تالیف کی جو اہل عجم کو قریب
 دیا ہے کہ اظہار حق کی واسطے لکھی ہے جو حسانِ اشد اظہار حق کا نام اور اظہار باطل کا کام اگر غور کرو تو اس خطبات میں
 نہ فقط جو علمائے اسلام جو بلکہ عداوتِ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام تحت خالقِ نام ذوالجلال لاکریم بھی
 بہت کچھ موجود ہے جو ہر شخص ذاتِ بے عیب کو عیب لگانے سے اور سرورِ عالم صل اللہ علیہ وسلم کی جنابین گستاخی
 سے باز تر تھا و اسکو علمای اسلام کے دشنام سے کیا خوف ہوگا معاذ اللہ منہا اور باعث ان سب خلافات کا جامع
 معلوم کی جہالت ہوئی ہے مولانا سعدی علیہ الرحمہ نے سچ فرمایا ہے سہ زجاہل نیا بد جز افعال بدہ و زولش نو
 کہ چنانچہ اقوال بدہ کید و دوازد ہر کہ عوام کو قریب دیتا ہے کہ صاحب انوار نے جو مولود و قیام و رد و سلام کا
 استہسان ثابت کیا تو اسے ان امور اخیر کے مانعین کہ فی زمانہ اوہ دوچار شخص ہیں سوا انکو جامع مصباح
 ولی اللہ کا خطاب دیکر کہتا ہے کہ صاحب انوار نے ان مانعین سے عداوت رکھی اور مانعین کے ساتھ عداوت
 رکھنی گویا خدا کے ساتھ لڑائی کرنی ہے صاحب ذوالفراو فرماؤ کہ جامع براہین نے جو تمام عل و فضلا و صفیاء و تقیائی
 امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و اولیای خدای ذی الکریم باجماع ائمہ و انوار کو بدھ و سلام نام بنایا اور جاہل و نادان
 اور تافہم وغیرہ کلمات دشنام کے ساتھ یاد کیا اور فاسق اور شرک اور بدعت قرار دیا یہ من عادی و تالیانی فغل
 آذ فتمر جائحوب کا مورد ہے یا صاحب انوار کہ اسے کہاں ملا طفت متاعین ظن کو سمجھایا کہ سوادِ حکم کی مخالفت
 اچھی نہیں ہے اور مولوی رشید احمد صاحب کی عبارت میں جو رکاکت تھی اسکو واضح کر کے انکو بری کر کے یا کہ بر
 عبارت و بکلی نہیں معلوم ہوئی ہے اس تہذیب اور اخلاق والا اس حدیث قدسی کا مصداق ہو سکتا ہے و حاشا و کلا بلکہ
 وہی مفتیق اطہار و مکفر اخبار و مبتذل اخبار و غفل ابلار و محقر رسول خیر و متم خدای غفار و بر حدیث کا مورد
 اور مصداق ہے و العیاذ باللہ منہ و مسیح علیہ السلام ظلموا ای منقلب ینقلبون کی سیر و دھم
 یہ کہ جامع خرافات عوام کو دھوکا دینے کی واسطے لکھتا ہے کہ صاحب انوار نے انوارِ مطہر میں منکرین مولود و
 قیام کو سب و تتم سے یاد کیا ہے جن لوگوں نے انوارِ مطہر کو دیکھا ہے اور اسکے خرافات کو بھی ملاحظہ فرمایا ہے
 وہ لوگ تو جان ہی گئے ہیں کہ معاملہ بالعکس ہے اور جن بزرگوں نے دونوں میں سے کسی کا مطالعہ نہیں کیا
 وہ اس کتاب سے معلوم کریں گے اصل یہ ہے کہ صاحب انوار نے جو نہایت نرمی سے مناعین بلغیر کے ساتھ گفتگو کی ہے

اور حال پر گزشتہ چوباسف گوئی بے لطف و خوشی و فروغ گردوش کبر و گردن کشی و خند و حم سحر علی الرحمہ
 جو پر کر کے فرمائے ہیں سو وہی طور میں آج اگر صاحب انوار کے کلام لطف التیام سے منکرین کا جو غر و ذفر و فزون
 ہو گیا کہ تمام علمای اربعین اور ولایای کلین کو گالیاں دیں لگے اور صاحب انوار کے اس کلام و صاحب احترام کا نام
 دشنام رکھا اور یہ بھی جب ہو کہ صاحب انوار نے جو کلام و کتب نصیحت کی جو کہ خیر عقیقہ و ذکر کو کہ فاسد ہی اور یحییٰ
 نہ کہ کو کہ کاسد ہے اس نیل سے اس کا فساد ظاہر ہوا اور اس برہان سے اس کا کسا و باہر ہوتا ہے اس قول کی نفیس
 ابرار ہوگی اور اس سخن سے کفر یا خیال لازم آئیگی سو اس تنبیہ اور تذکرہ کا نام جامع خرافات نے دشنام رکھا
 اور خود جو تمام علمای عرب و عجم اور ولایای خائف عالم کو جا ہل اور سفیر لکھ گیا اور فاسق و مشرک قرار دیا سو یہ
 تجلیل اہل اور تفصیل خیر جامع خرافات کے نزدیک تہذیب اور ادب میں داخل ہوئی یہ وہی مثل پر کہ کوئی
 نابکار خاندان پروردگار میں بکارنا لگتی مشغول تھا کسی مرد ثقہ نے اس کو دیکھ کر کہا کہ اسے کجبت تھو جو مسجد اور یہ
 کام اس بدکار نے جواب دیا کہ اسے بے ادب اور بد تہذیب مسجد میں تھو کتا ہی اور یہی نسبت خلاف تہذیب
 الفاظ بولتا ہے اگر بیکار خود مشغول ہوتا تو کجگویتا مسجد میں حرام کاری ٹھو فباقد من تو اس کے نزدیک
 ادب اور تہذیب میں داخل ہی اور اس قایل کا قول کہ اسے کجبت تھو ہی ہے ابی اور بد تہذیب میں داخل ہوا
 ویسے ہی نفیس بل ارجحان اور تجس علمای دوران تو جامع خرافات معقول و عاقل کے ہم مشربون کے نزدیک
 ادب اور تہذیب ہو اور صاحب انوار کے تنبیہ مذکور اور تذکرہ مسطور سب و شتم نام رکھے گئے اور لمن و طعن میں
 محسوب ہو اس سے ناظرین معلوم کر لیں کہ یہ شخص کتنا برا مذہب اور مذہب ہو مجھ کو خوف اس کا ہو کہ مولوی
 محمد قاسم صاحب مرحوم نے جو دیوبند کے مدرسے کے تفریاتی اہل اسلام کو علم دین کی راہ بتائی کہیں یہ شخص
 نامی سے عقائد فاسدہ اور اعمال کا سدہ ظاہر کرتے کرتے اس کو دہم و برہنہ کر ڈالے یعنی جب لوگوں کو
 معلوم ہو گا کہ ان کے تعلیم عقائد و اعمال جملہ علمای سنت و جماعت ساکنان عرب و طاطان عجم کے عقائد و اعمال کے
 مخالف ہوں تو سب مقرر و جوشیگے اور یہ چند کہ وبال اس کا تھا اسکے گردن پر آویگا لیکن اہل خلاص کو
 چاہئے کہ اس کو منع کریں اور کہیں کہ بھائی تو گھر میں اپنے خاموش بیٹھا رہے علما کے مقابلہ میں دخل و مداخلت
 کیوں کرتا ہے اس سے ہمارا درد بدنام ہوتا ہے یہی تو ایک شخص نے علمای سنت و جماعت میں سے تیری خرافات پر
 اطلاع پا کر اس قدر لیاقت تیری ظاہر کی ہے جس سے دوسرے علما کو اطلاع ہوگی تو وہ اور زیادہ تیری بزرگی ظاہر کریں گے
 اور یہی حکم خیر ہو کہ مذہب احمیہ مجھ کو درپردہ ہی رکھا ہے آئندہ ایسا منو کہ علمای سنت و جماعت چہا طرف سے متوجہ
 ہو جائیں اور تیرے نام اور مقام کی پوری تعریف کر کے دیجیاں اور اذین لہذا مصلحت یہی ہے

سہ ز علم بے خبری اسے عزیز من مخروش و روز غامضہ علم عالمان دانند فقط طرفیہ پر کہ اس شخص نے
 اپنے پر دستگیر جناب حاجی صاحب کو اعدای عوام و دشنام دہی علای اسلام کے سبب اپنے ساتھ بد فرہام
 کلام بنایا اور زیادہ بدنام کرنا چاہتا لیکن جہ تو آخر شیخ بخیر کاریدہ انقلاب روز گاتھے صاف اسکے دم فریٹ
 نکل گئے اور فرماتے لگے کہ میں ہرگز اسکے عقائد فاسدہ کا معتقد نہیں ہوں اور نہ اسکے اعمال کا سد کا حال
 ہوں ولین اپنے فرماتے ہو گئے کہ میں تو جانتا تھا کہ اس سے اپنی نیکی نامی تصور پر یہ معاملہ یکس کیسے ہو گیا
 اسکے ولین کیا سنا ہی جو علما کی مہم کو جاہل اور فاسق کہنے لگا اور فضلائی ہند کو سفارت اور جہالت کہ ساتھ
 منسوب کرنے لگا سرور عالم کو اپنا اثر ابائی بولنے لگا کفر کو ساتھ جڑ کر تو نے لگاتار ذات باری کو عیب لگنے لگا
 راگ انا خیر و گانے لگا اور فی حقیقت حاجی صاحب و صوف کا یہ فرمودہ بجا ہوا اور دوسرے بھی تو آخر
 حاجی صاحب کے بہت سے مریدین عالم بھی بنی ناضل بھی بنی حاصل بھی بنی ہوا اسکے کسی نے او نہیں سے یہ وہ پرخطر
 آگے نہ لگے کہ وہ تصور جمہور کے قدم بقدم چلے جاتے ہیں پر کیسے حاجی صاحب کے قلب انور پر اس شخص کی طرف سے
 کدورت نہ آئی گی یہ تو بدنام کنندہ کنو نامی چند کا مصداق بن گیا قبل طبع ہر اہمین مقلد کی یہ خاک سا بھی اس شخص کی
 صالح جانتا تھا جب اس نے فخر خلافت کو دیکھا کہ تمام علما اسلام کی جو کر گیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب
 میں ہے ادبی کر گیا ذات باری تعالیٰ کے ساتھ عیب لگا گیا العباد یا اللہ بدین کے روئے لکھ لکھے جو کلمہ محبت
 اسلامی کا جو ش آگیا دل نہ لے کہ اعلیٰ اسلام اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خالق انام کی جنابا حدیث
 اسکو دفع کر اور خدا اور رسول کی محبت میں کھٹ کر راحت سہرا و علما اسلام کے ناصرین میں شامل ہوا و اسلام کو
 اعتراض کفار سے بچا اور اسکو تہذیب کا خیال خاک کرنے بدجہ ناجاری نیزہ ظلم و شایا اور ناحق اوسکی طرف
 التفات بھی نہ کرنا خود اپنے اشتغال ضروریہ سے فرصت کہاں ہو کوئی تعلیم باہم میں صرف اوقات کر کے کید چہاڑ ہم
 یہ کہ صاحب انوار نے جہان نفوس قطب قرآن و حدیث سے استدلال کیا صاحب خلافت نے وہاں تاویلات
 بارہ مجیدہ مستم کے کہ اطفال بچہ دھان اون تاویلات پر خندہ کرتے ہیں پیش کر دے اور جہان کتب فقہ حاصل و کلام
 و مقوف و سیرت و غیرہ سے اپنا مدعا ثابت کیا وہاں بعض مقام پر تہذیب لکھ گیا کہ یہ آیات ضعیفہ و معجزہ لائق ہنداد
 کے نہیں ہو سکتی اور کہیں یوں بول گیا کہ یہ اقوال نفوس کے مخالفین اور خود صاحب خلافت کا حال یہ ہے کہ
 نفس کو قرض جانتا ہے اور نفس کو نفس پر اس لیاقت پر تمام علما اسلام کی تکفیر و جمعہ و تحویل و تفصیل میں پستہ ہوا ہے
 العباد یا اللہ اور جہان انوار نے علما و محدثین کے اقوال و فتاویٰ نقل کر کے دیکھو یہ علما کی زبانیں عرب و علم و فن نہیں
 کے کثرت اور چارے ہر زبان ہیں بیان صاحب انوار کی طرف اشارہ کر کے یوں بڑے گستاخے کہ اس شخص کو نفس سے تو

اثبات مدعا آتا ہی نہیں ہے عاجز ہو کر کہہ دیتا ہوں کہ فلاں عالم کہ یہ قول چاروں فلاں فاضل یہ کہہ رہے تھے اور یہ نہیں
سمجھتا کہ تمام دنیا کے عالمان کا قول جب نص کے مخالف ہو تو مردود ہو جاتا ہے اور اقوال مذکورہ کے قائل تو فلاں
فلاں جاہل عرب اور فتاویٰ مسئلہ کے مفتی تو فلاں فلاں فاسق ہیں اور کہتے تو نص سے اپنا مدعا ثابت کر دکھایا
پھر حکوم مردم شاری سے کیا غرض ہر انتہی یہ خلاصہ ہے جامع فوائد اگر گناہ تو کیا گناہ کبکب الحروف کہنا ہو کہ اس مجمل احوار
اور فسخ انبیاء کو اس قدر بھی وقوف نہیں ہو کہ تمام دنیا کے عالمان کا قول نص کے مخالف ہو ہی نہیں سکتا حدیث ان تبد
لا یجوز استیصال خلاف اس مدعا کی نسبت ہے اور اقوال مذکورہ کے قائل وہ علمائے ربانی و فضلاء حقانی ہیں کہ ان کا کوئی
شاک و شکوہ نہیں جس پر ہر مسلمان جو اس شاک و شکوہ کے رد و رد اسکی زبان ہی نہیں کہل سکیگی اور فرض کیا اگر ان قائلین
میں سے دو ایک کہ علم اور ہدایاں اہل دنیا بھی ہوں تو کیا حرج ہو کہ ہر مسلک و ہر پیشہ قیمت میں رشتہ کی قیمت آخر میں ملے
سے تو جو اس شخص کی طرح عقل کا پورا ہوگا وہ مجموعہ مسلک و ہر ایک کو رشتہ کے سبب کی قیمت کیلئے اس شخص کی دہشتندی
لا این غریبے اور متقیان اعدا کو جو یہ شخص فاسق نہ کہ گیا ہے سو یہ قول المرء لیس علی نفسه کی وجہ سے ہوا اور
اور اسکا یہ قول کہ کہنے اپنا مدعا سے ثابت کر دکھایا ہو اسکا حال بھون اشد سجدانگے معلوم ہوا جاتا ہے اور
کوئی عالم علماء محققین اہل تسنن میں سے اسکے چہ زبان نہیں جو مردم شاری یہ شخص کیا کہے اور جو کہ یہ شخص
اپنا ہم مشرب ہوا جو حاشا کہ وہ اسکے ہم مشرب ہوں اور اسکے مطلب اور مدعا کو نہیں سمجھا اس سبب ان کو اپنا
ہم مشرب تصور کیا ہوگا اور جو کلام کہنا ہر اسکا معنی بھی ہوگا وہ بھی محدود ہوئے جو غرض محصور کی مقابلہ میں
بالفرض اگر ان کا کلام نفس الامر میں بھی اسکا معنا ہوگا تو ناقابل رد یہاں حدیث انجوا السوا و الا عظم
کی شرح میں علامہ قاری علیہ رحمۃ الباری نے کہا بعد یہ معنی لکھا اعترا الذکیر والمراد ما علیہ اکثر المسلمین
انتہی چہ چاہی انکا ضمن فیہ کہ جو انکے خلاف واقعا ہوں علماء محققین نے جو اس حدیث کے معنی لکھے وہ
قابل قبول ہونگے یا جامع خرافات کے گہر کے تراشے ہوئے معنی لائق اصفا ہو سکتے ہیں یہاں ایک حکایت
مولانا مولوی محمد سکندر خان صاحب واصل خالص پوری سے میں نے سنی تھی یا د آئی کہ ایک مولوی اور
دوسرا انکے صلوات کسی سفر میں ہم طریق ہوئے کہ جب وقت نماز آیا مولوی صاحب نے منکر کے نماز شروع کی
بعد از فراغ دیکھا کہ رفیق نہ کو بیٹھا ہوا حق تعالیٰ ہا ہر مولوی صاحب نے کہا کہ آپ نماز نہیں پڑھتے ہیں رفیق نے
جواب دیا کہ ابتداء آپ نماز کی تعریف تو بیان کیجئے کہ کیا شے ہے مولوی صاحب نے کہا کہ میری عبادت بار کاں
مخصوصہ جو میں نے ادا کی اس کا نام تاتہ ہے رفیق نے جواب دیا کہ سبحان اللہ اس وقت بیٹھیں کا نام آپ نے
نماز لکھا ہے اسکی قرینہ آپ کی نص سے ثابت کر سکتے ہیں مولوی صاحب نے کہا کہ ہونو آگیا اس غیب واد کی

فرضیت ہی کا علم نہیں جو قرآن شریف میں بواضع متعده اقیمو الصلوٰۃ وارد ہے نہین پڑا رفیق نے
 کہا کہ واہ واہ حضرت اسکا مطلب آپ بالکل نہیں سمجھے اب مجھے سنئے کہ صلوٰۃ ایک پابندی لکڑی کا نام ہے کہ
 آپ نے شاید وہ نہیں دیکھی وہ لکڑی کیڑا بیٹھتی ہے اور اس کے سیدھے کرنے کی واسطے اس آیت شریفہ میں ارشاد ہوا ہے
 اقامت یعنی راست کردن جو عرب بولا کرتے ہیں اقامہ العود یعنی سیدھا کیا اونے لکڑی کو عود بھی عربی
 میں لکڑی کو کہتے ہیں اقیمو الصلوٰۃ یعنی جو باندھو کہو کہ تم سیدھا کرو کہ گھر کے کام میں لائیکے لایق ہو جاؤ
 اس آیت شریفہ میں تدبیر منازل کی تعلیم فرمائی گئی ہے اور تدبیر منازل ایک قسم جو استقامت ملے حکمت عملی ہے
 اور یہ ایک قسم کی خطا ہے جو آپ صلوٰۃ کے معنے اس اوٹھا بیٹھی کے سمجھے ہیں مولوی صاحب نے کہا کہ مفسرین
 اور محدثین اور فقہاء اور اہل لغت نے صلوٰۃ کے معنے بیان اویسی عبارت کے لئے ہیں جو مثل ہر کوع و سجود
 قیام و قعود پر توفیق ہے کہ اس کا پ زبرد و عود و دیگر خالد وغیرہ کا نام نہ لیجئے نفس نفس سے اپنا مدعا ثابت
 کیجئے یہ آیت تو ہرگز آچکے مدعا کی ثبوت نہیں ہو سکتی مولوی صاحب نے ناچار ہرگز دوسری آیت پر مبنی
 حافظ علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ رفیق نے کہا کہ اس آیت سے تو ہمارا دعویٰ نہ ہو کہ
 ثابت ہوتا ہے نہ آچکا مقصود مسطور یعنی نہ بیان البصیفہ جمیع صلوات ارشاد فرمایا جو مطلب یہ ہے کہ جب
 لکڑیاں بہت ہوں تو اونکی محافظت کرو کہ چور نہ لے جائے اور بچ والی لکڑی اگر عمدہ ہوتی ہے تو اسکی
 تاکید و تخصیص فرمائی اور یہ تو ظاہر ہے کہ اسباب اور مستراح کی محافظت کی جاتی ہے کہ اس کے واسطے
 خوف ہوتا ہے کہ کوئی اوٹھا نہ لیجاوے اور یہ بھی واضح ہے کہ لکڑیاں مایہ اور ستاع میں داخل ہیں
 ولہذا اونکی خرید و فروخت جاری ہے بخلاف تدار سے اس اوٹھا بیٹھی کے کہ اسکو کوئی اوٹھا نہیں
 لیجا سکتا اور اسکو بھا کر کوئی کہین فروخت کر سکتا ہے اور اسکی محافظت کیا ہوگی مولوی صاحب نے بہت کچھ
 بیان محافظت فرمایا کی وجہ اور وہ ان اقامت کے ایک سبب بیان کیا رفیق نے لاسلم کی سہرا گے
 کردی واقعی لاسلم کی وہ سپر جو کہ مسائل اور دلائل اور کتاب اور مسائل کی تیغ و شمشیر سے نہیں کٹتی
 ہے اور نہ ٹوٹتی ہے اس کے ٹوٹنے کی واسطے قطعی ڈنڈا ہے جسکو کسی مرد جنگ آزمودہ نے پنجابی زبان
 میں نظم فرمایا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آسمان سے آئین چاکتا بین اور پانچواں آیا ڈنڈا الغرض
 مولوی صاحب کی تیغ و دلیل جب اس سپر کو نہ کاٹ سکی اور اس ڈنڈے سے کام نہ لیا جو کام
 حاصل ہوتا ہے مضمون شعر صائب سے کام دل نہ توان گرفتن از جہاں بے روی سخت +
 آتش آردن برون از سنگ کا یہ آہن سے + مولوی صاحب کی صغیر اس خنکی زخیر بہت گہبی

باختر فرمانے لگے کہ وہ کیونکر فلاں اور فلاں عالم عبادت مذکورہ ادا کرتے چلے آئے اور اسکی فرضیت کے
 قائل ہے اور فلاں اور فلاں متقی فی الحال بھی سکوا کرتے ہیں اور اسکی فرضیت اور وجوب کے مثبت
 ہیں تاکہ الصلوٰۃ نے کہا وہ لوگ جنکو تو عالم قرار دیتا ہو سیکے سب جاہل اور غاسق تھے اور اس زمانہ کے
 لوگ بھی علیٰ ہذا القیاس ہیں اسی قول سے جمالت اور کلی معلوم ہو گئی اور نص کے مخالف کیسکا قول
 اور فعل لائق اعتناء کے نہیں ہو اور محکمہ نفس سے ثواب ثابت مدعا کیا ہی نہیں چر فقط یہی کہہ دیا کرتا ہو کہ فلاں
 اور فلاں یہ کرتے ہیں اور فلاں اور فلاں یہ کھتے ہیں یہ تو صحت دلیل تیرے عجز کی جو اثبات مدعا سے اور
 بمنہ تو نص سے اپنے مدعا کا اثبات کر دیا ہے چہرہ کیونکر فلاں اور فلاں عالم اور فلاں اور فلاں متقی کے قول
 و فعل سے منکر ہو سکتی کیا ضرورت جو انتہی خاکسار کتا ہو کہ سبحان اللہ کیا خوب اس تاکہ الصلوٰۃ نے
 نص انعموا الصلوٰۃ سے اپنا مدعا ثابت کیا ہو پس جیسا کہ اس تاکہ الصلوٰۃ بمعنی ترک کنندہ نازلے اپنا
 مدعا ہی معلوم بتاویلات معلوم نص سے ثابت کیا تا اور اس مولوی سے بالفاظ مذکورہ خطاب کیا تھا ویسا ہی
 اس جامع غرانات معقولہ تاکہ الصلوٰۃ بمعنی ترک کنندہ و رد دے اپنا مدعا ہی معلوم بتاویلات طیلہ نص سے
 اثبات کو پہونچایا ہو اور صاحب انوار کو یہ کلمات ناشائستہ جواب دیا ہے شاباش ہو اس تاکہ الصلوٰۃ کو اود
 آفرین ہو اس تاکہ الصلوٰۃ کو العیاذ باللہ تعالیٰ من مشورہ اقول العاصم **پانچواں**
 یہ کہ صاحب انوار نے جہادی بالغیبی اور مضمای مسکون کو بت جگہ و نگہ اغلاط کا حشر نظیر اور اسقام مقبول
 لغویہ پر اطلاع دی اور جیسا کہ استاد گریڈیہ کو غلط پڑھے وقت تعلیم دیتا ہو کہ اسے بیوقوف لفظ تو پہلے
 صحیح پڑھ بعد کو معنے کر اور مطلب پوچھ پھر نصیج الفاظ کے معنے تو کیا کر گیا اور مطلب تو کیا سمجھ گیا ہمیشہ
 کو دن رہ گیا جس اہل علم کے رد و برأت کر گیا یا عبارت پڑھ گیا یا لکھ گیا جمالت تیری اس اہل علم پر شکست
 ہو جاوے گی کیونکہ علم و جبلت ان کا ایک ہی نقطہ سے معلوم ہو جاتا ہے قصہ شیخ علی حنین لغویہ نہیں سنا
 اس طرح پر سرنگین کو صاحب انوار نے پڑایا اور سمجھایا اسکا حال سنے کہ اس تعلیم کی جزا و منون نے
 یہ دی کہ گالیوں سے پیش آئے اور اپنے اغلاط کا غدر بہتر از گناہ یہ کیا کہ وہ اغلاط کثیرہ ہمارے نہیں
 ہیں اہل مطبع کی ہیں واہ کیا خوب حذر کیا حالانکہ جہان کتاب میں غلطی ہو جاتی ہو وہ غلطی خود زبان
 حال بول و نوشت ہے کہ کتاب سے ہو یا اہل مطبع سے ہو یا مصنف سے ہو یا اہل عقل و بیان لیتے ہیں کہ یہ
 غلطی اسکی پر دہ سکی یا اسکی پر نہ اسکی اہل مطبع کے اغلاط اور قسم کے ہوتے ہیں اور مصنف کو دھڑی
 قسم کے بہلائے ہو یہ کیا کہ اغلاط اہل مطبع کے ہیں عقلاً کیا اسکے قریب ہیں اگر انکے اغلاط اہل مطبع کے سر

نقیب کہتے ہیں جاشا چر تو یہی کتاب ہے کہ یہ چوری میں نے نہیں کی بلکہ دوسرے کا نام بتانا ہے عقل مند
 تحقیق کر کے معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ کام اسکا ہو نہ اسکا یا اسکا ہو نہ اسکا چنانچہ منکرین نے جہاں
 جہاں غلطی کی وہ صاف اہل دانش پر واضح ہو گئی کہ خود جہلای مولفین کی ہی ہوا بعض جاح
 خرافات تسلیم بھی کر گیا لیکن وہ ان یہ جواب دیا کہ محصلین اغلاط فظیہ کی طرف التفات نہیں کرتے ہیں اس
 شخص کو اس قدر بھی تہیز نہیں کہ جب اس سے الفاظ ہی کی تصحیح نہیں ہو سکتی تو محصل اور عالم کیونکر
 خراب پایا یہ چند جہلانہ الفاظ کو جانتے ہیں نہ محاطے کو پہچانتے ہیں نہ مطالب کو چہانتے ہیں عالم ہونیکا
 دعویٰ رکھتے ہیں اس جامع خرافات کو دیکھئے کہ خرافات مقطوعہ میں اس قدر اغلاط فظیہ و معنیہ بھرے
 ہیں کہ اگر کوئی اس کو طومار اغلاط کہے تو بجا پر اردو کا محاورہ ایسا کہ باشندگان دہلی و لکنؤ تو درکنار بعض زمین
 بھی اوس زبان سے شرافتے ہیں نہ کہ کو مونت بول گیا ہے اور مونت کو مذکر کہہ گیا ہے جمع کو مفرد اور مفرد کو
 جمع بکنا چلا گیا ہے اور تعقیفی لفظی و معنوی اس قدر کرا کو الفاظ سے کچھ نہایت ہی نہیں اور عربی و فارسی الفاظ
 جو لوگوں سے سنی سنائی زبان قلم پر لایا ہے وہ ایسے کہ اگر تمام کتب صرفیہ و نحوہ و لغویہ میں تلاش کرو کیوں
 پڑ نہ ملے اور طرفہ یہ کہ اپنے ذہن میں اس کو صحیح سمجھا ہے ورنہ کیوں لکھتا کتاب المحرف نے چاہا نہ کہ اغلاط
 فظیہ پر بھی اس کو مطلع کرے اور سب کو صحیح کر کے ایک نبار لگا دے لیکن جامع خرافات کو اوس فائدہ حاصل
 ہونا منظور نہ ہوا کہ بڑے بڑے طوطے کو کتنا ہی پڑناؤ وہ زمین میں ہی کرتا رہتا ہے لہذا ترک کیا اور نفس مطلب ہی سے
 غرض رکھی اور کتاب المحرف کا مولد اگرچہ شہر مصطفیٰ آباد عرف لامپور ہے لیکن زمانہ طفل سے علمای
 دہلی کئی مدت فیض حرمین حاضر ہو کر تحصیل علوم میں سادہای فراوان شغل رہا اور سی شہر فرخندہ بنیاد کو اپنا وطن
 بنا لیا اور یہ شہر تو صیف سے مستغنی اردوی محل یہاں کی شہر آفاق ہزارادہ کیا تھا کہ اس کتنا بکو موافق محاورہ
 اہل اہل کے لکھوں لیکن دل نہ لگا کہ یہ کیا خیال ہے تو خط یکس سے کرتا ہے اور جاب کہ کو دیتا ہے سینس کے آگے ہیں نہ بجا
 بڑے و بوشافہ نہ پڑہ محفل کون ہے تیری زبان نہ سمجھتا محنت رائیگان جائیگی محفل کون ہے زبان میں مخاطب کو
 سمجھا شخص کی تعلیم دیکھ لو جو میں خوب ہوں ہوا ہے محفل محاورہ میں مغرب ہوں ہی مضامین علمیان کچھ اس پر معانی
 ازبان نہ کرتے کہ جو تعلیم صرف نکرے جو اپنی صرف نکرے کو ان محفل و در محفل نظر نہ کرنا چاہیے خاکسار نے بکثرت
 لہجہ صاحبان اپنی اختیار کیا ناظرین کو اگر کیں عبارت کی ضرورت طوطی علوم ہو کہ کتاب المحرف کو حقہ و رکبیں نہ زبان غیر معانی
 گفتگو تفسیر ہوا کرتی ہے مطالب کے طالب میں اور مقاصد کے قاصد و ہوائ آت اشرف محفل المقصود

بھون اللہ الودود

قال صاحب الاثر الساطع کوئی یہ کہہ رہے کہ جناب باری عزوجل کی شان عالی ہے
 من اصدق من الله حدیثا اور کو اسکان کذب کا وہ یہ لگتا ہے تمام ہوا کلام صاحب نور کا
 اب اس کلام کی رو میں جو برابین قاعدین لکھا ہے دو حرفا حرفا مجھے لگتا ہے **قال**
 جامع الابرارین القاطعہ مسئلہ ۱۔ اسکان کذب کا مسئلہ قراب جدید کسی کے نہیں بخلا بلکہ قدر
 میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائے یا نہیں چنانچہ دو مختارین ہیں۔ حل يجوز
 الخلف فی الوعد فظاہرہ فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرة قائلون بجوازہ
 لانہ لا یعد نقصا بل وجودا وکرم الخ ایسا ہی دیگر کتب میں لکھا ہے پس اسپر طعن کرنا بیوقوف
 پہلے مشایخ پر طعن کرنا ہے اور اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے۔ ان حقتالی کو اپنے حقوق کی
 مثل پیدا کرنے پر قادر نہ ہوا آج تک کسی اہل علم نے دیکھا تھا جیسا اس شیر ذہن صدیقی متذکرین
 لکھا ہے اور مجتہد قادر مطلق کی مقرر ہوئی اور ان اللہ علی صلیہ وسلم کے خلاف عقیدہ و
 شہرہ یا اسپر مولف کو افسوس و عبرت نہ ہوئی پس یہ ابراہیم قابل دید ہے کہ تمام امت کے خلاف متفق
 آئی جو یہ عقیدہ شہرانا تو مولف کی پیشوائی کا دین ہے اور مولف اسپر افسوس نہیں کرتا اور اسکان
 کذب کے خلاف وعید کی فرج ہے جو قدامین مختلف قیہ ہوجا ہے اور اسپر طعن کرنا ہے اس کے حال میں
 فہم مولف کا بہر شخص استہان کر کے دیکھے فقط۔ **اقول** میدان مناظرہ میں جامع برابین کا یہ
 اول قدم ہی اسی میں لڑکھڑا کر ٹھوکر کھانی شروع کی دیکھئے اسی ایک قول میں کس قدر لغزشیں
 اور خطائیں موجود ہیں۔ اول خطایہ کہ مولف نے بنا تالیف برابین قاطعہ و بدعت و
 محدثات پر اپنے زعم میں رکھی تھی یہ صدق جناب باری تعالیٰ جس پر صاحب انوار نے آیہ کریمہ
 سے شاہ عدل پیش کیا کہ من اصدق من الله حدیثا یہ توبہ عات و محدثات میں
 داخل نہ تھا پہر جامع برابین کلام ربانی کے مقابل خارج از بحث بحث کو کے کیوں خطہ
 عظیم میں پڑا کیا خدا تعالیٰ کے صدق کلام ماننے کو ہی آپ نے بدعت سمجھا معاذ اللہ منہا۔
 دوسری خطایہ جامع برابین نے خارج از بحث اگر گفتگو کی تو یہ کہ اسکان کذب یا بیجا کا
 ثبوت دیکھیں یہ کتب میں کیا نہیں ہے دالے ہی قہر دار تے ہیں اور کہتے ہیں ۵ دروغ افی
 ۶ اکتدیو قار ۷ دروغ آدمی را کند شرمسار ۸ زنا راستی نیست کا یہ تہرہ کو دم شود
 ۹ ہم نیک سے پھر نفسیہ کی پانچویں جلد میں تحت آیت لا غیہم اجمعین الا بعدا دك

الخالصین کی نگاہ ہے ان الذی حمل البلیس علی ذکر هذا الاستثناء ان لا یصیر
 کار بانی دعوائہ فلا احتساب البلیس عن الکذب علما ان الکذب فی حایۃ الفضلۃ
 انتھی ایچی پس چیز جب کذب ہو اگر البلیس کو یہی اوس سے احتراز کرنا پڑا تو خدا ایتعالیٰ کے
 حق میں اسکا جو زنا ناسا اہل ایمان کا کام نہیں ہے۔ اگر عباد اللہ عباد اللہ جناب باری تعالیٰ سے
 کذب صادر ہوگا تو اسکا وہ نام نیک جو صادق ہے اوسین نقص آجاوے گا سے قریب تو بیزیر
 یا قریب اس قول سے لاکہیہ بارتوبہ اور اسکا ان کذب سے مراد کذب کا ممکن الوقوع ہونا ہے
 اس پر صاحب انوار کا اعتراض ہے اور جامع براہین اسکا ثبوت دیتے ہیں اور کذب کو منع خلف
 وحید کے قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اشاعرہ خلف و حید کو ممکن الوقوع اور جائز الوقوع مانتے
 ہیں اس واسطے کہ وہ مجرم کی سزا حق کوئے کو جو دہ کرم کہتے ہیں اور یہ دونوں صفتیں خدا تعالیٰ
 میں موجود ہیں سب اوسکو جو ادو کر کہتے ہیں پس جامع براہین سے کذب باریکا ممکن الوقوع ہونا
 ثابت کر دیا اور ثبوت ایسی بری چیز ہے کہ اگر کوئی جامع براہین کو جو ہونا اور کذب کہہ دے تو
 یقین سے کہ طیش کیا کرے سرے سرے کو طیار ہو جائیں افسوس ایسی میوہ چیز اوس اللہ باب
 کی طرف منسوب کریں اور ممکن الوقوع ہو شیکا ثبوت میں دیجھلون اللہ مایسکس ہوں
 اور ثابت کرنے میں اللہ کے واسطے وہ جو اپنے لئے نہیں پسند کرنے اور فساد میں عالمگیری
 میں ہے یکفر اذ اوصف اللہ تعالیٰ بجلالیہ بقہ اوصفہ الی الجہل او العجز او النقص
 یعنی کافر ہو جاتا ہے آدمی جب وصف کرے اللہ تعالیٰ کو ساتھ ایسی چیز کے کہ اوسکی لائق
 نہیں یا نسبت کرے اوسکو طرف جہل و عاجزی اور نقصان کے اور ظاہر ہے کہ جہوت بہت
 نقصان کی بات ہے چنانچہ مغرب روایات علماء دین ہم پیش کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔
 شمسری خطا صاحب انوار نے یہ جملہ لکھا تھا کہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ جناب باری تعالیٰ فرامہ کو اسکا
 کذب کا وہبہ لگا تا ہے اور یہ ظاہر نہیں کیا تھا کہ اس گروہ خاص میں بند ہی لنگوہی یا ہشیوہ
 یہ مذہب ہے پس انکو یہی یہ چاہئے تھا کہ وہ یہی چکے رہتے لیکن سطح ہوتا بقول شخصہ جسکی
 ڈارتری میں شکا خد بخود بول اومہئے گروہ صاحب اس مسئلہ میں تو متقدمین سے اختلاف
 چلا آتا ہے اب بچھلار آدمی سمجھتی کہ دیکھ لے سکا یہی مذہب ہوگا ورنہ اگر یہ تصدیق جناب باری
 میں صاحب انوار کے ہم مشرب ہوئے تو اس مسئلہ میں خدا چون و چرا کرتے اور دوسری

دلیل انکی عقیدہ اسکان کذب کی یہی ہرگز آپنے دیانتیہ و سماع نفاذ اثباتا کی گفتگو نہیں فرمائی حالانکہ یہاں
 انوار نے لوم کو ہیست سبط سے کہا تھا آپ سے اعراض کلی فرما کر شروع صفحہ ۱۰ میں لکھتے ہیں کہ کلام حقدا
 سماع میں خلج از بحث ہی مہندا اپنی مشرکے یہی بہ تحریر خلافت پر انتہی پس معلوم ہوا اگر اسکان کذب
 میں جو اس جگہ گفتگو فرمائی ہو نہ یہ انکی نزدیک خارج از بحث ہو اور نہ انکی مشرکے خلافت استغفر اللہ
 قائمہ مولوی رشید احمد صاحب اعتقاد و دعوال سے خالی نہیں اگر وہ اسکان وقوع کذب باری کی
 قائل ہیں جس طرح اشاعرہ و قوم منفرت بعض معاصی کے قائل ہیں اس صورت اوں پر یہ الزام ہے
 کہ آپنے یہ عقیدہ کیوں شہرایا یہ اعتقاد مخالف ہمیں فرق اسلامیہ و منافی جمیع ارباب عقول پر چنانچہ
 عنقریب نامہ اور اگر انکا عقیدہ یہ ہو کہ کذب باری محال ہو تو اوں میں کئی الزام ہیں اول یہ کہ اوں کو
 فرج خلعت دیا کیوں قرار دیا حالانکہ جو معنی خلعت و عید کے علماء نے کئے ہیں وہ ممکن الوقوع ہیں
 نہ محال دوسرا الزام یہ کہ جب اسکان کذب باری تباری نزدیک ہی باطل تھا تو صاحب انوار سے
 تم نے کیوں مجادلہ کیا دیدہ و دانستہ ناحق زبان زوری کوئے دین و دیانت کی خلافت پر لکھ دیا ہے
 درختار میں ہرگز مناظرہ واسطے انہار علم اپنے اور مغلوب کرنے کسی مسلمان کے اور اسلئے کہ وہ مناظرہ
 کر نہ لیا تو گوئیں از رو سے ملاقات لسانی مقبول ہو حرام ہے میر الزام یہ کہ اسکان کذب کو تم
 حق نہیں سمجھتے تو جو لوگ اسکے قائل ہیں تم انکی طرفدار کیوں ہوئے قرآن شریف میں جوایت
 ولا تکن للفاشین خصیما اس سے سمجھا جاتا ہے کہ ناحق بات کا طرفدار ہونا حرام ہے چوتھا
 الزام یہ ہوا کہ یہ گفتگو تم نے صاحب انوار کے مجادلہ و خواہی خواہی اعراض کرنے کو لکھی ہے کہ
 انچونہ پکیر تریاؤں کے قول کی حق یا ناحق کر دینی ضرور ہے اور نفس لامر میں تمہارا یہ اعتقاد نہیں
 تو تمہارے ساری براین قاطعہ کا اعتبار اوتھہ کیا معلوم ہوا کہ تم سب جگہ ایسا ہی کرتے ہو گے
 کہ اعتقاد کچھ ہو اور بظاہر گفتگو پر دشمن سے بقتضائے غنا و کچھ ہی سادہ اندر نہا اور ظاہر تریا
 کہ اسکان کذب باری اوں کا مشرب ہو اسلئے کہ جو چیز مثل صاحب انوار کے انکے مشرب کیے ہی
 خلافت تھی اوں میں انہوں نے گفتگو کی چنانچہ حق و سام کی بابت حاص اوں کا نقل کیا گیا
 ہے اور اسکے سوال پر ہی مقامات میں کہ ناظرین براہین و انوار اوں کو بعد مطالعہ نکال سکتے ہیں
 کہ جوابات اوں کے ہی مخالف ہو اوں کو رد نہیں کیا۔ چوتھی خطایہ ہے کہ لوگوں کو یہ کہتے ہوئے
 سنائیے کہ ائمہ اکبر علماء میں اس قدر عناد کہ اگر ایک شخص کو تپا کہتا ہے تو دوسرا عالم اور سلی دشمنی سے

خدا میں کذب کی شاخیں نکالتے ہے یہ کیا ضرور ہے کہ اگر دشمن خدا کو ایکسب کے تو اسکی دشمنی سے
 خدا کو دیکھنے لگے کہ قدامین اختلاف ہوا ہے بعض اہل مذہب دو خدا کے قائل ہوئے ہیں
 ایک یزدان و دوسرا اہرن بن جاسم براہین سے گفتگو ایسی کیوں کی جس سے خود ملعون ہو گیا۔
 پانچویں خطا یہ کہ غیر مذہبوں کی باتہ میں ایک عمدہ افزار مسلمانوں سے رشتے کے لئے دیدیا کہ وہ
 کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا وہ مذہب ہے کہ او میں اپنی نیک سادق ہونا خدا کا یقینی بالاتفاق نہیں ہے
 بلکہ کذب کو ممکن الوقوع مانتے ہیں غیر مذہب والے کیا جانیں کہ جاسم براہین کون آدمی ہے
 غیر معتبر یا معتبر وہ تو ہی جانتے ہیں کہ ایک مسلمان کا لکھا ہوا اقرار موجود ہے انا اللہ وانا الیہ
 راجعون یہ چوتھی خطا یہ کہ مختلف فیہ بیان کرنے امکان کذب سے کفار کو ایمان لاسے شک
 میں ڈال دیا کہ وہ یا باسید تغیم حنت و دیرا تہی مل شائد یا دوزخ کے خوف سے ایمان لاتے ہیں
 اور میں امکان کذب سے متردد ہو گئے کہ معلوم نہیں یہ امور واقع ہوں یا نہ ہوں پہر کیا ضرور کہ
 اور اپنے قابل عتاب سے مجبور متقطع ہوں اور نظروں میں اونکی ذلیل و خوار و حقیر و مرد و تہیز
 اور ہر خدا ایتقانے بقا عدہ امکان کذب جنت میں داخل کرے تو دونوں جہان سے گئی گزیرے
 نہ اور برکے ہوئے نہ اور برکے۔ ساتویں خطا آپ فرماتے ہیں امکان کذب مسئلہ قراب جدید
 کسی نہیں نکالا اس پر تم کچھ محض علمی ہے **اقول** یہ کیا ضرور ہے کہ جدید بات چوبہے تو بجا کر
 دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی ہزار برس پہلے سے یہ بات ہوتی آتی ہے کہ حضرت نوح و خیرہ انبیا
 علیہم السلام سے کفار خرابین کرتی رہی جب انکو کلام الہی سنایا جاتا وہ نہ ماننے ایمان نہ لا
 باوجودیکہ یہ باتیں جدید نہ تھیں لیکن جب شرکین عرب سے ہی یہ باتیں فاسر ہو میں تو حضرت فخر
 عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نازل ہوئی بل عجبت و دم سحر و واذاکم الاولاد کم ہی تو مجھ تاہر
 اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیوں مان نہیں لاکر دینی تباہ نہیں چرواؤ گنا کا چال کہ وہ شکر کرتے ہیں جبرائیل و میکائیل جانی ہے۔
 نہ میں انہیں ان کے اسلحہ دوسری خبر و آن شریف میں خدا تعالیٰ فرمایا ان تعجب فجب علم لامل تعجب اور وہ جبرائیل و میکائیل
 عقل سلیم کے خلاف بات ہوگی وہی موجب تعجب ہوگی بنا علیہ تعجب صاحب نوار کا مبنی عقل
 سلیم پر ہے نہ لاطلی پر آٹھویں خطا آپ کہتے ہیں بلکہ قدامین اختلاف ہوا ہے **اقول**
 اس پر دواخذہ میں ایک کہ خود جاسم براہین صلی اللہ علیہ وسلم میں کہتا ہے غیر معتبر کتب قرون مابعدہ
 میں ہی نہیں انہی یہ تماشادیکھئے قرون مابعدہ کے کتابوں کو آپ پر تہمت ہے غیر معتبر فرماتے ہیں

پہ اگر صاحب نوا بعض قدما کی کسی قول غیر صحیح پر اعتراض کریں یا صرف تعجب ظاہر کریں تو
 وہ کیوں موجب کدش و ملامت ہونے میں یہ محض عناد قلبی ہو اگر فی الواقع اسکا کذب
 پر طعن و تعجب کرنا طعن و تشنیع بالیقین پر ہے اور لاعلمی ہے تو خود مولوی رشید احمد گنگوہی نے
 رسالہ جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد کی تقسیم پر جو بد اعتقادی و بد اعمالی غیر عقیدت
 کی بیان میں اور انہیں طعن کر کے کہ بارہ میں ہی تالیف ہوا ہے سب پہلے اس کے عقائد و افکار
 میں سے اوس میں ایک یہ عقیدہ اونٹن بیان کیا گیا ہے کہ (وہ خدا سے پاک کاجوٹ ہوتا ہے مگر کچھ
 میں) کیونکہ جو کدوا اور اسکا کدکے عقیدہ بالذکر کا اٹھارہ گنا اور اسکا کدکے بی بی میں کدکے کدکے کدکے
 وجود و خلق کے بیان ذکر کے فیاض ہر راجح و متراش و متناظر پر کہتے ہیں ہی کو رشید احمد گنگوہی پر بار بار اس قسم کے
 کہ اس عمل میں شرف خدا کا باعث ہو کہ خدا ان پر میں شرف کو تین اولیٰ سچے ہیں کہ لائق و سزاوار خدا ہے
 کہ جابلوں کے ڈرائیکو نغذہ قدما کا لکھ دیا نام قدما کے بیان کئے کہ وہ کون ہیں صحابہ یا تابعین
 یا تبع تابعین یا ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین اور کس طرح ان کا نام لکھ دیتے انہیں سے کوئی تہمت
 جناب باری غرہ کی اسکا کدکے کا قائل نہیں ہوا ہے خود انہیں نہ انہیں توین خطا آپ فرماتے
 ہیں کہ خلف و عید آیا جائز ہے یا نہیں چنانچہ رد مختار میں ہے حل یجوز الخلف فی الوعید فظا
 مافی المواقف والمقاصد الخ اقول افسوس لوگوں سے انصاف کیسا اور ٹھگیا دعویٰ اپنے
 اسکا کدکے کا کیا تھا اور دلیل خلف و عید کے لئے رد مختار کی عبارت میں یہ چالاک کی
 کہ آخر کی عبارت میں سے صراحتہ واضح ہو کہ محققین شاعر نے تصریح کی ہے کہ محققین کے نزدیک
 خلف و عید جائز نہیں ہو اور صحیح عدم جواز ہوا اسے محال ہونے کی نسبت خدا تعالیٰ کے چنانچہ
 پوری عبارت رد مختار کی یہ ہے حل یجوز الخلف فی الوعید فظا مافی المواقف و
 المقاصد ان الاشارة قائلون بجواز لانه لا یعد نقصا بل کما وجود اوضح
 التفات زانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جوازہ و صرح النسفی بانہ العیض
 لا یتقارنہ علیہ تعالیٰ لقولہ تعالیٰ وقد قدمت الیکم بالوعید ما یدل
 القول لدی وقولہ تعالیٰ ولن یخلف الله وعدہ ای وعیدہ وانما یمدح
 بہ العباد خاصۃ النعم بقدر الحاجة اس سے واضح ہو کہ علامہ تقازانی جو شاعر ہیں میں ہیں
 وہ فرماتے ہیں کہ محققین عدم جواز خلف و عید پر ہیں اور نسفی نے اسی عدم جواز خلف و عید

بسبب مجال ہونیکے خدا تعالیٰ کے حق میں صحیح کہا ہے اور اس عدم جواز خلف وعید کا آیت قرآن
 کے محققین نے ثابت ہونا بیان کیا ہے اس عبارت میں پس عدم جواز خلف بدلیل قرآن محققین کے
 نزدیک ثابت ہے اور یہی صحیح ہے اور مخالف اسکا یعنی جواز خلف وعید غیر محققین کے نزدیک ہے
 اور مخالف صحیح کا ضعیف ہو اور بدلیل ہے اور قول بلا دلیل خلاف ہوتا ہے نہ اختلاف چنانچہ
 درمختار میں ہے والاصل ان القضاء یصح فی موضع الاختلاف لا الخلاف والفرق
 ان الاول دلیل لا الثانی اتحی یہ تفرقہ فریبہ ورنہ قول بلا دلیل کو یہی اختلاف کہہ دیتے
 ہیں اور اس عمل میں جو جامع برابرین خلف وعید میں قدام کا اختلاف بتاتے ہیں بقا جواز
 یہی معلوم ہوتی ہے کہ اختلاف عرفی ہے جو مبنی دلیل پر ہوتا ہے اور اسکی اثبات میں
 عبارت رد المحتار کو محبت بنانا غلط ظاہر ہے کیونکہ اس عبارت کا خلف وعید کے جواز پر دلیل ہونا
 ہرگز ثابت نہیں ہے بلکہ عدم جواز پر دلیل ہونا ثابت ہے پس اختلاف ثابت نہوا اور خلاف
 جو بلا دلیل ہے اور غیر صحیح ہے وہاں کو مفید و کموض نہیں ہے اس عبارت رد محتار کے بعد
 علامہ شامی لوگوں پر اعتراض کرتے ہیں جو حق مؤمنین میں خلف وعید کو عقلاً جائز
 کہتے ہیں کہ نصوص صحیحہ سے جو ثابت ہو گیا یعنی عدم جواز خلف وعید اسکا عدم شرعاً جائز نہیں ہے
 اور اسپر کتابہ ہے نفوذ وعید ایک طائفة عصاة کے حق میں ناقلان النودی وغیرہ انعقاد الاجماع چنانچہ
 نوکی پوری عبارت ہے۔ وحاصله ان ما دل من النصوص علی عدم جواز خلف الوعد
 مخصوص بغير المؤمنین اما فی المؤمنین فهو جائز عقلاً فيجوز الداء بقول المغفرة لهم
 وان كان غير واقع بالنصوص الصحيحة المصروفة بانه لا بد من تعذيب طائفة منهم
 وجواز الداء يثبت على الجواز عقلاً لكن يرد عليه ان ما ثبت بالنصوص الصحيحة
 لا يجوز عدمه شرعاً وقد نقل القاتل عن الابن والنودی انعقاد الاجماع على انه
 لا بد من نفوذ الوعد في طائفة من العصاة واذا كان كذلك يكون الدعاء به
 مثل قولنا اللهم لا توجب علينا الصوم والصلاة وايضا يلزم منه جواز الدعاء
 بالمغفرة لمن مات كافراً ايضاً الا ان يقال انما جاز الدعاء للمؤمنين بذلك الظاهر لا لغير
 الشفقة على اخوانه بخلاف الكافرين وبخلاف لا توجب علينا الصوم لتعظيم الدعاء
 لاعداء الله تعالى وهو قوله صلى الله عليه وسلم واطهار التجر من الطاعة فليكون

عاصیاً لک لا کافر اعلیٰ ما اختاره فی البحر وقال انه الحق وتبعه الشارح لکنہ مبنی علی
جواز العفو عن الشرک عقلاً وعلیه یثنی القول بجواز الخلف فی الوعد وقد
علمت ان الصبیح خلافه قال دعاء بہ کفر اعدم جوازه عقلاً ولا شرعاً لکن الذم
النصوص القطعیة بخلاف الدعاء للمؤمنین کما علمت انقی اس سے جو ہم نے
بیان کیا تھا وہ یہی ثابت ہے اور عدم جواز خلف وعید عقلاً وشرعاً حق کافرین ثابت ہے
جس سے مفہوم و معلوم ہوتا ہے کہ حق المؤمنین میں خلف وعید کا قائل ہونا جو دو کرم ہونے کے
سبب بے اہل ہر اس لئے کہ یہ کرم وجود خلف وعید حق کافرین میں ہی ہے وہ ان اسوہ کی پائی
جائے کے یوں خوف وعید کا کوئی قائل نہیں ہوتا ہے اور عفو شرعاً عقلاً کیوں کوئی
مازنین کہتا ہے پس خلف رسول کا دلیل سے لازم آیا یہ موجب بطلان دلیل ہے جو دو کرم
دلیل خلف وعید فی حق المؤمنین قرار دینا یا اہل ہو تو جواز خلف وعید حق المؤمنین میں ہی اہل ہو
بسیب بلا دلیل ہونے کے **قال** الملا علی القاری فی المرقاة بعد ذکر الاولیۃ : لا بد علی
امتناع خلف الوعد ثمر واث صاحب العمدۃ من الحنفیۃ قال تخلید المؤمنین
فی النار والکافرین فی الجنة یجوز عقلاً عندہم لا مشاعرہ الا ان السمع ویر بخلافہ
قیمتہ وقوعہ لدلیل السمع وعندہم لا یجوز ای عقلاً ایضاً انقی **وقال** صاحب
جمع البحار فی تکلیفہ تحت لفظ وعد وفی وعدہ لہ عقاباً فهو بالخیار ہذا مسئلہ مختلفہ
فیہا فمن ما نزلانہ یمنع الانزجار ویوجب الخلف ومنع بانہ لم یخص بہ انساناً معیناً
حقاً یكون خلفاً اذا عفا عنه انقی **وقال** عبد الحکیم فی حاشیہ علی الخیار
لعل مراد ذلک بقولہم ان الخلف فی الوعد کرمان الکرم اذا اخبر بالوعد
فاللائق بحالہ ومقتضی کرمان ان یتنبی اخبارہ علی المشیۃ نجیم العمومات الواردہ
فی الوعد متعلقہ بالمشیۃ وان لم یصرح بہا انجزوا للعاصیین ومنعاً لہم فلا
یلزم الکذب والتدبیل بخلاف وعد الکرم یجب ان یكون قطعاً لان جواز
الخلف فیہ لیس بلایق بشانہ فلا یجوز تعلیقہ بالمشیۃ انقی اور امام رازی تفسیر
میں تحت ومن یقل مؤمن استہد کے واحد سی کی رو میں کہ انہوں نے قول جواز خلف وعید
بیان کیا تھا فرماتے ہیں واما الوجه الثانی من الوجہین الذین اختارہما فهو فی غایہ

الفساد لان الوعيد قسم من اقسام الخبر فاذا جاز على الله الحلف فيه فقد جاز الكذب
 على الله وهذا خطأ عظیم بل یقرب من ان يكون كفرا فان العقل لا یجمعوا علی انه
 تعالی منزہ عن الکذب ولا ینہ اذا جاز الکذب علی الله فی الوعيد لاجل ما قال
 ان الحلف فی الوعيد کرم فلم یجوز الحلف ایضا فی وصید الکفار وایضا فاذا
 حاز الحلف فی الوعيد لغرض الکرم فلم لا یجوز الحلف فی القصاص
 والاخبار لغرض المصلحة ومعلوم ان فتح هذا الباب یفضی الی الطعن فی القرآن
 وکل الشریعة انتھی۔ اس سے یہی واضح ہو کہ حلف وعید کو جائز کہنا نہایت فساد کی بات ہے اس
 جواز کذب لازم آوے گا اور یہ خطا عظیم ہے بلکہ قریب کفر ہے اسلئے کہ تمام عقلا نے اتفاق کیا ہے
 کہ جناب باری کذب سے منزہ ہے اگر کرم وجود ہوتا اس جواز کی وجہ سے تو وعید کفار میں یہی
 حلف اسوجہ سے جائز ہونا چاہئے وہاں کیون جائز نہیں ہے اور حلف فی الوعيد کرم وجود
 ہونے کے سبب سے جائز ہے تو قصص اخبار میں یہی حلف بغرض صحت جائز کہنا چاہئے پس معلوم
 ہوا کہ اسکا دروازہ کھولنا مضنی ہے طرف میں فی القرآن وکل شریعت کی اس میان رو مختار تفسیر
 کی ہے واضح ہے کہ حلف وعید کی جواز کا قول نہایت ہی ضعیف و مرجوم و بلا دلیل ہے اور بالکل غلط
 باوجودیکہ شاعرین سے مرین و قریب کفر و نہایت فساد و خطا عظیم اس میں لازم آتا اور طعن شریعت
 پر اور قرآن پر ہوتا اس سے فرستے ہیں اور جناب باری کے تنزیہ پر کذب سے اجماع عقلا کا ہوا
 ثابت کرتے ہیں پس اس مکان کذب باری میں اختلاف نہ ہونا یہی ظاہر ہو گیا اور اسکان کذب کا
 مسئلہ جدید نہ ہوتا یہی واضح ہو گیا اور جب لزوم جواز کذب باری قریب کفر کے ہوا تو التزام جواز
 اسکان کذب باری بالبدلت کفر ہوا ایسے خطا فاش سے خدا یتعالی مسلمان کو بچاؤ اور حلف
 وعید کی مجوزین کہ وہ غیر محققین ہیں اور قول اور سخا بہی بران شرعی و عقلی پر نہیں ہے اونکے
 قول کا ذکر جامع براہین نے اگر اس غرض سے کیا ہے کہ وہ اسکان کذب باری تعالیٰ کے یہی
 قائل ہیں تو یکسر غلط و افتراء و نہی ہے کوئی اوشین سے اسکان کذب باری کا قائل نہیں ہے
 اور کسی کتاب میں یہ مصرح نہیں ہے کہ اوشین سے کوئی اسکا قائل ہوا ہو بلکہ خلاف اسکا فہم
 و معلوم ہے کہ کتب چنانچہ اب ہی قول امام رازی رحمہ سے قبل اتفاق عقلا کا تنزیہ باری تعالیٰ عن
 الکذب پر ثابت ہوا اور ظاہر ہو گیا کہ عقلا میں سے کوئی بھی اسکان کذب کا قائل نہیں ہے

اور قائلین خلف و عید ہی اس میں داخل ہیں اس لئے کہ نزدیک ہی کذب باری جائز نہیں ہو اور عبارت آیت سے
 بھی یہ واضح ہو اور اگر وہ امکان کذب کے قائل ہوتے تو جب اوپر یہ اعتراض کیا جاتا کہ جواز خلف و عید
 سے کذب باری لازم آوے گا تو فقط اس قدر کہ دنیا اور ملک کو کافی ہوتا کہ چارے نزدیک یہ لازم یعنی امکان
 کذب باری قائل لے باطل نہیں ہو بلکہ جائز ہو اور اس لازم یعنی امکان کذب کے دفع کے واسطے جہاں
 متعدد دہ دیتے اور حال آنکہ وہ واسطے دفع لزوم کذب کے جوابات متعدد دہ دیتے ہیں کہ بقرینہ اقتضا و
 کرم اخبار میں شرط مثبت مقدار ہو اگرچہ اس کی تصریح کی ہو وے اور وہ آیات و احادیث جنہیں تصریح
 مثبت کے ہو قرینہ اس قدر کہ ہو سکتی ہیں دو مرتبہ جواب یہ دیتے ہیں لزوم کذب دفع کر کے واسطے
 کہ اخبار و عید سے مراد استحقاق عذاب ہو نہ وقوع بالفعل یا مراد اذن اخبار سے انشاء ہو اگرچہ صحیح ترین
 اخبار میں چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی نے تکمیل الایمان میں بھی اس کی تصریح کر دی ہو پوری عبارت
 او کی یہ ہو حاصل کلام آن آمد کہ آدمیان دو قسم اندھومن و کافر و مومن دو قسم است مطہر و
 عاصی و عاصی نیز دو قسم بود نائب و غیر نائب کافر مخلص است مدنا را جامعاً و مطہر و نائب مخلص اند در محنت
 بانفاق و عاصی و غیر نائب در شیت پروردگار تعالیٰ است اگر خواہ بقدر عصیت عذابش کند و بد و فرخ
 فرستد و بازش اخراج کند و پریشش در آرد و اگر خواہ عفویش کند شفاعت یا بی شفاعت و بے سابق
 عذاب پریشش فرستد یعنی ب من فی شفاء و یغفر لمن فی شفاء این بود و احادیث در باب عفو
 و مغفرت گنگا گران بسیار است کی حدیث آن بود کہ در باب سوال ذکر کردیم نزدیک آن
 این است کہ اللہ تعالیٰ بندہ را در حقش استادہ کند و او را بر نامہ اعمالش واقف گرداند پس
 چون بیند کہ دران جزئیات چیزی نیست و بر شیت نامہ کہ بجانب خلالت بود و حسنات نوشته
 تا دیگران از وے جز حرف حسنات نخوانند و سیئاتش از او را مستور ماند پس بغیرہ و بی جائز تعالیٰ
 کہ اسے بندہ من در دنیا گناہان ترا پوشیدہ بودم و امر و نہی را ندیدم و دیگر در شیت در آن تا ایجابی تو
 آست و این چہ حکم دوست تعالیٰ عقل اور بنیاد علی نیست کہ گوید کہ اگر کفر را بخشود و چو کی را بخشود
 و دیگری را کبیر و فیصل اللہ ما فی شفاء و یکیکہ ما یومد پس ظاہر شد کہ حکم او چنان است کہ در وعدہ
 خلاف نرود و در وعید تو اند کہ خلاف کن این محض کرم است عادت کو بیان این است اگر وعدہ
 انعام و احسان کند البتہ و قائلہ کہ اگر کفر را از او عفو و قائلہ کہ اگر بغیر عذاب بترساند یو جو دنیا و
 و بعضی برین اند کہ خلاف در وعدہ و وعید قطعاً نرود و الا کذب اخبار لازم آید تعالیٰ عن ذلک

جوابش آنت کہ بجز اعتقاد اکرم در اخبار و عید شرط مشیت مقدر بود اگر چه تصریح بدان نکرد باشد و
خبر و عہدہ تمام مضایا شد و آیات و احادیث کہ در انجا تصریح بمشیت و وقوع یافته است نیز قرینہ آن
نہ اندہ بود یا خودہ او از اخبار و عید استحقاق عذاب است نہ وقوع یا بفعل یا مراد بدان انشاء و عید
نہ حقیقت اخبار پس کذب و تبدل لازم نہاید فافہم و خدا علم انتہی اس و واضع و لایح ہو کہ قائلین مختلف و عید
امکان کذب باری تعالی کو قبول نہیں کرتے ہیں پس مجوزین خلف و عید کے حق میں یہ گمان کرنا کہ وہ
امکان کذب باری تعالی کے قائل و ملزم ہیں مراسر او پر افرا ہو اور ان کے قول سے کسی تقدیر پر امکان کذب
لازم آجائے تو اوس سے یہ لازم نہیں آتا ہو کدہ اسکے قول میں یہ گمان تو کوئی ادنی عقل والا بھی
نہیں کر سکتا ہی پس خلاف ہواں ہے جو از خلف و عید میں خلاف ہوتا امکان کذب میں جو گمان جامع
بر این کا ہو ثابت نہواں اور کیونکہ کوئی اہل اسلام و اہل عقل و فہم خدای تعالی کے حق میں امکان
کذب کا گمان کر سکتا ہو آیت و من اصدت من اللہ حدیثا سے خدای تعالی کی واسطے صفت
صادق و سچی ہوئی کی ثابت ہو اور مقتضای عقاید اہل اسلام و اہل فہم صفات الذات لا فعال
طرا و قدیمات مصونات الزوال و تمام صفات ذاتیہ و افعال خدای تعالی کے قدیم ہیں اور عدم
و زوال و نیکام محال ہو چنانچہ قضیہ مقبول ہو ما ثبوت قلہ استحال عقد پس زوال صدق خدای
تعالی کا بسبب قدیم ہو نیکیہ متنہ محال اور بقا و وجود اوس کا واجب و ضرور ہواں اور کذب صدق
کی ضد ہے اور ثبوت و وجود ایک ضد کا مستلزم ہے رفع و زوال دوسری ضد کو لان اجتماع
التقصین و التقدیرین محال اور امکان ایک تقیض کا موجب رفع ضرورت کو دوسرے تقیض سے جو شذیہ
حیوان کا انسان ممکن ہوگا تو ثبوت حیوان انسان کے واسطے ضروری نہ ہوگا اور زوال رفع حیوان کا
انسان جائز ہوگا پس اگر کذب کا وجود ممکن ہوگا جناب باری تعالی میں تو صدق باری تعالی کا ضروری نہ ہوتا لازم ہوگا
اور صدق کے زوال و رفع کا امکان ثابت ہوگا اور جبکہ زوال و رفع ممکن ہو تو وہ قدیم نہیں پس صدق قدیم نہ ہوگا و نہ
خلف اور یہ احتمال امکان جو کذب باری تعالی سے لازم آیا ہے مستلزم محال کو محال ہوتا ہے پس کذب محال ہوا نہ ممکن اور
امکان کذب باری کی تقدیر پر جب صدق کا فعال و رفع جائز ہوگا تو صفت صدق خدای تعالی کی قدیم نہ ہواں اور
صدق کا قیام یا بفعل خدای تعالی کے ساتھ جامع بر این بھی بسبب ظہار ایان کے ساتھ خدای تعالی کے واسطے حاکمات ایک کی
کہ وہ غیر از آیت من صدق بھی ہوتا ہے جوگا اور تقدیر نہ کو پر صدق باری کی قدیم نہ ہوا تو حادث ہوگا پس قیام حادث کا
ساتھ خدای تعالی کے لازم آوے گا کہ ہو تعالی عن ذلک اور محصل حوادث مستافی مانوہیت کی ہو

پرنیچ کتب عقاید میں اس سے معلوم و مشہور ہیں پس خدا خاتم النبیین نہ ہو بلکہ اور اس ورط
 ظلام میں گرنا کذب باری کے امکان سے لازم آیا پس استحالہ او سکنا ثبوت ہی اور اگر کذب باری
 ممکن و حجت قدرت ہوگا تو حجت قدرت ہو نیکی سبب سے خدا بیگانی او کے ساتھ یعنی کذب کے ساتھ اندلہ
 وابد متصف ہوگا اس لئے کہ جس چیز پر اس کی قدرت ہو اس کے ساتھ وہ ازلا وابد متصف ہو چنانچہ
 خدا سے تعالیٰ قبل خلق و احداث مخلوق کے خالق بنا حقیقت اور قبل ربوب کے وہ باری تھا اور
 اس کے لئے ربوبیت ثابت تھی اور اسطرح قبل احیاء و موت وہ بھی جو حقیقت سبب ثبوت قدرت کے
 ان امور پر قال علی القاری فی شرح فقہ اکبرنا قلا عن الطحاوی وابن اہمام رحمہما کان اللہ
 تعالیٰ بصفائہ لایزال کذلک لایزال علیہما ابداً الیس یخلق الخلق استغناء اسم الخلق ولا باحد لا یطیرہ مستغناء
 اسمہ بالکمال لمعقود الیوم بمصر ولا یوجب وعق الخالقیتہ ولا یخفی مکان حی المونی استغنی عن اسمہ قبل الیوم
 کذا استغنی اسم الخلق قبل انشاء کلامہ علی کل شیء قدیر لہ فی قولہ لا یبان علی کل شیء قدیر تعیل و بیان الخلق
 اسم الخلق قبل الخلق فاذا ان مع الخلق قبل الخلق واستغناء اسم الخلق سبب قیام قدرتہ تعالیٰ علی الخلق واستغناء
 عن الخلق ولا یخفی فی الازل بل قد خلق الخلق فی الازل و هذا ما یقولہ الاشاعری فی قولہ الکتاب وقد کان اللہ
 تعالیٰ تکلم اذ الازل ولم یکن لکم مسمی و افعالہ لم یکن لکم مسمی و بل ولا خلق فصل موسیٰ و عیسیٰ و
 قد کان اللہ تعالیٰ خالقاً قبل خلق الخلق و فی الخلق و کان اللہ خالقاً قبل ان یخلق الخلق حقیقۃً بمعنی
 ان هذا الصفۃ فی تحقق لا یحتاج ان یخلو و ایضاً فرق واضع دون الخلق بین من ہو قادر علی الکتائہ لانہ
 یوفرہما الوقت الا انہ یدین الکاتب بالقوۃ حیث انہ عاجز فی الحالۃ الیوم و تحت لای الخلق الا انہ لا یزید
 مختصر اس سے واضح ہو کہ جو حجت قدرت ہے اس کے ساتھ خدای تعالیٰ ازلا وابد متصف ہو
 حقیقت نہ مجاز پس کذب پر اس کے قدرت ہوگی تو ازلا وابد حقیقتہً اس کذب کے ساتھ خدا کے
 تعالیٰ متصف ہوگا اور غور بانشدن ذالک خدای تعالیٰ کا زب بالفعل ہوگا اور کذب کا نقص
 و عیب ہونا بدیہی ہو پس قیام نقص و عیب ساتھ خدایتعالیٰ کے لازم آوے گی اور رفع صدق کا بھی
 لازم آوے گا لاستحالة اجتماع النقصین والصدیقین اور یہ خلاف عقل و نقل کے ہو پس امکان
 کذب باری باطل ہو اور استحالہ کذب مذکور ثابت ہو اور یہ کوئی اہل عقل و فہم نہیں کہہ سکتا کہ خدای
 تعالیٰ من صفت کذب بالفعل تو موجود نہیں چرما نہ آئندہ میں خدای تعالیٰ چاہے تو اسکتی ہو
 کہ اس کلمے سے یہ ثابت ہوگا کہ خدای تعالیٰ کیواسطے کوئی صفت منظرہ و حالت متاخرہ ہی ہے

جو آگے کو آجاو گی اور حال آنکہ ایسی صفت خدا ہی تعالیٰ کی واسطے ہونا جائز و ممکن نہیں ہر کتب حکمت تو اس سے ملو گی میں کتب عقائد میں بھی موجود ہے کہ کوئی حالت و صفت منتظرہ و متاخرہ خدای تعالیٰ کی واسطے نہیں ہر چنانچہ ملاحظہ فرمائیے شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں ان واجب الوجود دلالت واجب الوجود من جمیع ہمتا کثرتا و صفاتہ و العوائق علیست لہ صفت منتظرہ و لا حالہ مستخرہ اذ لیست ذاتہ محلا للظہور فان ذاتہ کفیر فی حصول جمیع مال من الصفات و الحالات القیدیۃ لا اعراضی لانہ لو لم یکن ذاتہ کافیۃ فی حصول ذلک لکانت تحتاجۃ الی ظہور الغرض ہذا و کل محتاج الی الغرض ہو ممکن الوجود و قد ثبت انہ واجب الوجود قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الناس انہم الفقراء الی اللہ واللہ غنی حمید ای غنی بذاتہ و صفاتہ عن ظہور و صفاتہ و وجہہ و تبعوتہ و اسمائہ و سواہ و الحمد الاولیٰ بعدہ احد من سوائہ فهو منزه عن التعلیل و الاستیصال بل لا یزال فی نفوتہ و السعولۃ منہ عن الزوال فی صفاتہ الثابتۃ مستغنی عن الاستیصال و لا یلزم من حدوث متعلقاتہ الصلحۃ حدود الصفات کا غفوق و المرزوق و المسموع و المبصر و سائر الکائنات و جمیع للعلوم انتہی پس معلوم ہو گیا کہ یہ ممکن نہیں ہر کہ بالفعل ہو کوئی چیز خدای تعالیٰ میں نہ ہوے اور آگے کو حاصل ہو جاوے پس آئندہ کو بھی کذب کا محل ہونا ممکن نہیں ہر او عقل تقدیر او سکے وجود کے خارج میں نسبت باری تعالیٰ کے جائز نہیں جانتی ہر اسے کہ جہاں اول نہ ہوے بعد کو ہو جاوے وہ حادث ہوتا ہے او باری تعالیٰ محل حادث نہیں ہے پس عقل کے نزدیک بعد کو حاصل ہونا بھی کذب کا ممکن نہیں پس محال ہوا چنانچہ ملاحظہ فرمائیے ضوابط صفائی میں محال کے معنی یہ لکھتے ہیں و الحال بذو المیہ و لا یکن فی العقل تقدیر وجودہ فی الخارج انتہی اور دوسرے معنی انہوں نے یہ لکھے ہیں و الحال و المستحیل ہا یفتق ذاتہ عنہ انتہی اور اول سے ہے خدای تعالیٰ کی واسطے کذب حاصل ہووے اور کذب ازنی و اہی ہووے اسکو صراحتہ جامع براہین کی تحمل نہ کر گیا اور نہ کیا ہر او کس حالات متعارفہ اسبب لازم آوے گی چنانچہ بعض او پر مذکور ہوئے ہیں اس ایک خط لکھ بیان میں چند خطائیں جامع براہین کی ثابت ہو گئیں بالا محال احوال آئندہ میں منقرض بطور تفصیل کے اکھ ذکر انتہی اللہ تعالیٰ آجاو گیا اب سوائے ان عبارات مذکورہ بالا کے دوسری عبارات نقل کیجاں ہیں جنہں تصریحات علماء کے معلوم ہو جاوے کہ کذب باری تعالیٰ محال ہے اور اس پر اہل سنت و معتزلہ ووافض و غیرہ ہم بلکہ متکثرین اسلام حکماء عقلیہ اسبب متفق ہیں **الاول** شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر پارہ المربع تحت آیت کہ یہ منین بخلاف اللہ عہدہ رقم فرماتے ہیں ثلث میں یعنی ہرگز خلاف نظر ہو کر نہ خدای تعالیٰ این عہدہ حکمی خود زاری کہ خبر و کلام اہل اوست و کذب در کلام نقصانی است عظیم کہ ہرگز بصفاۃ

راہ نبی یا بہ الی آخرہ **الثانی** حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کتاب العقیدۃ الحسد میں درباب مقایسہ متعلق جناب باری عز و جل کے متعلق ہے کہ لا یمع علیہ الحوکہ والاقتال والتبدل فی ذاته ولا فی صفاته ولا فی احوالہ **الکذب** غیرہ المطالبین میں حضرت غوث پاک قدس سرہ فرماتے ہیں الفصل الاول محال ہونے کے خلاف علی الباری عز و جل دستبرد و تحصیل اضافہ علیہ من الاطلاق یعنی فصل اول میں وہ چیزیں ہیں جو محال ہیں جناب باری پر پس شمار کیا حضرت نے اون میں سے کچھ چیزوں کو انرا بھی بیان اور ثبوت اور کذب میں مضمون ۱۹۹ مطبوعہ دہلی میں یہ عبارت دیکھیں کہ **باب چارہ** تفسیر **مقاوی** اور تفسیر روح البیان میں تحت قولہ **قال** ومن اصدق من اللہ حدیثا کے لکھا ہے کہ لان یكون احد الاثر صدقہ فانه لا یستطرق **الکذب** خبرہ بیه لا یتفق وهو علی اللہ تعلق محال **الخالف** بل لا یمکن ان لا یصدقہ کے تحت میں لکھا ہے کہ وہو استفہام بمعنی النفی الی احد اصدق منہ فی اخبارہ و وعدہ و وعیدہ لا استحالۃ **الکذب** علیہ لقیہ لکونہ اخبارا علی شیء بخلاف ما علیہ التسلک امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرمے کہ تفسیر میں کہتے ہیں المعرفۃ لصدقہ واقع لہذا لانہ لا یستطرق علیہ **الکذب** الطاع تفسیر کبر سورہ یوسف کے آخر میں یہ ترجمہ فرماتے ہیں لان المؤمن لا یجوز ان یکن باللہ **الکذب** بل یخرج بذلك عن الايمان فیکف یمحور من مثالہ علی الرسول **الثامن** امام فخر الدین تحت آیت من اصدق من اللہ حدیثا تفسیر کبر میں اہل سنت جماعت و متزلزلہ دونوں کے نزدیک کذب باری کا محال ہونا صح اولہ کے فرماتے ہیں پوری عبارت اون کی یہ ہے **والفصو** وہ بیان ہے کہ جب کو نہ تھا خدا کا کذب و الخلفہ قولہ محال و اما الاعتیالہ فقد یؤاخذ بالصلح وهو ان تعقل علیہ کون **الکذب** قیما و علیہ کو نہ فیما عنہ و کل من کان کذبا استحال ان یکذب اما قلنا ان علمنا بقیع **الکذب** و علیہ کو نہ غیر غیثہ لان **الکذب** قیع لکونہ کذبا و اللہ تعالیٰ علیہ صحیح لشیء اصلا و ثبت انہ عالم بجمیع الامور فوجب القطع بکونہ عالما بالکذب لیس لہ امر من و اما ان کل من کان کذبا لیس استحال ان یقول کذبہ فہو ظہر لان **الکذب** جمیعہ و لا حرجہ دعاء فاذا خلا من معارض الحاجة فی فی ضار یحتمل فیتمتع مدور **الکذب** عنہ و اما ایضا فایم کہ لو کان کاذبا لکذب بہ قدما و لو کان کذبه قدما لایتمتع زوال کذبہ لیس لہ عدم علی العدم و لو تمتع زوال کذبہ قدما لایتمتع کونہ صادق لان وجود احد الغضین ینع وجود الاخر و لو کان **الکذب** لا یتمتع ان یستلزم غیرہ تمتع لان احد الغضین و ان کل من علم شیئا فانه لا یمکن علیہ بحکم مطابق المحکم علیہ و اعلم انہ الحق ضروری فاذا کان الصدق قائما انتی **التاسع** وہی عبارت امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبر میں تحت بہت صحت و یقین و علم استعملہ کہ جو اوپر گذر چکی تھانہ لعلہ اجمعوا علی انہ نقالی منزہ

نہ کان استحال
تکذب ما علم
نعمانہ فثبت
نہ من القطع
کونہ نقالی
ہدافا

عن الکذب انتهى العاشر تفسير الی سو ویرت آیت من اصدق کجوا کذا لان یكون احد صدق منه
 نقاتی وعنه وسواضیاره و بیان الاستحالة کیف لا والکذب محال علیه سبحانه لا دون غیره انتهى
 الحاشیه فی الی حاشیه شرح نفی من کذب کی نسبت کما یزید منتف بالاجماع یعنی اجماع جوامع ترید
 اور اشعاره کہ کذب جناب باری میں منتفی جوا و اسطرع مسلم کما اس اجماع کو خیالی کے منشی مولوی
 عبدالحکیم سیالکوٹی نے فنو له یقع لزوال کذب فی کلامہ تعالیٰ وهو باطل بالاجماع **الثانی عشر**
 علامہ عضد الدین بن احمد بن موافق میں جو کہ موضوع جواسطہ بیان عقائد مذہب اہل سنت و جماعت
 کے ذیل کلام باری تعالیٰ میں لکھتے ہیں یمتنع علیه الکذب اتفاقا اور مسلم کما اس مقام پر
 رعایت مذکورہ متن کو شایع موافق نے بھی اور تائید کی اوسل **الثالث عشر** حاشیہ
 با جو رشی مقدمہ سنو یہ میں تحت اس قول مقدمہ مذکورہ کے لایا یہاں وجوب صدقہم فلا تم لو لم
 یصدقوا لکن الکذب فی خبره انما تصدیقه لهم بل یجوز ان لا یمنزله بقوله تعالیٰ صدق تعبدت کل ما یبلغ عنی
 موجود و یہ عبارت لایا یہاں وجوب صدقہم ای فی دعوی رسالہ علی بقوله تعالیٰ لان هذا البیان
 انما یلید عن ذلک کما بقوله فلا تم تقریر ان بقول اللہ صدقوا لکن الکذب فی خبره انما تصدیقه لهم بل یجوز
 الی وهو عدم صدقہم انما یجوز استعمال عدم صدقہم ثبت مقدمہ مولانا ابوالفتح محمد بن ابوالفتح کے مقالہ ثانیہ
 فی الاحکام میں چونکہ ان حسن الاحسان وقیع مقابله الاحسان بلا سلفہ مما اتفق علیه العقلاء حقاً
 من لا یقول بارسال الرسول الخ اسکے حاشیہ نمبر میں خود صاحب مسلم الثبوت فرماتے ہیں
 العقلاء انما یقولوا اتفقوا علی ذلک یجوز ان یکون لانما من صفات الکمال والتقصیر
 کوجوب الصدق وامتناع الکذب فی حقہ تعالیٰ انتهى **الخامس عشر** مسلم الثبوت
 کے اسی مقالہ کے متن و شرح بحر العلوم میں ہے وللمعتزلة لاولوا ثانیاً انه لا لام ای حکون المستحکم علیہا
 امتنع الکذب عنہ تعالیٰ حقلاً اذا حکم للعقل واذ لہما الکذب علیہم فلا یمتنع اہل المہجۃ علی بد الکاذب
 ولو انقی بہ لکن فیقتد باب النبوت وهو مفتوح والجراب انہ للذکور نقص فیجب تنذیرہ تعالیٰ عنہ
 کفیف وقد فرغنا لانزع فیہ فانه عقی بانفاق العقلاء الخ لفظ والجراب کے بعد جوازہ
 اوسکا مرجع کذب جواسطہ بحر العلوم نے المذکور کہ تعبیر کیا جچنا پھر قولہ لان نظام سے بھی یہی واضح
 ہے جواب مذکور ہوتا جواسطہ **السادس عشر** شرح لان نظام الدین صاحب کا اسی قول کے تحت میں
 وہ یہ ہے بقولہ والجراب انما والکذب نقص وقد لانزع فیہ اسے عقلیہ انتہی

یہ اہل سنت و جماعت کے اقوال تھے کہ جیسے واضح ہو کہ کذب باری محال ہو اور یہ نقص ہزار و اسیر کسی کا
 نزاع نہیں ہوا اتفاق جمیع عقلاء محال ہے السامع عشو اب ذریعہ مقرر کے پیشوا علامہ زعفرانی کی
 عبارت سینے نفسیہ کشف میں تحت آیت من اصدق کے کہتے ہیں لا تغر و لا تصادق لا یجوز علیہ الکذب
 وذلک ان الکذب مستقل بہ صارف عن الاقدام علیہ وھو قبحہ و وجہ قبحہ الذی ہو کونہ کذباً و
 اخبار اعلیٰ الشئ بخلاف ماھو علیہ فمن کذب لم یکن کذب الا لانہ محتاج الی ان یکذب لیجوز منفعة
 او یدفع مضرة او ھو غرض عنہ الا انہ یحتمل غناہ او ھو جاهل لغتہ و ھو سفیہ لا یفرق بین الصدق
 و الکذب فی اخبارہ و لا یبالی بمتہ انطق فکان حکیم الغول لک لا یجوز علیہ اخبار العالم بکام معلوم عنہ کما یفہم عن علیہ
الثامن عشر علمائے مذہب شیعہ مشہور رب الامیر کے عقائد کے دورہ اربعین لکھنا ہوں اول باب دس
 عقائد میں ہے من صفاتہ الثبوتیہ کونہ صادقاً و الصدق ھو الاخبار بالطابق و الکذب ھو الاخبار بالغير
 الطابق لانہ لو لم یکن صادقاً لکان کاذباً و ھو باطل لان الکذب نقص و الباری خیر و عن النقص انتفی
 ثانی حق الیقین مجلس بیان صفات ثبوتیہ مطبوعہ طبرستان مینو سید بایدہ است کہ حق تعالیٰ صادق است
 و کذبہ و دروغ مطلقاً و رواہ نیست زیرا کہ عقل حکم میکند کہ کذب قبیح است و او از قبیح منزہ است و دروغ
 مصلحت آمیز کہ مراد رواہست باعتبار ارتکاب اربعہی است و این از عجمی است کہ قائلند ترکہ نفسہ کلام
 راست و دروغ گنیم و خدا بوجہ موصوف نمیشود و الاضمار مع مسلمین در باب عقول است زیرا کہ حق تعالیٰ
 صادق است و جمیع افعال و اقوال و کتب المیشھون است بان از جملہ ضروریات دین است استقامت
الثامن عشر قول ماعلی قری صاحب کا شرح فقہ اکبر میں تمیز و لا یتال باسمائہ و صفاتہای
 موصوفات بہوت الکمال و معروفات بہ صفات الجلال و الجمال لم یحدث لہ اسم و لا صفة یعنی ان صفات
 اللہ و اسمائہ کلمات ازلیہ لا بدایہ تھا و ابیدیہ لا نہایتہ لہا لم یجد ولہ تعالیٰ صفتہ من صفاتہ
 و الاسم من اسمائہ لانہ سبحانہ واجب الوجود لذاتہ الکامل فی ذاتہ و صفاتہ فوحدت لہ
 صفات و زال عنہ نعت لکان قبل حدوث تلك الصفة و بعدہ و ان ذلک النعت ناقصاً عن
 مقام الکمال و ھو فی حقہ سبحانہ من الخال صفاتہ تعالیٰ کلمات ازلیہ ابیدیہ و ہم نہ اسما
 مشہور و ھو نہ قد و رد الاخبار فی کلامہ سبحانہ بلفظ للضی کثیر نحو قولہ تعالیٰ ذا نارسلنا
 انوار و قال موسیٰ و عصف فرعون و الاخبار بلفظ لخاصی عما لم یوجد یعد کذباً و الکذب
 علیہ محال و لہ جواب مسطور ھو ان اخبارہ تعالیٰ لیتصفان لا ببلد خاص و الحال و الاستقبال

عدم التوافق ینقص بذلك فيما لا يزال بحسب التعديلات فقال قام بذلك الله تعالى خبايا
 ارسال نوح مطلقاً وذلك الاخبار موجود ۱ لا باقی بذا قبل ارسال كانت العبارة البالد
 عليها نانوئیل وبعد ارسال انا رسلنا فالنفي في لفظ النفي لا في الاخبار القدر بالذات و
 هذا كما نقول في علمه تعالى انه قائم بذاته سبحانه اذ لا العلم بان نوحاً هو رسل هذا العلم باق
 ابداً فقبل وجوده علم انه سيوجد بعد وجوده علم بذلك العلم انه وجد وارسال النفي في العلم لا في العلم
 اس عبارت کے نقل سے اس میں فقط ہماری غرض یہ ہے کہ معلوم ہو جائے کہ کذب باری محال ہے وہ فقط
 والکذب بعد محال سے حاصل ہے ان عبارت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جمیع صفات خدای تعالیٰ کا تدبیر
 ہونا ہی معلوم ہو گیا اقوال آئینہ کیواسطے کارآمد ہے پس جب ان روایات اور اول سے ثابت ہوا
 کہ کذب باری محال ہے اور کذب باری کے محال ہونے پر علماء اشاعرہ و ماتریدہ و جمیع فرق اسلامیہ
 وغیرہ اسلام پر مثل ارباب معقول و فلاسفہ وغیرہم کا اتفاق ہے تو امکان کذب میں اختلاف قدما و علماء کا
 بیان کرنا اور یہ کہتا کہ یہ مسئلہ جدید نہیں ہے جو لوگوں کو گمراہ کرنا اور جل مرتبہ
مسوین خطا
 ہر کہ صاحب انوار نے قرآن کی آیت صدق باری پر پیش کی تھی اس کے جواب میں جامع براہین کو چاہی
 تھا کہ قرآن کی آیت سے جواب دیتے مسوین مرتبہ مضمون ہوتا کہ معاذ اللہ لیس الکذب هذا لیس بعید
 مگر مضمون ناقص قبول قرآن میں نکلتا محال نقاب بنا چاری کلام بشری کی طرف رجوع کی کیونکہ انسان
 سے سو و نسیان ہوتا ہے شاید کہیں بھول چوک سے یہ مسلمان دیا ہو وے تب آپ نے اپنی رائے بشیم
 کے موافق اشاعرہ میں اپنے مقصد کی گنجائش دیکھی حال آنکہ درحقیقت اس مسئلہ کے وہاں بھی گنجائش
 نہیں وہ کذب کے قابل ہی نہیں جیسا کہ گذرا اور غریب آنا ہی گیا **مسوین خطا** یہ کہ مسوین
 براہین اور مقررہ عقل سیلا و شریف و قیام کے بارہ میں تعالیٰ و استحقان کو بھی دلیل شرعی نہیں جانتی
 ہیں باوجود دیکھ لورال انوار میں بھی جسکو دنی طابع علم پر مبنی ہے سو جو دہر صفحہ میں مقابل الناس ملحق بالجمیع
 التسلی اور شامی میں ہے کہ تعالیٰ کے معتبر ہونے کے واسطے حد صحابہ کا شرط نہیں اور یہ دونوں صاحب
 تعالیٰ علماء کا دلیل ہونا اور اقوال علماء اسد نہیں ماننے ہیں چنانچہ براہین کے صفحہ ۲۴ میں ہے
 (مؤلف سے کسی مسئلہ کا جواب اول اربعہ سے نہیں دیا جائیگی ایک داب ہے کہ علماء نے یوں کہا ہے
 یوں کیا ہے سو جواب چند دفعہ ہولیا کہ دلیل شرعی کے مقابلہ میں کسی کا قول لایق التفات نہیں ہے
 اگرچہ حد ہزار ہوں) اور صفحہ دو سو بہتر میں ہے (اور یہ احقر بار بار اسکو بھی ظاہر کر چکا

کہ مولف کے پاس کوئی دلیل اور شرعیہ سے اپنے مقصود پر کہ اثبات جواز قیود و ہیئت مرد و عورت ہی نہیں
محض قول علماء اور تعامل اور کیا پیش کر دیتا ہے اور صفحہ ۱۶۷ میں ہے (تسلیم کیا کہ ایک علامہ عالم
ہی نے انکار کیا مگر اس کے انکار کا جتنا کسی سے جواب نہیں دیا گیا اور فقط اس کے انکار نے اجماع کو
جو مروجہ مولف کا ہے باطل کر دیا) الی ان قال المجامع اور حاضر ہو نیسے مشائخ اور علماء کی کچھ حجت
جو ان کی ہنوی اگر کڑوڑوں علماء ابھی فتویٰ دیوں بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار کے نہیں
اور اسی صفحہ میں کہا (ایک عالم موافق نصوص صریحہ کے فرماوے اور اس کے تمام دنیا مخالف ہو کر کوئی
بات خلاف نصوص اختیار کرے تو وہ ایک دوسری عالم نطفہ و منہ و عشاء مقبول ہو وینگی)
اسی صفحہ میں کہا (پس خود ارشاد فخر عالم ہو کر جو موافق کتاب و سنت کے کہے وہ طائفہ قلیلہ اگرچہ
رجل واحد ہی ہو وہ علیٰ الحق ہو اور اس کے مخالف تمام دنیا ہو تو مردود ہے) اور اسی صفحہ میں یہ بھی
لکھ دیا ہے کہ سبط ابن جوزی کا قول کہ محض عند فی السواد اعیان العلماء والصوفیہ
بمقابلہ نصوص کے مخالفت نہیں اور تمام بلاد میں اشتہار اس کا کوئی دلیل شرعی نہیں پس سخاوی کے
اس قول میں کوئی حجت شرعی نہیں علیٰ ذلعل قاری کا کہنا کہ تمام ملکوں میں یہ رائج ہے) یہ تمام اقوال
جامع براہین کے باعلیٰ صوت نکالتے ہیں کہ نص کے مقابلہ میں لا کوئی کر وڑوڑی علماء ائمہ
دیوں تو معتبر نہیں ہو اور بطور بناؤ فاسد حل الفاسد سبط ابن جوزی و طاعلی قاری و سخاوی وغیرہم
کئی اقوال اور تعامل تمام بلاد کے علماء کو غیر معتبر و تمام دنیا کے علماء کے اتفاق کو مردود جامع براہین
فرماتے ہیں باوجودیکہ اہل مسلم و فہم پر بلا ان اس کا واضح ہے پس مولف انوار نے جو نص صریحہ
میں اللہ حدیث کے مخالف کذب باری کا امکان معلوم کر کے نص مذکور پیش کر کے امکان کذب باری کا
انکار کیا تو جامع براہین نے قول دن لوگوں کا جتنا وہی نے تائیلین امکان کذب خیال ذمہ کر لیا
کیونکہ بمقابلہ نص مردود و نجنا کیوں مولف انوار کو جو نص میں اصدق کے موافق امکان کذب باری
انکار کرتے ہیں علیٰ الحق و منصوص و منظر کہ کیا جامع براہین صاحب کے نزدیک امکان کذب باری
مخالف نص ہے تب بھی وہ مردود نہیں ہے اور امکان کذب کے تائیلین اگرچہ اقل قلیل ہیں باوجود
مخالفت نص کے اور ان کا قول حجت ہے یہ عجیب بات ہے کہ جس قول سے خدای تعالیٰ میں امکان نقص
و عیب ثابت ہووے اور وہ نص کے مقابلہ مخالف بھی ہو تب بھی معتبر ہو جائے و نہ ظہر میں
لا علیٰ قرار پاوے اور ایسے قول کا انکار موافق نص کے کریں تب بھی ان کا قول حجت نہ ہووے

اور نص کی طرف اس وقت میں کج رفتاری نہ کی جاوے یہ معاملہ محسوس ہو گیا بیان عدم التقات طرف نص
 لازم آیا اور طرف یہ ہو کہ نص کی کوئی تاویل بھی حق و باطل جامع براہین نے ایسی بیان کی جس سے
 معلوم ہو کہ قول امکان کذب باری نقیضی مخالف اس نص کے نہیں جو اس سے لازم آیا کہ قول
 امکان کذب باری نص کے مخالف ہو تب بھی جامع براہین کے نزدیک ایسا معتبر ہو کہ اس طرح
 کرنا بے علمی ہو ایسے لوگوں کے ایمان پر امنوس ہو کہ آنحضرت صلیع کے میلاد شریف کی محفل کے بارہویں
 باوجود عدم مخالفت کسی نص کے اپنے زعم فاسد و فہم ناقص میں مقتداً ہو کر مخالف استخوان علماء کو
 وکروڑوں و تمام دنیا کو مردود بتاویں اور امکان کذب باری نقیضی کے بارہویں باوجود مخالفت
 نص کے اپنے زعم میں قائلین اس کی مقرر کر کے باوجود دیگر حقیقت کوئی اس کا قائل نہیں جو عقلاء
 میں سے سوائے دو چار راہبہ حقاء کے اور قائلین مفروضین کے قول کے مقابلہ میں نص کی
 طرف التقات نکرین اور موافق نص و اتفاق عقلاء کے کھنڈ والو نہیں کرین اور بااہین کو دعا
 ایمان ہو خوب خداوند کی قدرت ان لوگوں نے پہچانی ہے پارہویں **خطا** جو شخص نہ کہتا ہے
 کہ کذب باری نقیضی ممکن الوقوع ہو لیکن فی الحال واقع نہیں ہے اس کے معنی یہ ہونے کہ اتنا
 تو جھوٹ بولنا اس کی صفت نہ یعنی لیکن ہو سکتا ہے کہ جھوٹ بولنے کا خداوند معاذ اللہ ہمیشہ
 ہیں کہ جب جھوٹ بولے گا اسی وقت یہ صادق آئیگا کہ یہ صفت خدا ہی میں نہ تھی اب حادث
 ہوئی اور خدا ہی نقیضی محال حادث بنا اور محال حادث قدیم نہیں ہوتا ہو اور حال آنکہ خدا ہی نقیضی کی
 ذات قدیم جو محال حادث نہیں ہے چنانچہ عقائد میں شریک ہے کہ لا یقوم بذاتہ حادث اور پر
 کچھ بیان مسکا گذر بھی چکا ہو شرح فقہ اکبر کے حوالے سے **تیسرے** **خطا** جو شخص نہ کہتا ہے
 ہے کہ کمال صفت باللہ کا ہو یا سمائہ و صفات ہی ایمان لایا میں اللہ نقیضی لے پر جیسا وہ ہے
 اپنے اسماء و صفات کے ساتھ اور اسماء الہی میں سے حادث بھی ہو جیسا کہ حدیث ابن ماجہ میں
 ابوہریرہ سے روایت ہے اور قرآن شریف میں بھی آیا ہو وانا للصلوات اور یہ عقائد میں مقرر ہے
 کہ اسماء و صفات قدیم ہیں اور ثابت ہو لیا ہو کہ جس چیز کا قدیم ثابت ہو اس کا عدم محال ہو ناؤ علیہ
 جناب باری سے سلب صدق محال ہے اور امکان کذب ماننے کو امکان سلب صدق ماننا
 لازم ہو پس ہومن جو حد نے جب اللہ کو صادق لایزال مان لیا اب کس منہ سے امکان سلب
 صدق تسلیم کرتا ہو جس شخص نے امکان سلب صدق تسلیم کیا اس کا ایمان آمنت باللہ کا ہو یا سوائے

پر کہ ان اللہ وانا اللہ واجمعون **چودھویں خط** آپ نے ملائے ہیں ان الاشاعرہ قائلون
 بجزائزہ **اقول** جامع براہین نے خفیہ تریبی ہو کر کیوں اپنے مطلب نکالنے کو اشاعرہ کی طرف رجوع
 کیا مذہب اشاعرہ پر مسلم عقائد میں خفیہ جان بجا ستر میں انہما غلبہ کہ صفات فعلیہ جناب باری تعالیٰ کو شاعر
 حادث کہتے ہیں اور ہم خفیہ تریبی اور کو قدیم ہانے میں چنانچہ عبارت ضوء المعانی تصنیف طاعلی قاضی میں
 یہ بات موجود ہے کہ کوئی قدیم نزاع مذہب اعتنا الخفیۃ انما خدیقہ و مذہب الاشاعرہ و طاعتون انما خدیقہ
 اور طاعلی قاضی کا قول شیعہ فقہا کے واسطے اور اس بارہ میں گزر چکا ہے کہ کل اسامی و صفات خدای تعالیٰ کے قدیمین
 ورنہ محال لازم آوے گا اس سے اختلاف ہونا درمیان خفیہ و اشاعرہ کے واضح ہے یہ ایک مثال اختلاف
 کی دی ہے باقی ایسے اختلافات بہت ہیں جسے کتب مقدمہ میں ہے اور اس کو خوب معلوم ہے اور اس عبارت
 طاعلی قاضی سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ انہوں نے اگر خفیہ کو مقابل اشاعرہ کے ڈالا ہوا سلسلے
 کہ خفیہ طاعلی عقائد میں تابع ہیں امام ابو المنصور تریبی کے فتاویٰ برہنہ میں لکھا ہے ابو المنصور لکھا
 تریبی کی نفس الخفیۃ یا لیا تنقید دیا مستند و انتہی اور وجہ میدان خفیہ کے او کی طرف ہر جو کہ وہ تین
 واسطے سے شاگرد امام اعظم رحمہ اللہ کے ہیں اس طرح کہ ابو المنصور شاگرد ہیں احمد بن اسحق کے اور
 وہ ابو سلیمان کے اور وہ امام محمد کے اور وہ امام اعظم رحمہ اللہ کے اور شرح مفاد صلی فیہ فی الامان
 سے پہلے اس کے حق میں یہ لکھا ہے ابو المنصور لا تریبی تریبی فی المنصور لیا فی تریبی ابی بکر انور جانی
 ابی سلیمان انور جانی تریبی محمد بن حسن التمیمی نے بہر صورت امام اعظم رحمہ اللہ کے بواسطہ شاگرد ہیں پس
 قول تریبیہ کو جو کہ اشاعرہ کی طرف جانا کوئی وجہ نہیں کہتا سوا اسکے کہ از روئے عناد کچھ نہ کچھ
 صاحب انوار نقض کیجئے اور تریبیہ کہ سب کو کہ صاحب انوار کا ایک نقطہ بھی نہ مل سکے جیس کہ اوپر
 تحقیق ہوا اور آئندہ میں آتا ہے **پندرہویں خط** یہ ہے کہ آپ اشاعرہ کی دلیل لکھتے ہیں کہ
 لاندہ لا یعد نقصا بل جو داو کو مبالغہ ایسا ہی دیگر کتب میں لکھا ہے **اقول** اس عبارت واستلال
 سے سب صاحبون پر حال خوش فہمی جامع براہین کا کمال گیا کیونکہ اشاعرہ کی دلیل جو از خلف وعید پر
 یہ لکھی ہو کہ لاندہ لا یعد نقصا یعنی خلف وعید نقصان کی بات نہیں دیکھئے اسمین اشاعرہ انکا کہ گئے
 کہ خلف وعید کو کذب نہ کہتا چاہئے کیونکہ کذب بالاتفاق نقصان کی بات ہے اور سخت قبیح ہے کوئی
 حافل کذب کو برہنہ نہ کر سکتا کہ جو دو کرم ہے عرب کا دستور تھا اگر محمد کیواسطے کوئی سزا میں کرتے
 جب وقت مزا کا آتا اس کو معاف کر دیتے یہ معاف کرنا اونکا رحمت اور بخشش اور کرم شاکر کیا جاتا تھا

اسکی بہت تشریف کیجانی تھی اس معاف کرنے کی نین گھٹے گھٹے کر اسنے جوٹ بولا اور ابھی ہی
دستور ہے کہ حاکم کسی مجرم کو اپنے قانون مقررہ کے موافق سزا نہ دے تو اسکو کوئی جھوٹ نہیں
کہتا جو معاف کر دینا اور بخشنا کہتے ہیں پس اسطرح اگر خدا کسی گنہگار کو واسکا گناہ روز قیامت میں
معاف کر دے تو اس معاف کر دینے کو جوٹ نہ کہیں گے تو مذہب اشاعرہ کا ہو کہ وہ اسکو جوٹ کہتے ہیں
نہیں ماننے اور اب یہی معلوم ہو چکا ہے کہ کذب و جوٹ کا لزوم اپنے اوپر سے جوابات مسترد وہ دیگر
رفع کرتے ہیں پس نہ وہ اس خلف و عید کو جوٹ قرار دیتے ہیں اور نہ جوٹ کا لزوم اس میں تسلیم
کرتے ہیں پس اشاعرہ کے قول سے امکان کذب باری ثابت نہواید خوش فہمی جامع براہین کی
سہ ہے کہ محض قول سے امکان کذب باری کا اثبات کرتا ہے سو **طہورین** خطا آپ نے رد مختار
کی عبارت بقدر مطلب لکھ کر حکم کو تمام لیا اس کے آگے کی عبارت جو اقبل کے خلاف
تھی اسکو نقل کیا سب صاحب ملاحظہ فرما دیں وہ عبارت ہمنے اقوال سابقہ اپنے میں نقل
کر دی ہے پھر واسطے یاد دہانی کے لکھی جاتی ہے یہ ہے صرح التفات فی دفعیہ بنی المحققین علی
صاحبان صرح التفتیہ المصیح لاستعمالہ علیہ تعالیٰ لقولہ وقد قلعت الیکم بالوعید ما یبدل القول لئلا
وقولہ قلل دلیل مختلف اللہ وعدہ فی وعدہ واما یصد بہ العباد خلعت منی یعنی کھو کر لکھا اسلام
تغنائے وغیرہ نے کہ علم اثبات کرنے واسطے حق امر کے قائم اس بات پر میں کہ خلف و عید جائز نہیں
ہے اور معاف کر دینا نفی نے کہ یہی صحیح ہو سکتے اگر خلف و عید اللہ تعالیٰ کا محال ہو کیونکہ اس نے
خود کلام الہی میں فرما دیا ہے کہ نہیں بدلا جاتا قول میرے پاس اور فرما دیا کہ نہیں خلاف کر گیا اللہ اپنا
وعدہ لینے و عید و خلف و عید کے ساتھ مروج ہونا خاصہ بند و نکاح ہو نہ اللہ تعالیٰ کا انتہی مضمون
روالہ رد کیجئے اس میں معاف ثابت ہے کہ خلف و عید انہ محققین کے خلاف ہے پس جب کہ جامع براہین اپنے
نزدیک قول اشاعرہ سے امکان کذب سمجھاتا اور عبارت میں لکھا ہوا ہے کہ او نہ کا مذہب خلاف محققین چھوڑا کر
چنے الہی عبارت اسکی نقل کی ہو پس یہ سمجھا ہوتا کہ اس مقام پر صاحب نواریہ مذہب محققین کے موافق مذہب
متاہل ملین کرتا ہے اور مذہب متحققین کی بات نہیں چھوڑتا اور گنہگار کو قصیر کی امام رازی سے کہ ارضیت
نے واحدی خلاف و عید ہی کے بارہ میں ملین سخت کیا ہے اور خلف و عید کے جواز میں مفسد مروج کہ فرما ملین
شرعیہ و قرآن پر مؤثر فرمایا ہے عبارت او کی اوپر مذکور ہے لکن یہ بات کہ سطح سمجھ میں آتی غلط
و غضب آدمی کی دیدہ حق نہیں کو اندہ کر دیتا ہے اب جیسے سنو مذہب محققین ہی ہے کہ خلف و عید

جائز نہیں ہو **اولا** شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر بارہ اہدیین فرماتے ہیں وآنچه بعض از ظاہر میان گفتار
اندک خلافت در وعده نیک نقصان است در وعید بزرگرم و لطف است مبنی است بر قیاس غالب بر
شاید در حق او تعالی کہ مہم از مزج عیوب و نقائص است خلافت خبر مطلقا نقصان است خواہ نیک باشد
خواہ بد زیرا کہ لطف و کرم او تعالی زانوی بسیار دارد جائز است کہ معاملہ لطف و کرم نماید و خلط و در وعید
بجز نہ کند خلافت آدمیان کہ بسبب مجریشی بغیر از خلط و در وعید ایشان را لطف و کرم کردن ممکن نہیں شود
پس در حق ایشان خلط و در وعید ترجیح نقصانی بر نقصان است کہ شد از نقصان اول است و در حق
او تعالی نقصان محض است بچہ حاجت تکمیل فائز تا شاید جامع بر این دو وزن ہو و مرید شاہ عبدالعزیز
صاحب کوہی وی کہدین جو صاحب انوار کوکبا ہے کہ اسیر تعجب کرنا محض لا علی ہے اور اسیر طعن کرنا
مشائخ پر طعن کرنا ہے اور امام رازی جنون کا طعن کرنا خلط و وعید کے بارہ میں واحدی پر اور پر معلوم
ہو چکا ہو و کوکبا بھی یہ دونوں ہیں کہدین **ثانی** آنفر خطیب شریفی میں تحت قول تعالی فسن بخلعت
اللہ عہدہا لکما جوفیہ دلیل علی ان ان لخلعت فی حیو اللہ حال **ثالثا** تفسیر کشاف میں تحت قول
لنعالی ذلای جزینا ہدیہم وانا لصادقون لکما جوفیہا اوعدنا بہ العصا لا تخلع لک لا تخلع و اعدنا
اہل الصلح **رابعاً** بلا میں آیہ مذکورہ کی تفسیر لکھی ہو ان لصادقون فی اجبارنا و اوعدنا
خامساً بیضاوی میں ہے ان لصادقون فی الاخبار و الوعد و الوعد **سادساً**
تفسیر کبر میں تحت آیت یہاں بعد القول لک لکما جوفیہ لا خلعت فی لہا اللہ تعالیٰ کہ لا اخلاص فی ميعاد اللہ
سابعاً تفسیر حبل میں تحت آیت مذکورہ لکما جوفیہا لہا اللہ تعالیٰ کہ لا اخلاص فی ميعاد اللہ
و حجازۃ العصا علی حسب استحقاقہم ان روایات سے بخوبی روشن ہو گیا کہ نہ یہی ہے
ہے کہ خلط و وعید جائز نہیں اور امام رازی کا قول تحت آیت ومن یقل کے واحدی کے زمین اوس
بھی بخوبی واضح ہو کہ خلط و وعید جائز نہیں جو پس وہ وجہ ثامن ہوئی **تحقیق امین** واضح ہو کہ جس
نے اپنے کلام پاک میں یہ فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یغفر لہ و یغفر لہا و لا یغفر لہا و لا یغفر لہا و لا یغفر لہا
ہو گیا کہ خدای تعالیٰ کا کفر و کفر گزیر بخش گیا اور مسلمانوں میں جو گناہ ہو گئے جسکو چاہیگا اوسکے گناہ
بخش دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے چاہے کو جو میر ظاہر کیا کہ ہم کس کس کو بخشینگے وہ خود ا و کو جاننا ہی
قیامت کے روز جب ا و کو گناہ بخش دیا ہم لوگ جو بے خبر تھے یوں جانینگے کہ یہ خلط و وعید ہوا کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے ان گناہوں پر وعید عذاب ارشاد فرمایا **ثب** اور اسکو کچھ بھی عذاب نہ دیا اور واقعہ میں

یہ خلف وعید ہرگز نہیں ہوا کیونکہ جب اسے گناہوں کی مزا بیان فرمائی تھی وہ خود جانتا تھا کہ فلاں فلاں دہی
 جنکو ہم بخشیں گے وہ اس حق وعید غراب سے جو کہ جو بیان فرماتے ہیں مستثنیٰ ہیں یعنی خدای تعالیٰ نے حق وعید مذاب
 اوکے غیر کے حق میں فرمایا ہے جنکو ہم بخش دیگا اور مزانہ دیکھا اور اوکے غیر کہ وہ مسلمان گناہ گار ہیں جنکو ہم دوزخ
 سزا کے نہ چھوڑیگا سزا دیکر جو پور کیا ہے اس واقعہ کے واسطے اس پر مقرر کر دیا ہے کہ سزا دینگا اوکو نہ چھوڑیگا
 اور جنکے واسطے ہر پہلے سے شعر الیاء کی کہ بدون سزا کے بخش دیگا اوکو سزا نہ دینگا اگرچہ وہ توفیق جبار
 جبار جنکو نہیں بتائے ہیں جن کے کہ پس یہ خلاف حق وعید نہوانی واقعہ خلاف تو جب ہوتا کہ اول سے یہ اسے
 مقرر کیا ہوتا کہ مثلاً زید کو اسے گناہ کے سبب دوزخ میں ڈالو گے اور یہ اس کو سکون و آسائش و حب و محبت فرمایا ہے تو
 یہ مقرر ہوتا معلوم نہوا اور بعض فریق کا دوزخ میں جانا لا بجز اس پر اجماع ہے چنانچہ اور بر شامی وغیرہ سے معلوم
 ہو چکا ہے فی الواقع وہ وعید و سزا دینہیں کو دیکھا و گئی اور وہی مراد خدای تعالیٰ کے ہیں کہ جو گروہ دوزخ میں
 جاوے گی اور وہی مشیت سزا کے تحت میں داخل ہیں ازل میں ہی اوکی سزا پر مشیت واقع ہو چکی ہے اور جو
 بخشے جاوے گی ازل میں ہی اوکی عفو کی مشیت ہو چکی ہے اور خلاف مشیت واردہ اسی کے ہرگز نہیں ہو سکتا
 ہے پس خلاف وعید فی الواقع نہیں گوہر لوگ اپنے عدم علی سے خلاف سمجھیں خلاصہ ہوا کہ جمیع وعیدات
 اسی کا فرض کے حق میں جزی اقلی ہیں اور مسلمانوں کے حق میں جب ہیں کہ خدای تعالیٰ نے اوکے عفو کو
 نہ چاہا ہو کہ وہ مشروط بشرط عدم عفو میں ہی اگلازی نفس کہ یہ جلد و دم میں فرماتے ہیں جمیع الوعیدات
 مشروطہ بعدم العفو فلا یلزم من تزکھ دخول الکذب لیسے تمام وعیدات مشروط کئے گئے ہیں ساتھ
 عدم عفو کے پس اگر کسی نسبت اللہ تعالیٰ نے حضور و انزل میں جان لیا اور اس پر مشیت واردہ انزل واقع
 ہو چکا ہے اور اس کے موافق اظہار و قیاس کو کر دے تو اس معانی سے کلام آگاہی میں کذب نہیں فی جمل
 ہو سکتا ہے لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کذب ہوا خدای تعالیٰ سے معافا قد موافقہ بلکہ یہ کہیں کہ یہ
 مصداق بعض ما دون ذلک من یشاء کا ہوا اقوال سابقہ میں بھی تکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث
 دہلوی وغیرہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ خلف وعید میں کذب لازم نہیں آتا ہر باب طالبان حق خیال
 فرماویں کہ اس تقریر کے موافق مسلمان کا گناہ بھی معاف ہو گیا اور کذب بھی جو جمیع اہل علی کے نزدیک
 ناجائز تھا حق سبحانہ اس سے منفرہ اور مقدس بالکل ہے لوٹ رہا تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون ظلمات
 اب اختلاف اشاعرہ غیر محققین و ماتریدہ میں اتنا باقی رہا کہ علماء ماتریدہ یا سپر ہیں کہ خلف وعید کا اطلاق
 ہرگز جائز نہیں ہے کیونکہ اوپر تحقیق ہو چکا کہ وہ درحقیقت خلف وعید نہیں ہے اور علماء اشاعرہ غیر محققین

اور اطلاق خلف وعید کر دیا کیونکہ ظاہر نظر و بینن ایسا ہی نظر آتا ہو گو درحقیقت نہیں ہی جیسا کہ اوپر گزرا
اور امام رازی کے قول سے تم معلوم کر چکے کہ موافق مذہب اشاعرہ کے بھی کذب لازم نہیں
آتا ہو بقولہ علامہ یزید من ترکہ دخول الکذب اور سیطرح شرح عقائد کے محشی خیالی نے اشاعرہ
کی طرف سے تو حیر کی چھاذا خبر بالوعید قال لا یثوق بشانہ ان یثقی اخبار علی المشیئۃ وان لم
یصح بذلک فلا کذب ولا تبدیل یعنی شان کریم سے یہ ہو کر جب وہ خبر دے
مجرم کو ساتھ وعید یعنی سزای جرم کے جہنی کر ہی اس اخبار کو مثبت پر لیتے اگر ہم چاہیں گے تو
یہ عذاب دیکھیں اس صورت میں نہ کذب لازم آتا ہو کہ خدای تعالیٰ نے جموٹ بولا ہے
معاذ اللہ اور تبدیل لازم آتی ہو کہ خدای تعالیٰ نے اپنے کلام کو بدل دیا اتنی اور ایسے ہی اوپر
تکمیل الایمان سے گذر چکا ہو جس سے کذب تبدیل کا لازم نہ آتا قول اشاعرہ قائلین خلف وعید سے
ظاہر ہے دیکھئے سب علما خلف وعید کے ساتھ کذب اور تبدیل کو اشارہ سے دور کرتے ہیں
افسوس جامع براہین پر وعید دونوں نے ساخت بولی اٹھے جو چاہا اور ذرا کتب و تفسیر کا مطالعہ کیا
اور حق سبحانہ جزای غیر کے صاحب انوار کو کہ ہائیہ لائل الاسلام قواعد اسلام و فوائد و منہب
انوار سامعین بیان کر دے کہ حسین عناد و معاندین اور فساد و مفسدین سے ذرا بہرل نہیں
آسکتا ہو سترھویں خط آپ فرماتے ہیں کہ پس اس طعن کرنا مؤلف کا پہلے مشایخ پر
طعن کرنا ہو اقول صاحب انوار نے اشاعرہ پر خلف وعید کا طعن نہیں کیا بلکہ امکان کذب پر
طعن کیا ہو اور جو شخص اٹھ کی ذات پاک میں امکان اور قابلیت کذب ثابت کرے پہر مؤمن و محمد
اس پر طعن نہ کرے ہم جسکے ایمان پر افسوس کرتے ہیں اور اشاعرہ کے کلام میں امکان کذب کے
الفاظ نہیں بعض علما نے بنظر ظاہر خلف وعید کے لفظ سے ان کو لازم کذب یاری دیا تھا
تو اس کے جواب دوسرے علما مانند علامہ خیالی وغیرہ نے خلف وعید کی حقیقت سمجھا دے کہ
وہ امکان کذب کے معنیہ سے پاک ہیں اور نہ یہ لازم نہیں آتا ہے اٹھارھویں خط
صاحب انوار نے یہ مضمون لکھا ہو کہ کوئی جناب یاری پر امکان کذب کا دہیا لگتا ہو انوار سامعہ
موجود ہے پھر دیکھو یہ اس کو جامع براہین سے کیوں اس قدر طویل دیا ہم کہتے ہیں کوئی مسلمان
سچے دل اور سچی زبان والا انصاف سے کہہ دے کہ خداوند کریم کو امکان کذب کی نسبت کرنے سے
بروہا لگتا ہو یا نہیں اور صاحب انوار نے سوائے لفظ دہیا لگانے کے اور کوئی طعن نہیں کیا اور

بات حق صاحب التواریخ لکھی اور کو فقط حق بیان کرنا منظور ہو کسی پر طعن کرنا نہ نظر نہیں ہو اگر اہم حق
 بیان کرنے میں کسی پر طعن ہو جاوے تو صاحب التواریخ پر کیا سواخذہ ہو جامع براہین مفت میں شرا
 خانی کرتا ہو تمام بلاؤں کے علماء و اکابر و ڈوٹوں کے فتویٰ اور تمام دنیا کے علماء کو عمل و اعیان
 علماء و صوفیہ کرام کے فعل کو مفصل سیلا و شریف کے بارہ میں مرد و کتا ہو چنانچہ اوپر گذر چکا ہے
 مع حوالات صفحات کے تو اسکو طعن مشایخ پر نہیں جانتا ہو اور خدای تعالیٰ کے منہ پر کذب سے بیان کرنا کبر
 طعن نہ کرنا ہی برین فہم و دانش بیاہر گریست اور **میسوس خطا** آپ فرماتے ہیں اور اسپر
 طعن کرنا نہایت لاعلمی ہو **اقول** ناظرین رسالہ اسوقت تک جو طرفین کا کلام نقل ہوا ہو ویکٹر
 خود سمجھ جاوے گا کہ لاعلمی کسی طرف ہوا ہے نہ کہ اسکیں مشک آن است کہ خود جو بیعت آنکہ عطار
 بگوید اور حب مولوی رشید احمد صاحب نے رسالہ جامع المشاہدہ پر کہ اس میں غیر مقلدین کے عقائد و
 اعمال کا بیان بطور طعن کرنا چاہا اور اول مسئلہ اسکا یہی ہے کہ وہ امکان کذب کے
مستل ہیں مگر کر دی اور طعن کرنا تو نہیں امکان کذب باری تعالیٰ کے قائلین پر شامل ہو گا
 تو اسوقت لاعلمی محض مولوی صاحب کی ہوئی یا نہیں کچھ بھی عقل ہے تو کد و یا انکار کر جاوے کہ چنے
 اسپر مراد و ستخط نہیں کئے ہیں مگر سال گذشتہ تک خاموش رہنا اس انکار سے آپ پر شاہد عدل ہو
 کہ یہ انکار کچھ صحیح نہیں ہو اب غمخواران مذہب اور سخیدہ گویان مؤدب کی خدمت میں ایک امر انصاف
 طلب پیش ہوتا ہے یعنی انوار ساطعہ میں ایک عبارت مولوی رشید احمد صاحب کی آئی ہے تو صاحب التواریخ
 اس مذہب سے اس میں کلام کیا ہو کہ باید و شاید یعنی یہ لکھا ہو کہ اس کلام کی رکعت اور سفاقت
 معلوم ہوتا ہو کہ یہ کلام مولوی رشید احمد صاحب کا نہیں ہوا سنے کا وہ میں یہ رکعت ہو اور یہ
 اعراض ہو تو دس باتیں کثیف و خفیف جو انکی تین چار سطروں میں بہری ہوئی ہیں بیان کر کے
 آخر میں لکھا کہ ہم ایسا لگان اور نہیں لیا جئے کہ یہ عبارت انہوں نے لکھی ہوگی اور جو کوئی خوا
 نخواہی اور کو نشانہ ان اعتراضات کا بناوے اور یہ عبارت اس کے ذمہ لگاوے اسکو اختیار ہو
 انی برقی مما یعمدون انھی دیکھئے اس عبارت میں کیا بلاغت اور کیا متانت اور کیا تہذیب ہو سکتی
 اول حضرت سے اس کلام مذہب کی بھی برداشت نہ ہوئی اسکا انتقام اسطور پر لیا کہ صاحب التواریخ
 خدای تعالیٰ کی تصدیق میں کوشش کی تو حضرت جی نے عناد میں اگر اسکو بھی رد کیا امکان کذب
 ثبوت دیا صاحب التواریخ نے تین رکعت وتر کی لکھی تو آپ نے ایک رکعت ثابت کی علاوہ یہ کہ تو ہیں

اور تحقیق اور تجلیل صاحب انوار کی اس قدر کی ہو کہ اگر کوئی شخص اس کتاب پر اہل قاطعہ سے مضامین جدا کرے
 اور صاحب انوار کی ہجو اور ذمت اوسین سے نکال کر علیحدہ کرے تو اغلب ہو کہ چونکہ اس کتاب پر تبرا سے
 بھری ہوئی کھلے گی لا علم جاہل بے حیائے شرم حق پوش خائن وغیرہ ایسے جملے مجھے الفاظ
 سبز نقوش گنبدین سے نکالے ہیں کہ العظریہ شد لوگ اونکو صوفی اور عالم کہتے ہیں مقتضی عالمیت کا
 یہی تھا کہ لغو سے پرہیز کر کے نصیحت کرتے فیض و غضب دین پر یہ آیت بھی یاد نہ رہی ادع الی سبیل ربک
 بالحق صلاۃ والمواعظۃ الحسنۃ اور مقتضی فقر و تصوف یہ تھا کہ اگر کوئی برا بھی کہتا تو صبر کرتے فقیر
 لوگ بدل الینا تو کیسا بچ کر کے کو بھی منع کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں **۵** عارف کبریا نہ تنکاب است
 ہنوز + اور دوسری جگہ سعدی جوئے اللہ علیہ نے فرمایا ہے **۵** شنیدم کہ مردان راہ خدا +
 دل و دشمنان ہم ذکر دزدنگ + اور کسی عارف بانشہ نے فرمایا ہو **۵** و فکسیر و
 ملائم کشیم و خوش باشیم + کہ در طریقت کا فزیست بخیدن + بناظر علیہ اگر صاحب انوار کی طر ف سے
 کچھ کج ادائیگی بھی ہوئی تو یہ حضرت فضول و لغو سے کنارہ کر کے محض نصیحت فرما دیتا تو قال سعدی
۵ اگرین ناجوان مردم بکردار + تو برین چون جوان مردان گذرن + اور فرماتے ہیں
۵ بدی را بدی سہل باشد جزا + اگر مردی حسن الی من اسار + لکن آپ ایسے کان حقے معاملہ
 بالعکس ہو کہ صاحب انوار نے اونکا نام تک مخفی رکھا کہ یہ کلام مولوی رشید احمد صاحب کا معلوم نہیں
 ہوتا ہے اور آپ نے اسکے جواب میں یہ کیا کہ صاحب انوار کا نام مراحتہ لکھ کر مبرا کیا اور اس قدر کہ چونکہ قافی
 کتاب کو بد گوئی سے بھر دیا اور ہم سب مضامین کو افولکی طرف منسوب اسلئے کرتے ہیں کہ مشہور عام
 یہی ہو کہ یہ کتاب اونھوں نے خود اپنے مرید مولوی غلیل احمد صاحب کے نام سے لکھی ہو بالفرض
 و تقدیر اگر وہ اسلئے انکار فرما دیں تو یہ بات ہرگز کتاب شے والی نہیں کہ اوسین اہل مطبع نے صحت
 لکھ دیا کہ ہر سال با مولوی رشید احمد صاحب چھاپا ہو دوسرے یہ کہ آخربین مولوی رشید احمد نے لکھا ہو
 کہ میں نے اول سے آخر تک اسکو بخور دیکھا ہو چنانچہ ہم اوسکا ذکر و پر کر چکے ہیں پس اگر تسلیم بھی
 کریں کہ ہاں صاحب آپ کے مرید نے یہ کتاب لکھی لیکن آپ تو اول سے آخر تک بخور دیکھا کہ اسکے مضامین
 کاذبہ اور سب و قہم و فضول و لغو وغیرہ کو نور مسلم قرار دیکر ہر ایسے مطالب باطلہ کیلئے دعائی مقبول کر کے
 اسکو سچی تمام سے چھپوا کر عمدہ طبع پر طرفدار اور ذمہ دار ہو گئے اور کیونکر نوسنے مرید کو جو کچھ اصل ہوتا
 ہے پیر سے ہی حاصل ہوتا ہو مریدوں کی زبان حال پر و مرشد کی جنابین یوں لفظہ سرائی کرتی ہے

سیرے مرشدین گھر سے کیا لایا + جو یہ سب کچھ حضور کی مایا + اور اگر یہ مضامین مرید ہی کی ہوتی تو ہدایت فکر کتاب تک نکھو اتے نہ کو کھو اتے اگر مرید اور غیر ظہر تہہ ہر تاقو خود اس کو نہ چھو اتے ذرا او طوفا نہوتے لیکن چونکہ یہ باتیں ہرگز نہیں ہوئیں تو اصل مدعا ظاہر ہو گیا **س** رائے کتنا ہی چھپایا یا بے افشا ہو گیا + اب ہم مدعا اصل پر کوہن براہین قاطعہ میں جا بجا صاحب انوار کو بے علم لاعلم جاہل وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہو اور اس مقام پر بھی لاعلمی صاحب انوار کی ثابت کی کہ عبارت رد دعویٰ در باب خلف و عید نقل فرمائے تاکہ لوگ جانیں کہ صاحب انوار کو کتب بسط پر عیور نہیں جو حال آنکہ دیکھو خود جامع براہین لکے رہے ہیں اور اگر تاجو اور یہ لکھتا ہو کہ مولف کو یعنی صاحب انوار کو اس مقام پر رد دعویٰ پر نظر پر انتہی اور **س** میں لکھا ہو عالمگیر پر مولف کی نظر ہے اور **س** میں تفصیل علم صاحب انوار کی خود سند لکھی کہ مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری اور مولوی سعادت علی صاحب سہارنپوری اور مولوی شیخ محمد صاحب محدث رتناووی سے تفصیل علم کی ہو انتہی گواہوں مقام پر انہی میں کسی ہی الفاظ سے لکھا لیکن اسناد اور تفصیل علم کی ان اساتذہ مشہورین سے گزاری اور واضح ہو کہ جناب لانا شیخ محمد صاحب محدث سے مولوی رشید احمد صاحب بھی حدیث پڑھی تھی صاحب انوار اور وہ دونوں استاد دیہائی ہوئے اور **س** براہین میں ثابت کر دیا کہ یہ دونوں باہر پر دیہائی ہیں اور واضح ہو کہ مولوی احمد علی صاحب محدث سے مولوی قاسم صاحب رتناووی نے بھی حدیث پڑھی تھی اور صاحب انوار نے بھی اور مولوی سعادت علی صاحب سے مولوی احمد علی صاحب محدث نے شریع میں علم پڑھا ہے اس طریق سے وہ استاد بھی ہو گئی غرض یہ کہ جامع براہین نے اس مقام پر اسناد و تفصیل صاحب انوار گزاری اور **س** لکھتے ہیں ہر جا احقر نے لکھا ہو تاہم کتب شرعیہ میں موجود ہوا اور خود مولف بھی یعنی صاحب انوار اس کو جانتا ہو انتہی الحاصل اگرچہ وہ لفظ جاہل اور جاہل وغیرہ لکھ کر لوگوں کے دلون میں تحقیر اور توہین صاحب انوار کے جاتے ہیں لیکن ارحم میں ایک تاثیر ہے کہ وہ ہے اختیار حق پوشوئی زبان سے بھی ٹپک ہی جاتا ہو بنا، علیہ جامع براہین سے جا بجا ایسے الفاظ بے اختیار کل گئے کہ جس صاحب انوار کی اسناد و تفصیل علم میں بھی معلوم ہو گئی اور نظر کتب مبسوطہ پر ظاہر ہو گئی اور یہ بھی خود ظاہر ہو گیا کہ جامع براہین نے جو عبارت رد دعویٰ نقل کی ہو وہ خود اس کا مضمون تحقیق نہیں سمجھے اور صاحب انوار اس کی ماہیت بہت ٹپک سمجھے ہوئے ہیں اس لئے کہ انہوں نے اشاعرہ کے خلف و عید پر نہیں بلکہ کذب پر طعن کیا ہے **میسوین** خطا یہ کہ جب ثبوت اسکان کذب و عید کی

ستر گذار کر خوب زور لگایا جو تو بہر جاننا چاہئے کہ مومنین کو امیدِ جنت سے بھی سخت مایوس بنایا جو
 کیونکہ جو خلف و عید پر قادر ہو وہ عقلاً خلاف وعدہ پر بھی موافق مسک جامع براہین کی قادر ہے
 تم خود میان جامع براہین امکانِ نظیر کے بارہ میں لکھتے ہو ان اشد علی کل شیء قدیر جب کل شے میں
 ایسا عموم مانا کہ خلف و عید کو اوہمیں شامل جانا ہو تو خلاف وعدہ کے شمول کو کس طرح انکار کر سکتے
 ہو اسکو شالغ نہ بھی ضرور ہو اور خبر و عید کا خلاف جیسے عقلاً درست ہو اور خلاف خبر و عید کا
 کیونکہ عقلاً درست ہو گا اور جو دو کرم کو علت خلاف خبر و عید قرار دیتے ہو تو خلاف خبر و عید میں
 بھی ایسی وجہ ماننا مصلحت کے نکل سکتی ہے جیسا کہ امام رازی سے اوپر گذر چکا ہے و در بارہ واحد
 اور ایسے ہی کافرین کی و عید میں بھی جو دو کرم کو وجہ بنا کر خلاف و عید کافرین کا
 بھی قائل ہو جانا تم پر لازم ہوا اور بھی جو دو کرم وجہ خلف و عید مومنین ہو تو عرفاً و عادتاً ہو عقلاً
 پس مومنین تو مایوس ہوئے دخلِ جنت سے اور کافرین کو خوفِ دوزخ نہ پائیں تھے اس حقیقہ
 کذب باری کے امکان سے بچ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوکھاڑنا چاہئے اور بقدرِ اخبار و قصص
 قرآن میں موجود دہین جب کذب باری ممکن ہوا تو ممکن ہر وقت ممکن ہوتا ہے اسلئے اگر انقلاب
 ماہیت معنومات ثلاثہ ممکن و واجب و متعین میں محال ہے پس کذب باری کی تقدیر پر کیا سبکتا
 ہے کہ محاذِ اشد محاذِ اشد جب قدر جزین قرآن میں ہیں ممکن ہے کہ جھوٹ ہوں کوئی دلیل
 اسکے رفع کی بر تقدیر مذکور موجود نہیں ہے اور ایسے ہی جب کذب باری ممکن ہوا تو یہ کاذب پر
 انظارِ معجزہ کا جائز ہو گیا اسلئے کہ کاذب پر امتناع معجزہ کا تو اس واسطے متعین تھا کہ امکان کذب
 دہتا چنانچہ اوپر عبارت حاشیہ باجوری و سلم الثبوت سے طامع ہو گیا ہے پس ثبوت نبوت
 و قرآن کے اخبار کا کچھ اعتبار نہ اسلئے کہ کاذب کو کسی نے دینی ہوگی جس سے یہ استحالات لازم
 آویں کہ نبوت کا ثبوت بھی نبوت کے احقران کے اخبارات کا کچھ اعتبار نہ ہے ایسے لوگوں کے
 ایمان پر ہم فسوس کرتے ہیں **الکیسون خطا** یہ کہ ان حق تعالیٰ کو اپنی مخلوق کی مثل
 پیدا کرنے پر قادر نہ ہونا آج تک کسی اہل علم نے نہ کہا تھا **اقول** کسی مخلوق کے مثل پیدا چوکتا
 یا نہ ہونے میں کلام نہیں موائے نظر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سبحان اللہ
 جامع براہین کا ادب و دیکھنے کے قابل ہے کہ حضرت خاتم النبوة علیہ الف الف تسلیم و تحیہ کو کون انصافاً
 ابراہیم ازہر سے تعبیر کرتا ہے کہ اپنے مخلوق کی مثل الخ و طامع ہو کہ اشد تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا نہ علیہ السلام سنت و جماعت نے کہا کہ اب کوئی نبی بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا ہونے کا کیونکہ اگر خدا ہی بعد آپ کے پیدا کرے گا تو ظاہر ہے کہ اب وہ خاتم ہو جائیگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمت باقی ہر نبی کی پس جناب باری کے کلام میں کذب لازم آوے گا اور محض بولنا خدای تعالیٰ کا حال پر نہ تو علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل کا پیدا ہونا بھی محال متفق ہو اور طرف مقابل کے ضدی آدمی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے الفاظ کہتے ہیں کہ وہ چارے بہائی ہیں ہمارے طرکے بشر میں ایسے مخلوق ہیں جیسے ہم میں ان کو سخت ناگوار ہے کہ آپ کو بے نظیر کہا جاوے کہ کسی چیز کو بے نظیر نہ کرنا اور بے کمال و غریب پر دلیل ہو اگر انکو ایسا مانا گیا تو پھر بسائی کس طرح بیگنا ایسے لوگ کہہ دیتے ہیں اگر خدا چاہے تو سیکڑوں مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کر دے کیونکہ ان اللہ علی کل شئی قدير اور جب جواب دیجئے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا خاتم النبیین مقرر ہو چکی بقول تعالیٰ و لکن رسول اللہ خاتم النبیین اور بدون انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی ہماری لینا درست نہیں ہیں کیا تقریبی مقررہ اور معنی حقیقی خاتم کے یہی ہیں کہ بیکجا ہو ہو اور جس کے فرض وقوع سے محال لازم آوے وہ محال ہوتا ہو کیا لایحی علی الماس پس اگر کسی لاش میں کا وقوع بعد انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مانا جاوے تو خلاف مقرر لازم آوے گا کہ فرض مقرر یہ کیا تھا کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم ہیں اب وہ نبی خاتم ہو جاوے گا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم نہ ہو گیا اور انکا خاتم نہ ہونا باطل ہے کہ خلاف مقررہ و فرض کے ایسی ہوا اور کلام الہی میں کذب بھی لازم آیا جو محال ہے تمام عقلا کے نزدیک بسبب نقص و عیب ہو گئے اور یہ محال فرض وقوع مثل انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لازم آیا اور مستلزم محال کو محال ہوتا ہو پس مثل انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محال ہوا تو ضدی آدمی کہتے ہیں کہ کذب باری تعالیٰ جو لازم آیا وہ محال نہیں ہو بلکہ ممکن ہو پس وقوع و مقررے نبی کا بعد انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محال ہوا اور کذب کے ممکن ہونے کی دلیل یہی آیت ان اللہ علی کل شئی قدير ہذا خدا تعالیٰ معاذ اللہ اور جب انوپر اعتراض پڑتے ہیں تو ایک بزرگ کے سنہ لائق ہیں سبحان اللہ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ بلا اسنا و حجج تسلیم نہیں فرماتے اور ایک بزرگ کا کلام وہ بھی کیا معلوم اوکا ہے یا کیسے ملا دیا ہو اور اگر اونی کا ہو تو کس جذبہ و کس حالت میں کہا ہو اسکی ٹیٹی کر کے اپنا مطلب بناتے ہیں کہ کیف وہ جو چاہیں کہیں ہم جو جواب جناب باری تعالیٰ کے یہ لفظ نہیں کہہ سکے کہ اگر خدا چاہے تو معاذ اللہ اپنے کلام کو جو ہمارے سیکڑوں مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کر دے سب عاقل جانتے ہیں کہ اس میں نہ کوئی صفت عالیہ اللہ تعالیٰ کی شکلی ہو نہ صفت عظمت جناب محمد و کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بنا علیہ ہم تو یہی کہیں گے کہ خدا ایک بھی نبی اب پیدا نہ کرے گا اسکو یہ صاحب جل جلالہ جو چاہیں ارشاد فرماوین خواہ یہ انتہام نگاہ وین کہ انھوں نے خدا کو عاجز سمجھا ہو خواہ یہ بات باندہین کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کے قائل نہیں جو شخص مانا ہو گا وہ ہمارے اعتقاد کو سمجھ لے گا کہ مراد کیا ہو اور امید قوی ہو کہ سخن مخان

تیسویں خط آپ فرماتے ہیں مجزاً و مطلق کے معنی ہوئے اور ان اشعار علی کل شیء قدیر کے خلاف عقیدہ ٹھہرایا
اقول جو لوگ یہ بات سمجھتے ہیں کہ دوسرا خاتم متعین ہو سبب لزوم خلف و کذب باری کے کلام آفا اور امام صاحب کا
 قصد بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ متعین ہو رہا در ممکن کے طلب سے کفر کا لزوم کس طرح ہو سکتا ہے اشقیاء ازلیہ ماتند
 ابی جہل کے ایمان نہ لانے کے خدای تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ لا یؤمنون فرمایا اور اس کے عدم ایمان کو خدا تعالیٰ
 نے جان لیا تا ناہم امکان ذاتی کے سبب اس طلب ایمان جائز رہا کفر نہوا اور اشاعرہ کو تکلیف بالمال کی ہے
 اس کو دیکھ کر قائل ہو گئے پس امکان ہونا تو ایمان ہی طلب معیہ سے کفر لازم نہ آنا جیسا کہ ابی جہل سے ایمان کے
 طلب میں کفر و فسق لازم نہیں آتا ہر جس اس قصداً امام صاحب سے بھی امتناع ہی ثابت ہوتا ہے دوسرا خاتم نہیں
 یعنی نظیر و مثل آنحضرت مسلم کے متعین کئے والوں کے حق میں یہ ہرگز مستحق نہیں ہو کہ وہ قہراً و مطلق کے معنی کے معنی ہوئے
 اور ان اشعار علی کل شیء قدیر کے خلاف انہوں نے عقیدہ ٹھہرایا ہے اس لئے کہ کفر کا قرآن و اس وقت لازم آتا اور خلا
 آیت کے موجب ہوتا کہ دوسرے خاتم حقیقی کو ممکن بالامکان الخاص جانکر اور مانکر کئے کہ تکت قدرت دوسرا خاتم نہیں
 ہے اس واسطے کہ ممکن بالامکان الخاص وظیفہ قدرت و ارادہ الہی کا ہے اس کو تکت قدرت بخانا خدای تعالیٰ کو عاجز نہ تھا
 اور جب خاتم حقیقی دوسرا اس کے نزدیک متعین و تمیل ہے تو وہ وظیفہ لعلق قدرت کا نہیں ہے بلکہ نیکو کیونکہ علماء
 نے تصریح کی ہے کہ محال تکت قدرت نہیں ہے اور واجب ہی تکت قدرت نہیں ہے اور واجبات و مستحیلات اس کے وظیفہ ہیں
 نہیں ہیں جو تکت قدرت نہ ہونے سے مجزاً لازم آوے مقدمہ عقائد سنو سیہ میں ہے یہ بیان صفات باری تعالیٰ کے
 وہی القدرۃ والا زادۃ للتعلقان جمیع الممكنات والعلم للتعلق جمیع الواجبات والواجبات والواجبات والواجبات
 اس سے واضح ہے کہ قدرت و ارادہ فقط ممکنات سے ہی متعلق ہوتے ہیں اور علم واجب و جائز و تمیل تمام سے متعلق
 ہوتا ہے پس ظاہر ہے کہ واجبات و مستحیلات قدرت و ارادہ سے متعلق نہیں ہوتے ہیں اس لئے تکت میں حاشیہ باجوڑ میں
 قدرت کی یہ تفسیر لکھی ہے جو صفت وجودیہ قائمہ بذاتہ تعالیٰ بتاتی ہے اسی لاکل ممکن واعلمہ اس بھی
 یہ ظاہر ہے کہ ایجاد و اعدام ممکن ہی کا صفت قدرت سے حاصل ہوتا ہے اور قول جمیع ممکنات کے تکت میں
 حاشیہ باجوڑ میں لکھا ہے کہ ممکن سے مراد ممکن خاص ہے اور ممکن عام مراد لینا صحیح نہیں ہے تاکہ واجبات
 و مستحیلات داخل ہو جائیں کہ ان کے ساتھ ہی واجبات و ممکنات کے قدرت و ارادہ متعلق نہیں ہوتا ہے اس لئے
 کہ واجبات و مستحیلات قدرت و ارادہ کے وظیفہ ہیں سے نہیں ہیں اور اس لئے کہ قدرت واجبات و مستحیلات سے
 متعلق ہوگی تو یہ قضا و لازم آوے گا کہ خدای تعالیٰ اپنے ذات کے معدوم کرنے پر قادر و سلب الوجود ہے یہ بھی قادر
 ہوگا اور ان مبتدع کا قول ملاحظہ ہو لہذا یہ بیان کیا جاتے ہیں کہ تعالیٰ نافذ و قہر ہے اگر خداوند ہیضہ بیاضی اپنا

بنائے پر خدای تعالیٰ قادر ہوگا تو وہ عاجز ہوگا جسے واضح ہوتا ہے کہ مستحیل بر قدرت نہیں جو عبارت حاشیہ مذکورہ
 کی یہ ہے قولہ جمیع امکانات ای الامور التي يجوز وجودها وعدمها بحيث يستوي اليها نسبة الوجود و
 العدم فهي من قبيل الممكن بالامكان الخاص وهو سلب الضرورة بمعنى الوجوب عن الطرفين ای الطرف الموافق
 لما نطق به والطرف المخالف له فاذا قلت زید موجود بالامكان الخاص كان المعنى ان الطرف الموافق
 لما نطق به وهو ثبوت الوجود له ليس بواجب وكذلك الطرف المخالف لما نطق به وهو عدم ثبوت له
 لاهل الامكان العام وهو سلب الضرورة بمعنى الوجوب عن الطرف المخالف فقط فاذا قلت ان شئ موجود بالامكان
 العام كان المعنى ان الطرف المخالف وهو عدم ثبوت الوجود له نقض ليس بواجب ولما الطرف الموافق فهو واجب
 ههنا واعنا لم يصح ارادة الامكان العام ههنا لدخول الواجبات في المحركات حيث لا بد مع
 ان كل اهل من القدرة ولا رادة لا يتعلق بها كما لا يتعلق بالمستحيلات ولا يلزم من عدم تعلق
 القدرة بهما محذور لانها ليس من وطيقتهما ولا انها لو تعلقت بهما لزم الفساد اذ يلزم عليه
 تغلبها باعدم الذات العلمية وسلب الوجودية ونحو ذلك ولهذا يعلم سقوط قول بعض المبتدعة ان الله قادر
 على ان يتخذ ولدا اذ لو لم يقدر عليه لكان عجزا انتی مختصرا بقدر الحاجة اور حاشیہ مذکورہ میں بر حوت قول مقدم
 مذکورہ والعلم المتعلق بالحق کہ علم خدای تعالیٰ کا متعلق جائزات و واجبات و مستحیات ہے اسلئے کہ علم صفات ناشیہ
 نہیں جو بخلاف قدرت و ارادہ کے کہ وہ سوائے ممکن کے دوسری چیز سے متعلق نہیں ہوتے ہیں اسلئے کہ وہ دونوں
 یعنی قدرت و ارادہ واجبات سے متعلق ہو گئے تو یا وجود کا اثر او نہیں کرینگے تو وجود تو اول سے ہی تحصیل محال
 لازم آوے گی یا اثر عدم کا کرینگے اور واجب کو معدوم کرینگے تو قلب الحقائق لازم آوے گا کہ واجب جو قبول عدم کو نہیں کرتا اور
 ممکن جو جاوے گا جو قابل عدم ہے اور تحصیل سے قدرت و ارادہ متعلق ہو دیکھا تو اگر اثر وجود کرے گا اور تحصیل کو موجود کرے گا
 تو قلب الحقائق انتفاع سے جو قابل وجود نہیں طرف امکان کے ہوگا جو قابل وجود ہی یا تحصیل میں اثر عدم کا ہی کرے گا
 اور ہوا اول سے ہی معدوم ہو پس تحصیل محال لازم آئی اور یہ دونوں قلب حقائق و تحصیل حاصل محال میں پس
 تعلق قدرت و ارادہ کا واجبات و مستحیات سے محال ہوا یہ مراد حاشیہ کے عبارت کی جو وہ عبارت یہ جو وہ متعلق
 بالواجبات والجا ئزات بالمستحیلات لانه ليس من صفات التأثير بخلاف القدرة والارادة ولذلك لم يتعلّق
 لا بالمكن اذ لو تعلقت بالواجبات لاثرتا فيها الوجود فيلزم تحصيل الحاصل وعدمه فيلزم قلب
 الحقائق لان حقيقة الواجب لا يقبل العدم ولو تعلقت بالمستحیلات لاثرتا فيها الوجود فيلزم قلب
 الحقائق لان حقيقة المستحيل لا يقبل الوجود لعدمه فيلزم تحصيل الحاصل وهو ما قيل في الوجه الخامس انتهى اس سے واضح ہو گیا

کہ قدرت خداوندی فقط ممکن سے متعلق ہے اور محال واجب تحت قدرت خداوندی داخل نہیں ہیں اسبطرح
 ملا علی قاری شریح فقہ اکبر کی طعنت ص ۶۹ میں فرماتے ہیں منہ انہ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرة علی الظلم
 لان المحال لا یدخل تحت القدرة وعند المعتزلة انہ یقدر ولا یفعل انتہی پس یہ بات معلوم ہوئی
 کہ محال تحت قدرت الہی کی نہیں ہے اور محال کے تحت قدرت نہونے سے عجز لازم نہیں آتا ہے اسطے کہ محال غلیظ
 قدرت کے تعلق کا نہیں ہے اور اس سے لیے تعلق قدرت سے فساد لازم آتا ہے کہ اتحاد شریک وزوجہ و ولد کا
 بھی خدای تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہوا جاتا ہو جسے باطل تو خاتم دوسرے کو محال کہنے والے لوگ تحت قدرت
 خاتم دوسرے کو نہ کہنے سے قائل ہیں خدای تعالیٰ کا سنوئے اور کثرت ان اشد علی کل شیء قدیر کے خلاف بھی عقیدہ
 اوں کا نہواں جامع براہین سے غیر ثابت کر دیا ہوتا کہ خاتم دوسرے ممکن بھی وہ لوگ ماننے ہیں اور باوجود ممکن
 ماننے کے پھر تحت قدرت نہیں کہتے یا بطل قطعی سے لازم کر دیا ہوتا کہ خاتم دوسرا ممکن ہو تو یہ اعتراض و نہر چرچا اور
 بدون اٹکے یہ اعتراض جامع براہین کا اوں پر کرنا جامع براہین کی خوش فہمی ہے اور عبارت ملا علی قاری سے معلوم
 ہوا کہ معتزلہ خدای تعالیٰ کو قادر علی کل شیء پر جو محال ہو کہتے ہیں اور عبارت حاشیہ باجوڑی سے ظاہر ہوا کہ بعض متدہ
 خداے تعالیٰ کو قادر علی کل شیء پر بھی جو محال ہے قادر کہتے ہیں اور نہ قادر ہونے میں عجز خداے تعالیٰ کا تصور کرتے ہیں
 تو اس سے واضح ہوا کہ متدہ کا اول سے ہی یہ مذہب ہو کہ خداے تعالیٰ کو مستحیات پر بھی قادر کہتے ہیں جامع براہین
 بھی اویسی بنا پر خاتم حقیقی دوسرے پر جو محال ہو خداے تعالیٰ کو قادر کہتے ہیں اگر امکان خاتم حقیقی کا جامع براہین
 نے دلیل قاطع و برہان ساطع ثابت نہیں کیا تو پس اس صورت میں معاملہ بالعکس ہو گیا کہ خاتم دوسرے کو تحت
 قدرت داخل کہتے والو کو جامع براہین بدعتی بتاتے تھے بیان انقلاب اس قول کا اوں نہیں ہو گیا اور نہ
 اقتناع مثل خاتم حقیقی سے بدعت دفع ہو کر اٹکے طاعین پر چاہیے اور ان سے یہ بہتان دفع ہو گیا کہ خدای
 تعالیٰ کو عاجز کہتے ہیں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جنگو امام حمید الاسلام کہتے ہیں وہ فرماتے ہیں اس عالم سے
 بلیغ عالم امکان میں نہیں ہے بقای فی بنا براس مسئلہ کے کہ مستحید علیہ تعالیٰ العجز عن ممکن بنا
 یہ خیال کر کے کہ کمال اس عالم کے اور احسن اس سے بھی ممکن ہے امام غزالی پر یہ اعتراض کیا کہ احسن اس عالم سے
 امکان میں نہ ممکن ممکن سے خدای تعالیٰ کو عاجز کہنا چو اس کے نسبت محال ہو پس امام غزالی کے قولین
 نسبت عجز کی خداے تعالیٰ کی طرف ہوئی تو امام غزالی کی طرف سے بقای کو یہ جواب دیا گیا کہ امام غزالی کی مراد
 یہ ہے کہ اس عالم سے احسن عالم کی ایجاد ممکن نہیں ہے اسطے کہ علم و ارادہ خدای تعالیٰ کے اوکے ایجاد سے تعلق
 نہیں ہوا اگر شہیت خداوندی پائی جاتی تو احسن اس عالم سے ایجاد ہوتا پس کلام امام غزالی میں وہ چیز موجود نہیں

جو تفسیر نسبت مجزئ کی ہو وہ طرف خدای تعالیٰ کے برابر اگر کائنات و توہم تعالیٰ نے کیا اور اس توہم کے موافق اہم غزالی
 پر اعتراض کیا ہو اور بعض علماء سے کسی نے سوال کیا کہ کوئی اس طرح کئے کہ خدای تعالیٰ کو قدرت نہیں ہو کہ جسکو
 اپنی مملکت سے نکال دے یا اس قول سے کافر ہوتا ہو یا نہیں جواب دیا کہ کافر نہیں ہوتا ہو اسلئے کہ خدای تعالیٰ کی
 مملکت سے خارج ہونا محال ہے بسبب نہ تو نے مملکت کسی دوسرے کے کہ اسکی طرف خدای تعالیٰ اسکو نکال دے
 اور قدرت متعلق مستحق ہے نہیں ہوتی ہو پس اس قول میں نقصان نہیں ہے جس طرح اس میں نقصان نہیں ہو کہ کوئی
 کئے کہ خدای تعالیٰ کو قدرت اپنی زوجہ و اولاد پر نہیں ہو کہ تمام حاشیہ باجوڑی میں موجود ہر الفاظ اسکے سہ پہرین
 اعتراض البقاعی علی الغزالی فی قوله لبس فی الامکان ابداع ممکنات بلکہ شبہ العجز الیہ تعالیٰ لکن لیب
 عندہ بان المردانہ لا یمکن ان یوجد ابداع من العالم لعدم تعلق علما اللہ داراۃہ یا یجادہ ولوشاء اللہ لا وجاہل
 منہ فلیس فی کلامہ فاقصص نسبة العجز الیہ تعالیٰ کما توہم البقاعی فاعترض علیہ وسئل بعضهم عن قال
 لا یقدر انشاء من یخرجہ من مملکتہ بل یخرجہ ان لا یحکم لہ ان خروجہ من مملکتہ
 تعالیٰ مستحیل لعدم امکان وجود مملکتہ لغیرہ یخرجہ الیہا والقدرة لا تتعلق بالمستحیل فی اختیار فی الذلک
 الغزالی بقول لا یقدر اللہ علان یخترہ ولذا ازوجہ او مخدول کانتہ اہم غزالی جہ اللہ علیہ کے طرف سے جو جواب
 بقاعی کو دیا گیا ہو اس معنی ہوتا ہے کہ جو چیز خدای تعالیٰ کے علم و ارادہ میں نہیں وہ ممکن نہیں ہو پس اسبی طرح نظیر
 خاتم النبیین صلوات اللہ علیہ و آلہ و سلم کی نہیں ہو تو ممکن نہیں اور اس عبارت سے بھی واضح والایح ہے کہ مستحیل پر خدای
 تعالیٰ کو قادر نہ ہونے سے نسبت عجز کی اسکی طرف نہیں ہوتی ہے اور اس میں کوئی غزالی نہیں ہو پس اسی طرح ہر تقدیر
 محال ہونے نظیر آنحضرت صلوات اللہ علیہ و آلہ و سلم کوئی کئے کہ خدای تعالیٰ نظیرہ کو برقرار نہیں اسلئے کہ وہ محال ہو تو اس میں نسبت مجزئ
 طرف خدای تعالیٰ کے نہ ہوئی اور قدیر کے یہ معنی نہیں کہ محال و واجبات پر ہی قدرت والا ہو تاکہ محال پر قادر و قدیر
 نہ کہنے سے عقیدہ ان اللہ علی کل شئی کے خلاف ہو جاوے ابھی صلوات اللہ علیہ و آلہ و سلم کو اس آیت میں شئی سے
 کیا مراد ہے اور شئی کے اہل سنت و جماعت کے نزدیک کیا معنی ہیں اس آیت میں اور معتزلہ کے نزدیک کپ ہیں
 قاضی بیضاوی فرماتے ہیں اسی آیت کے تحت میں بارہ اول میں کہ شئی خاص ہے موجود کے ساتھ اسلئے کہ اصل
 میں ہر مصدر شائد کا ہے کہی اسم فاعل یعنی شائد کے معنی میں متعلی ہوتا ہے اس وقت شامل خدای تعالیٰ کو بھی
 ہو جاتا ہے اس آیت میں علی شئی اکبر و شائد قل اللہ یہی معنی مراد ہیں یعنی اسم فاعل کی اور اسم مفعول
 یعنی شئی کے معنی میں بولا جاتا ہے یعنی چاہا گیا و ارادہ کیا گیا وجود اس کا اور ہر چیز کہ خدای تعالیٰ نے اسے
 وجود کو چاہا ہو اور اسے وجود کا ارادہ کیا ہو وہ پس موجود فی الجمال یعنی فی الحال و المآل ہے اس آیت

تو وہ ایسے شیئی نہیں کہ جو قدرتِ خدای تعالیٰ کی ہے اور خاتمِ دوم کے وجود پر مشیتِ خداوندی اور ارادہ خداوندی کا واقعہ تھا مع برہین کے کسی دلیل عقل و نقل سے ثابت نہیں کیا جو پس اسکا شیئی ہوتا ثابت نہوا پس جب تک نظیر خاتم النبیین کا شیئی ہونا بالمشیتِ المذکور ثابت نہوگا اور قدرتِ خداوندی واقع ہوئیگا دعویٰ کرنا اور اپنی خصوم کے مقابلہ میں آیت مذکورہ کو پیش کرنا اور انکو مخالف آیت مذکورہ کے ٹھہرانا سراسر بے انصافی و خوش فہمی جامع برہین کی ہے اور مشیت و ارادہ کے معنی اس طلب کے ہیں کہ جس میں اختیار مکلف کا متعلق نہوے اور مشیت و ارادہ کو وجود مطلوب کا لازم ہوگا اگر باوجود مشیت و ارادہ کے مطلوب موجود نہوے تو بجز خدای تعالیٰ کا لازم آوےگا اور وہ منفرہ ہے بجز سے شرح فقہ اکبرین تحت لفظ والارادہ کی موجود ہے فان قيل ان الله تعالى طلب لايمان من فرعون و ابی جهل و لعلهما بالامر ولو يوجد منهما لايمان فوكان الارادة بالمشية واحدة كما زعمتم لوجد ذلك لان المشية هي الايجاد قلنا الطلب من الله تعالى على نوعين طلب من المكلف على وجه الاختيار وهو السعي بالامر ولا يلزم منه الوجوه فعلقه باختيار المكلف طلب لا يتعلق له باختيار المكلف وهو السعي بالمشية والارادة والوجود من لوازمها الاول لو يمكن يلزم العجز وهو مبطله تعالى منزاعه بخلاف العباد انهم ليس جب مشيتهم جس چیز پر واقع ہووے اور جس کا ارادہ خداے تعالیٰ نے کیا ہووے تو وجود اسکا کسی نہ کسی وقت میں جو خداے تعالیٰ کے نزدیک معین ہو لازم و ضرور ہوا اور شی جو مراد ان اللہ علی کل شیئی قدیر میں ہو وہ وہی ہے جس پر مشیت خدای تعالیٰ واقع ہو چکی ہو کہ تو اس آیت میں شی سے وہی چیز ہوتی جس کا وجود و قوع لازم و ضرور ہو کہ کسی وقت میں جو خداے تعالیٰ کے نزدیک معین ہو اور جامع برہین ہے جو آیت ان اللہ علی کل شیئی قدیر پیش کی اور عقیدہ کے خلاف ٹھہرانا قائل امتناع نظیر خاتم النبیین کا لکھا ہے تو اسے واضح ہو کہ جامع برہین خاتم النبیین کی نظیر کو بھی شی میں داخل جانتے ہیں وہی شی ہے جو اس آیت میں مراد ہے جسکا حال ابھی معلوم ہوا کہ سبب مشیت و ارادہ کے اسکا وقوع و وجود لازم ہے اور ضرور نہیں اس سبب لازم آکا کہ ان حضرت یعنی جامع برہین کے نزدیک وقوع و وجود نظیر خاتم النبیین لازم ہے اس زمانہ میں وقوع و وجود یا اس سے پہلے نہوا تو آئندہ کتنا ان کے نزدیک ضرور ہوا اور وقوع اسکا وقوع کذب باری تعالیٰ کو مستلزم ہو یا العبادت پس یہ لازم آیا جامع برہین پر کہ وقوع کذب باری تعالیٰ کا قائل ہے اگر جامع برہین یا اور کوئی چاہے اسکا سبب کہ نظیر خاتم النبیین ممکن ہے لکن وقوع و وجود اسکا نہوگا تو ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ وہ شی جو آیت ان اللہ علی کل

اور وہ چیز مخلوق میں سے جسکو خدای تعالیٰ نے نہیں چاہا اور وہ جسکو وقوع کائنات میں محال ہے سب اس آیت میں داخل
 نہیں ہیں اور جس سے شیت متعلق نہیں اور جس قدر متعلق نہیں ہے اور وہ محال جسکو وقوع نہ ہوگا اور جسکو خدای
 تعالیٰ قادر ہے نہ کہنا جاوے بسبب عدم وقوع اور نہ کہ کذب کے پس واضح ہوا کہ قدرت شیت نہیں، و سپر قدرت نہیں، اگرچہ
 مخلوقات سے ہووے پس تائید امتناع کو مخالف آیت بتا سکی طرح بمعنی نہیں ہے اور مخالف بتا کر اسکو ہر کہ صاحب
 بایں کو آیت کے معنی معلوم نہیں ہیں **چوبیسویں خطا** آپ فرماتے ہیں اس پر مولف کو افسوس و عبرت نہ ہوئی
اقول جامع براہین پر واجب و لازم ہے ثبوت اسکا کتب مولف صاحب انوار سے ظاہر کر سہ کہ کمان اور کب
 عزت قادر مطلق جل جلالہ کا اور مولف نے افسوس کیا ہی محاذ اشد و کما عقیدہ یہ ہر کہ قدرت کو صفات ذاتیہ
 جناب باری میں شمار کرتے ہیں اور بیکر ثابت کرنے واسطے کو کافر کہتے ہیں کامر من انشاء وی العالم گہرچہ ان کے
 کتب کا مطالعہ کر و ایک شعر صاحب انوار کا یہ ہے **سہ** ارادہ ہے پورا تیرا ہے خبر نہ کہ جو تو علی کل شئی قدیر
 اور کل تمام نہیں کیسے تحت قدرت نہ ماننے سے عزت لازم نہ آتا ہی ہوئی معلوم ہو گیا ہے ہر کہ تیرا ہی ہے **چوبیسویں خطا** آپ فرماتے
 ہیں پس اجزا قابل ہر کہ تمام امت کے خلاف حق تعالیٰ کے ہر کہ عقیدہ تیرا تو مولف کے پیشوایان کا دین
 ہے اور اس افسوس نہیں کرتا **اقول** صاحب انوار کے پیشوایان کو جو صفہ براہین قاطعہ میں شمار کیا ہے وہ
 خود مولوی رشید احمد صاحبکے پیشوایان اور محدثین ہیں جسکو صاحب انوار کا مرشد بیان کیا ہے وہ خود مولوی
 رشید احمد صاحب کے مرشد ہیں پس پیشوایان دونوں کے ایک ہی ہیں ملاحظہ و باطن میں ہر کہ پیشوایان کو ان الفاظ
 سے یاد فرماتا اور مفسدان پیشوایان کو کئے ایک مولوی شیخ محمد صاحب فقیہ مرحوم تہانوی بھی ہیں چنانچہ اوپر
 ذکر اوں کا بالتفصیل موجود ہے اور انھوں نے رسالہ قسطاس میں اس مسئلہ کو خوب تحقیق کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کا نظیر ہر کہ یہاں ہوگا اور تیرہویں صدی کے آخر علی اشل مولوی امیر احمد وغیرہ سے جو چہ خاتم النبیین
 حضرت صلعم کے نظیر بنا کر کھڑے کر دیئے تھے اوس عقیدہ فاسدہ کو جناب مولوی صاحب مرحوم نے خوب
 بیخ و بن سے اذکار فرمایا اور حق سبحانہ کی شان میں لکھا ہے مطلقاً کہ خدای تعالیٰ صادق الوعد ہے
 نہ کہ مخالف الوعد ہو جب قول تعالیٰ ان لا یخلف المیعاد و کریمہ لن یخلف اللہ وعدہ رسالہ
 اب دونوں پر مرد و مذہب جامع براہین کو چاہئے کہ اوس سالہ قسطاس سے اپنی ناکہ روشن کریں کہونکہ مولف
 اوس رسالہ کے خود مولوی رشید احمد صاحب کے استاد ہیں وکنی بہجتہ **چھبیسویں خطا**
 آپ فرماتے ہیں امکان کذب کو غف و مسید کی فرع ہے **اقول** اوپر تحقیق ہو چکا کہ خلف و عید کے معنی
 عند الاشاعرہ یہ ہیں کہ وہ یغفر یا دون ذلک کا ظہور ہے خدا سے تعالیٰ کو خود معلوم نہا کہ ہم غلام غلام

شخص کے گناہوں کو بخش گئے پس جس مقام پر خدای تعالیٰ نے گناہوں کی سزا کا ذکر فرمایا جو وہ لوگ علم الہی میں اوس
 سزا سے مستثنیٰ ہیں پس معنی وعید کے اوس مقام پر ہے الحقیقہ یہ ہے کہ اس گناہ کی سزا ہر جس کو ہم سزا دینا
 چاہینگے اس صورت میں جس میں مسلمان فاسق کو اللہ سزا دینا چاہیگا اور مصافحہ فرمائینگا تو وہ خود وقت لزوم
 آیت مذکور یعنی یغفر ہا دون ذلک لمن یشاء میں داخل ہیں اور وعید سے خارج ہو یا اس کے حق میں یہ فرا
 دیا کہ ہم او کو سزا نہ دیں گے جب یہ گویا فرمادیا کہ ہم او کو سزا نہ دیں گے اور یہ نہ دیا تو یہ کذب کہاں ہوا کذب تو یہ
 ہوتا کہ جن لوگوں مخصوص کو قیامت میں سزا دی جائے گی خدای تعالیٰ نے انہیں مخصوص کے حق میں یہ فرا دیا ہوگا
 کہ ان کو سزا دیں گے اور یہ نہ دیا اور اس کا ثبوت نہیں ہوا تو کذب پر معنی دار کذب کے معنی میں خبر دینا خلاف
 واقع کے بیان یہ تعریف کہاں صادق آتی ہو تفسیر اسی معنی میں تحت آیت ومن یضل موئداً مستعداً ک سے
 وقدر وئی ابن عباس جواز الغفرۃ بلا نیو کا یضاحیث قال فی قوله تعالیٰ فجاءہم الایۃ ہی
 جزاء فان شاء غفر لہم وروی رفعاً عن النبی صلعم انہ قال ہو جزاء بان جانا لا بہ قال حویل بن عبد اللہ و
 بکون عبد اللہ وابوصالح قانوا قد یقول الانسان لمن یزید عن امران فعلتہ فجاءہم القتل والضراب
 ثمان لہم یحانہ بذلک لہم یکن ذلک منہ کذباً قال الواحدی والااصل فی ذلک ان اللہ عزوجل
 یجوز ان یختلف الوعد وان امتنع ان یختلف الوعد یلزم ہذا لزوم السنۃ عن رسول اللہ صلعم فی
 حدیث ان رضائہ علیہ السلام قال من وعدہ اللہ علی عملہ ثواباً فہو یجزئ لہ ومن اوعده
 علی عملہ فہو لا یجزئ لہ التحقیق انہ لا ضرورۃ الی تقریر مع من یخون فیہ علی الاصل المذكور
 لانہ اخبار منہ تعالیٰ بان جزاء ذلک لا بانہ یجزئہ بذلک کیف لہ وقد قال اللہ تعالیٰ
 جزاء سیئۃ سیئۃ مثلب ولو کان ہذا اخباراً بانہ تعالیٰ یجزئ کل سیئۃ بمنظار لعاضہ قوله تعالیٰ یعفو عنکم انہ
 اس عبارت سے واضح ہے کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ وعید جزاء ہے چاہے بخش لے اور حضرت مسلم نے
 فرمایا اگر جزا دیوے تو جزاء ہے یعنی وعید کا جزاء ہونا موقوف جزاء دینی پر ہے اور مول بن عبد اللہ و دیگرین عید کا
 وابوصالح کا قول ہے کہ کوئی شخص کسی کو کسی امر سے زجر کے واسطے کہے اگر تو یہ فعل کرے گا تو میری جزا
 قتل و ضرب ہو اس زجر سے وہ فعل صادر ہووے اور اس کو جزاء نہ ہے تو ہر جزاء نہ دینا اس کا جھوٹ و کذب
 نہیں ہے اور احدی نے اس کی حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ خدای تعالیٰ نے جو ثواب
 دینے کا وعدہ کیا ہے اس کو پورا کرے گا اور وعید و سزا میں خیار خدای تعالیٰ کا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ وعید میں
 اخبار اس امر کی ہے کہ فعل کر یہ جزاء ہے اور اخبار اس امر کی وعید میں نہیں ہے کہ چیز خدا نے تعالیٰ دی ہوگی

اوس شخص کو خود خدا نے تعالیٰ فرماتا ہے جزا سیدہ سیدہ قتلہ یعنی جزا سیدہ کی سیدہ ہوا اسے واضح ہو کہ فقط
 اخبار اس امر کی ہے کہ وعید فعل کی جزا ہے نہ یہ کہ اوسکو خدا ہی تعالیٰ دیو گیا بھی یہ جزا اگر اس آیت میں مثلاً
 اخبار یعنی خبر دینا اس امر کا ہونا کہ خطیہ تعالیٰ جزا دیو گیا ہر سیدہ گناہ کے شل اٹھ سکے ہاں طور کو کوئی گناہ اور کسی
 گناہ کو بغیر مزا دیئے جس کے پھر دیو گیا تو اس آیت کے معارض مناقض ہوتی یہ آیت بعفو عن کثیر جس سے واضح
 ہے کہ بہت گناہ اور بہت گناہ کے عفو بھی کر دیا گیا لان نفیض الموجبہ الکل سالبہ جزئیت اور معارضہ مناقضہ کلام
 آئی میں باطل ہے پس یہ اخبار کہ ہر سیدہ گناہ کی خدا ہی تعالیٰ جزا دیو گیا باطل ہے پس جب ہر گناہ پر مزا دینا
 ثابت نہ ہوتا تو بعض گناہ اور بعض گناہ کو مزا نہ دینے سے کذب کے لازم آئے یا سپر متفرع ہو چکے کیا معنی ہیں پس
 ہرگز کذب خلف وعید کی فرع نہیں کوئی شخص کہے کہ فلاں فعل میرے ارادہ و مشیت پر ہے تو اس کے ہر مزا دینا ہے
 کہ چاہوں کروں چاہوں نہ کروں تو وہ شخص وہ فعل کر گیا تب بھی اوسکو کذب اہل فعل وعفو نہیں کہیں گے
 اور نہ کر گیا تب بھی نہ کہیں گے ویسے ہی اگر کہے کہ میرے اختیار میں اس فعل کا کرنا یا نہ کرنا ہے تب بھی کسی طرح
 اوسکو کذب کرنے نہ کہیں نہیں کہہ سکتے ہیں ایسے ہی اگر کہے کہ فلاں کام میرے کرنے پر موقوف ہے
 تب بھی کرنے نہ کرنے کی دو حالت میں وہ کذب نہیں یہ مطلب بالتفصیل اس عبارت کا ہوا پس خلف وعید کا
 فرع کذب کا ممکن ہوا حق جناب باری میں جو جامع برائین نے بیان کیا ہے فلاں فعل فعل کے ہو منوس ہو کہ جامع برائین
 امکان کذب باری تعالیٰ کو فرع کذب فرماتے ہیں یا اولیٰ الالباب ان هذا الشیء عجاب یہ بات
 بھی اسباب مقول خیال فرماویں کہ اشاعرہ جسکو خلف وعید کہتے اور اوسکا جواز مانتے ہیں تو وہ جواز تو قوی مانتے ہیں
 برائین طور کہ بعض مصافحہ کو خطاب خدا نے تعالیٰ دیو گیا اور یہ نہ دنیا قیامت کے روز واقع ہوگا اشاعرہ یا دوسرے اہل سنت
 یہ نہیں فرماتے کہ یہ مغفرت مومنین مصافحہ سے فقط عقلاً جائز ہوا وقوع اسکا نہ ہوگا بلکہ وقوع اس مغفرت کے حامل ہیں
 اور بدوین مذہب دینے کے بعض گناہ و نیکو بخش دینا صراحتاً احادیث سے ثابت ہے اور مغفرت بعض مصافحہ جسکو
 اشاعرہ خلف لکھ کر تعبیر کرتے ہیں اوسکا واقع ہونا مسلم الثبوت ہے پس امکان کذب باری کو جامع برائین صاحب
 فرع خلف کی فرماتے ہیں تو ضرور کذب باری کا وقوع ہونا جامع برائین کے قول سے ثابت ہوا سیکے کہ کذب کو فرع
 خلف وعید قرار دینا وقوع و ظہور و ثبوت کذب کا جناب باری میں مان لینا چاہیو کہ جب کذب فرع خلف وعید نہ ہو
 جامع برائین ہوا تو خلف وعید اصل ہوا اور مسکرس اصل کا بیان یہ ہے کہ وقوع اوسکا ہوگا تو یہی حکم فرع کا ہونا ضروری ہے
 ورنہ منسوخ ہو چکے کیا معنی ہیں پس صفت وقوع کذب کا جناب باری میں ہونا قول جامع برائین سے ثابت ہے
 ان الله وانا الیہ راجعون **ستائیسویں خط** آپ جو فرماتے ہیں جو قدرا میں مختلف نہیں ہو چکا ہے

اوپر ملین کرتا ہے **اقول** تحقیق گندرجکی ہے کہ اشاعرہ غیر محققین و ماتریدہ میں اختلاف مسئلہ خلف و عید میں
 نہیں بلکہ اختلاف جو اور مسئلہ کذب باری میں ان سب کا اجماع ہے کہ وہ جناب باری کی ذات مقدس منزه میں محال ہے
 اور سلاوہ انکے باجماع جمیع اہل مل و خل و عقل بطلان اور عدم امکان اسکا ثابت ہے پس صاحب انوار کا ملین
 اس امکان کذب باری پر ہے نہ خلف و عید پر انوار ساطع کی عبارت پر کبر و کجھو جب صحیح عبارت کو گمراہ کر دینے
 اپنی طرف سے نکالنے لگیں اور جو ثاببات باندہین ایسے عناد اور بغض سے اللہ سبحانہ پناہ دے **اٹھا میسون**
خطا آپ فرماتے ہیں اس کے حال علم و فہم مولف کا ہر شخص امتحان کر کے دیکھے **اقول** اولاً یہ کہ امتحان
 کسی استدلال و محفل کا ہوا کرتا ہے کہ ایک کمال کے جوہر شناس قرآن سے معلوم کیا کرتے ہیں کہ فلان امر کی استعداد و ظنان
 شخص میں اس درجہ کی ہے بیان امتحان کی کیا حاجت ہو بقول مشہور **ما تھے نکلن کو تو سی کیا دے** صاحب
 جانتے ہیں کہ صاحب انوار ثاببات صدق جناب باری میں کوشش کر رہے ہیں اور جامع براہین امکان کذب کے طرہ دار
 ہیں اور چون کہ وہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے چوں کہ سے ساقہ رعد کو نوازع الصادقین اور
 جو ٹوٹن کی جو صفت ہو وہ سب کو مٹوٹ ہے میں کیا کہوں **ثانیاً** یہ کہ حسب درخواست جامع براہین ہم امتحان لیتے
 ہیں اور ترازوی عدل میں طرفین کا کلام تولتے ہیں صاحب انوار نے دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہو کہ کوئی اسکے
 برابر ہی نہیں اس سے میں کلام آئی پڑھو دیکھو حق سبحانہ فرماتا ہے ومن اصدق من اللہ حدیثاً و جامع براہین
 اس پر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے کذب ممکن ہونے میں قدیم سے اختلاف جو او سپر دو دلیلین گداہین ایک ظاہر طرہ پر بھی
قول شاعرہ سوا و میں خلف و عید کا ذکر ہے امکان کذب کا پتا نہیں اور یہ قول اشاعرہ کا کذب باری پر کسی
 دلالت و دلالات ثلثہ مطابقت و تضیق و التزام میں سے وال نہیں ہو بلکہ انکا کذب محض عیاشی کرنا و پر معلوم ہو چکا
 ہے اور باتفاق جمیع عقلاء اہل اسلام و غیر اہل اسلام وارد خطبہ قطیع کے کذب کا محال ہونا واقع ہو چکا جو دعویٰ دلیل
 خفی طور پر گداری یعنی رسول اللہ معلوم کمال ملن الواقع ہو چکے لئے لکھا ان اللہ علی کل شیء قدیدار ہے نزدیک و دُور
 امکان اس میں ثابت کر دینے امکان نفیر حضرت صلواتہ و امکان کذب باری تیسرے و قدیس شانہ یہ جس کے کہ کذب
 باری تعالیٰ و نظیر آنحضرت صلواتہ میں ان آیت کے تحت میں داخل ہیں اور حال انکے یہ غلط ہے اس لئے کہ
 اوپر جو نبی معلوم ہو چکا ہو کہ اس آیت میں شئی سے مراد وہ چیز ہے جس کے وجود کو خدا ہی تعالیٰ نے چاہا ہو و سوا
 اوپر اس کے ارادہ واقع ہوا ہو و کے کہ وہ فی الجملہ موجود ہے حال میں یا استقبال میں بلکہ اس بنا پر کہ مشیت ارادہ
 جس کا خدا ہی تعالیٰ کرے تو اس کو وجود و وقوع لازم ہے و نہ عجز باری تعالیٰ لازم آوے گا چنانچہ شرح فقہ اکبر گمراہ
 چکا ہے کہ اوں چیز کو وقوع و وجود ضرور ہے اور کذب باری و نظیر کا محال یا نال میں پایا جاتا ہے کہ انکا وجود لازم ہے

یہی بطلان ہے نزدیک الہ علم و فہم کی سطح کے کذب باری نقص جو نسبت خدای تعالیٰ کے مستقیم ہے اور مستقیم تحت قدرت نہیں ہے ورنہ تحصیل حاصل یا انقلاب تعاقب لازم آوے گا اور وقوع نظیر غامض انہیں سے بھی وقوع کذب لازم آوے گا اور ممکن محال ہونا ایسی معلوم ہوا اور اس کے استلزام اتفاق کل عقلا کا معلوم ہو چکا ہے پس کذب باری و نظیر غامض انہیں سے سبب عدم مغفولیت مشیت و ارادہ کے یہی جو مراد اس آیت میں ہے نہ تو اور قدرت ہونا اور ممکن محال ہونا اور ممکن دونوں کا بھی اس آیت سے یا دوسری دلیل سے ہرگز معلوم نہیں ہوتا ہے ان جامع برائین تفسیر بالرائی کے طور پر تمام اہل عقل و فہم کے خلاف ہر کرشی سے مراد عام ہر شخص یا ممکن کی رکھنا ہے تو واجب و متعین دونوں کو ممکن و تحت قدرت الہی اس آیت کی حجت سے مگر خدای تعالیٰ کو اپنی ذات کے اچھا کم پرا و سلب انوکھیت پر و اپنے شریک پر و فہم پر اور فہم پر اور ضرور و جمیع و کھانا و دینا و تمام حوادث و عیوب پر قادر جانے پھر تو معاذ اللہ معاذ اللہ خدا صامی کا بیکو ہوا جامع برائین کا بھائی ہو گیا اور بشر بن گیا ایسے صورت میں پھر ایمان خدا پر ممکن ہوا نظیرین وجہ کھانا جو کہ قول جامع برائین بالکل غلط اور دعویٰ و قول صاحب انوار نہایت صحیح ہے نتیجے آپ نے امتحان کرایا تو کچھ فہم و علم کا بھی حال معلوم ہو گیا کہ کسی اوسین دنات و قباحت جو او صاحب انوار کا دعویٰ اور منور و روشن ہوا کہ کس درجہ کا صاف و پاک و عقل و عقل ہے **اومتیون خطا** اس عبارت برائین سے عوام کیلئے و عقیدہ فاسدہ ایسے پیدا ہوتے ہیں کہ لغو بذاتہ مذہب ایک دفع کوئی جناب باری تعالیٰ و تقدس کا ممکن ہونا اسلئے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہم میں اختلاف ہوا ہے تو معلوم ہوا کہ شروع ہوا ہے دین سے معاذ اللہ یہ عقیدہ نکلا جو پھر آپ کا یہ فرمانا کہ امکان کذب کا مسئلہ جواب جدید کیسے نہیں نکالا اس مسئلہ معلوم ہوا کہ اس وقت تک اختلاف قائم ہی رہے جو اختلاف اب جو رہا ہے یہ جدید نہیں ہے بلکہ قدیم ہے اب تک جاری ہو پھر آپ نے عبارت کلمی رد مختار کے اور کلمہ یا کہ کتب و دینیہ جو اسکے صوالہ میں انویں بھی یہی جو اس سے یہ ثابت ہوا کہ تمام کتب دینیہ اس سے بھری ہوئی ہیں معاذ اللہ پھر آپ نے اس عقیدہ پر طعن کرنے سے سخت منع کیا اور ظاہر ہے کہ عقیدہ نا صواب پر طعن کرنا کون کوئی منع نہیں کیا کرنا ہے بنا علی عوام اس عقیدہ کو نا صواب نہیں بلکہ صواب غیر مطعون جائزین کے کیونکہ بقول جامع برائین قدیم ہے اب تک یہ عقیدہ اہل اسلام میں موجود ہے اور سب کتابیں اس سے بھری ہوئے ہیں اور اوپر طعن کرنا نا جائز ہے دوسرا عقیدہ کاسدہ کلام جامع برائین سے یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اب کوئی نبی پیدا ہو جاوے تو ممکن ہے وجہ اوسکی یہ کہ خدا کا در نہ تو اپنے مخلوق کے مثل پر تیر صوبین صدی تک کسی نے نہیں کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخلوق ہیں پس خدای تعالیٰ انکے مانند دوسرا نبی پیدا کرنے پر بالاتفاق جامع برائین کے نزدیک قادر ہے جب اس کو قدرت محال ہے تو ظاہر ہے کہ اوس کو روکنے والا کون ہے اگر وہ اپنے صدق کلام کی عایت نہ بنا تو کون تھا

لیکن صدق کلام تو بقول جامع براہین کچھ یقینی مسئلہ نہ کیونکہ ایم سے اوسین اشکاف مان رہے ہیں نہ اعلیٰ علیہ کذب
 ممکن ہوا تو صدق قطعی نہ لہذا حضرت علیؑ علیہ السلام کا خاتم النبیین ہونا بھی کچھ یقینی نہ ہوا اس لئے کہ یقین عبارت ہے
 تصدیق جازم مطابقت بلا توجہ ثابت سے اور ترفیق یقین میں جازم یا خوفی جو حقیقت جزم سے ہو اور جزم عبارت ہے جو عدم امکان
 نفیض و جانب مخالف سے جس نے چھوٹے چھوٹے رسالہ مقول کے پڑھے ہو گئے وہ بھی یہ جانتا ہو پس جب خدا نے
 تصدیق کے صدق کے نفیض کا وہ کذب جو امکان و احتمال ہوا تو جزم جو عبارت عدم احتمال نفیض سے بنا صدق
 میں نیا یا گیا تو صدق بسبب عدم حصول جزم و بقا احتمال نفیض کے یا بالیقینی نہ ہوا جب نحو بالیقین ذلک صدق
 یقینی قطعی نہ ہوا تو نہ پید کرنا نظیر آنحضرت صلی علیہ وسلم کا بقا صدق کے سبب سے تھا اور جب صدق ہے یقینی نہیں تو نہ پید
 کرنا یقینی نہ واجب نہ پید کرنا یقینی نہ ہوا پید کرنا جو اس کے نفیض ہے وہ ممکن و محتمل یا واجب پید کرنے نظیر کا
 امکان و احتمال نہ تو لیکن رسول اللہ و خاتم النبیین کا مضمون قطعی یقینی نہ ہوا معاذ اللہ علاوہ اسکے جس قدر اشہار
 قرآن شریف ہیں اور کچھ یقینی ہونا تو اسی وقت ثابت ہووے کہ اس کے جانب مخالف کا امکان و احتمال نہ ہو کہ اور جب
 یہ احتمال باقی ہے کہ شاید خدا ہی تصدیق نے نعوذ باللہ من ذلک جمہوت بل لا ہو کہ کیونکہ جمہوت ہونا ممکن ہو اسکا تو کوئی
 غیر قرآنی یقینی قطعی نہ ہو پھر تو فعل ہوا اللہ احد سے یقیناً خصلے تصدیق کا واحد اور محمد رسول اللہ سے یقیناً آنحضرت صلی علیہ وسلم کا
 رسول ہونا بھی ثابت نہ ہوا و احتمال و امکان عدم قیام قیامت اور عدم احوال مشرکین یا کافرین کا دوزخ میں باقی ہونا و مسلم
 و انقیاس اور امور اخرویہ تمام یقینی نہیں رہے پس ممکن ہو کہ موافق اخبار قرآن شریف کے خصلے تصدیق کے نہ کرے کیونکہ
 ان اللہ علی کل شئی قدير ہر ایمان واجب ہو گیا جامع براہین یوں کہہ گئے کہ خصلے تصدیق کے عاجز ہو گیا کافرون کو جنت میں
 داخل کرنے سے اور اگر یہ کہیں کہ وہ فرما چکا ہے ان اللہ لا یغفران لیشک کہ بر اس سبب سے وہ داخل بہشت نہ کر گیا تیری بات
 جامع براہین امکان کذب کو مسئلہ اختلافی یا نہ کہ مشکوک کر کے کہیں اس جواب کے لائق منع ہائی نہیں رکھا یہ جواب وہ دیگا
 جو ہر اسی طرح عقیدہ رکھتا ہو کہ کذب کلام ہر اسی تعالیٰ میں محال و متنع ہو کہ ممکن الوجود نہیں پس ہم لوگ کھ سکتے ہیں
 کہ اسکا وعدہ خلاف ہونا محال و متنع ہو نہ علاوہ حد حضرت صلی علیہ وسلم کے کوئی ہی بھی پیدا نہ کر گیا لایزال کلمات اللہ اور
 اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ کافرون کو جنت میں داخل ہو کر نہ کر گیا اور کافرون کو دوزخ میں رکھ گیا تعالیٰ اللہ تعالیٰ ہم فیما بین الدون
 متبصرہ مبعوث ذی اور کہ سمجھ گئے ہو گئے کہ جامع براہین قاطعہ کے معانی میں غلطی کس قدر لغو ہیں اول قدم پر جس نے
 محاکوت پر محاکوت کیا کہ یقیناً تو ذی دوزخ نہ ہو کہ یوں کہہ گئے کہ کیا جبکہ اول قول مردوشٹ چشانی امکان کذب یا نہ
 ہو بعد باقی حال اسکا کیا ہو چکے ہو بقول مشہور رویش ہیں حاش پر اس غشت اول ہر گزارہ بر زمین
 محاکمہ نہ کر رہا نہ خاک باشد ہر دیوار کج + اگرچہ اس قول سے جو اول نتیجہ طبع و قاد جامع براہین جو خاصی طرح

حال ہی میں برہین قاطعہ کا کسل گیا لیکن چونکہ شرع میں دو گواہ معتبر ہیں ہی چاہتا ہوں کہ اب دوسرا قول جامع برہین کا جو اس
 قول کے آگے اسی صفحہ میں واقع ہے جو عبارت صاحب انوار نقل کر کے اوس کا بھی کم و کیف ظاہر کیا جائے اللہ جل جلالہ
قال صاحب الانوار الساطعہ اور حضرت فخر موجودات سرور کائنات جسے خود اپنی زبان مبارک سے
 ارشاد فرمایا کہ ایک مثنیٰ یعنی کون ہے تم میں میرے مانند نسبت کا حد کہ کہ ایک تم میں میری طرح نہیں اور وہ تو
 وہی میں اپنے جیسو کل یہ شان میں کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا افسا عا لنبی لست کا حد من النساء
 پھر اس زمانہ میں ایک ادنیٰ سا آدمی کہ وہ کہہ چوہ قول فقیر میرے بہائی ہیں وضع ہو کہ بہائی جس قدر ہوتے ہیں
 سب اپنے باب کے کل ترکہ میں برابر کے شریک ہوتے ہیں اس لفظ میں ایہام دعویٰ برابر ہی حضرت فخر الانبیاء کے
 ساتھ ہو مضافہ منہما **قال جامع البراہین القاطعہ** ایک مثنیٰ میں ثلث تقریب الی اللہ تعالیٰ
 کی مراد یہ ہے کہ لفظ البعد کا لفظی معنی یعنی خود ظاہر اس پر دلالت کرتا ہے اور ایسا ہی لست کا حد من النساء میں لفظی
 معنی ثلث زوجیت و لوازم زوجیت کے مقصود ہے پس کوئی ادنیٰ مسلم ہی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقریب شرف
 کمالات میں کسیکو شامل کیا نہیں جانا البعد نفس بشریت میں شامل آچکے جلد ہی آدم میں ہر جن کو خود حق تعالیٰ نسرہ مانتا ہے
 قل انما ناصبہ و مثل کما اور بعد اسکے روحی الٰہی کی قید سے پھر وہی تشریف تقریب کو بعد اثبات مٹا بیشریت کی بات
 فرمادیا پس اگر کسی نے جو بھی آدم چونکہ آپ کو بہائی کہنا تو کیا خلاف نص کی کہ باورہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہی
 اور فخر عالم نے بھی فرمایا و دانی قد ثبت اخوانی بالحدیث پس اخوت بوجہ اولاد آدم ہو چکے کہنا اور یہی وجہ
 قائل کی ہے موافق قرآن و حدیث کے ہوا ہے طعن کرنا قرآن و حدیث پر طعن ہے اور اسکے خلاف کہنا نص کے خلاف
 ہوا مگر چونکہ جس آپ کو اح کا ہے بوجہ اولاد آدم ہو چکے کہنا ہی اور تقریب کے مماثلت کا وہ ہرگز قائل نہیں تو اوپر
 طعن سوائے خلاف نصوں کے اور کیا ہو گیا اور آپ کی ذات کو بشریت سے نکال کر (جو ارشاد المخلوقات ہے)
 کسی دوسرے بیج میں داخل کرنا محض گستاخی اور تنک شان بیخ آپ کا ہے سو مولف کو ہنوز یہ بھی خبر نہیں کہ
 قائل کی کیا ہوا ہے اور طعن مولف کا خود قرآن و حدیث پر ہونا جو کہ اسے کم نہیں کی کہانی کہنی ضرور ہے علیٰ ہذا
 آیت لست کا حد من النساء **اقول** و ما قدر التوفیق من نعمان ثبات نگاہ خیال فرمائیں کہ صاحب انوار نے
 نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کو بشریت کو نفی نہیں کیا جامع برہین کے کیوں اثبات بشریت میں طول بجا دیکر مفرغ خدائی فرمایا
 اور جو دس صاحب انوار کے لکھے ہیں لزوم ایہام مساوت جو مانع اطلاق لفظ اخوت ہو اس میں ایک حرف بھی آپ کی
 زبان مبارک سے نہ نکلا **ع** بسوخت عقل زجیت کا میں چہ بوالعجبی بہت اب اگر اس مقولہ کی تردید پیش قول اول
 حرف قائل کیا ہے تو ظاہر ہے کہ مولف نے اس میں طول لا طائل دیکر سلسلہ اثرائتی دراز کیا ہے پھر حرف حق تعالیٰ

یا تو شجر کے نیسے طویل ہیں طویل پیدا ہو کر موجب ملال طبع ناظرین و مجاہدین ہو گا بنا علیہ عنان اس واسطے سے مؤثر کہ بعض
 امور ضروریہ تفسیر کجانی ہو **قول** ایک شری میں مائتت تقرب الی اللہ تعالیٰ کی مراد ہے **اقول** و باللہ التوفیق
 جامع براہین کی مراد یہ ہے کہ بشریت میں سب بشر آپ کے شامل ہیں تقرب الی اللہ تعالیٰ کوئی شامل نہیں بر تقدیر تسلیم
 مائتت فی البشریت کی ہم کہتے ہیں یہ غلط فہمی ہے تقرب کے معنی ہیں نزدیکی طلب کرنا اور یہ وہ طبع ہو گیا یا ایمان
 دوسرا یا لامحال تقرب بالایمان یعنی توحید و احکام خداوندی مان لینے میں سب مؤمنین و انبیاء ایک ہیں امن رسول
 یا انزالہ الیہم ربہ و المؤمنون کل آمن الایۃ فرقہ با یکدیگر ہے تو ملائکہ کمالات یقین شامدہ وغیرہ میں ہر نفس بین
 مومن بہ میں سب برابر ہیں کسی کا ایمان کسی سے زیادہ و کم نہیں ہے چنانچہ فقہ کبر و شرح میں جو ایمان اہل السماء
 ای مر الجلالۃ کا وہاں النجۃ و الارض میں الانبیاء علیہ السلام و سائر المؤمنین من الابرار و الصالحین لا یزید و لا یقص
 ای من جہلہم وہم بہ نفسہم للمؤمنین مستویون و احسن احوال ایمان ای فی اصل و التوحید ای فی نفسہ انتی
 مختصراً بقدر الحاجۃ اسطرح بالا اعمال شامل ہے جمیع ماہرین کو من تقرب الی اللہ تعالیٰ و التوحید ذرا الخدیث
 اور طویل جب تک تقرب الی ہا النوافل حتی احبتہ عام ہے جمیع تقرب للہوت کو اور قرآن میں ہر کلمہ قانتون
 ابن عباس و رحمہما و رجال و رسل و اوصیاء فی اسکے معنی کہے ہیں کہ سب اسکے ملحق ہیں اور حضرت صلعم کا ارشاد ہے
 صلوا کما تہتیمون اصلی و قرآن میں وارد ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تقصیر مذکورہ
 سے ثابت ہے کہ سب کو خطۂ نفس کے تقرب جوں ایسی چاہئے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہو تو نفس تقرب
 الی اللہ میں سب شریک شریکے ان کمالات ملحق قربت میں فرق ہو یہی بات بشریت میں بھی ہو لینے نفس بشریت
 میں سب شریک و شریکے کمالات بشریت کوئی آپکا شریک نہیں حتی کہ حال صورت و اعتدال خلقت میں بھی
 شیخ شہاب الدین قسطلانی کتاب مواہب لدنیہ مطبوعہ مصر ص ۳۲۳ جلد اول میں لکھتے ہیں اعلیٰ ان من تمام الایمان
 بہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان بان اللہ تعالیٰ جعل خلقہ بدلتہ الشیخ علیہ السلام یظاہر فیہ ولا یجحدہ خلق آدمی مثلاً
 اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ کمالات بشریت میں کوئی آپکا شریک نہیں پس تقرب الی اللہ و بشریت دونوں کا ایک حال
 ہے یعنی نفس بشریت اور قرب خدا طلب کرنے میں سب شریک ہیں و نفسی کمالات تقرب اولیٰ کمالات بشریت میں
 کوئی آپ کا شریک نہیں بنا و علیہ جامع براہین نے ایک لفظ چھوڑ کر دوسرا لفظ اختیار کیا مفسر تحقیق کو نہ پہنچا اس مقام پر
 یہ کہن چاہئے تاکہ انامہ جو بیت خاصہ مراد ہیں اس میں کوئی آپ کا شریک نہیں اسلئے آپ نے ارشاد فرمایا ایک شریک نہیں
 مفاد کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ تھا کہ کوئی تم میں مثل میرے نہیں تو ہر انسان سادات مندوہ آدمی جو مقابل میرے ہے
 کہ میں مثل حوت آپکا یا رسول اللہ بشریت اور انسانیت میں آپ بڑے بہائی میں محبوبا بہائی معاذ اللہ حاضر

نفی مثلث کے مقابلہ میں اثبات مثلث کرنا سخی و مبہم کی عظیم سے خواہ کسی نیت سے جو حق سبحانہ انسانیت متذیب
 نصب کرے شرح شفاء قاضی عیاض صفحہ ۹۴ جلد ثانی مطبوعہ مصرین ملاعلی قادی گتھے ہیں قدردی فی مجلس
 ابی یوسف اند علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ عجب اللہ تعالیٰ فضل رحلانا احب اللہ بافضل السیف وقل جنة السلام
 والاقتلتک نظر الخاظم معاصرتہ لد علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے واضح ہو کہ فقط ظاہر معارضہ آنحضرت
 صلعم سے قبیح و نامشروع ہونے و خوف زوال یا ان کے واسطے کافی ہو پس ناسعادت مندی معارضہ میں کیا کلام
 ہے اور شفاء قاضی عیاض میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام و ابدان متصف صفات بشریہ کے ساتھ ہیں اسلئے
 جو عوارض مانند امراض موت و قوت شہویہ و غضبیہ و کولہ و بلویہ ہوتے ہیں یعنی دوسرے بشریوں کو انبیاء علیہم السلام کو
 بھی عارض ہوتے ہیں اور باطن و عین انکے متصف ہیں ساتھ ایسے صفات کے کہ وہ اوصاف بشریہ سے اعلیٰ
 ہیں مثلاً بہرین سات صفات ملائکہ کے سچ دوام ذکر و حضور و دون ملالت و فتور کے اور قوت طاعت و عبادت
 بغیر ملالت کے کہ وہ سلیم ہیں تغیر و آفات سے اس لئے انکے ارادہ کو اکثر بشری و ضعف انسانی لازمی نہیں
 ہوتا ہے اور یہ معنی ظاہر انکے مشابہ بشر سے ہیں و باطن و ارجاع ملائکہ سے اس لئے ہیں کہ اگر خالص بشر ہوتے
 مانند دوسرے بشریوں کے تو طاقت اخذ و جی کے ملائکہ سے انکو نہ ہوتی اور انکے ساتھ خطاب و مخاطبت کر سکتے
 اور نہ دیکھ سکتے جیسے کہ دوسرے بشر پر نہیں کر سکتے ہیں اگرچہ ولی ہو وین وہ دوسرے بشر اور اگر اجسام و
 ابدان بھی انکے مانند ملائکہ کے ہوتے اور اجسام و ابدان میں بھی مشابہ بشر کے نہ ہوتے تو دوسری بشر نہ ہوتے
 مل سکتی اور نہ انکو دیکھ سکتی اور نہ ان سے خطاب کر سکتی اور نہ احکام لے سکتی اسلئے اجسام و ابدان میں مشابہ
 بشر سے اور ارجاع و باطن میں مشابہت ملائکہ سے انکو ہے یہ تمام شفاء و شرح ملاعلی قادی میں متن و شامع نے فرما کر
 یہ شرح و متن میں لکھا ہے قال ای فیما رواہ الشیخان عن ابن عمر و ابی ہریرۃ و انس و عائشہ جواباً
 لقولہم انہ انما یصلون کیف نذرہا انالیست کہینکم ای علی مفتحک و ماہیتک فی بیطعمنی وہی ویسعی فی اس سے
 واضح و بالغ ہو کہ انبیاء علیہم فقط ابدان و اجسام کی حجت سے بشر ہیں ذرا عرج و لواطن کی حجت سے اور خالص بشر
 نہیں ہیں کہ ظاہر و باطن دونوں مانند دوسرے بشریوں کے انکے ہونے اور خود آنحضرت صلعم کا فرمان اس
 عبارت سے ظاہر کہ میں تمہاری صفت و ماہیت پر نہیں ہوں جس سے صانع ہوتا ہے کہ ماہیت آنحضرت صلعم کی
 دوسرے بشریوں سے مباہ و غیر جم سے مخالف ہو فقط ظاہری بشریت ہو اگرچہ میں آنحضرت صلعم کی بشریت کے باعتبار
 بدن جسم کی ہے نہ باعتبار باطن و مع کے مخالف مباہ و غیر جم کی بشریت سے ہوں تو مساوات بشریت میں
 کہان ہے جلد ثانی تفسیر کبیر میں تحت آیت لن الله خلقنا اولیاءہم و اول ابواہم و اول عمران علی العالمین

امام ازی صاحب فرماتے ہیں واعلم ان تمام الکلاخ فی هذا الباب ان النفس القدسیة النبویة مخالفہ
 علیہا السائلون النفس اور امام ازی صاحب سورہ کہف کی آیت وعلمنا ان لدنا علما کی تحت میں فرماتے
 ہیں فتقون جواب النفس مختلفہ بلکہ الہیہ عبارت اول سے واضح ہے کہ نفس قدسیہ نبویہ کی ہایت مخالفہ باقی
 نفس کی ہایت کی ہے اور عبارت دوسری سے واضح ہے کہ جو ہر نفس مختلف بلکہ الہیہ میں پس آنحضرت صلیع
 کی ہایت ہماری ہایت کے مخالف ہوئی تو نفس بشریت میں مساوت آنحضرت صلیع کو دوسروں سے نبوی
 پس مشیت فی البشریکہ کا قائل ہونا جہالت و حماقت صرف ہو گیا کہ ام میں مشابہت ہونے کے اور اشتراک پائی
 جانے سے مساوات ثابت نہیں ہوتی ہے ویکھو انسان و فرس میں حیوانیت میں اشتراک ہوا تو انسان و فرس
 میں مساوات کوئی مائل نہیں کہہ سکتا ہے اگرچہ دونوں کو حیوان کہہ سکتے ہیں اسلئے انسان کو یہاں فرس کہنا
 عرف و لغت میں صحیح نہیں اب ویکھو بشریت بھی آنحضرت صلیع کی باقی رہی اور طلاق اخوت میں صحیح ہوا بسبب عدم
 مساوات کے اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرکتابات کے مکتوب تہم جلد ثالث مطبعہ نو کشتہ میں فرماتے ہیں
 باید دانست کہ خلق محمدی در یک خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ خلق بیخ و فراز افراد عالم مناسبت ندارد کہ وصل اللہ
 علیہ وسلم باوجود نشاء و عنصری از نوعی جملہ مخلوق گشتہ است کما خلق علی آل الصلوٰۃ و السلام خلقت من روح اللہ
 دیگر انرا میں دولت میسر شدہ است الی ان قال الممدوم و کشف صریح معلوم گشتہ است کہ خلقت آن سرور صلیع
 و علی آل الصلوٰۃ و التسلیات ناشی از زمین امکان است کہ بعضات اضافیہ تعلق واروندہ امکانیکہ در سائر ممکنات عالم
 کا میں است ہر چند بدقت نظر صحیفہ ممکنات را مطالعہ نمودہ می آید و جو در آن سرور را بنام مشہور ہو گیا و بلکہ نشاء و خلقت
 و امکان او علیہ السلام در عالم ممکنات باشد بلکہ فوق ابن عالم باشد ناچار او را سیلو و دوزخ عالم شہادت سایہ پر محض
 از شخص لطیف تر است و چون لطیف تر از وی در عالم باشد او را سایہ چہ صورت وارد آتی پس جب کہ خلقت پیدا شد
 میں کوئی فردا فراسے مناسب و موافق آنحضرت صلیع کے نہیں ہے اور اگر کسی پیدائش نور آسمی سے ہو کر او میں
 کسیکو مشترک نہیں ہے اور کسیکو یہ دولت حاصل ہی نہیں ہے اور اچھا امکان وہ امکان نہیں ہے جو عالم کا
 امکان ہے اور کشف صحیح میں وجود آنحضرت صلیع کا کہیں ممکنات کے صحیفہ میں معلوم نہیں ہوتا ہے موافق فرامی
 حضرت مجدد الف ثانی کے کہ تو اس سے بخوبی واضح ہو گیا کہ آنحضرت صلیع کے مساوی کوئی فرد بشر نہیں ہے
 خلقت و پیدائش میں سوائے تقرب و تشرف و محبوبیت کے بھی پس مساوات بشریت میں ہے آنحضرت صلیع کو
 دوسروں سے نہیں ہے اور نص سے مساوات بشریت میں ہرگز معلوم نہیں ہوتی ہے اور لفظ شکاک مقتضی
 یہ نہیں ہے کہ ہایت بشریت میں مساوات ہے چنانچہ اسکا حال مقرب معلوم ہوا احباب اتنا ہے کہ مقرر

قولہ البتہ نفس بشریت میں شامل کی جلائی آدم میں اقول اس وقت تک اس فرق کے آدمی یہ دلیل پیش کیا کرتے تھے انصار المؤمنون آخرۃ حضرت فرعون عالم مسلم کو بنو مومنین میں شامل کر کے کہاں بناتے تھے لیکن اس شخص کی جرأت پر ہم اراخسوس کلاس نے ایمان کے بلی شرط قائم نہ رکھی صرف نبی آدم میں شریک ہونا واسطے جواز اطلاق اخوت کی علت ٹھہرا دیا ولی الایصار دیکھیں کہ نبی آدم میں کون کون تھے اور اہل حرفہ میں معلوم نہیں کہ آنحضرت مسلم کو یہ ناماقت اندیش کس کس کا کہاں بخیر کر گئے معاذ اللہ حافظہ دیکھیں جناب مولوی صاحب کی زبان اسی مسئلہ میں اچلی ہے ہم تو اس وقت جانیں کہ کوئی شخص مولوی صاحب کو فرعون کا بھائی کہہ کر پکارے آپ ذرا آئندہ تنوں اور یہ فرما دیں کہ واقعی اسے بوجہ نبی آدم ہو چکے فرعون کا بھائی کہا ہے تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا اور پہلے جس قدر آپ کے حشر میں اگر ان کے حلال خوراک کو کہاں اپنا کہیں یا ان کی جوروں کو کہاں کی کھسکا پکارے اس دلیل سے کہ تم بوجہ اولاد نبی آدم ہو چکے ہمارے بھائی ہو اور پھر ان صاحبوں کو ذرا ناگوار خاطر نہ ہو بلکہ اندر زیادہ خوش ہو کر بولیں کہ اوہ انہوں نے بڑی قدر ان کی جودت آدم کو پراہرشتہ پیار دلانے والا یعنی بھائی کہنے کا کھلا اور گریہ صاحب اس بات سے ناراض ہوں کہ ہم فرعون و حلال خود کے بھائی نہیں بنتے تو اسے اس قاعدہ سے اعتقاد ٹھانیں کہ باعث اشتراک بشریت ہر ذلیل ذل آدم اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے فرد بشر کو کہاں کہاں کہے فائدہ اگر غلام نبی جوروں کو کہیں کہے یا جوروں کا وند کو بھائی کہے اوں کو مولوی قاسم ان لوگوں کی پیشوا تقریریں دیکھیں صلیح بحر العلوم کنز العمال میں نامناسب موجب مضحکہ لگتے ہیں حالانکہ اوہ انہیں اخوت باجماع ازہ سے نص ثابت ہے معلوم نہیں یہ لوگ اوپر کیا فتویٰ لگا گئے کہ موافق نص کو اوہ انہوں نے نامناسب و مقاب مضحکہ لگا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو اپنی زوجہ مطہرہ کو بسبب خوف ظلم بادشاہ ظالم کے کہہ دیا تو وہ کذب صریح قرار دیا جاتا ہے اور آنحضرت مسلم نے فرمایا ہے کہ زین کذب اوں سے مادر چوے ایک اوہین جو آنحضرت مسلم نے فرمائے ہیں یہ ہیں لیجئے اپنی زوجہ کو کہیں کہنا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی حشر کو اپنے کذابانہ صورت کے سبب سے کہ ایک اوہین بھی یہی زوجہ کو کہیں کہنا ہے شفاعت اول دہلہ میں کہہ کرین گے افسانہ ان تینوں کے خیال سے شفاعت کرتے ہوئے شرابوین گے کہ انبیاء علیہم السلام کذب سے سہم ہیں صد کہ کذب اوں سے منع ہے علما محققین اوں کے اس بن کہہ دینے کو توبہ و تضرع فرمائے ہیں کہ اوہ انہوں نے اخوت دینے کا اسلام کے سبب اوں کو کہیں کہہ دیا تھا اور ان کے چچا کی بھی بیٹی تھیں اگر نفس بشریت میں ابراہیم علیہ السلام سے ان کی جوروں مساوات تھیں اور یہ نص کے موافق ہے جیسا کہ حضرت جابر بن ابیہر فرماتے ہیں تو اہل امین سے کسی نے آج تک یہ جبر دفع کذب کے کیوں نہ گذاری افسوس صد افسوس کہ ہوا کہ علما اس باعتراف کے جواب میں جو کہتے ہیں تو یہی

لکھتے ہیں کہ اخوت اسلام کے سبب گناہ تھا اور بچا کی بیٹی ہو چکے وجہ سے فرمایا تھا تمام محققین نے اس سے کیوں اعتراض
 کیا جسکو نص کے موافق جامع براہین بتاتے ہیں اگر علماء محققین و فضلاء و متقین کے نزدیک یہ موافق نص ہوتا تو
 کوئی تواء نہیں سے اسکو بھی ذکر کرتا تمام کا اس وجہ سے غفلت کرنا اور اس جواب کی طرف متوجہ نہ ہونا باوجود جو ازانہ اور
 موافق نص ہونے اس جواب کے عقل سلیم و فہم متقیم کے نزدیک بہت مستبعد ہے ہاں جامع براہین یہ کہہ سکتے کہ انکو
 یہ جواب سوچا ہی نہیں ہکو ہی سوچا ہے تو بات علحدہ پر پور ایسے تو بخیر یہ بھی جو قرآن کے معنی اپنی راہ سے
 مخالف تمام جہان کے گھڑنے لگے ہیں وہ بھی یہ کہہ سکتے ہیں اور اس کے معاملے بھی صحیح ہو جاوے گا اور اگر
 یہ کہہ کو کہ بعض وجوہ جواب کے کافی ہیں دوسرے بعض کے ذکر کرنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ ہمیں ہرگز
 تو اس کے جواب میں ہکو یہ کہنے کی گفائش ہے کہ ایسے مقامات میں جو یہ متعدد علماء ہی کہتے ہیں اور حتیٰ الاسکان ہرگز
 جوابات ہو سکتے ہیں سب ذکر کرتے ہیں اگر ایک محقق کل کو ذکر نہیں کرتا ہے تو ہر ایک اپنے پسند کے موافق
 بعض بعض جوابات ذکر کر دیتے تمام جوابات ممکنہ معلوم ہو جائے اور جب کہ یہ جائز تاکر مساوات فی البشر
 کے سبب وہ ہیں تین تو یہ جواب تو بہت ظاہر تھا اسکو کوئی بھی ذکر نہ کہے یہ کہ سطح عقل سلیم قبول کیے کیسے پس
 سوا اس کے دوسری وجہ ترک اس جواب کی کوئی معلوم نہیں ہوئی کہ یہ جواب علماء محققین کے نزدیک جائز
 حلال و شرعاً کی سطح نہیں ہے۔ **قولہ** خود حق تعالیٰ فرماتا جو قل انما انا بشر مثکم انما اقول
 نزول اس آیت کا ان صاحبوں نے شاید اپنے بانی بتائے کیواسطے سمجھا ہے چاہئے تاکہ مفسرین کا کام نہ کہے
 شیخ غمی السبزی رحمہ اللہ سورۃ احمر السجیل لا میں اس آیت کے تحت میں لکھتے ہیں قل انما انا بشر مثکم انما اقول
 اور مرقع البیان میں بھی اس جگہ لکھا ہے قل انما انا بشر مثکم انما اقول انما انا بشر مثکم انما اقول
 آیت سورۃ کاف میں بھی ہے وان بھی شیخ غمی السبزی لکھتے ہیں معالم میں قال ابن عباس رضی اللہ عنہ
 علم اللہ رسول التواضع الی اخرہ اور تفسیر سورۃ کاف میں امام راہزی فرماتے ہیں انما انا بشر مثکم انما اقول
 علیہ وسلم انما انا بشر مثکم انما اقول انما انا بشر مثکم الی اخرہ سیدہ السابغین امام حسن بصری
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سید الفہرین ابن عباس کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ انما انا بشر مثکم انما اقول
 فرما کر طریق تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمایا ہے اب تواضع کے معنی معلوم کرنی چاہئے کہ زبان
 عرب میں کسکو کہتے ہیں منتخب اللغات میں جو تواضع فروختی کروں اور قاموس میں ہے تواضع فروختی و تحقش
 اور غیاث اللغات میں ہے فروختی نمودن و خوردن و نمودن اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ کہہ کہیں ایک ہی ہوں
 جیسے تم سب آدمی ہو مجھ اور فروختی اور کسر نفسی کا کلمہ ہے اور کسر نفسی کو سب جانتے ہیں کہ اس کلمہ میں ہوا کہ تم

جو شکر کی شان سے کم درجہ کا ہوتا ہے پس یہ کفر یا ناپاک نسبت شان عالی حضور کے کم درجہ شرف اور لفظ کم درجہ کا
تعارف یہی ہوگا اگر کوئی ذیشان خود اپنی نسبت کے تو وہ جبرائیل بلکہ اس کے حق میں محمود و داخل حسن خلق گنا جاوے گا
اور اگر دوسرا آدمی اوس ذیشان کو لفظ کم درجہ سے مخاطب کرے تو قبیح و مذموم شمار کیا جاتا چہ او وہ آدمی گستاخ
و بے ادب و شرار ہے شامرا و عظیم الشان نے ماتحت کے آدمیوں کو ازراہ شفاعت فرمایا کہ میں تم سب صاحبوں کا
خادم ہوں یا شغل کسی وزیر اور بادشاہ نے اپنے سائیس کو بہائی کلمہ کیا اور یہ کہتا اوس کا خوش اخلاق میں داخل ہے
اور اگر وہ آدمی بھی کہنے لگے کہ میں ہاں بیشک تم ہمارے خادم ہو اور وہ سائیس بھی اوس وزیر بادشاہ کو بہائی کلمہ کیا
کرے تو یہ اوس سب کی نہایت درجہ کی گستاخی قرار دیا ویک بنا علی امتیون کا یہ کہ تباہی صلی اللہ علیہ وسلم کو حق میں
کہ وہ بھی ایک آدمی تھے جیسے سب آدمی اور شریعت و آدمیت میں ہمارے برابر تھے پس ادنی آدمی کے بھی وہ بہائی
ہوئے کلمہ گستاخی کا ہوا و کہنے کے جو خود فرمایا کہ میں ایک آدمی ہوں جیسے تم سب آدمی ہو یہاں سوا سطلے کہ آپ کو
حکم ہوا تھا قل اعنانا لہ و مشد کہ اور عاجزی اور فروتنی کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دوسرے جگہ بھی صراحت دیا ہے
و خفض جناحک لعلو منین یعنی نہایت رکھ کر بازو اپنے واسطے مومنین کے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو مامور تھے
جناب باری تعالیٰ سے ساتھ جو فروتنی اور پست کرنے بازو کے ہم کمان مامور ہوئے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فوقی کیا کہو اور کہنا کہ وہ بھی ایک آدمی تھے جیسے سب آدمی ہیں وہ بھی ہمارے بہائی تھے جیسے سب آدمی
قولہ پس اگر کسی نے بوجہ نبی آدم ہوئے کے آپ کو بہائی کہا تو کیا خلاف نص کہہ دیا وہ خود نص کے معاف
کست ہوا قول جامع برائین کو اپنے حدیث اور فقیر اور اصول ہوئے کا اس قدر دعویٰ اور بن تزلزل اور مقام
استدلال میں ایسی حراس نثار ہوئی کہ لفظ نص کے معنی بھی نہ سمجھے کہ اصول میں کیا لکھا ہے قال فی سہل شہوت
و شر محو العلم الظن ان ظہر معارفہ ان لم یلق لہ بالذات لای کوں مقصود اصلیا فہو لظاہر وان سبیلہ
بالذات فان اختلف ذلک السبیل التخصیص والناہل فی الحق من اس ہے واضح ہو کہ جس لفظ کی مراد ظاہر ہو وے
یعنی ہر عارف باللغۃ اوس مراد کو بغیر قرینہ کے فقط لفظ سنی سے پہچان لی اور اوس مراد کو واسطے بالذات وہ لفظ
نہ بولا گیا ہو وے اور مقصود اصل وہ نہ ہو وے تو اس کو ظاہر کہتے ہیں اور اگر مراد تو اوس لفظ کی ظاہر ہو وے
لکن بالذات بولا گیا بھی اوس مراد کو واسطے ہو وے اور مقصود اصل شکر کی وہی مراد ہو وے اور احتمال تخصیص
تاویل کا ہی کہتا ہو وے تو وہ نص ہے پس نص ہونے واسطے مراد کا ناگہر ہونا اور اس مراد کو واسطے
بولت شکر کا ضرور ہے اب جامع برائین دونوں پر و مرید ارشاد فرماوین کہ یہ آیت کہ یہی قل انما الالباب شکر
اللہ تعالیٰ نے کیا ایسا واسطے نازل فرمایا تھی کہ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہائی کیا کہو اور یہ بھی بیان فرماوین کہ

آیت میں کوئی لفظ ہو جسکی مراد ظاہر ہو ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہائی کو بشر کا لفظ یا مثل کا تو ایسا نہیں ہو
 کہ عارف باللہ بدون قرینہ اوس سے بہائی سمجھنا ہووے کسی عربی فارسی اردو دان سے دریافت کروا کر دونوں
 لفظ میں سے کسی سے یہ مراد کوئی جانتا ہووے اور کسی نے لغت میں معنی بشر و مثل کے بہائی کے لئے
 ہووین یا کسی قوم خاص کی اصطلاح جاری ہوئی ہووے کہ ان دونوں لفظ میں سے کسی کے معنی بہائی
 اوں لوگوں نے قرار دیئے ہووین یا عرف عام میں بشر و مثل کے معنی بہائی کے لئے ہووین پس ان لفظوں کے
 معنی بہائی کی سیطرہ نہیں ہیں تو موافق نص کے بہائی کہنا کہاں ہوا اگر نص سے مراد یہاں تمہاری فقط آیت
 قرآنیہ ہو مصطلح اہل اصول تاجم مقدار مقصود حاصل نہیں ہے اس آیت قرآنیہ میں اسیر دلالت ہو کوئی دلالت
 ہووے دلالت معتبرہ میں سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہائی کو عبارت نص اشارت نص و دلالت نص اقتضائے نص
 کسی طرح اسکا ثبوت نہیں ہے جن اہل فہم ابیان پس آیت مذکورہ کے یہ معنی بیان کرنا کہ اس سے یہ ثابت ہو کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو بہائی ادنیٰ آدمی کا کننا درست ہو تفسیر بالرائی ہو جو اوپر و عید ہے وہ ماہرین خوب جانتے ہیں اور بشر کا لفظ
 تو عام ہے بہائی و بینا و باب و مرید و پیرو شاگرد و استاد و زوج و غیرہ ہم شریعت دارون و تعلق دارون و غیرہ ہم کو شامل
 ہے حاکم و بادشاہ و ہر قوم و ملت سبھی میں شامل ہیں بہائی مراد لے لینا بالخصوص اس کے کس طرح صحیح ہو سکتا ہے
 دعویٰ خاص و دلیل عام کی توجہ اور ادنیٰ و اعلیٰ طالب بھی جانتا ہے دلیل عام سے تخلف دعویٰ جائز و ممکن ہے جو ان
 کی تحقیق سے انسان کا اور انسان کے تحقیق سے خاص زیادہ تحقیق لازم نہیں ہے ہر اس دلیل کو دعویٰ سے کیونکر مناسب ہوگا
 ہے آدمی کو جو جو کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بہائی بنانے کی خوشی میں سب کو پس پشت ڈال دلا ہی قواعد کا کیا ظاہر کرنا
 اور جو کہ وہاں کا خیال دیکھا میرٹ و امت لوگ حاکموں کو اپنا مان باب وقت عاجزی کے کہتے ہیں یہ اولیٰ کہنا مذکور نہیں
 قرار دیا جاتا جو اگر اس فرقہ کے لوگوں میں فورہ بھی ادب ہوتا اور اپنا رشتہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قراویئے ہو ہی کہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سے باب ہیں تاکہ ادب بھی باقی رہتا اور ایہا مہم سادت کا جو لفظ بہائی میں لازم ہے نہ کہنا اور باب کہنا آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کی گناہ کش رکھتے ہو اور غیر خاص حاکم و سرور و آقا کو باب کہنا مذموم نہیں گنا جاتا ہے عرفان مذموم ہونا تو ظاہر ہے
 اور شرعاً بھی اہل علم متصفین پر واضح ہے معاندین و جاہلین کے واسطے لکھا جاتا ہے کہ مشکوٰۃ کے کذاب افلاک میں ہے
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے انا لکم مثل انس و ولد یعنی میں تمہارے واسطے ایسا ہوں
 جیسا باب اپنے پیچھے لکھا ہے ہوتا ہے اور نیز قرآن شریف میں جو اذواجہا تمام یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یہاں مومنین کی ان ہیں پس یہی ہیں کہ ان ہونا متفق ہو کہ ان کے خارجہ و داخلہ باب کے ہووین نہ نہ بہائی کے
 اور امام رازی تفسیر میں تحت آیت کریمہ والآخرۃ خیر لک من الاولیٰ کہتے ہیں والآخرۃ خیر لک

مجتمع عدلو امتی اذا لامه کالاولاد قال تعالی وازواجهم ایتام وھو اب لہم ان آخرہ اور صاحب تفسیر
 روح البیان نے سورہ احزاب میں لکھا ہے کہ ابی کے قرآن شریف میں اور قرأت عبد اللہ بن مسعود میں یہ لفظ اس طرح آیا ہے
 وھو اب لہم وازواجہم ایتام ہم اس تقریر پر شکیل باپ کے ہونا آپ کا و قرآن شریف سے ثابت ہو گیا اس فرق و باہر میں
 اگر ادب و تیز ہوتا اور آنحضرت صلو علیہ وسلم سے برابر ہی حاصل کرنا کی غرض نبوی گوئی شریف میں ہی جی سی تو آنحضرت صلو علیہ وسلم کو باپ کہتے
 نہ ہائی اس لئے کہ جہنمی باپ ہی نامت کیا اسلئے باپ ہو اگر حقیقی ہو کیونکہ امت کو اس لئے بیٹے اپنے جی سے حیات ابدی اور قلم
 اوپ دینی حاصل ہوا ہے ایسا اسلئے براہیم علیہ السلام کے حق میں خدا کے تعالیٰ فرماتا ہے ملتہ ابیکم براہیم
 اور قرأت شافہ میں آنحضرت صلو علیہ وسلم کے حق میں پڑ گیا ہے وھو اب لہم اور اسلئے ہی اپنی امت کے باپ ہیں
 کہ تمام مؤمنین اصل و احد کی طرف مشوب ہیں کہ وہ ایمان ہے کہ آنحضرت صلو علیہ وسلم سے حاصل ہے پس تمام مؤمنین آپ ہیں
 بہائی ہوئے قال اللہ تعالیٰ انما المؤمنون اخوة چنانچہ تمام شفا و شرح شفا ملاحظی میں موجود ہے
 ازواجہم ایتام ہم اسلئے ہی انحراف سے لامہات حرمہ نکاح میں علیہم بعدہ تکویم تمام
 او خصوصیتہ ولا مضلہ ازواج فی الآخرۃ وقد قرئ فی الشواذ قبل وھی قرأتہ تاجہد
 ونسبت الی ابی بن کعب ایضا وھو اب لہم اذ کل نبی اب لامۃ کما قال
 اللہ تعالیٰ ملتہ ابیکم براہیم من حیث ان بہم ایتام الا بدیۃ وتعلموا الاداب
 الدینیۃ ومن ثم صاروا اخوة فی الدین کما قال اللہ تعالیٰ انما المؤمنون
 اخوة من حیث انسابہم الی اصل واحد وھو الانان الناس علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 اس تمام کو چھوڑ کر اس فرقہ نے آنحضرت صلو علیہ وسلم کو اپنا بہائی بنا دیا اور ہا کان بھل بالحد میں ہر حال کھر میں ابوت
 حقیقی کسی کی نفی ہے جس طرح بہائی کہنے والے بھی آنحضرت صلو علیہ وسلم سے اخوت حقیقی کسی کو نفی کرتے ہیں و لکن رسول
 اللہ وخاتم النبیین جو متصل اسکے ہے یہ اسلئے کہ غیبی ثبوت ابوت مجازی و وغیرہ حقیقی کو ہے باین طور کہ جب ابوت
 نفی کی تو تو تم ہو کہ آنحضرت صلو علیہ وسلم کسی اعتبار سے باپ نہیں ہیں تو اس کو تم کو جو اشی کلام سابق سے ہو خدا تعالیٰ نے
 دفع فرمایا کہ آنحضرت صلو علیہ وسلم قائم النبیین ہیں لیکن اس سبب اور اس اعتبار سے باپ ہیں پس ابوت کا ثبوت ہو گیا یہ سبب
 منونگے تو اسلئے کہ کی ہوتی ہوگی اور حقیقی علم حقائق نے تشریح کی ہے کہ آپ کی روح او الالواح جو اور یہ بھی کہ آپ کا
 نور اصل موجود ہے باقی صحیح موجودات کی شاخیں او میں سے پہنچی ہیں **فواصل** جو وادی از غمت
 بناؤ علیہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لوگ مثل باپ کے کہتے تو حج اصول و فروع و قرآن و حدیث و اقوال و مقولین
 سے بھی قطعی ہو جاتی اور نص انما اناب البشر مثلکم کی بھی نفی یق ہو جاتی کیونکہ بشر کا باپ ہم مثل بیٹے کے

بشر ہوئے اور ستانی و اہدام سادات کا الزام بھی ان پر نہ آیا جامع براہین مٹے بڑے برہان قاطع قرآن شریف سہانی
 بنائے کیواسطے جو پیش کی تھی وہ تو بیش زجل ناچار اب منزل فرما کر حدیث سے دلیل کی کہ ان کا دل خوش کرنے پر یہ ہر
قولہ اور فرما لے بھی فرما دودت انی قد ملت لخوافی الحدیث **اقول** اولاً مسلم اور مشکوٰۃ اور
 جمع البحارین و دیگر صحیح روایت اس حدیث کی یہ ہے و دودت لما قد راہبا الخوانا یعنی میرا ہی یا صاحب جو کہ کاشمیر
 اور جو لوگ میرے ساتھ ہیں ہر سب دیکھتے اپنے بہائیوں کو لینے اور لوگوں کو جو آگے کو جو ٹھکانے پر توجہ کیا
 شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشہد اللہات میں واضح ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت احادیث میں آیا ہے
 کہ آپ اپنی امت کو لفظ امت یا فرماتے تھے لاجتمع امتی علی الصلاۃ اور فرمایا ست شرف امتی اور فرمایا رب
 ہل امتی اور فرمایا آپ کا امتی امتی جمع امت کو روشن ہے کہ ان تک نظیر میں بیان کرنا جو میں بناؤ علیہم کہتے ہیں کہ یہی
 آپ و دودت انی قد ملت صلیاً امتی موافق عادت شرعیہ کرنا لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی نقطہ قیام
 نہ تھی کہ فقط آپ ہی انکو لفظ امت فرماویں بلکہ یہ چاہتے تھے کہ میرے صحابہ بھی انکو دیکھتے اس صورت میں اگر آپ
 فرماتے و دودت انی قد ملت صلیاً امتی تو یہاں پر صادق نہ آتا کیونکہ مؤمنین و مومنات صحابہ امت نہیں ہیں بناؤ علیہ
 لفظ انما تا فرمایا اس قاعدہ کو عربی میں تغلیب کہتے ہیں کہ دو چیز جدا جدا کو اگر ایک جائے بالاخص ذکر کرنا چاہتے
 ہیں تو ایک ہی لفظ میں اسکو شامل کر لیتے ہیں مثلاً چاند و سورج کہنا منظور تھا تو ایک لفظ کو غلبہ دیکر دوسرے کو اس کے تابع کر دیا
 اور کیا کہ شہید یا قرین اس طرح حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو عربی اور ان و باپ کو ابوین کہتے ہیں بناؤ علیہ
 اس مقام پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمایا منظور تھا کہ اپنی امت کو و کیوں اور صحابہ اپنے بہائیوں کو و کیوں چہ
 بقاعدہ تغلیب بہائیوں کا لفظ لیکر امت کو او میں مندرج فرمایا انما ملت الخوانا اور اگر کوئی کہے کہ امت کے
 لفظ کو کیوں تغلیب نہ ہی بہائیوں کو او میں مندرج فرما دیتے جواب یہ ہو کہ آپ اپنی ذات مبارک سے ایک تھے اور صحابہ بہت
 تھے پس سخن لفظ امت ایک تھے و مستحق لفظ انھیں بہت بناؤ علیہ بہت کو ترجیح دیکر لفظ انما تا فرمایا اور جامع ہر لفظ نے
 اس غرض سے صیغہ جمع حکم کی جگہ واحد حکم کو لینے انما تا بدلہ انما تا روایت فرمایا تاکہ یہ احتمال ساقط ہو جاوے کہ یہ
 حرکت انکے اہل حق کو قابل یادگار ہے **ثانیاً** بالغرض تنزیلاً اگر روایت لفظ انما تا لکری بھی تسلیم کیا جاوے کہ
 آپ نے خاص اپنی امت کو ثابت فرمایا ہے تو جواب یہ ہے کہ شراح حدیث اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس میں ان کی
 دیکھنے کی بنا پر جو جاسی تک پیدا نہیں ہوئی اور یہ بات بہت صاحبو کو معلوم ہو کر تمنا اوس کے دیدار کی ہے جو ان کو
 کالمین دیکھنے قابل ہوتے ہیں آپ کی امت میں بڑے بڑے مقبول اولیا و علوٰی غوث قلب ابدال اودا اور دیگر بزرگ جن کی
 تعریفیں احادیث میں وارد ہیں جو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئی جائز ہو کہ آپ نے اصحاب کے ساتھ انکو

بہا کی لکھا اور تینا دیدار بیان فرما کر اصحاب میں اونکا شرف ظاہر کیا ہوا اور جراستی آپ کے مرتکب علی شہید اور صاحب عقاید
 یا طلعہ میں آپ اونکو کس طرح بہا کی لکھا اونکے دیدار کی تمنا صحابہ میں بیان فرماتے اور محبت اور پیاروں بدکاروں سے ظاہر
 فرماتے اور اسیے خود مع نبی کریم علیہ السلام ہزار ہویں حدیث جسکا کثرت اور مدت ناقص دلائل الخوانہا پر معج مسلمین
 لکھا دیکھو اور میں لکھا ہوا کہ بہت سے ایسے امی ہونگے جو عرض کوثر کے پاس سے ذلت و خواری کے ساتھ مٹا دیئے
 جاویں گے اور صلی اللہ علیہ وسلم اونکو فرماویں گے ستمنا ستمنا بیٹے دوسری ہو جیو انکو دوسری ہو جیو انکو یہاں لکھا اور تینا
 دیدار ظاہر کرنا سخت بعید چہاں ظاہر ہر فرقہ ہے ادب گستاخ جو اس خردہ جاننے والا عبد الوہاب نجدی کہو
 شامل و زمین لوگوں میں معلوم ہوا ہر چکی بات مخصوص صلی اللہ علیہ وسلم ستمنا ستمنا فرماویں گے اسنے کرانے بہت بخشنی اور فرقی
 اہل اسلام میں پڑے میں منکوتہ کے باب امین و انشام میں بخاری سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 دعا فرمائی یا اللہ برکت دے چارے شام و میں میں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلوات اللہ علیہ دعا فرمائے اللہ بخاری
 نجد میں بھی برکت دے آپ نے پھر وہی فرمایا کہ یا اللہ برکت دے چارے شام و میں میں پھر صحابہ نے دوبارہ
 عرض کی کہ جبکہ کے لئے یہی دعا کیجئے راوی کہتا جو کہیں لگان کر تا ہوں کہ پھر تیسرے بار بھی صحابہ نے وہی عرض کی کہ
 تیسرے بار میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انشا و فرمایا کہ وہاں بیٹے بخشنی میں زہری اور فتنے ہونگے اونکے کی امان سے
 گروہ شیطان کے پس جب یہ فریق تابع عبد الوہاب نجدی ہو کر وہابی لکھا یا اور وہ نجد کا ہے اور نجد موافق حدیث معج
 مقام شیطان کے گروہ کا ہے بلکہ ایسے ذات شریف جنگیہ صفات لطیفہ ہون اور انکو جناب رسالت باب صلی اللہ علیہ
 وسلم کس طرح محبت اور پیار سے یہ پیارا نام بہا کی اصحاب کے سامنے فرماتے اور تا ثابہ ہے کہ جناب صلی اللہ
 علیہ وسلم کو بہا کی بتانے پر چہاں لڑتے مرتے ہیں وہ بھی فریق نجدی ہیں اور جو لوگ کائنات دین اور پھٹائی حق و
 یقین تھے جبکی تمنا دیدار آپ نے ظاہر فرمائے اون لوگوں نے کہی یہ سابعثہ نہ کیا بلکہ صحابہ نے ہی نہ کیا کہ ہر سہم
 بھائی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے ہی جہنم میں جس و دل بن عباس علی و عقیل وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضرت
 صلوات اللہ علیہما نے انھی سے خطاب دیکھا اور کہی روایت احادیث میں ہی قال ابوہریرہ رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وسلم کسی نے صحابہ
 میں سے نہ کہ اور نہ بہا کی لکھا تا بعین واقعہ تابعین میں جاری ہوا اور نہ اللہ مجتہدین اور دیگر علماء صالحین نے ایسے
 لفظ سے آنحضرت صلوات اللہ علیہما کو تعبیر کیا اگر اسکا جواز نہ ہو موقوف فیض شاہ اور کوئی اس میں حرج نہ تھا تو سلف خلف تمام فراس کے کہوں
 اور میں کیا محبت ہو کہ موقوف فیض کے ہو کہ عجم بن عباس کو کوئی سی امتیج عامل سلف خلف متقدمین متقدمین
 میں ہر خود کو سوانہ فرقتہ بدیعہ لبیک کہل سنت مجتہد کے اعمال صحابہ کو تو فوف اس میں ہر گز زائد نہ تھا میں بخشنی کدائیہ جو جو
 برکت و خلافت کیا جاوے اور کا جو ہر روز روز گذر کر ہر نہو اب سچ جائز نہایا جاوے اور ملتی لکھا انکو کیا جاوے بغیر نقد اور نقد

اس کتاب ہو گیا جو ہی دلیل شرعی انکی واسطے کافی ہونی چاہیے۔ مذکور یہ بھی واضح ہو چکا کہ جامع براہین نے
 اثبات اخوت میں اسلام و ایمان کی ہی شرط نہیں لگائی کیا غنائنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فائدہ نکال چکے ہیں کہ اولاً دوم
 ہونا علت اخوت جو جس نے آپ کو جو جی آدم ہونے کے بھائی کہا موافق نص کے کہ اس تقریر سے معلوم ہوا
 کہ جسدہ رقیون شریف و ذیل کا فرمودہ میں دنیا میں ہیں معاذ اللہ گویا وہ سب بھائی ہیں پس تقریر کے موافق گویا آپ
 اور سب بھائیوں کے دیدار کی تمنا اس حدیث میں بیان فرمائی کہ انما قدما لنا لعلو لنا لوبہ تورہ تضر اللہ اور اگر
 بہرہ لوگ اس حدیث سے کفار و مشرکین و غیر ہم کو خارج فرما دیں گے تو ہم کیسے اس طرح تم بھی اس حدیث سے خارج
 کیونکہ اس حدیث میں داؤنی لوگوں کو بھائی فرمایا ہے جو باعث نور و رفان و مجلہ ایمان و ہدایت عام و ارشاد نام اس قابل
 ہیں کہ ان کے دیکھنے کی تمنا کیا ہے من الصلحہ فیہن والصلحہ فیہن پھر ایسے اسی لوگوں نے تو آپ کو
 بھائی کہا نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ بھائی بنانے میں منازعہ نہ کیا تیرا صدی کے لوگوں فرقہ واریہ کے کھنے سے
 کیا ہوتا ہے اور صاحب افواضہ کو تشیع اس بات پر کی تھی کہ ذیل ذیل آپ کو بھائی کہہ رہا ہے چنانچہ عبارت صاحبان نور
 ساحلہ صاف یہ مضمون احاکر ہی ہے بشرطیکہ کوئی نور بعیرت والا اس کو دیکھے وہ عبارت یہ چور (اس زمانہ میں ایک دفعی ہا
 آدمی ہے کہ وہ یہ کہہ رہے رسول اللہ میرے بھائی ہیں) افوس معاذین کے حال پر کہ مفر کلام صاحبان نور تک
 ذرہ پر نہ پہنچے حکم یاد گوئی پر اوٹھا کر جو چاہا کہنے لگے **مشمبہ اندیش کہ برکندہ** یا وہ صاحب نام پھر ش
 در نظر آپ جامع براہین پر لازم تھا کہ ایسے دلیل بیان کرتا جس سے یہ واضح ہو جاتا کہ ذیل ذیل آدمی آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کے تو جانتے ہے اور حدیث مذکور میں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی فرمانا ثابت ہو اسکا شمول ذیل
 آدمیوں کو نہیں ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ ہر شرعاً ذیل ہوں مانند فرقہ نجدیہ کے اور ان کے رویت کی تمنا آپ نے
 نہیں فرمائی پس ان کو بھائی و اخوانا بھی نہیں فرمایا پس اس حدیث سے مقصود حاصل جامع براہین کا کہ وہ رد قول صاحب
 افواضہ نہ ہوا اور ذیل آدمی کو بھائی فرمانا ثابت ہوا **ثالثاً** اگر یہ متلا مضمون معاذ اللہ انما انباشر مثلاً کہ سب کی
 خواہ صلح خواہ فاجر خواہ کافر سب آپ کے بھائی ہیں اور آپ نے اول سب کے دیکھنے کی آرزو فرمائی ہے معاذ اللہ
 بطور منزل و فرض محال تسلیم بھی کیا جاوے تب بھی تندی جی پوری نہیں ہوتی کہ گھبرا پنے منہ سے یہ کہنا جائز ہو جاوے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بھائی ہیں اگلے کہ آپ نے اگر امت کو بھائی فرمایا تو وہ تو واضح و فروتنی اور کفر سے
 فرمایا ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب عشرۃ الناس میں ایک حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹنے سے کہنا صحابہ
 و انصار صحابہ موجود دیکھا و خود نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو فاجر اور دشت سجدہ کرتے ہیں پھر ہم تو اونٹنے
 نہ یاد دہن ہیں کہ آپ کو سجدہ کرین ارشاد فرمایا بعد فلا بدکم اگر وہاں تک کہ بیعت عبادت کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو

اپنے بہائی کی صاحب جمع الحاراس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں اراد نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم صفاً لغيره شیخ عبد بن
 وعلوہی تحت حدیث اگر مولا خاکم کے فراق میں اپنے شرح مشکوٰۃ طحاوی میں برید نفسہ الکبریٰ عیناً ووضواً ونبیاً
 علی انہم فیہ وسلم فی عدم جواز العبدۃ والعبادۃ لہ اتنی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لفظ بہائی سے مراد اپنے ذات مبارک کی ہے اور یہ لفظ اپنی نسبت اپنی واسطے کس نفسی کے فرمایا جنہم کی معنی
 عربی میں توڑنے ہے چنانچہ منتخب اللغات وغیرہ میں موجود ہے پس آپ نے اپنی ذات مبارک کو جو بہائی قرار دیا
 شامین حدیث لکھتے ہیں کہ آپ نے اپنے نفس کو توڑا جو لفظ کم درجہ بولاب واما یان اسرار میں کہ آپ نے
 اوس وقت اگر مولا خاکم صابہ کو خطاب فرمایا تھا کہ اوہ میں وہ بھی تھے جو آپ کے نسب شریف میں شریک تھے
 باعتبار اشتراک نسب بھی اذ کو بہائی کہہ دیا جاتا لیکن اھل علم بہائی کہہ دیتے کہ تم میں کچھ صاحب جمع البہار وغیرہ
 محدثین معمول قاضی اور کس نفسی پر کر رہے ہیں پیرانوس ان بے انصافوں کے حال پر کہ باوجود اپنی حالت روی
 و ذیل ہونیکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہائی کہلا اپنے منہ سے کسر شان علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اور یہ ہم تو تشریف
 کر چکے کہ کوئی عظیم القدر اگر اپنے منہ سے اپنی نسبت لکھ کس نفسی کا کہے تو وہ حسن اخلاق میں داخل جو دوہو نہ ہو
 جائز نہیں کہ کسر شان کا کلام اوس در بیان کی نسبت کہہ کرے جامع براہین اپنے آپ کو اھل حق الناس بعض جگہ کہتا ہوا کہ
 مرید و جلیل و مستقر و شاگرد وغیرہم نامت اس کو کہہ کرے میں کس نفسی کا کہہ کر دیتے ہیں اور وہ نامت لوگ جامع
 براہین کو یہ کیوں نہیں کہتے کہ جامع براہین ہمارے یہ واسطہ اھل حق الناس ہیں اگر ایسے کہہ لے کوئی جامع براہین کو تعبیر
 کرے اور خطاب کرے یا خط میں لکھے تو جامع براہین و دیگر لوگ تمام اس شخص کو بے ادب و گستاخ قرار دینگے
 اور یہ کوئی نہ کہہ گا کہ جامع براہین نے خود اپنے آپ کو یہ کہہ لیا ہے پس اس طرح بیان جان لینا چاہئے کہ کوئی آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کس نفسی کے خود کو بہائی قرار دین لیکن دوسروں کو یہ کہہ لکھنا اور اپنا بہائی بنا دینا درست و جائز نہیں ہے
 بلکہ وہ کہنے والا بے ادب و گستاخ ہر ان جس کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت نہیں ہے اور رسول مقبول صلی اللہ
 علیہ وسلم کے تو قیرے وہ خال ہے تو وہ ایسے کلام جس سے کسر شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہو کتا دست قرار دینا اور تاویلات
 بعیدہ سے اوس کو جائز بنا دینا اور ضعیفین کو اذیتا تو جاننے میں کہ یہ تاویلات پیش نہیں چل سکتے ہیں شفاء قاضی
 عیاض مشفقہ الاما علی قاری میں ہے کہ ابن حاتم منفرد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تہم و ختن حیدرہ مناظرہ کے درمیان
 کہہ دینا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قصد اذیتا لہیات بقدرت ہونے کو آپ کا کہنے فقہائے اندلس نے ابن حاتم
 مذکور کے فعل کا فتویٰ دیا اس واسطے کہ یہ اعتقاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہہ کر دیا گیا تھا بعض مہارت شریعہ و فتن کی
 گھٹی جاتی ہے وافی فقہار الاندلس بقول ابن حاتم المنفرد الطیطلی و صلبہ ما شہد علیہ یہ منسوخ

بحق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولعل تفسیر قولہ وفیہ ایاء انشاء من ظنہ بالیقین وحقن حیدرہ ووزعہ ان
 زہد علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یکن فضلا ووقد مر علی الطبیات اکلمہا انتہی مختصرا وروسی کتاب میں یہی
 ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ کے حق میں کلام قبیح کہا جب کہ وہ بیمار تھے اور کو جو کہ کیا کہ رسول اللہ سے
 مراد میں نے عقرب یعنی بھول ہے کہ وہ بچہ بھی خطہ تفسیر کے پاس سے بھیجا گیا ہے اور مخلوق پر مسلط کیا گیا ہے
 یعنی اس نے رسالت عرفیہ کی تاویل ساتھ رسالت لغویہ کے کہ تو میرے تاویل اور مکی مقبول بنوئی اس لئے کہ صریح لفظ
 میں نہ تھا تاویل مقبول نہیں ہے اس لئے کہ یہ عمارت کے ساتھ استخفاف جو اوقاف اسکا فرسوز و بھل و غیر مستطیع شان نبی کا ہے
 پس اباحت اس کے دم کی واجب ہے عبارت بقدر حاجت شفاء و شرح شفاء یہ ہے (وفال ای ابن ابی سلیمان (رفی)
 رحیل قبل لہ) اعز الیہ قال لہ لا حق برسول اللہ فعل اللہ رسول اللہ کذا وکذا ذکر کے ملا مقبیحا (ای لا
 یبقی ان یدکر صریحا) فقیل لہ (انکارا علیہ) ما تقول یا عبد اللہ فی حق رسول اللہ فقال
 (شد) ای کلما انتہی (من کلامہ) الاول فقال انما اردت برسول اللہ العقر (فانہ ارسل من
 عند الحق وسلط علی الخلق تاویل الرسالۃ العرفیہ بالارادۃ اللغویۃ وهو مردود عند القواعد النہیۃ
 (فقال ابن ابی سلیمان للذی سالہ برید فی قتله وناولہ ذلک قال حبیب بن الریح لان ادعاء التاویل
 فی لفظ صراح معناه خالص البس فیہ ولا قرینۃ تنافی ہون دعوی مجرۃ حالیتہن علامۃ
 (ولا یقبل) ای ادعاہ کا نہ امتہان (ای احتقار لہ صلی اللہ علیہ وسلم وروی عن اہل العلم ان حنا
 ہذا لقال (غیر معنی) ای غیر مجہول (الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) (وکتوف لہ) ای کا معظمت بشانہ حیث فی قصہ
 الخالص وادادہ بعبوانا اسفہامۃ لا فوجت بالحدہ معہ مقتضی توفیر وقد قال تعالیٰ توفیر اللہ ورسولہ فافقروا
 انتہی مختصرا اس سے واضح ہے کہ معنی عرف کے خلاف بلا قرینہ وعلامت کے معنی لغوی مراد بطور تاویل لیست
 مقبول نہیں اور تعظیم و توقیر میں تفسیر کر شکے سب سے اہمیت دم واجب ہو اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کا بتائی بنا تا آپ کی حقانیت ہے اور تعظیم کا ہر ہے آپ کی تعظیم و توقیر میں اپنے حصین انصاف کریں کہ جامع ہر ایک
 یہ کلام میں درجہ کا قبیح و نامناسب ہے ہر ایک کی یہ کیا ضرور ہے جو الفاظ انصاف کتاب و حدیث میں ہوں اور ان کا
 تلفظ علی العموم سب کو جائز ہو حضرت آدم علیہ السلام نے خود کہا وینا طلعنا لکن دوسرا آدمی ان کو کہے گا اور حضرت
 ظلم کیا تا تو بار نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا ہے عسی ادرہ بدہر ففوسے ہر آدمی مجاز نہیں کہ آدم علیہ السلام
 نافرمان نادی بکا جو انکو دبا اللہ من ذلک کہ اس طرح حضرت یونس علیہ السلام نے کہا انک من الظالمین
 ہر آدمی ان کو کہنے لگے وہ ظالمین میں سے تھے جائز نہیں بنا علیہ اگر آپ نے اپنی زبان مبارک سے براہ اشفاق

اچھے مرتبہ متزل عالی فکر لفظ اخوت فرمادیا تو امتیون کو کب لازم ہے بلکہ درست ہو کر یہ بھی وہی کلمہ تنزل اپنے
 منہ سے جاری کریں کہ جو موافق نفس کے کئے ہیں اور طرہ و جہاں ہو کر یہ نفس کمان وار دے کر اے امتیون
 تم بھی بہائی گنا کیجو صیغہ امر موجود نہیں ہو موافق نفس کمان ہوا نفس میں تو فقط اس قدر ہو کہ آنحضرت صلیم نے
 چارے بہائی فرمایا ہے اور اوپر معلوم ہو چکا ہو کہ یہ بطور کسر نفسی و براہ اشفاق فرمایا ہے پس موافق نفس کے
 یہ ہوتا ہے کہ اس طرح کہا جاوے کہ آنحضرت صلیم نے بطور کسر نفسی و براہ اشفاق بہائی فرمایا ہو موافق نفس کے
 ہرگز نہیں ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ آنحضرت صلیم کو بہائی کے تو درست ہر این ہذا من ذلک مع بین تفاوت نہ ان کی
 اسے تا بجا خدا کے تعالیٰ نکلو راہ راست دکھاوے کر ایسے اونے معنی حدیث و قرآن کے کہ کے خلال
 و خلال کے مرکب نہ وہیں **خاصا** سب سے کہ صاحب نوار کے کلام میں نہ نفسی بشریت کا ذکر ہے نہ نفسی اخوت کا
 البتہ منع ہونا اطلاق لفظ اخوت کا باعث نقص ایہام موجود ہے اور یہ بات اولیٰ الالباب سے صنفی نہیں ہے
 کہ بت سے ایسے لفظ ہوتے ہیں جو فی نفس کسی وجہ سے صحیح ہوتے ہیں لیکن ایک وجہ ایہام اور نہیں ایسی گھاتی ہو
 کہ مراد سے بعض اور نہیں کھلنے لگتے ہیں اس وجہ سے بولتا ہوں ان الفاظ کو قطعاً منع ہو جاتا ہے شرفاً جیسا کہ صاحب
 آنحضرت صلی اللہ کی خدمت میں یہ کو عرض کیا کرتے تھے (راعنا) یعنی آپ متوجہ ہو مجھے چارے طرف لیکن نہ
 یہودی ہی یہ کہ کیا کرتے تھے اور وہ اپنی شرارت و غیبت نفس کے باعث اس لفظ کے احمق کے معنی لیتے تھے محاذ اش
 بناو علیہ صوابہ کو روک دیا گیا کہ (لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا) یعنی مت کہو ہم راعنا و قولوا انظرنا ہر چند صحابہ جو معنی
 سمجھ کر کہتے تھے وہ صحیح تھے لیکن ایہام سے وہ معنی یودانی کل کہتے تھے اور یہودی کیو اسطے یہودی برا کہنے کا تھا
 بناو علیہ جناب رسالت تاب کے حضور میں اس کو کہہ کر بولنا حق سبحانہ نے پسند فرمایا اور کثرت ممانعت نازل فرماوی
 جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے چنانچہ تفسیر عزیزی میں یہ قصہ مذکور ہے اور تفسیر کبیر میں سات وجہ اسکے حرم جواز کے ذکر کیے
 ہیں جن میں وجہ یہ لکھی ہے کہ یہ لفظ موم مساوات کو ظاہر میں کی ہے اسلئے خدا کی تعالیٰ نے منع فرمایا اور یہاں کیا
 کہ تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب میں کہنا ضرور ہے لقولہ تعالیٰ لا تعجلوا دعا الرسول بیکم الا یہ مبارک
 ہے و راجعاً ان قولہ راعنا مفاعلة من الرعی بہن انہن فكان هذا اللفظ موہماً للنساء و اہل
 المتخاطبات کانتہن قالوا راعنا سمعک لہذہک اسلفنا فہم انفعنا تعالیٰ عنہ و ہاں ان کا تلبس **تعلیم**
 الرسول فی مخاطبہ علیٰ علو الالہات تعجلوا دعا الرسول بیکم کہہ دے بغیر کہ تعالیٰ اس سے واضح ہو کہ ایہام
 امر ناجائز سے بھی عدم جواز آجاتا ہے بلکہ تفسیر کبیر سے واضح ہے خطاب میں ایہام مساوات کے سبب سے اس قدر
 منع فرمایا ہو کہ صاب نوار اسطے کہ ایہام مساوات کے سبب سے بہائی آنحضرت صلیم کو ادنیٰ ادنیٰ کا

بتانا منع ہوا اور اس کو ضرور مولاوی شہید احمد صاحب ہی لطائف رشیدیہ مطبوعہ مطبع گلزار احمدی مراد آبادی صفحہ ۲۴ مکتوبہ میں
 دیکھو لکھتے ہیں اور اسی صفحہ میں ایک مضمون دوسرا آپ لکھ رہے ہیں وہ یہ ہے (صحابہ کا یکجا کر بولنا مجلس شریف
 آنحضرت صلیع میں ہرگز بوجز اذیت و گستاخی سزا شدہ نہ تھا بلکہ حسب عادت و طبع تھا لیکن چونکہ اذیت و جے اعتنائی
 شان والا کلام و سین ایہام تھا یہ حکم ہوا ایما الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی و لا تجہروا بالحدیث والحدیث
 کجہر بعضکم لبعض ان تجبطلوا لکم و انتم لا تسمعون کیا صاف حکم ہو کہ اگرچہ قبل از حد گستاخی نہیں مگر اس فعل سے ضبط ہمال
 منارے ہو جائیں گے اور کو خبر یہی ہوگی انتہی کلام اور جامع براہین اپنے برابر میں قاعدہ صفحہ ۲۶ میں مجرور ایہام منع کو
 دلیل منع بیان کرتے ہیں اور سپرد و عبارتین درغیر اور درالحار سے فعل کی بہین رد و محذور ایہام اللفظ مالا یجوز
 کاف فی المنع کما قد مہذہ انتہی و دمری عبارت یہ ہے ان مجرور ایہام اللفظ المعنی الحال کاف فی المنع من التفظ مالا یجوز
 الکلام وان حقل معنی صحیحاً و لذلعل المشایخ بقولہ لا ترفعوا اصواتکم و نظیر ما قال فی انما مومن ان شاء اللہ تعالیٰ
 فایم کوہونک وان قصد التبرک و ان التعلیق لما فیہ من الاہام کما فی التفسیر و فی ایہام حق ہو صاحب انوار
 سلمہ ایہام منع و مانع محال کے سبب ہے لفظ بہانی کا آنحضرت صلیع کی شان میں بولنا اور یہ کہنا ادنیٰ ادنیٰ کا کہ رسول
 میرے بہانی ہیں ناجائز کہتے ہیں بڑے افسوس کی بات ہو کہ خود جامع براہین ایہام منع و منعی محال کو جو عدم جواز
 بتاتے ہیں اور یہی وجہ صاحب انوار بیان گذارتے ہیں اور فی الواقع یہ وجہ بیان بھی موجود ہے اور جامع براہین
 بیان عدم جواز اس قول ادنیٰ ادنیٰ کو کہ (رسول اللہ میرے بہانی ہیں) قبول نہیں کرتے اور اپنے کلمے جسے کوہ
 نہیں رکھتے مثل شہور ہے (دریغ گو را حافظ نباشد) بلکہ قول مذکور میں (کہ رسول اللہ میرے بہانی ہیں) او اسوا
 رسالت کا جو ہم متفقہ اس قاعدہ کے کہ اس کو جامع براہین نے براہین قاطعہ کے صفحہ ۱۶ میں لکھا ہو کہ (شق میں
 شقی نہ علت حکم کے ہوتا ہے) ہذا فرمود ہے کیونکہ لفظ رسول شقی ہر رسالت سے اور رسول اللہ پر جو حکم قائل
 مذکور کرتا ہے کہ میرے بہانی ہیں بسبب قاعدہ مذکورہ مسلمہ جامع براہین اسے علت رسالت ہوگی پس قائل نے حرکت
 فی الرسالت کے سبب یہ حکم کیا اگرچہ اس کی نیت نہ ہو کہ اسے لفظ تو اس کا جو ہم پر ایہام او احوال رسالت ثابت ہوا اور
 یہ لفظ قائل کا جو ہم متفقہ اس قاعدہ کے کہ اس کو جامع براہین نے براہین قاطعہ کے صفحہ ۱۶ میں لکھا ہو کہ (شق میں
 کے بہانی کہتا ہے مع ان المساقا فی البشرف غیہ لہم راخ اس ایہام کی نہیں ہے اور ایہام کیوں اسے نیت قائل ہوا
 قلبی اس کو ضرور نہیں ہے اور اگر رسالت سے قطع نظر کرے وہ قائل تب بھی اس کو مفسد نہیں اور قطع نظر کرنا ایہام لفظ کو
 واضح نہیں ہے اور نیز مساوی جہنا آنحضرت صلیع کو گستاخانہ عالی رسالت و محبوبیت و عنایت کا ہے اور نیت گستاخی کا
 اگرچہ بہانی کلمے والا را گستاخی کا ذکر ہے لیکن ایہام گستاخی موجود ہو جیسا کہ اس کے احوال ضبط ہو جائیں اور اس کو

خبر ہووے جیسے کہ مسئلہ رفع اصوات میں حکم تسلیم کیا ہوا مولوی رشید احمد صاحب کا گذر چکا ہو پس یہ تاویل کہ وہ
 شرع و تقرب میں مساوات نہیں جانتا جو جامع برائین کی ہوا پس سے صاحب انکار کو کبہ ضرر صاحب برائین کو کبہ
 فائدہ نہیں ہوا اور مساوات ثابت کرنا بیشتر میں وہ ہیں بغور اسما و شمایہ کہ بعض احکام شرعیہ بہ تبدل نہ مانے
 بدل جلتے ہیں چنانچہ یہ معقول خود جامع برائین کا تسلیم کیا ہوا ہے مسئلہ برائین میں موجود ہے پس جائزہ کہ کہاں کا
 لفظ اول زمانہ میں ایسا نہ ہوے جیسا اب ہے اس زمانہ میں یہ لفظ اکابر کی نسبت ہونا اور کچھ سخت گستاخی و بے توقیری
 میں شامل ہے مثلاً میرزا استاذیہ آقا تاملانی یہ جیسا بادشاہ کو مرید و شاگرد و نوکر و رعیت بہائی کہے تو عرفا اوس مسائل کو
 غیر مذہب و گستاخ و بیباک نام لوگ کہیں گے اور اوس کا یہ غدر کہ میں بسبب اولیاء و مہم و نیکی بہائی کہتا ہوں کوئی
 قبول نہ کرے گا اور جنکو یہ کہہ لیا ہے کہ وہ پیر و استاذ و بادشاہ ہیں اور کو بھی یہ کہتا نہایت درجہ کانگوار خاطر ہوگا
 اور درختار کے باب و صیت الاقارب وغیرہ میں ہے قبل من قال للوالدین نعوا عنی خبر شریف بآپ کو قریب کہے
 تو ماق ہے اسکے تحت میں روا المتاجرین ہے قال فی المعراج اذنی الخیر من می والدہ تیرایع وقد عطف
 اکثر مابین علی والوالدین فرقلہ تعالیٰ الوصیۃ للوالدین والاکثر مابین و بعتف البشی علی غیہ حقیقہ معنی ان
 القرب فی لسان الناس من تقرب الی غیہ بواسطہ کنانہ و اللہ و طای و اللوالدان طویلہ و تقرب لک لایا طہ انشی ایسک واضح و لاغیر
 کہ قریب ہوگوں کی زبان میں اوس کو کہتے ہیں جو بواسطہ قریب ہووے اور باپ سے قربت بیش کی بواسطہ نہیں ہے
 بلکہ بواسطہ قربت جو اسلئے کہ باپ کو قریب کہنے سے عاق ہو جاتا ہو اور بہائی کو قربت بہائی سے بواسطہ مان و باپ سے
 ہو پس بہائی ہی قریب ہوا اور لفظ بہائی کا جو دلالت واضح کرتا ہو اس پر کہ بواسطہ قربت جو نہ بواسطہ اور قریب ہو بواسطہ
 قربت رکھتا ہو اوسکے کہنے سے باپ کے حق میں عاق ہو جاتا ہے تو باپ کو بہائی کہنے سے بھی عاق و ناخرمان ہوگا
 پس جب استاذ و پیر و بادشاہ کو بہائی کہدینا شاگرد و پیر و نوکر و رعیت کا گستاخی و بے ادبی ہے عرفا اور باپ کو قریب و بہائی
 کہدینا عاق ہوتا ہے شرعاً تو یہ نسبت اوس ذات عالی شان کے جکا رہے بعد نہی تعالیٰ کے جو **ع** بعد از خدا بزرگ
 تو فی مقدمہ مختصر بہائی کہدینا بطریق اولی گستاخی و بے ادبی و بے باکی و خلاف شرع کے ہو اس تحقیق سے سیر سی نبی قی
 تو علیہ خدای تعالیٰ نے قرآن شریف میں بہت جگہ پر فرمایا ہے کہ اشد تعالیٰ ہے اپنے بندوں کو تعلیم فرمایا ہوا قولہ تعالیٰ
 علم اذم اکملہ و قولہ تعالیٰ علم اکملہ انکنا مالہ و علمہ و قولہ تعالیٰ و علمک مالہ کعبہ **ع** اور بہت سے آیات اس
 طرح کہ جن ان تمام آیات سے واضح و لاغ ہوتا ہے کہ موافق نص خدای تعالیٰ کو محکم کہنا جائز ہو و کیونکہ ماہ تعلیم خدای
 قسائے میں موجود ہوا تو اوسکا مشق جو محکم جو ضرور و سہ صادق ہونا چاہئے جیسے کلام تشریف و تفسیر احیاء وغیرہ
 کے قیام کے سبب سے مشکم و رازق و خالق و معی وغیرہ اوسکو کہنا جائز ہے اور حال آنکہ علم رہائی نے خدای تعالیٰ کو

معلم کبر سے منع فرمایا ہر چنانچہ تفسیر میثاقی میں ہر لفظ اطلاق المعلم علیہ لاختصاصہ
 سمین ایک حرف انتہی یعنی خدا تعالیٰ کو معلم کہنا درست نہیں کیونکہ لفظ معلم خاص ہو گیا ہر غیر مذکور
 ساندہ جو کہ جو مذکور ہونے میں ایسی تبدیل ہو گیا یہ لفظ عرف عام میں بنا علیہ ہونا اس کا جانا ہی جانتا ہی
 سو ادب شہر اس طرح قادی عالم گیر میں ہر کہ کسی شخص کے کہنا کہ جب ہم زمین پر تھے شب
 او نہوں نے کہہ دیا تھا ایسے ہم سب جولاہے کے ہر کہے کا کہنا اوس شخص کا لفظ ہی انتہی خاصہ
 مذکور اب دیکھئے آدم علیہ السلام نے کہہ دیا تھا اور جولاہے کا کام ہی کہہ دیا تھا ہر اور جولاہے آدمی ہر
 ہوتا ہر کوئی کہنے میں نہیں ہوتا لہذا مذکور ذالک بنا علیہ ہونا اس لفظ کا آدم علیہ السلام پر ہونا
 عقل کے خلاف نہ تھا لیکن چونکہ عرف عام میں جولاہے لفظ نہیں ایک گرا ہوا اور کو وقت ہر حرف اس کا اطلاق
 لفظ جولاہے کا آدم علیہ السلام پر درست ہوا ان نظروں کی تاب نہ کر کے کہ جو لفظ عرف عام میں ایسا ہو جائے کہ
 شرف و منزلت پر دلالت نہ کرے ہونا اس کا صاحب شرف و منزلت پر درست نہیں ہے فاشتبہا
 نالجباً الغفلون نسابعاً واجب اور لازم فرمائے اللہ تعالیٰ نے ہر تفسیر و توفیر ہی کریم علیہ
 علیہ وسلم کی چند آیات قرآنی سے انہیں نے ایک آیت ہر تفسیر و توفیر کا کلمہ اولیٰ کی تفسیر
 ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمائے ہیں ای بخلوہ مشفق اجلال سمیع جلال حضرت معلم
 ثبت علیہ کبر و کمال ہر دے اسکی تفسیر میں ای تبالغوا فی تعظیمہ یعنی مبالغہ کرو و تعظیم کی
 تعظیم میں اور ایک قرأت اس لفظ کی زاوہ کے ساتھ ہی ہر مشفق غرسے ای تعزروہ یعنی عزیز کرلو تم
 انکو یہ بیان شفاء رضی عنہما میں موجود ہر اسکی شرح میں بلا علی قاری صاحب فرما قرین کہ لفظ تعزروہ
 دو زائے کو ساتھ مجھڑ اس کا غرض شہد و حق کہ ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ اسی معنی میں فرماتا ہے
 فَعَزَّوَتَبَّاتِلْتَ خَفِيفَ تَشْدِيدِ کے ساتھ اولیٰ جملہ یعنی تعزروہ میں تفسیر کی طرف مقبول ہوا ہے
 جواب تفصیل سے مبالغہ و کثرت کیوں اسے اس بیان بلا علی قاری صاحب سے واضح ہر کہ معنی تعزروہ کہہ کر
 کہتے عزیز کر لو اور حضرت معلم کو اور آیت کریمہ کا کلمہ ثانیہ یعنی تعزروہ خود خط ہر کہ مشفق
 توفیر سے ہر یعنی اب رکبو انکھت کا اور تعظیم کرو اور اوپر وجہ مذکورہ الصبر میں معلوم ہو چکا
 ہر کہ یہاں کا لفظ موافق عرف عام کو ایک گویا سادہ اور سادہ لفظ سے منافات سے نہ تھا علیہ
 یہاں سے کہن بلا علی قاری صاحب کے ہو گیا جو تعظیم کیلئے دار و موسیٰ ہر جس مع ہر میں
 کو چاہئے کہ خواب شہر گوش سے بیدار ہو کر اوس عقیدہ کے ائمہ اہل را کہ اور آدمی جو رسول مقبول

کہ یہاں مخلوقہ بحیث شبہ بعضہا لبعض ویافس بعضہا بعض فیوالد بعضہا من بعد کلاہن
 اور یہ قول ہے کہ اس میں مماثلت ہو کر مانند انسان کے انکو ہی خواہی کہ انسان اور نہ سب کے
 اور ان کے رزق کا کفیل ہو عبارت یہ ہے القول الثالث الماراد انہا امثال الناس فی ہر واحد خلقہا وکفیل
 الخ حیو تھا قول یہ کہ ہر طرح خدا تعالیٰ کے کتاب یعنی لوح محفوظ میں لکھ کر حالات عمر و رزق اجل و معات
 و شفاوت کا احصاء کیا ہے ایسی ہی یہ تمام حالات حیوانات کو احصاء کر کے ہیں یا حیوان قول یہ کہ
 مماثلت اس میں ہو کہ مانند انسان کے حشر حیوانات کا اور ان کے حقوق کا یہ بھی انہوں کو عبارت یہ ہے القول الخامس
 اراد تعالیٰ انہما امثال الناس فی انہما خدیر یوم القیمہ یوصل الیہما حقوق الخ خصوصاً قول یہ کہ کفار
 انحصرت صائم ہر عزت طلب کہتے اس کے جواب میں خدا تعالیٰ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی عنایت
 عام حیوانات پر ایسی ہو جیسے انسان پر ہیں جس ذات کا رحم و فضل ایسا ہو کہ بغل حیوانات کو ساتھ بھی رحمت
 و فضل کرنے میں ہو کہ نہیں ہر تو وہ رحمت و فضل کرنے میں انسان کے ساتھ بھی رحمت و فضل کرنے میں
 پس معجزہ مطلوبہ ظاہر کر نہیں طلب کرنے والوں کے واسطے صلیت ہو اور اس کے اظہار میں نکاح
 ہر عبارت یہ ہے القول السادس ما اختراہ فی نظمہا لایہ وھو ان الکفار طلبوا من النبی صلی اللہ علیہ
 الایمان بالمعجزات القادرۃ فبین تعالیٰ ان عنایہ و صلیت الی جمیع المیوانات کھما و صلیت
 الی الانسان ومن بلیت رحمۃ و فضلہ الی حیث لا یجمل بہ علی البھائم ثم کان بان لا یجمل بہ علی الانسان
 اولی فدل منہ اللہ من اظہار قلل المعجزات القادرۃ علی انہ لا مصلحتہ لا ولک السائلین فی انہما ہا
 وان اظہارہا علی وفق سواء علم و اقدر اھم یوجب عود الضرر لعلظیم الیہم اور قول سنا تو ان سفیان
 بن عیینہ سے کہ ان کے یہ قول کیا کہ ہر آدمی کو شہادت بعض حیوان سے ہو بیٹھے پیش قدمی مانند شہدے
 کہ قرقر میں بعض تانبہ جھیرے کے دوڑتے ہیں بیٹھے مانند گتے کے تو از نو نوہ کرتے ہیں بعض غل نہ طوطا
 کہ کرتے ہیں بعض شہد چتر ہر کے کہ وہ ہر طرح طعام طلب نہیں کیا تا سب سے گندگی انسانی کھاتا ہے
 ایسی ہی اس کے ساتھ جو انسان ہو وہ بھی ان میں حکمت کی کہ یہ محفوظ رکھتا ہے اور کلمہ خطا اور برے کو
 محفوظ رکھتا ہے ایک بار سنکر اور جب جگہ بیٹھتا ہے اوس پر کلمہ کو ذکر کرتا ہے عبارت یہ ہے القول
 السادس ما رواہ ابو سلیمان الخطابی عن سفیان بن عیینہ انہ لما حوّلہ والیات قال ما فی الارض ادعی الای
 شبہ من بعض البھائم فھم من یقدم اقلہم الاسد ومنہم من یعدو وعد الذئب ومنہم من ینج فیاح کلہ
 ومنہم من یتطوس کفعل النطا ومنہم من یشبہ الخنزیر فانہ لو اتقی الیہ الطعام الطیب ترک مواد

قائم الوجل عن رجبہ ولغ فیہ فکذلک تبدل فی الادیب من لوسم خمین حکمت لم یحفظ
 واحد منها فان اخطئت مرة واحدة حفظها ولم یجلس مجلسا الا رواه عنه قال عالم الاشی انما
 اتعاشر الیہا ثم والسباع فالغ فی الحدار ولا احتراز فہذا جملة ما قبل فی ہذا الموضع انتہی بہ تمام
 سات قول صلا وکراس محملت کبارہ میں میں دربان ان ن حیوانات کو کسی یہ مفہوم نہیں کہ محملت
 کو اخوت لازم ہوے اور تمام امر خارج میں محملت کے نذر کرتے ہیں جس کو اخوت کو کچھ علاقہ نہیں ہے
 اس طرح آیت قل انما انا بشر مثکم ہم کہ اس میں محملت سے مراد یہ ہے کہ بشر جو دوسرے لوگ کلمات
 پر نہایت خدایتالی کو احاطہ نہیں کر سکتے ہیں اس طرح آنحضرت کو حکم ہوا کہ گندہ کو میں اس امر میں مشابہ
 ہوں کلمات پر انتہا خدایتالی کا احاطہ نہیں کر سکتا ہوں اور اس احاطہ میں مدعی نہیں ہوں جیسا کہ
 تفسیر بیضاوی میں ہے وسبب نزہا ان الیہود والوفی کتابکم ومن ذوات حکمتہ فقد وفی خبر
 کثیر و تقرؤن وما اذقیم من العلم الاظہل لاقل انما انا بشر مثکم لہم لا ادعی الاظہل علی کل اثم
 یوحی الی انما اظہلکم اللہ واحد انما عمیذت عنکم بذلک انتہی پس اس میں نہایت ہوا آنحضرت
 صلعم کو کلمات پر غیایات خدایتالی کے احاطے کا دعوی نہیں ہے اس لیے کہ نص کے پوری ہوئے اور یہی
 موافق نص ہے اس پر دلائل کہان ہے کہ آنحضرت صلعم کو یہ کہنا درست ہے کہ آنحضرت صلعم کے یہاں
 میں نہیں یہ اوجہ جابج برہین ہے کہ موافق قرآن کہ ہر اس کے علی ہے اور تفسیر الہی ایسی ہے کہ حدیث
 میں بھی جبکہ جابج برہین پیش کیا ہے یہہ لفظ موجود نہیں جس کے معنی یہ ہوں کہ آیت فرمایا کہ تم
 مخلوق ہائی انما کہ یہ ہر موافق حدیث کہ کہان ہوا اور تیسرے لفظ جو اخوان فرمایا وہ کسی نفس سے تھا
 جیس کہ مفسرنا اذہر مکرر ذکر کیا گیا ہے ہر اس کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں یہ موافق قرآن حدیث
 سمجھنا بڑی کبھی کی بات ہے بلکہ سراسر قرآن حدیث پر اقتراہی **قوله** اس بر طعن کرنا
 قرآن و حدیث بر طعن ہے **اقول** جو خوش اسے حضرت یہ طعن سب کے جل مرکب ہر میں
 قرآن و حدیث کا نام لیا ایسے موقع میں کیوں دین کی امانت کرتے ہیں یہی مفسر مشکی قرآن و حدیث
 پر انما ہے جو معاذ اللہ معاذ اللہ یاد رکھو قرآن ہمارا نور ایمان ہے اور حدیث حیات بخش روح و ہون ہے
 اس بر طعن کرنا کافر و طغیان ہے **قوله** اپنی ذات کو بشریت سے نکال کر جو اشرف المخلوقات
 ہے کسی دوسرے نوع میں داخل کرنا محض کتاخی ہے اور ہر شان رفیع آجیگا **اقول** یہاں
 تو ایسی ہے جسے کوئی آدمی بخار کی بنیان میں نہیں کیا کرتا ہے جس کا کوئی سر نہ ہو نہ پاؤں اس کے

سینکڑوں برس کا بھی اتفاق ہندوستان کا تو فکر اختلاف و فساد اسلام میں پیدا کرے بنا علیہ
 صاحب انوار نے لکھا (مگر کس اختلاف کو بیان کیجئے ایک کہتا ہے کہ وتر ایک رکعت ہے اور جامع براہین
 چشم انصاف شریعت غلط ہے ایسا انداز کیا کہ یہ بھی نزدیک کہا کہ صاحب انوار نے اپنے ہر حصہ کو لکھا ہے
 کیونکہ لفظ ایک کہتا ہے (صفحہ مضاعف) صفحہ ماضی نہیں جو صحیح یا دیگر مجتہدین سلف ملاوحتی خیر اگر اس
 میں یک صاف طور پر تصریح تیار سلف و خلف کا رہتا تو اس مقام سے بڑا آگے جگا خود دیا جہ
 انوار نے طعن میں یہ عبارت موجود ہے (تیرہویں حدیث) لوگوں کا حال کیا غضب تیار ہے جو ہر میں شروع
 ہوئی دیکھئے کیا قیامت ہو یا صریح دلیل ہے کہ اس میں ہر حصہ اختلاف اندازوں کے کلام ہے اور اس میں بھی یہ کلام
 تو کچھ شیعہ الفاظ سے نہیں فقط یہ لفظ (ایک کہتا ہے) کہ وتر ایک رکعت ہے (اس میں) کوئی لفظ
 سلف بیان کا خود غلط فہم نہیں اس لفظ سے تراشیں ماننا اور ایسا لکھا جیسا جامع براہین
 ان جامع براہین کے زخم قلبی میں بر حین خواہ خواہ لگ گئیں کہ آپ مائتدب کر ٹیکو تیار ہو گئے کہ کتہ میں
 کہ بالفرض اگر کوئی حنفی المذہب مذہب شافعی مالکیہ برہمی اعتراض کرے تو اس کو بھی یہ کہنا درست نہیں
 کر کے آیا تھا کیا شکناہی اس لئے کہ برابر سب حنفی علماء رد کرتے ہیں ایک کثرت کو دیکھ کر کتاب ہر لیر جو
 مذہب حنفی میں بڑی مستند دسی کتاب ہے اس میں لکھا ہے حکم الحسن و احمد
 انصاع المسلمین علی الثالث علامہ عینی نے اس قول کو شرح میں لکھا ہے کہ یہ
 من حضرت حسن بصریؒ و انہوں نے حکایت کیا اجماع مسلمانوں کا تین رکعت یہ اور اس میں
 کتاب سجود السویم سے لان الکرکعة الواحدة لا تجزئہ لثبوت علیہ المسلمین
 عن التبیان لیس ان کے معنی حنفیہ نے رکعت واحدہ کے کہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اس سے فرمایا ہے تیس رکعت واحدہ حنفیہ کے نزدیک از روحدت حدیث ممنوع
 اور متبعین کوئی اور اجماع مسلمین کے خلاف شری اب جامع براہین بیان کر دی کے مخالف
 اجماع اور مخالف حدیث کو اگر ان کو نہ ملے تو کیا کرے خود صاحب بدایہ نامہ حنفی اور مالک لکھتا ہے
 دیر ترین اس طرح والحقہ علیہما ماروینا جامع براہین فقط صاحب نواری کو لکھا نامہ مشائخ کو
 حنفیہ و امام حسن انصاری و جمعہ علی الکرکعات الثالث کو طعن کیا اور ان کا یہاں شکناہ نہ ہو
 بتائے کہ جو ادب طعن کی صاحب انوار میں ہے کہ وہ انکار و رد ایک کثرت فتنہ گری و جان اکابر میں موجود
 ہے کہ یہ سب تین رکعت کو ثابت اور ایک رکعت کو رد کرتے ہیں اور جامع براہین ان سب

مقابلہ میں زور لگا کر فرما رہے ہیں کہ احادیث صحیحہ اور صحابہ اور شافعی اور مالک رحمہ اللہ سے ایک رکعت ثابت ہے
تو گویا جامع ہر میں نے ان تمام کا بروا نامہ عظیم رحمت اللہ علیہ کو جو کہ مشیت رکعات ثلاثہ میں مخالف حدیث
صحیحہ و مخالف صحابہ شریف اور یہ ان مناظرہ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اکابرین مدظلہ کے
ایسا کوریا چھوڑ دیا کہ انکی ایک دلیل بھی درج کتاب کی ناظرین رسالہ کو یہ ثابت کر دیا کہ وہ بالکل بی
دلیل ہیں اب جاری چاہتا ہوں کہ ظاہر حقیقی کی عبادت کیلئے دلیل تین رکعت وتر کی نقل کریں
اور مذہب حنفی کی نصرت کریں واضح ہو کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
تین رکعت وتر کا پڑھنا ثابت ہوا ہے اس کے اسناد سے زوی ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے
عبدالرحمن بن انوفی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات
اور دوسری اسناد کے یون بونجی روئے ابو حنیفہ رحمہ عن حماد عن ابیہم عن الامام محمد بن
رضی اللہ تعالیٰ عنہما قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث یقر فی الاولی بسم
اسم ربک الاعلیٰ فی الثانیۃ قن یا ایہما الکفر و فی الثالث قل هو اللہ احد اور سیری اسناد
سردو ابو حنیفہ عن یحییٰ بن راشد التلمذی عن مسلم البطین عن سعید بن جبیر بن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات یقر فی الاولی بسم اسم ربک الحمد للہ
فرموا میں روایت کی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یسلم
فی رکعتی الوتر اور عبداللہ بن مسعود سے روایت کہے کہ فہر یا یا یحییٰ بن یحییٰ نے ما اجزأت کتہم
خط اور بھی روایت یحییٰ بن یحییٰ نے فرمائی الوتر ثلاث کثرت المغرب اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا
الوتر کسلوۃ المغرب اور امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ فرمایا
احثانی ترک الوتر بثلاث وان لی حوالہ عن ابیہم شرح ہدایہ میں ہے کہ روایت کی ہے ابن
ابی شیبہ فی حدیثنا حفص حدیثنا عمرو عن الحسن قال اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلاث
لا یسلم الا فی آخرہن اور سعد بن ابی وقاص نے جب ایک رکعت پڑھی تو انکار کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما
مسعودی ما ہذا البتہ الخ لا یقر فیما علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیر طرک
کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے افریحہ القدری وغیرہ میں دینہ منور کے فقہاء سے روایت ان الوتر ثلاث لا یسلم الا فی آخرہن
ہنوز چند روایتیں نظر اختیار کی ہیں وہ یہ ہیں روایتیں میں تکعت وتر کی بابت فرمیں اور وہ روایتیں
جو مخالفین بقایا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لا فرمیں ان سب کو جابات علماء صغیر کی کتابوں میں منہج ہیں

امام عیسیٰ بن موسیٰ شریح معانی الاثرین مذہب میں رکعت کا ثابت اور ایک رکعت کا محدوش کر کے
 آخر میں چلے گا خدا عندنا ما لا یمنی خلافا لما قد شہدنا من حدیث رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم فی فعل اصحابہ و اقوال اکثرہ من بعدہ ثم اتفق علیہ تابعوہم یعنی اس خلاف
 نہیں چلے گی کیونکہ اس پر شریح حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فصل صحابہ اور ائمہ
 مابعد اکثریون کے اقوال پر متفق ہو گئے ان کے اتباع کرنے والے اسکی دیکھتے ہیں یہ قول بھی اسکی
 میں ہے جو حضرت حسن بصریؒ کے اجماع اہل اسلام میں رکعت پر مقبول ہو چکا ہے کیسے معلوم ہو کہ
 اب جو کوئی اختلاف فرماتے ہیں وہ اس اجماع کے خلاف ہے انہوں نے جامع براہین خارجیہ میں
 مشہور ہو کر کتب حنفیہ کا دشمن بن کر آیا کہ جن دلائل کا جواب کتب علماء حنفیہ میں دیا گیا ہے وہ دلائل
 محدوش لوگوں کو غلط دینے کی واسطے لکھ دیں اور مجملہ دلائل راوی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بھی
 دلیل نہ لکھی اور یہ جو لکھا کہ مولف کے ایمان کا کیا ٹھکانا یہ صاحب نواری کے ساتھ خاص نہیں یہ درپردہ
 حنفیوں پر راجع ہو گیا چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا اور یہ کہ سنو کہ انہیں معلوم ہو چکا کہ ایک رکعت کو حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور اجماع کے خلاف ہے کہ ایک رکعت سنت نہیں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ
 علیہ سے لیکر آج تک کل حنفیہ کا یہی ایک قول ہے جسے صاحب نواری نے لکھا کہ اگر کسی اختلاف کو
 کیونکہ ایک کہتا ہے کہ وتر کی ایک رکعت پڑھتے ہیں رکعت ضرور ہیں جب تک کہ ایک رکعت لکھا گیا ہو تو اسے
 نزدیک تمام علماء حنفیہ کے ایمان کا ٹھکانا نہ ہو معاذ اللہ یہ بیان حال ہی زبانی جس خیریت دعویٰ تقلید کا
 کبھی بہت اچھی طرح غیر تقلیدی ولودی آفرین ہوا جامع براہین صاحب صفحہ ۱۳۷ میں فرماتے ہیں (۱) اور
 مختلفہ فی مسئلہ تو یوں ہی بالضرورت جائز ہو جاتا ہے (۲) اور صفحہ ۹۹ میں کہتے ہیں معلوم کا مذہب میں نہیں
 ہوتا یہ دونوں مسلم خوب ظاہر ہے جامع براہین کی لاف نہیں بل کر رہے ہیں اکثر مشعوذ لوگ
 ہر قرین وہ تو یوں ہی لاف مذہب بنے جو ایک مرد خاص کسی شہر میں ہو مگر وہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ خود
 مسبقین پس لاف مذہبی کو خوب مدد ملی اور مختلف فیہ مسلمین ان فقہاء حنفیہ کا مذہب لوگ بے
 ضرورت استعمال کرتے ہیں تو وہ مولوی رشید احمد کو نزدیک جب تزیینت کر رہے ہیں لاف
 حوالہ دلاؤ کہ اگالہ پیر صفحہ ۲۰ میں جو ثبوت تقلید کیا تو وہ منافق و منافقہ و مخالف اسکی ہوا
 ایسے اقوال متناقضہ کوئی سب سے کسی کرے تو عجیب ہیں یہ اہل عقل و علم مستدین کا کام نہیں جو اجماع
 کیواسطے آزادی پر اور تقلید نفس کی عدم وجوب پر دونوں مسئلوں کی جیت خوب فاضلی اور ان کیواسطے

دروازہ ضلالت کا کھول دیا اور راستہ شیعہ کا فراخ کشادہ کر دیا کہ لازم و ضرورت جس کے مسئلہ پر جاہلین عمل کریا
 کریں جو امر قلبی تھا وہ کتنا ہی چھپایا آخر کھلی گیا اور زبان مغذی جو صفحہ ۲۹ میں نظر آئی اس کے کلمہ
 پر وہ پوششی کی الانا و بخر شیعہ بمافیہ سے سیتہ رو و برین انجہ در و ندر است **قال**
 صاحب انوار الساطع قد تراویح میں رکعت بدعت میں آٹھ سنت میں **قال** جامع البرہین القاطعہ تراویح
 آٹھ سے زیادہ کو بدعت کہنا قول کسی عالم کا نہیں نہ عرکۃ قول سفیان کا ہے ایسے اقوال ساختہ کا ذکر بیان ہو سکتا
 ہو البتہ بعض علمائے جیسے ابن ہمام آٹھ کو سنت اور زائد کو مستحب کہا ہے سیر قول قابل طعن کے نہیں **اقول**
 الحمد للہ اب تو بتائے بھی ان لوگوں کو جو کہ آٹھ رکعت سے زیادہ یعنی پورے میں رکعت تراویح
 پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں لفظ سفیان رقم فرما دیا لیکن اگر صاحب انوار کے قلم سے یہ لفظ نکلتا تو معلوم
 نہیں کیا قیامت برپا ہو جاتی کاش جامع برہین کو حق ہی نہ قتالی اتنا سلیقہ عنایت فرما دے کہ وہ
 عبارت انوار ساطعہ صحیحہ فرما دے کہ صاحب انوار نے ایک رکعت وتر میں بھی ایسی ہی لوگوں پر اعتراض
 کیا کہ جن کو آپ سفیان فرماتے ہیں اسلم کہ اس ملک میں جو لوگ فقط آٹھ رکعت تراویح کو سنت کہتے ہیں
 وہی وتر کو ایک رکعت کہتے ہیں اس واسطے صاحب انوار ساطعہ فرماتے دو نوں سنلو تو ایک مقبول بیان
 کیا ہے نہ دو فریق کا ویکو نکمین کہو لکہ عبارت انوار ساطعہ یہ ہے کہ اس اختلاف کو بیان کیجئے ایک
 کہتا ہے کہ ایک رکعت وتر پڑھتے ہیں ضرور ہیں اور تراویح میں پڑھتے ہیں آٹھ سنت میں
 میں جب کہ صاحب انوار کے مخالفین برہنیت ایک رکعت وتر کی ہے وہی لوگ ہیں جو کہ بس رکعت کو بدعت
 کہتے ہیں تو پڑھی سفانت جامع برہین کی ظاہر ہو گئی کہ اس نے ایک رکعت وتر میں پڑھ کر جو صحیح امام
 اور امام مالک صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حنیف علیہ عبارت انوار لکھنا دیا اور ایسی مقبولین کا نام خواہی غواہی ہو کر
 لکھ کر گستاخ بنا معا و اللہ منہا اور مجتہد سے خطا واقع ہووے تب ہی وہ لایق سرزنش
 مذمت لوگوں کی شرعاً نہیں ہے اور غیر مجتہد اگر اخراج و استیصال کرے گو مصیب ہو کہ تو
 بھی گناہ صیغہ ناجائز ہے اس کو اس پر سرزنش کرنا شرع سے منع ثابت نہیں ہے پس صاحب انوار
 جو کہ کہتا ہے وتر ایک رکعت کے بارہ میں تو انہیں لوگوں کو کہتا ہے جو بدوں یافت کے استیراج کر
 مجتہدین متفقین کو خلاف حدیث و مرکب بدعت بتا رہے ہیں لوگوں کا کہنا شرعاً منع ثابت نہیں ہوا
 جہاں کہ صاحب انوار نے کہا ہے اور اس کو مجتہدین کے حق میں جامع برہین کا جاننا عدم انہما قول
 صاحب انوار پر دلالت واضح کرتا ہے پس بے سمجھے مطلب عبارت انوار کی محاجت و حماقت کرنا

آیت فام تحاجون فیما یلیس لکرمہ کا بتا کر قولہ ایسہ قول ساقط کا ذکر بیان کر محسب ہے اقول
 صاحب نوادر جو قول ان سنبھا کا نقل کیا وہ تو جو محل جامع برائین کے زعم میں ہو گیا اور انہیں سنبھا کا
 قول مولوی محمد تقاسم صاحب نوادی از اس صبح الزاویج مطبوعہ میرٹھ کے صفحہ ۱۴ مطبوعہ میں لکھا
 ہے اس طرح ۱۶ این تماشہ دیدنی است سکنان بست رکعت یا زودہ است ہی شمارند و بست را
 بدعت می انگارند اس مولوی صاحب موصوف لکھنا جو محل نہیں کہ انھوں نے کیوں سنبھا کا قول نقل کیا
 نہ اسکو ذکر کیا ہوتا نہ جس پر طعن کیا ہوتا کیونکہ وہ خود قول ساقط تھا منصف لوگ خوب ترازو سے
 حمل میں تول رہے ہونگے ایک قول کو دو شخصوں نے نقل کیا کہ ایک لکھنا آمتا و صدقنا ہوا اور دوسرا
 لکھنا مورطین و شیعہ شریعہ کیا سب سے یہ بغض و عناد کی عمارت ہے چائی معاذین اللہ الخصاص میں
قولہ اللہ بعض علما و فقیہے ابن ہمام آٹھ رکعت اور زاید کو مستحب لکھا ہے سو یہ قول بل طعن کے ہیں
اقول اولاً یہ کہ صاحب نوادر فرماؤں لوگوں کا ذکر کیا ہے جو آٹھ سے زیادہ کو بدعت کہتے ہیں قول ابن عامر
 ذکر ہی نہیں کیا پھر کیوں جامع برائین نے محل اسکو نقل کیا نہ تھا کہ اس کے اوروں کی عبارت برائی محل
 قرار دیتے ہیں اور اپنی ہی محل عبارت کی مبالغہ نہیں ابھی اپنے ہی محل اعتراض کیا تھا ابھی جو محل منہ کی
 کیا خوب سودا نقد غراس آٹھ دے اس آٹھ کے پختا نیا یہ کہ ہم کہتے ہیں یہ قول ابن ہمام بھی ایشک بل میں ہے
 کیونکہ مستحکام کی تائید پر غلطی کیا گلات و عقاب تک بھی ہیں یہ کتب نقد و احوال میں مصرح ہے
 یہ اگر یہ حکم دیا جائی کہ سنت مذکورہ آٹھ رکعت میں باقی بارہ مستحب ہیں نقل میں تو تم ایک لم کو کہو
 کہ جو یہ کہو بیٹھ کر یا کھڑے اور آٹھ رکعت پڑھ کر جلد یا کر سکو پس ہی مذہب اس فوج میں جاری ہو جائیگا
 جو غیر مقلدین فرجادی کر رہا ہے جامع برائین نے اس مذہب کو لکھا کہ قابل طعن نہیں یہ بھی تائید
 لا نہیں کی کرتا ہے جامع برائین مرید و پیرو چھپ چھپ کہ کیوں باتیں کرتے ہیں کہل کیلین لنگوہ اور بیٹھ
 میں پھر لا نہ ہی کا بجا دین اور معلوم ہو گیا کہ انھوں نے برائین میں کہا ہے کہ عوام کا مذہب عین نہیں
 ہوتا اسکو اب جہر کرنا ان پر و مرید کی طرف سے باقی ہے یہ لا نہیں نہیں ہے تو اور کیا ہو گیا ہی کو بھی ہے
 مذہب حقیقہ پوشیدہ کرے لکن خدا تعالیٰ کہتی کہیں اس کو احوال یا افعال اسکا ترشح کر دیتا ہے اور
مثلاً انکاشم کہتے ہیں کہ ابن الہمام رحمہ کو قول ہے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لا نکاحی حدیث کے تراویح میں گت سنت
 نہیں ہے آٹھ رکعت ہی سنت ہے ان کے قول سے قطعاً اسقہ ثابت ہے کہ دلیل جو انھوں نے فراموش کر کے ہی اس شخصے
 یہی ہے کہ آٹھ سنت باقی مستحب و سہ اس امر کو چاہتا ہے کہ کوئی دوسری دلیل جہان میں موجود نہیں ہے یا اسے

وسیل کا غسل این اہام ہم کہ نہیں جس واضح ہو جاوے کہ تراویح میں گھٹ سنت ہر کون نہیں جائیے
 کہ دوسری دلیل کا جہت یہ کہ اہام نسبت میں گھٹ کے قائل ہوں اور بھی گمان ہمارا ان کے عقیدین
 ہر کہ وہی سب گھٹ کے قائل ہیں کیوں کہ اس صورت میں کہ وہ اسکے قائل ہوں یہی لازم آتا ہے کہ
 ہم غفر و جماعت کثیرہ سب مختلفہ علماء کے مخالف ہوں گے اور تمام جہان کے انکا مذہب یا تو یہ
 تراویح کے باب میں اور انکو اسکی کتب گنجائش میں ہے یا نہیں کے واسطے وہی گمان و ظن نیک و حقین
 کرنا اولیٰ ہے جو ہم پر اور ذکر کیا ہے اور یہ کہہ دینا انکا کہ مقتضی دلیل نسبت انکے رکعت تراویح کا یہی
 جائز ہے کہ بطور ابرار سوال ابداء احتمال ہووے اور یہ طرہوت متقدمین کی تھی کہ بطور اظہار اشکال
 فرمایا کرتے تھے اگرچہ انکا مذہب نہیں ہوتا تھا شاہ ولی اللہ صاحب فقیر فرما کہ میرا بن عباس میں
 کا یہ قول قرآن شریف سے تو یا و ن ی ر س ج ہی ثابت ہوتا ہے مگر لوگ سو تو میں سہی پر محمول کہ قرآن
 اظہار اشکال کے طور و نمونہ کے یہ فرمایا ہے اس کے یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ انکا یہی مذہب ہے اور انکی یہی
 آیت مذکورہ سح کے کہ ہونی پر ہی محمول ہے یا نہ عبارت انکی یہ ہے یا نہ اس کا تفتیش علی
 بعض المجتہدین علی بعض الفقیر علی هذا المحمل محمل قول ابن عباس رضی اللہ عنہما
 بروسم و ارجلکم الی الکعبین لا اجد فی کتاب اللہ الا المسح لکم ابوالاعمال الغسل
 فالذی ینہم الفقیر انہ لیس بذہابی وجوب المسح و لیس فیہ جزو محمل لآیت
 علی رکنیۃ المسح فالذی تقرر عند ابن عباس الغسل لکم یقررون ہذا انک انک لا یظہر
 احتمال الی علم باہی و جدید علماء العصر و التطبيق فی هذا التعارض ای مسکون یستلکون
 من امر یطلع علی حقیقۃ معادۃ السلف ینظنہ قول ابن عباس و بعد مذہب آلہ حاشا
 حاشا انتہی لیس کسی منصف دلی کو گنجائش نہیں ابن اہام ہم کہ قول کہ یہ جہت و کہ فقط
 تراویح کی سنت نہ ہو انکا مذہب ہے اور یا فرض انکا یہ مذہب بھی ہو و کہ تو اس کے کہان لازمہ کہ انکا
 جمہور ان کے قول کو رد کیا جاوے و قابل طعن ہو و اور اس پر طعن نسبت لفت جمہور کے جائز ہو و
 اور اس پر اعتراض واسطے ظفر داری مذہب جمہور کے صحیح ہو و دیکھو حضرت مجدد الف ثانی امام باقی
 احمد ہندی صاحب قدس سرہ مکتوبات و مکتوبات و مکتوبات میں ہم دفع سب ثابت کر کے اور احادیث
 اشارہ میں اضطراب ثابت کر کے اور عدم اشارہ کا ظاہر مذہب امام ہونہ بیان فرما کر فرما تو میں شیخ ابن اہام
 فرمیں ایسا کیا کہ عدم اشارہ کو مستخرج کثیر سے مقول ہونا بیان کر کے خلاف روایت و ثبت کہہ دیا اور کسر

علماء مجتہدین کی طرف نسبت تجسید کی جو قدرت و کثرت قیاس پر کتب میں کرنا اس شرع کی عداوت ہے حالانکہ
 وہ عدم اشارہ ظاہر مذہب ظاہر روایت امامی حنفیہ پر ہے جو خود اس شیخ کی بسبب اضطراب کی وجہ سے
 اختلاف رواۃ کے حاصل کر چیت تلمذین کو ضعیف بتایا جو کچھ بھی وہ ضعیف و اشارہ سب کے
 احادیث میں بھی موجود ہے اب یہ امام ربانیؒ کے مولوی رشید محمد و فیصل احمدؒ کی تلمذ ہے پیران کبار
 میں کجا ستر میں ابن الہمام کے حقیقین نسبت لغت مشائخ نشیر و ظاہر الروایت کے ایسا فرق میں اس مسئلہ
 تراویح میں کیسے امام کا خلاف ابن الہمام کریں کہ مجتہدین متفقین و متذہبین اس متفق میں تو کیوں ہوگا
 قول قابل رد و وضع ہوگا اگر سطح طرح قدری جم غفیر کیجا و علی جامع براین کو خلائی اضافی ہم
 عطا کرے کہ اس پر بھیجی کی باتیں نہ تھیں نکال اب کہہ ردائین میں کت تراویح کے سنت ہو گیا بارہ میں
 مذہب رابع کی پیش کیا جاتی ہیں امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں فرمایا ابن الذراریؒ و ہی عشرین
 رکعتہ و کیفیتہا مشہورہ وہی مسئلہ موکدہ یہ امام غزالیؒ رحمہ اللہ ثبت ثبوتی نے رہنا کمال میں نہ ہوگا
 فرمایا میں اور حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ صاحب سلسلہ غنیہ الطالبین میں فرمایا و یکون فعلہا
 بعد صلوات الفرض بعد رکعتین مسنۃ لئن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حکمنا اصلاھا وہی
 عشرین رکعتہ و بنوی فی کل رکعتین اصلی لکعتی التراويح المسنونة یہ مذہب شریعت
 کی روایت اقوت اعظم مذہب جنس کی محدث و فقیہ میں کت سنت ہوتا تو جس میں اس پر ہوا کہ امام احمد
 کی روایت میں اس کے اوکو مقلدین کو در بیان میں مثنیٰ ہوا و ممول بہا ہوا نہ تھکی اگرچہ روایت تھکی
 بھی ان پر بعض امام احمدؒ پر ہے جو بے لکن مفتی ہوا اور محمول بہا نہیں ہوا یعنی شریعت ہدایہ میں ہے و عند
 مالک تسع و بیحان ستہ و ثلثین رکعتہ غیر التو و احتج علی ثلث بعمل اہل المدینہ اس
 امام مالک صاحب کے نزدیک ثابت ہوتا ہے اور ایک روایت ان سے چالیس کے بھی ہے الغرض ان
 مذہب میں ہی ائمہ ہیں مرقومین میں سولہ اور زیادہ ہیں ان کی یہاں اب مذہب متفق جاننا چاہئے
 غنیۃ المصلیٰ و کنز الدقائق و شرح وقایہ و قہستانیؒ اور ابوالکلامؒ اور ہدایہ غرہ الافکار و شرح وقایہ
 و متقیؒ البحر اوقیانوسؒ و نور الابصار و سراجیہؒ غیر کتب میں میں کت کو سنت لکھا ہے اور قد مختار میں
 التراويح سنت موکدہ و ہو عشرین رکعتہ امام علامہ شامیؒ فرمایا میں موقوف الجہود و غلہ
 عمل الناس شرقا و غربا و اوعنی شرح برہر میں احتجاج الشافعیہ بمذہبہم بما رواہ البیہقی
 باسناد صحیح عن سائب بن یزید الصعابی قال کانوا یقومون علی عمل عمر رضی اللہ عنہ

بعثین رکعتہ علی عہد عثمان و علی رضی اللہ عنہما مثلهما فی الغنی عن علی رضی اللہ
 عنہما امر رجلاً ان یصلی بھربی رمضان لعشرین رکعتہ قال هذا کالاجاء اس
 ظاہر کہ اس سند صحیح ہے ثابت ہے کہ خلفہ ثلاثہ حضرات عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم جمیع رکعت
 یہ تہتر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رکعت کا فرمایا اور یہ مانند اہل عہد اس کے کہ انکا بیس کا کسم نہیں کیا
 اور کسی عینی میں چند سطور کے بعد یہ قبل من اراد ان یعمل بقول مالک یعنی کہ ان یفعل
 كما قال ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ یصلی عشرین رکعت کما ہوا سنتہ ویصلی الباقی فیکون
 کما تیس من التراجع بل ہو بغل مبتداء اذا جماعا عتقہ مکر و ہتہ انتہی اس کے واضح
 کہ کہیں سنت میں امام ابی حنیفہ کے نزدیک و زیادہ سے جیسا کہ مہرب نام مالک کا و فضل میں اس کا
 زیادہ کو جماعت سے نہیں پڑھنا چاہئے ہمارے نزدیک و حضرت مسلم کا بیس رکعت یا نہایت ہی حدیث میں
 وارد ہے تخریج احادیث زیادہ للذیل میں بروی ابن ابی شیبہ فی مصنفہ والطبری
 والبیہقی من حدیث ابراہیم بن عثمان ابی شیبہ عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعتہ سوی فی
 زاد الفقہ ابو الفتح سلیم بن ایوب الرازی فی کتاب الترغیب فقال ویویدلث
 وهو معلول بابی شیبہ ابراہیم بن عثمان جلد الامام ابی بکر بن ابی شیبہ وهو متفق
 علی ضعفہ انتہی لکن یہ ضعف جس تک حدیث سے اس حدیث مرفوعہ میں کہ ہمارے عا کو کہہ ثوبت میں
 رکعت تراویح پڑھنا انحضرت کا یہ مضمین اس کے کہ حدیث کہ حدیث اس سے بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ علم کے
 موافق عمل کریں اور مسلم کہ حدیث ثابت ہو جاوے ترمذی وغیرہ بعد روایت حدیث غریب کہہ دیتے ہیں کہ
 یہ معمول ہے کہ نزدیک علماء کو اس پر عمل مسلمانوں کا ہے اور امام مالک کے جو تخم حدیث میں وہ فرما رہے ہیں کہ
 شہرت حدیث کے میں نہ منورہ میں ضعیف سند سے روایت کر دیتی ہے چنانچہ شیخ امام ابن البیہقی القدر علیہ
 ثانی کہ صفحہ ۱۶ میں فرما رہے ہیں وما یصح الحدیث ایضا عمل العلماء علی فقہ قال الترمذی
 عقبہ وراثتہ حدیث غریب العمل علیہ عند اهل العلم من اصحاب سول اللہ صلی
 علیہ وسلم وغیرہم فی الدد قطنی قال القاسم و سالہم عن عمل بہ المسلمون وقال مالک
 شہرۃ الحدیث بالمدينة یعنی عن صحیحہ سندہ انتہی اور شیخ ابن البیہقی جلد ۱ کتاب
 مذکور صفحہ ۹۹ میں فرما رہے ہیں وقولہ فی اسانید ہا مقال لا یضر بعد تلقی الامتہ بالقبول

انہی اس واضح واقعہ پر جب علماء صحابہ و غیر ہم کسی حدیث ضعیف یا سادہ کو موافق عمل کریں اور امت تعدیہ
 تلقی یا بقول کہے تو وہ حدیث صحیح ہو جاتی ہے اور جسے سند متکلفہ ہو یا مفسر نہیں ہوتا یا اس میں
 حدیث یکسنت تراویح پر مبنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ جب حضرات عمر و عثمان علی رضی اللہ عنہما
 یکسنت تراویح پڑھتے تھے اور اختلاف کا عمل ہوا اور اجماع سکوتی صحابہ اس پر قرار پایا اور اگر کوئی آئندہ
 مجتہدین مذاہب کے اسی کو عامل ہو کر شرف و غرہا سبھی پر عمل ہوا تو بلاشبہ یہ عمل موافق حدیث مذکور کے ہے
 اس کو صحیح ہونا اور ضعیف سند مفسر ہونا واضح ہو گیا پس حدیث درجہ اول و عمل خلفاء راشدین میں بعد ہم
 سنت یکسنت ثابت ہوئی اور حدیث نبوی علیہ السلام سنتی سنت الخلفاء الراشدین میں مکملہ
 علیہم السلام کے تراویح پر چنانچہ خود پیغمبر والا بھی جانتا جو جس پر معلوم ہوا کہ میری سنت لازم ہو کر اور سنت
 الخلفاء الراشدین کا مطابقت حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کی ہے اور یہ حدیث ایک حکم ہونا واضح و خارج ہو کر
 سنت خلفاء راشدین کو حقیق ہی حکم ہونا اگر ان کی سنت کو ہی لازم ہو کر اس سنت نبوی سنت خلفاء
 دونوں کا ایک حکم معلوم ہوا جس طرح آنحضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کی سنت کو تاکید الیہ مفہوم ہوا یہی سنت خلفاء راشدین کے
 تاکید اس حدیث بھی کہ معلوم ہو کر کہ اگر الزام کا دونوں کے حقیقین اور فرمایا ہے تراویح یکسنت سنت
 خلفاء راشدین ہونا حدیث صحیح و اور معلوم ہوا پس اس کے لازم ہو کر حکم کی واضح ہو گیا پس تراویح کے یکسنت
 سنت ہو کر ہونا اس میں صلوات اللہ علیہ وسلم و معلوم ہوا جس میں یہی اب اگر الزام ابن ابیہم استیجاب سنت خلفاء
 فرما تو میں تیار تو ہوں کہ علیہم السلام کے معنی میں نہیں لیکن جو معنی حقیقی اس کے ہیں اور بلاشبہ حقیقت کی اور باوجود
 قرینہ صارفہ کہ معنی حقیقی کے طرف معنی مجازی انصاف فرما تو میں تو یہ انصاف انکا جائز نہیں کہ جب حدیث
 کیوں کہ علم اصولین میں یہی ہوا کہ بدون تحدید حقیقت بلا قرینہ سادہ تو مرجع حقیقت کسی کے طرف درست
 نہیں اور علم کلام کو واضح ہو گیا کہ صرف انصاف کا ہر سے بدون معارض کہ جائز نہیں ہو کر اس میں امر جائز
 لازم آتا ہے کہ یہ بھی لازم آتا ہے کہ جب لفظ علیہم السلام حدیث مذکور میں ایہ معنی حقیقی پر نہیں ہوا اور اگر اس
 مراد نہیں ہو تو یہی ایک تاکید نبوی و سنت خلفاء راشدین دونوں کے حقیقین اور وہی تو دونوں سنت الزام
 ثابت نہیں دونوں عمل مندرجہ متعجب ہو کر اس کوئی سنت نبوی ہی لازم ہے نہ نبوی حدیث سنت خلفاء راشدین لازم
 نہیں اور اگر کہتے ہیں کہ سنت ہو کر ہوئی کہ یہ کہ جب سنت نبوی کا لزوم ثابت نہیں مذہبیت ہوا تو ہو کر
 ہوئی کیا معنی میں پس انکا آئندہ سنت کو ہو کر فرمایا بھی باطل ہوا جائے اور اگر سبھی ایک لفظ علیہم السلام
 شریف میں وارد ہو آنحضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کی سنت کا الزام اور خلفاء راشدین کی سنت کا ہوا استیجاب مراد لیتے ہیں

توجہ دیاں تھیں و مجاہد لازم آتا جو وہی چہکے ترویکٹا جائز ہو اور مجرم مجاہد قابل ہونا وہ بھی مجاہد کا قابل ہوئے
کیونکہ عموم مجاہد ہی قسم مجاہد کی جو ہر وہی اعتراض اول کے انصاف منہی تحقیق سے طرف مجاہد کی بدوں قریب ہوا
و بلا تفریق حقیقت و صرف بعض کا ہر بدوں سار کے لازم آتا جو میں لکھتا کہ مقتضی الدلیل ماقابلہ اس
درست و بہت ہے اور کیونکہ اقرار صریح ہم غیر سے جو سنت میں ترویج کی حقیقت واقع من انحراف فقط
ایسا قول و یکسر کیا جاوے اور مقابلہ جمہور لکھ کر اس قول کو کوئی غیر قبول مطعون ہو و صحابہ کرام و غیرہ
جو میں کثرت ترویج مقرر فرماؤں تو وہ ہی اپنی طرف سے نہیں مقرر فرمائی کیونکہ جب کثرت و جہاں صحت اہل علم و ہر
اور عدم اضرار ضعف سند جائز یا نہیں کثرت ترویج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تو ظاہری ہو کر دینی سنت ترویج
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام نے بغیر خلفاء راشدین رضوان علیہم اجمعین اجراء اور ایدہ فرمایا ہے جبکہ خوف فرائض
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کیا تھا فتح النہار بن سبب النہار من شیخ عبدالحق دہلوی فرماتے ہیں فالظاہر انہ
قد ثبت عندنا ہر صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعت تک اجماعاً فی حدیث ابن
عباس و اختارہ بعضہ انتہائی اور کیونکہ جو کہ تعیین میں کثرت ترویج کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
نہو کہ اور حضرت عمرؓ اسکو اجراء فرماؤں اور تعیین میں کثرت کریں اور ہم غیر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
اجمعین میں نہ کوئی بھی انکار نہ کرے جو چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان میں نہیں ہوئی ہوتی ہے اگر وہ چیز
ہوتی ہے تب بھی ایک نئی بات و یکسر بعض صحابہ اس پر جرات نہیں کرتے تھے اور اس سے انکار کا طلب کیا کرتے تھے
یہاں پر جمع کرنا قرآن شریف کا خیر و احسن تھا کہ اول بعد میں صحابہ انکار کیا کہ جو چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی
ہو ہم کس طرح کریں اگر آخر میں اتفاق ہو گیا اور اس بارہ میں کسی صحابی کی گفتگو ثابت نہیں ہوگی اگر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح ثبوت میں ترویج نہ ہوتا تو صحابہ نہ انکار کرتے اور سب جہات ہاں شان صحابہ رہے
بسا بعد بلکہ بعد ہر حالت لبر و تفرقاں حضرت عمرؓ کا اس امر کا مقتضی نہیں کہ میں کثرت کر ہی حقیقت ہے
کیونکہ نہیں جائز ہے کہ دوسرے بعض جہات کے سبب جو کثرت اول شب میں ہر مایا کو کوئی دوسری ثابت
ہو یا میں جب یہ میں کثرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی اور اسکو حضرت عمرؓ و دیگر صحابہ نے اختیار کیا اور
اجراء فرمایا تو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاں کثرت ترویج کرنا نامہ ابن ابیہام سنت ہو کہ کہتے ہیں یہ میری ہی سنت ہے
میں جب سنت نبوی ہوئی تو یہ بھی تمام سنت ہو کہ وہ میں نہ فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سنت ہو کہ وہ
کہنا اور باقی کو تنگ نہ نہ مقتضی دلیل کام اور نہ یہ ضرب منہو جمہور کا یہ قول ساقط و غیر مقبول و قابل رد
ظن کرے اور حضرت عائشہؓ نے بھی جو آٹھ سے زیادہ انکار ہر وہی جو قواسم صحیحہ ابن عباسؓ نے بیان فرمائی

اور ہم نہیں گناہ سے کہ حضرت عائشہؓ تو فقط وہ حال آنحضرتؐ کا جتنی پہنچ جو حضرت عائشہؓ کے موجودگی
 میں صاف و بجا اور آنحضرتؐ صلعم کو بار بار مس کرنے یا سفر میں یا ہر بی بی صاحبہ ام المومنین کے جوہر میں جو آنحضرتؐ
 صلعم کے عبادت وغیرہ کی جو حضرت عائشہؓ کے موجود نہ ہونے کے سبب نہ انکو جان معلوم نہ ہوا اور جس کی نقل ازانی
 قتل ہو کر نہیں ہوتی پر ایسے کسی صاحبی میں جو روایت آئمہ کی ہو تو وہ بھی غول بعض اوقات و احیاناً پر ہو سکے ہیں
 میں روایت آئمہ سے نسخہ کسی کتاب یا گزیر مسطور نہیں و جو شخص گفتہ انقطاع آئمہ تراویح پر کرتا ہو تو وہ حدیث میں
 رکعات والے سنت خلفاء راشدین کا لڑنے کے سنت میں سواج میں جبکا لازم و نمونہ ہوتا حدیث قولی حکیم سے
 ثابت ہو مخالف جو یہ سنت میں تراویح کتابت ہو اور قول ابن ابیہم ساقط ہو و قابل رد و طعن ہے جو جامع بزرگ
 جو قابل طعن نہ ہوتا کہتا جو صرف بی علمی و نادانی سے کہتا ہے خدا تعالیٰ سکو بدایت نصیب کرے اب جامع بزرگ
 کا ایمان ساتھ خدا تعالیٰ کے اور آنحضرتؐ کو ائمہ عقائد و حسن ظن مجتہدین امام ابی حنیفہ و دیگر ضعیفہ کے
 ساتھ معلوم سوا کہ خدا تعالیٰ کو کاذب بالامکان بتایا ہو اور آنحضرتؐ صمد کو انی لہ الباقی کہہ دیا و درست
 رکھا ہو اور دوسری ایک رکعت کو منکر کر دیا کا شکنا نہ تھا لکھتا ہے جس کے لازم آتا ہے کہ خود بامقصدین
 امام ابی حنیفہ و بعض صحابہ کرام رضا جو منکر ایک رکعت و تہم کہیں و امام حسن بصری و امام ضعیفہ علماء وغیرہ
 کو ایسا نہ شکنا اس کے نزدیک نہیں ہے کیونکہ یہی انکار ایک رکعت و ترعلت اس حکم کی یہاں ہی موجود
 ہیں اس لیے شخص کے ایمان و اسلام و دعویٰ تقلید کا کیا شکنا ہو اور یہ قول جامع بزرگ صفحہ ۱۳۱
 میں اور یہ اجرت علی التعلیم مسئلہ اجتہاد فیہ ہو کہ شافعی سکو جائز فرماتے ہیں کہ اشکی اصل شرع سے
 اور تہم نزدیک ثابت ہو تو اس کی کرامت ہی مختلف فیہ ہوئی ہو مختلف فیہ مسئلہ تو یوں ہی بلا ضرورت
 جائز ہو جائے کہ قدرتی علمی ہے استغفر اللہ ابھی جامع بزرگ کی لاف میں بھی خالص یہ با حسن و جہ
 والی ہر اصل سنت مقلدین اہل بدعت و لاف بزم لہم کا اسہلی ہمیں اختلاف ہو کہ مقلدین اصل سنت
 معقین بلا ضرورت کی مثلاً مسئلہ امام شافعی کا مقلدین امام ابی حنیفہ کو حقیق استعمال کرنا جائز نہیں ہے کہ تہم
 اور لاف میں لہم جائز کہتے ہیں یہی جامع بزرگ کہتا ہے اور اس قول جامع بزرگ سے واضح ہو کہ اس کے
 نزدیک کوئی حنفی فاتحہ خلف لاف میں ہے اور رفع یدین کرے اور آئین بالجہ کرے اور بی علمی کرے
 کیڑے ناز پر لے اور قلیتیں ہو جو کہ نازی پر اور جبکہ لاف میں بان کرے کہ نازی پر لے اور دوسرے مسائل مختلف
 فیہا عمل میں لاد کے بلا ضرورت کہ تو درست ہے میں یہ خالص لاف میں ہے اور تقلید شخصی مرم
 و جب کا اظہار کامل ہو اور یہ ناقص ہے اوس قول کے جو صفحہ ۲۹ میں آیت فاستلوا اہل الذکر

اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ الا بالکمال و دلیل وجوب تعلیق شخصی کے قرار دی ہو اور تصریح کی ہو اس میں وجوب تعلیق کا حکم
 اور باطلاتہ شخصی و غیر شخصی دونوں کو مجموعی پر لایا اور یہ تناقض متعارض بین القولین دلیل جہالت و بی تعلیق
 جامع براین کی بجائے باطنی و علمی تباہی کی بجائے صاحب نورسطوح کی دلیل یہ ہو گئی **مص**
 من الزام انکو دیتا تھا تصور این نکل آیا ایسے علمی و لاعلمی جامع براین کے واضح ہو اور صاحب نور
 اسکی بستان سے بری ہو اور انکا حال ہی معلوم ہو اور آیت ذالعلو اهل الذکر سے تعلیق مطلق
 کا ثبوت بلا وجہ ہو لیکن تعلیق شخصی کے وجوب کے دلیل سے قرار دینا خوش فہمی جامع براین کی ہے
 اگر تعلیق شخصی کو مفہوم سہیہ شخص واقع ہوتا تو ایسا کہتا علماء و محققین نے سہیہ سبب کہ یہ دلیل تعلیق
 شخصی نہیں ہو سکتی میں اولہ تعلیق شخصی کے دوسری قرار دی میں اور یہ واضح ہے کہ تعلیق شخصی سہیہ
 قیدین اوسمیں مطلق پر زائد ہو اور یہ قائل یعنی جامع براین دلیل مطلق کا شمول تعلیق شخصی کو مانتا ہے
 پس دلیل مطلق شامل عقیدہ کو ہوئی اور دلیل مطلق سے جو محال کیلئے اسکو نزدیک امر عقیدہ مخصوص کا ثبوت ہو جاتا
 اسہی واسطے یہ تعلیق شخصی کی ثبوت کی یہ دلیل قرار دیتا ہے جس بنا علیہ ہم کہتے ہیں کہ مجلس سلا و فاعلم
 سوم و غیر ہم کو جو بدون قید کے یہ جائز جاتا ہے اور قید تعین کے سبب ناجائز جانتا ہے جائز اس کے
 اقوال مقدمہ و متاخرہ باعلی صوت اسکی نہا کرتی میں تو جاسے کہ جس دلیل شرعی سے ان امور کو حلال
 اطلاق میں بدون قید کے جائز جاتا ہے اسہی دلیل سے عقیدہ کو بھی جائز جاسے کیونکہ وہی تقریر اسکی ان
 امور عقیدہ میں جاری ہے کہ وہ دلیل باطلاتہ شامل عقیدہ و غیر عقیدہ دونوں کو ہی لپس کے جو محال و امور مذکور عقیدہ
 کا ثبوت ہو گیا اور اس سے یہ سبب کہ براین قاطعہ بالکل مردود ہو گیا دوسری یہ کہ اگر قید کیا جاوے کہ یہ امور
 مستخرج فیہا میلاد شریف قیام و طعام سوم و غیرہ مختلف فیہا میں چنانچہ محفل سیلا کو ملا علی و جلال الدین
 سیوطی و وان جزری و ابن جوزی و سخاوی و دیگر علماء و محققین جائز جانتے ہیں اور خاکبانی و دینہ و بابہ
 ناجائز جانتے ہیں اور طعام سوم و غیرہ کا جواز قول مرقاۃ ملا علی بہ سے جو حکمت حدیث عاصم کی کلیت
 کی ہو واضح ہے اور حدیث جریریگی کی حامل متعددہ لکھا کہ طعام سوم و غیرہ کا جواز تا قی بہنا ملا علی و ابن ابی
 فرمایا ہے اور قیام میلاد کا ائمہ و روایہ و روئے سے متحسب ناجائز چنانچہ علماء بزرگ نجی ابی میلاد شریف میں
 تحریر فرماتے ہیں اور بعض بابہ فرما کر ایک پیشانیات لکھ مختلف فیہا بران امور کا ثبوت ہوا اور مختلف فیہا کا
 بلا ضرورت ہونے میں ہو جائز ہونا بہ قائل بنانا ہو پس یہ اصول بھی بلا ضرورت ہونے میں ہو جائز ہوئی پس ایک
 سے آخر تک جو قائل نے ان امور کے رد میں جالتشانی اور ثبوت دہری کر طعام اپنی تقریر سے یہ مسئلہ بیان

کر کے رایگان و لائق کر دی اور اپنے رسالہ کو مردود و لائق اسنے کر دیا عاقلین پر واضح دلالت ہے کہ یہ تقریر سبکی
 اسکے حقیقی مفید ہونا چاہئے تعین الحق یعلو و لا یعلیٰ کا مضمون بیان سے مفہوم ہے کہ ہمارا مقصود
 ہمارے حدود کے مہندہ سے ہی ثابت ہو گیا ان حضرات کو میری خبر نہیں کہ میں خود کیا داغوی کرتا ہوں اور
 کہ دلیل لاتا ہوں اور کون مقصود پر نظر پڑا ہوا جاتا ہے اس سبب کہ اس وقت سے اس شخص غافلک
 میں کر اسکے اقوال کے منافی اور اس کے مفقود اور جملہ مفید میں اور جو علمی خود عدوت کل شرعیہ میں اس کی
 نظائر جو چنانچہ اس کے چند اقوال اور بیان بھیجا تو میں **قال** صاحب نذر اس طبع کی اصل اس بارہ
 کی وقت میں جب ہوم سے نفل سدا و شریف ہر نیکی ایک مولوی فرامین یہ عذر کیا کہ یہ تخصیص کے خاص
 راجع الدلائل نہ ہوں تا یہ جو ہو کر ہو کر سے فرض واجب است کو کہ کسی کے نزدیک نہیں باقی رہی بھیکہ
 مستحب یا مباح ہووے سو یہی نہیں اسلئے کہ بخت دین میں درست نہیں پس لا بد اس کو یا مکروہ کہنے
 یا حرام اور مکرہ اس الم کہ حقد غلام اس کے اس کے قول کو رد کیا اور فتویٰ دیا کہ یہ محض مستحب کے اوپر
 وہ منہ پر جو سیوے جو جس سے اس سے فتوے عیسیٰ ہو گیا اور تمام اس وقت پر سے علم اس کے فتوے
 مولود و شریفین حاضر ہوا چنانچہ سلطان جوڑی و نساہر دکان بخضر عند فی المولانا عیان العل و الصوفیہ
 اور راجع ہو گیا یہ تمام مشہور و معلومین چنانچہ ملا علی قاری اور علامہ حلی طحانی وغیرہ نے لکھا ہے **قال** صاحب
 فی صفحہ ۱۶۶ اقول تسلیم کیا کہ ایک علامہ عالم فری انکار کیا مگر اسکے انکار کا جب تک کسی سبب و بیان نہ ہو گیا
 اور فقط اس کے انکار کا اجماع ہو جو عموم مولفہ ہر مطلق کر دیا اور قیاس کی کیفیت معلوم ہو چکی کہ یہاں عام
 کا نہیں قرآن و حدیث سے کچھ ثبوت نہیں پس سبب یہ علماء کا فتوے کے لایعناء ہوا ہو گیا اور بدعت
 ہونا مقرر ہو گیا اور حاضر ہونے و شاہج اور علماء کی کچھ محبت جواز کی نہ ہوئی اگر کر ٹورون علماء بھی فتویٰ دیوں
 بمقابلہ اس کے ہرگز قابل اعتبار نہیں اگر کچھ یہی علم و عقل ہو تو ظاہر میں قول سلطان جوڑی کا کہ یہ محض
 عند فی المولانا عیان العل و الصوفیہ بمقابلہ نصیر کے متلفہ نہیں اور عام ملازمین اشتراک
 دلیل شرعیین صلوة لیلۃ البراءۃ اور غایب تمام دنیا میں شائع ہوئے اور بدعت ہی رہی پس اشتراک غرض
 مشرور و کا موجب جواز کا نہیں ہوتا ہے پس سخاوت کے اس قول میں کوئی محبت نہیں اور علیٰ ملا علی قاری کا لکھنا کہ
 تمام ملکوں میں رائج ہے **اقول** وباللہ التوفیق یہ قولہ تسلیم کیا کہ ایک علامہ فری انکار کیا اور اس کے انکار
 کا جب تک کسی جواب نہیں دیا گیا اتنی سراسر خلاف واقعہ اور جرح و کفر کا فتویٰ لکھا جلال الدین سیوطی نے
 خود وہ دن ان شکل جواب دیا کہ اگر جب تک کسی نے کہ کو کام کر رہی تھی تو سے چنانچہ ان کے رسالہ حسن المقصد میں

حرف خاکہائی کا جواب موجود اور سیرت شامی حرقانی میں ہے اگر جواب کو نقل کیا جاوے گا کہ کیا وہ اس کے
 واسطے خاکہ کیا اور عدم تہایت جواب جلال الدین رحمہ اللہ نہیں کی اور اس کو دیکھ کر تو اس کے کلام میں کسے کے کیا نتیجہ نکلیں
 روئے انکار تو کیا اور فی الواقع جواب جلال الدین سوطی کا ناواقف جواب اور قول خاکہائی بالکل معطل ہے اور قول
 خاکہائی و جلال الدین کا مطلب ہم اردو میں ذکر کرتے ہیں تاکہ سناست کلام جلال الدین سوطی کو اور حقیقت کو دیکھ کر اس کے
 و مردیت قبول خاکہائی کی نظریہ جو اسے قال خاکہائی نہیں جانتا ہوں میں کوئی اصل اس سے ہو سکتی ہے
 دست میں قال جلال الدین رد نفی علم نفی وجود و نبوت کی نہیں لازم آتی ہے حافظ ابو الفضل
 جوہر اس کے اصل حدیث سے نکالتے ہیں اور جس سے ایک اصل استخراج کی ہے اور رد و فون اصل کا ذکر آگے آوے گا
 مراد جلال الدین کی یہ ہے کہ خاکہائی کے علم میں اصل نہیں ہے اور خاکہائی کا علم اصل مولد تک نہیں پہنچتا اور
 خاکہائی کی تہذیب اصل پر نہیں ہے یہ لازم نہیں آتا کہ واقع میں اس کی اصل موجود نہیں ہے اور دوسرے علماء و
 اہل علم میں اس کی اصل ثابت و موجود نہیں ہے یہ کلام جلال الدین سوطی رحمہ اللہ ثابت نہیں ہوئی ہے اور اس کے
 حنفیہ وغیرہم نے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ عدم علم کیا دین الہی میں صلاحیت و لیاقت و دلیل سونہلی نہیں
 کہتا ہے چنانچہ امام شافعی سنان بن عیینہ نے حدیث زہری کا نہ معلوم ہوتا ذکر کیا تو امام ابن الہمام نے منکر
 در کتاب میں لکھا ہے کہ یہ اجتہاد کو قبول کرنا اس کے جواب میں فرما نہیں فدا فہان عدم علمہ بالاصول
 دلیل کافی دین اللہ انتہی اور حدیث سففل بن سنان فی حق زوجہ ہلال بن مرہ کا انکار حضرت
 علی رضی اللہ عنہ کی جہانہ توضیح میں موجود ہے حدیث سففل بن سنان فی بروج مات عنہا اہل
 بن مرہ و ماضی لہا فہر او ما دخل بہا ففض علیہا السلام لہا بمہر مثل فسا مہا فقبلا
 مسعود و درہ علی رضی اللہ عنہا و بیٹا کے لفظ امر احادیث و دیگر اقوال علماء و فضلاء میں موجود
 کہ بعض نے اس کا انکار کیا ہے اور بعض نے قبول کیا ہے اور منکرین کے انکار کو دلیل شرعی کسی قرار دیکر منکر
 لینا صحیح ہے کہ منکر انکار کرتا ہے و منکر نہیں جانا ہے پس یہ امام شافعی سنان و حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
 انکار و عدم علم سے اور ان کے نزدیک تہذیب نہ ہو علم عدم وجود و عدم نبوت واضح نہیں ہوا اور انکار و عدم علم
 قابل اعتناء نہیں ہے اور دلیل شرعی نہیں قرار دیا گیا تو خاکہائی کی انکار و عدم علم سے کس طرح عدم نبوت
 و عدم وجود فی الواقع لازم آوے گا اور قول خاکہائی دلیل شرعی قرار دیا جائے یہ انکار خاکہائی بالکل دلیل
 اور یہ انکار کس طرح ہے نہیں ہے مشین و مخربین اصل مولد کو قال خاکہائی سففل بن مرہ نے
 باعث ہر دعوت کہا بنو النون اور ہلال لوگوں کو اس کو نکالا ہے اس کی بدعت سونہلی دلیل یہ ہے کہ جب

ہم اسکو احکام شرعیہ پر پیش کرتے ہیں تو بارہ واجب یا مندوب یا مکروہ یا مباح پس اجماعاً وہ واجب نہیں
 اور استحب، اگرچہ مستحب وہ ہے جو مطلوب شرعاً ہو کہ بدوین علامت کے لئے ترک پر اور اسکی اجازت شرعیوں
 نہیں ہے اور صحابہ و تابعین و علمائے متقدمین کے اسکا ثبوت نہیں ہے میرے علم میں **قال** جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
 معلوم ہو چکا ہے کہ اس محفل کو بادشاہ عادل و عالم نے نکالا ہے اور قصد سے تقرب الی اللہ کا اس محفل سے کیا ہے
 اور اس کے پاس اس محفل میں علماء و صلی اولاد انکار کر حاضر ہو کر تھے اور پسند کیا اور راضی ہوا اس محفل کے ساتھ
 ابن وحید اور اس محفل کے بارہ میں ابن وحید نے اس وقت شاہ عادل عالم کو اسے ایک کتاب تصنیف کی
 پس علماء و مفسرین اس محفل کے بارہ میں ابن وحید نے اس وقت شاہ عادل عالم کو اسے ایک کتاب تصنیف کی
 جلال الدین سیوطی کا بھی بہت دست و پاؤں کتاب تواریخ میں ایسی ہی ثابت ہے جس نسبت کہ فاکہانی کا کہ جلال
 اور دعوت کیا نیوالمون نے اسکو نکالا ہے خط محض ہے یہ دلیل کی سطح نہیں ہو سکتا ہے اور اپنے علم کے موافق
 جو فاکہانی نے اس محفل کے مندوبیت کی نفی کی ہے تو یہ وہی عدم علم ہے جسکا میں ابھی میں دلیل کیا تھا
 معلوم ہو چکا ہے کہ اس وقت قرآن ہی فاکہانی کا کوئی دلیل شرع و عقلی نہیں ہے **قال** الفاکہانی یہ محفل مندوب ہے
 نہیں ہے کیونکہ حقیقت مندوب کے یہ پنج شرع اسکو طلب کرے **قال** جلال الدین سیوطی مندوب مستحب
 کہی نفی سے ثابت ہوتا ہے اور کہی قیاس کے اگرچہ اسکے بارہ میں نفی و رد نہ ہوئی ہو کہ مستحب ہی اس کا استنباب
 و مندوبیت دو اصولوں آئندہ آئینہ البیہ قیاس کر کے ثابت ہے اس قول جلال الدین سے واضح و شرفاً
 استنباب مندوبیت اسکی بدلیل قیاس ثابت ہے اور ثبوت استنباب مندوبیت نفی صریح پر موقوف نہیں ہے
 پس رد قول فاکہانی کا قول جلال الدین رحمہ اللہ واضح ہے **قال** الفاکہانی یہ مباح بھی نہیں ہے کیونکہ
 ابتداء دین میں باجماع مسلمین جائز نہیں ہے **قال** جلال الدین رحمہ اللہ کلام شیخ و دست نہیں
 اور یہ مسلم نہیں کیونکہ بدعت کا انحصار حرام و مکروہ میں نہیں بلکہ بدعت کہی مباح ہوگی اگر کسی مندوب
 و کہی واجب تمام نوہ سے تہذیب لاسما و اللغات میں فرماؤں میں کہ بدعت شرعیہ وہ چیز ہے جو بعد محمد
 آنحضرت مسلم کی احداث کی گئی ہو وہ اسکو دوسم میں منسوخ و تہذیب بن سلام نے فرمایا ہے
 قواعد میں کہ بدعت کو پانچ قسم میں واجب حرام مندوب مکروہ مباح اور طریقہ اسکے معلوم کرنا ہے کہ تو جو
 بدعت پیش کیا وہ قاعدہ ایکاب کے تحت میں داخل ہو تو واجب یا قاعدہ تہذیب کی تحت میں داخل
 ہو تو حرام یا قاعدہ مذہب کے تحت میں داخل ہو تو مندوب یا قاعدہ مکروہ کے تحت میں داخل ہو تو مکروہ
 قاعدہ مباح کے تحت میں داخل ہو تو مباح ہے اور ہر رسم کو ان پانچ اقسام میں شامل ہے کہ میں بیان

فرمایا کہ بدعت مندو کے چند مثالیں ہیں ان میں سے کئی حدیث مرابطہ و مدارس و کمال احسان جو عصر اول میں نہ تھا
اور اسی بدعت مندوہ میں سے تراویح بابت مخصوصہ کلام و دقائق تصوف و جہل میں سے اور
اور اسی میں سے جو ناخلف کا واسطے استدلال فی المسائل کے بشرط تصدق و جہل ہو سکے اور امام بھی
اسرا سنا کر ساتھ منافی کتب اربعہ میں امام شافعی سے روایت کی کہ فرما کر میں یعنی امام شافعی اور کثیر
کہ دو تیسہ ہیں میں ایک وہ جو مخالف کتاب قداد سنت رسول خدا و اثر و اجماع کے ہوا یہ بدعت
خلافات ہوا اور **دوقسی** وہ جو ان چاروں میں سے کسی کے مخالف نہ ہو اور یہ بدعت غیر مذمومہ ہے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر لغت اللہ تعالیٰ نے لغت اللہ تعالیٰ نے بدعت میں سے اس کے لئے کہ اول
ہی اور میں کسی دلیل قرآن و سنت و اثر و اجماع کا خلاف نہیں ہے اس میں کوئی وجہ خلاف دلیل سے
نہو نہ ہو کہ کلام شافعی کے اس سے پہچانا جاتا ہے کہ منوع و مردود ہونا کلام فاکہانی کا جو یہ کہ صحاح جابر
نہیں اس قول تک کہ فاکہانی نے کہا کہ یہ بدعت مذکورہ ہے اور منوع اور مردود ہونا کلام فاکہانی کا
اس سے اس دلیل سے پہچانا جاتا ہے کہ یہ محض مولد شریف کی ایسی بدعت میں سے نہیں ہے جو مخالف قرآن
و حدیث و اثر و اجماع کے ہو سکے پس بدعت غیر مذمومہ ہے جیسا کہ عبارت امام شافعی سے ظاہر ہے اور یہ
ایسی نیک و احسان میں سے ہے کہ عصر اول میں معبود و معروف تھا اس لئے کہ کہنا کہنا ناسون و غیر
گناہ کے احسان ہے پس وہ بدعت مندوہ میں سے ہوتی جیسا کہ عبارت ابن سلام میں ہے تمام کلام علما
سیوطی کا مطلب ہے اس سے ظاہر ہے کہ فاکہانی نے بدعت و مذکورہ خیال کے خلاف اس بدعت کی کہ جواب
و مندوب مباح بھی ہوتی ہے بدعت کو محض مذکورہ و حرام میں سے کر کے گناہ و بدعت ہونا محض مولد کا نہیں
ہے لہذا اس سے کلام فاکہانی غیر مستقیم و مردود قرار پایا اور یہ فاکہانی نے نہیں جانا کہ بدعت و مذکورہ
و حرام جب ہوتی ہے کہ قرآن یا حدیث یا اثر یا اجماع کے مخالف ہو تو کیسے جس کے حکم کا رفع جو آیت و حدیث
و اثر و اجماع سے ثابت ہو کہ لازم آئے کہ اس میں کوئی حکم جان اولہ نہ ثابت ہو کہ رفع نہیں ہوتا پس قول
فاکہانی باطل و مخالف قواعد شرعیہ ہے اس میں ایسا قول مخالف قواعد شرعیہ کی کہ بدعت فرق کر کے دیکھ دیکھ بیان
مکرہ و مندوب و مباح و واجب ہے جو فاکہانی سے صادر ہوا کہ کثیر علیہ السلام سے جو کلام اس میں قول فاکہانی کا
بھی کوئی دلیل شرعیہ و عقلی نہیں ہے اس میں محمول و فضلاء و علما و محققین و فقہین کے نزدیک قابل اعتناء
نہو اور اس کے نزدیک اس واسطے مقبول ہو کہ اگرچہ مذکورہ اس کے موافق ہوا تو اس کے اسکا دلیل شرعی ہو
لازم نہیں آتا ہے **قال** الفاکہانی ثانی وجہ یہ ہے کہ اس محض مولد میں خیر چھڑا اور دنیا خوشی سے ہو

اور حیوانیہ انوسوس و حیات اوس فرج کرنے اور دین کے بود اور اس کے سبب سے دین و الیکادل درود فرج
 میں آوے تو یہ مثل غصب کرے کہ جو ساتھ تلواری خصوصاً جب اسکا تہہ کا نا و طبل و دیگر آلات لبو و طبل و
 وغیرہ بود اور مرد عورتین جنس بودین اور عورتین کا فر و اسے اور قرض و انعطاف و استغاث لبو و غیرہ
 پس اسکی صورت میں اختلاف نہیں ہے **قال** جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کام فی نفس صحیح ہو مگر تحریم ان امور میں سے
 سب سے آتی ہر اجتماع لاظهار شعار الملک کی حیثیت سے یہ تحریم نہیں ہے اگر یہ امور مرد اجتماع نازعہ میں ہی متنازع
 پائے جاوین تو قبیح و شنیع ہو جائے لکن اس اصل اجتماع نازعہ کا مذکور و متبع ہو جائے جیسا کہ یہ ظاہر ہے بعض
 امور اور مضامین تیرائی کے اجتماع میں ہی دیکھے ہیں ان امور میں سے نزدیک واسطے مجمع ہوا منع کیا جا چکا بلکہ یہ کہ کنگار
 اصل اجتماع واسطے نازعہ کے سنت و قوت ہے اور یہ امور غیر شرعہ جو مضامین سیلف و ذوق و شہ میں ای طرح ہر کس کا اصل میں
 متنازع و ملکہ کر مند ہے اور قرابت اور امور مذکورہ اسکی طرف جو مضمون میں وہ مذکور و متنازع میں یہ کام
 علامہ جلال الدین کا بھی بہت قوی و متین ہے اور خاکہ فی نے جو بیان کیا ہے مذکور ہونا امور غیر شرعہ
 کا کہ خیر حکم شیوالا ناراضی قلبی کے ساتھ خیر حکم کے اور طبل و دیگر آلات لبو و قرض و انعطاف مردوں و عورتوں
 ملا ہوا ہونا تو ان امور کا وجود اس کے محض میں جہت متنازع فیہ ہی ہرگز نہیں ہے خاکہ فی نے کیا بیان میں جوتی ہوگی
 اور سکارد خاکہ فی نے کیا ہے اس کے محض متنازع فیہ کا رد اس کے نہیں ہوتا ہوا فرضی شہادت کی جوگی باسی
 جائی برہم جوتی ہوگی ایسے محض کے ان امور کو معنی نازعہ اور باہر کے بجائے اور عورتین باجی اور گائیو الیہ
 اور گویا ہر شہادت مال فرمے لینے کو منع ہے ہم ہی کر سیکے اور جائز قرار دینے کے لکن اصل اجتماع کے
 منع ہونے پر کوئی دلیل خاکہ فی نے قائم نہیں کی اور کسی دلیل شرعہ و عقلی سے یہ ثابت نہیں کیا کہ
 اجتماع لاظهار شعار مولد سے ہی منع کرنا جائے اور ان امور مذکورہ کا انضمام مستلزم اس اصل اجتماع
 کی منوعیت کو نہیں ہے **قال** الف خاکہ فی جس مہینہ میں آنحضرت صلعم پیدا ہوئے ہیں کہ وہ مہینہ
 ربیع الاول کا ہے اس مہینہ میں آنحضرت صلعم وفات پائی ہے پس خوشی و مسرور اس مہینہ میں ہر
 غم و حزن کر نہیں ہے **قال** جلال الدین سیوطی رحمہ علیہ جواب اس قول خاکہ فی کا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم
 ولادت پر بہت بڑا شکر ہے اور وفات پر بھی اس کے واسطے بہت بڑی مصیبت ہے شہادت کثرت و غریب
 شکر لغت پر تائید ہے اور شارع علیہ السلام نافذ وقت ولادت اگر نعمت الہی سے واسطے اظہار فرج و مسرور
 مولد کے اور واسطے ادا شکر کے عقد کر فرمایا ہے اور وقت نزول مصیبت کے صبر و سکون کا امر فرمایا ہے
 اور نوحہ و اظہار فرج سے منع فرمایا ہے اور وقت موت کے فرج کے کرنے وغیرہ کا امر نہیں فرمایا

پس قواعد شریعت وال ہیں کہ اس مہینہ میں اظہار و خسر و سبب لاوت آنحضرت صلعم کے حسن و نیک
 ہوا و اظہار غم و حزن سبب وفات آنحضرت صلعم کے حسن و نیک نہیں ہے یہ قول ہی جلال الدین سیوطی
 کا بہت متین ہے اور موافق قواعد شرعیہ کہ ہے اور فاکہانی نے بیرون تہجد و جلا لحاظ قواعد شرعیہ اظہار
 فرح و سرور کو اولیٰ اظہار غم و حزن سے نہ ہونا بتا دیا ہے پس عام اقوال فاکہانی کے سرور و باطل ہو گئے اور
 مخالف قواعد شرعیہ کہ اولیں ہونا واضح ہو گئے ساتھ بیان جلال الدین سیوطی کے کہ حسن و نیک
 قول جامع براہین کا جو کہ ہے کہ فاکہانی کے انکار کا جواب آجک کسی سے نہیں دیا گیا ایسی دروغ گوئی
 اہل علم کی شان سے بہت بعید ہے اس فرقہ واریہ کو جھوٹ بولنے پہلے کشتہ نہیں آتی عز جلال
 و صفیاء کو ایسی ہی دروغ گوئی و بظاہر زیور سے گری میں ڈالنے میں خدا تعالیٰ کا اضلال ہے سلام
 کو ایسے حفظ و احاطہ میں رکھ کر اور یہ جو کہ انکے نقطہ اس کے انکار سے لیتے فاکہانی کے انکار کا بھلا جو غم
 موافق سے باطل کر دیا کلام فی معنی ہے کہ انکار ہی معلوم ہو چکا ہے اوپر کہ فاکہانیکا انکار یعنی دلیل
 شرعی یہ نہیں ہے فاکہانی کے اقوال سے واضح اور یہ ہو چکا کہ وہ اپنے علم میں دلیل جواز نہ ہونا بیان
 کرتا ہے اور عدم علم کی کیا دین الہی میں صلاحیت دلیل شرعی نہیں رکھتا ہے اور اولیٰ دلیلیں
 بی علمی سے مرتفع نہیں ہو سکتی اور بدعت کو مستحضر مکرہ و حرام میں کرنا مخالف نص من سنن
 حسنا کہ اور اقوال ائمہ کی جو کہ نقطہ و باطل ہوا پس اس میں جو مبنی کیا تھا اگر است و حرمت فصل
 دو سکا بطلان اظہار من الشمس ہوا اور ایسے انکار باطل و دلیل کو تمام علماء غیر معتبر جانتے ہیں اور اسکو
 خلاف کہتے ہیں یہ اختلاف اور معتبر یا خلاف ہونا نہ خلاف قال فی الدلائل والاختلاف والاصول ان
 القضاء یخص فی موضع الاختلاف لا الخلاف والفرق ان للاول دلیل ولا للثانی
 انتہی چونکہ انکار فاکہانی خلاف ہے اختلاف سے اسلئے یہ انکار صحیح القضاء و معتبر نہیں پس جامع
 و اتفاق کو مرکز مضر نہیں ہے اور مخالفت فاکہانی دلیل اجتہادی کے سبب نہیں ہے چنانچہ
 اس کے اقوال جو اور گزرتے انکا حال معلوم ہے کہ ایسے قول کو کوئی دلیل اجتہادی نہیں کہہ سکتا ہے
 کوئی معاند و مستضعف کے تو مستضعفین کے نزدیک اسکا کیا اعتبار ہے اور جب دلیل اجتہادی کے سبب
 مخالفت نہ ہوتی تو اجماع علی مضر نہیں دیکھو تمام مہاجرین کو تمام انصار خیر وچ وادوس کے بیعت
 حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور صدیق ثانی کا خلیفہ ہونا قبول کیا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ
 کے نہیں مخالفت کی چونکہ انکی مخالفت اجتہادی تھی اور دلیل اجتہادی قابل غور نہیں انہوں نے کئی

تو علماء و صفیہ فی تصریح کی ہو کر ان کے مخالفت مضراجماع کو نہیں شرح مسلم الثبوت بحر العلوم کی بحث جماع
 میں یہ ضایع الاضاح کلام من الخرج والادیس کہ یبایع سعد لما کان لہ حب السیادة
 و اذا لم یکن مخالفتہ عن الاجتہاد فلا یضیر الاجماع انتہی مختصر السیاحی انصاری بری
 جنتی کہ مخالفت جو دلیل اجتماع کی کہ سب سے تھی مضراجماع کو نہیں تو فاکہانی کہ مخالفت خلافت
 و انکار کی ہو مگر مضراجماع کو ہو جائیگا اگر فقط انکار کسی کا خواہ وہ مبنی و میں اجتماع کی ہو سو وہ یا نہ ہو
 موجب بطلان جامع براہین کے نزدیک ہو تو لازم آتا ہے کہ خلافت حضرت صدیق اکبر کو اجماعی
 نہ ہو کہ اور جائے کہ تمام اہل سنت و جماعت فاسکین میں کہ خلافت حضرت صدیق اکبر کی اجماعی ہو یا نہ ہو
 سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مختلف اختیار کیا اور آخر تک لا مشورۃ جمع محقق نہیں ہے اور کوئی نہ
 قابل قبول اس وجہ وال نہیں جو من ادعا فعلیہ اقامۃ البرہان میں سید عتیق کہ خلافت اہل کبر
 صدیق باوجود خلاف سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اجماعی نہیں کیا جامع براہین تو عقیدہ اہل سنت و جماعت
 مخالفت عقیدہ کہنا خود کا قبول لکھنا اور اپنے منہ سے بدعتی بنیگا اور اگر اجماعی ہونا قبول کرے گا باوجود
 خلاف ایک صحابی کے کہ تو اس طرح فاکہانی کے خلاف ہوتی ہوئی محض مولد کا اجماعی ہونا ماننا ہوگا
 بڑی تعجب کی بات ہے کہ خلاف سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ صحابی بدعتی تو اجماع کا بطلان نہ قبول کرے اور فاکہانی کے خلاف نہ ہوگا
 بطلان قبول کرے باوجودیکہ خلاف اجتماع دو نہیں ہیں اس کے لازم آوے گا کہ فاکہانی جامع براہین کے نزدیک صحیح
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی معتبر و معتد زیادہ ہو کہ اس فاسد العقیدہ ہونا ظاہر ہوگا جامع براہین کے عقلمند
 معلوم نہیں کیا ہو کہ فاکہانی کے انکار سے اجماع محقق کا بطلان ممکن نہ رہتا ہو اور یہ نہیں جانتا کہ
 جب طرح فاکہانی نے انکار جمہور کا کیا ہے اس طرح جمہور نے انکار قول فاکہانی کیا ہے اور کسی نے
 ان جمہور میں سے اسکے تو کو کو معتبر و قابل التفات نہیں جانا پس انکار موجب بطلان قول
 جمہور ہوا تو انکار جمہور موجب بطلان قول فاکہانی کیوں نہیں ہو سکتا ہو اور یہ کس طرح عقل سلیم و فہم
 مستقیم میں آسکتا ہے کہ جمہور کے انکار کا قویہ اثر نہ ہو کہ قول فاکہانی باطل ہو جاوے اور فاکہانی کے
 انکار کا کیا اثر ہو کہ جمہور کا قول باطل و غیر معتبر قرار پاوے اور فاکہانی کا قول معتبر مانا جاوے اور اسکی
 دین قوم و جماعت مستقیم بنایا جاوے جیسا کہ یہ جامع براہین فرمایا ہے مستحضر رہیں کہ اس قدر کہ وہ کیا دیکھتا
 اسکے امیر کو کہ انکو تیری حاجت نہیں کہ قول فاکہانی غیر معتبر عند الجمہور کو ایسا معتبر
 دیا ہے کہ قول جمہور کو بدعت ضلالت جانتا ہو ایسی ضلالت و انکار کیا تھا کہ (میرے عقل و دانش بایز گزشتہ

علم و تحقیق معتبرین تو این تصانیف میں تصریح فرماتے ہیں کہ بمقام بیہوشی کے قول قل فلیل بدعت قرار دیا جائے
اور مخالفین کی ایک جماعت معتبر صحابی بمقام بیہوشی میں بدعت سمجھتی نہیں اور عاقبت محمد
نہو کا خیال کرنا کمال کی امتیاز ہے نہ صاحب جمیع البحار محمد بن طہرانی نے جمیع البحار میں فرماتے ہیں کہ انکا
ذلک البعض من اهل السنة قلت فی وجهه اذ مخالفانہم و خصوصاً اذ کان مخالف لافاقل
قلیل مبدع مگر مخالف العمل محمد بن احمد مبدع و لو سلم ان الخالف فیہ جمع معتد بہ فلا
یحلو عن الملاستہ فان مخالفۃ الجہور مکن لیس لہ رای لا یحسن و ای فائدہ و لعلہ
یترقب علیہ ما لا یجد عواقب اہل حق و شعیب رحمہما اللہ قیامی کا قول کہ است زیارت قبر کے بارہ میں
جہ انہم صادر ہو تو انکا قول بسبب جماع غیر کا شاذ و غیر معتبر قرار دیا اور ابن تیمیہ نے محمد بن زیارت بنی صلحہ کا
قول کہا ہے اس کی تکفیر بعض فرقہ کی جماع و غیرہ کے سبب چنانچہ شرح شفاء قاضی عیاض کی
بحث زیارت قبر میں ملا علی قاری فرماتے ہیں و ما وقع للشیخی و للتحقیق ما یقتضی کو اہل بیہوشی
القبور مشاذ لا یعد علیہ الخالفۃ اجماع غیر ہما وقد فوط ابن تیمیہ من الخابۃ حیث حرم
الزیارۃ النبی صلعم افرط غیرہ حیث قال لکون الزیارۃ قریبہ معلوم من الدین بالضرورة و وجہ
محمکوم علیہ بالکفر دلیل الثانی اقرب الی الحساب لان تحمید ما اجمع العلماء فیہ نال الاستغباب
یکون کفر لانہ فوق تحريم المباح المتفق علیہ فی هذا الباب انہی بقدر الحاجة اور
فتویٰ حماد و کتاب الوقف حکام المسلمین ہی سچ صفحہ ۳۴ ذکر فی الخمس موضعین فی الوقف البیع
و نحن لا نأخذ بقول محمد و لا نفی يجوز یعدوان حرب ما حمله تعظیماً للمسجد و
احتراماً لہ من السفناتی لہما اجمع فقہاء الفصار علی شیء فقول و لعل مخالف
قولہم یکون خلافاً و لا یكون اختلافاً فتوان عبارت علماء اسے واضح کر عفا بزرگہم کے قول شاذ و نہ
کا اور اقل قلیل کا اعتبار کیا جاوے گا کہ قول جہور باطل نہ ہو جاوے اور غیر معتبر قرار دیا اور اگر علم و فہم جامع
برائے کو ہوتا تو اسے کتنا ظہر اسے یہ کہ ابن ابی علوفی نے ہی سے صاحب فوار فی قصور علم کا بیان کیا ہے
یہ وہی مضمون ہے کہ امام رباعی ایک روز وقت یا کہ کہتا تھا کہ ہوں پتہ آئندہ خاطر و کثرت غیث فائدہ
بولو وہ واقعی بزرگ بود و گریں ہسم چہ کسی کو دل کے لگا نہیں فائدہ کسی کے لئے سن لیا کہ کتب
استول من لکھا کہ ایک انکار بھی مانع اجماع ہر دو کا مطلب ہی علمی کے سبب کہ لکھا کہ تحمید
اور غیرہ سمجھا کہ وہ انکار بریل اجتہاد و ہر دو معتبر ہر نہ کہ کیسا کان معتبر ہو جاوے گا کہ لکھا کہ انکا

ہی معتبر قرار دیا جاوے اور اسکے معتبر ہونے کی یہ معنی نہیں کہ اس ایک قول کا اعتبار کیا جاوے اور اس ایک قول کے موافق جو
 مسئلہ ہو وہی حق ہو کہ باقی تمام علماء اہل اجتہاد و تحقیق کا قول باطل ہو جاوے جبکہ کہ یہ جامع برائیں جائیگا اور اگر کسی
 پر عمل واقعہ اسکا اسی سالہ برائیں میں ہو کہ موافق قول فاکہانی کے محفل کو بدعت ضلالت بنا کر یہ تو کوئی
 احمق سے احمق بھی گمان نہ کرے بلکہ اور اسکے معتبر ہونے کی یہ معنی بھی کہ تحقیق اچھا مکان ہو گا اور تحقیق اچھا مکان ہو گا یہ
 لازم نہیں آتا کہ جمہور کا قول کی طرح معتبر ہو کہ اگر نہ ہو کہ اور اسکو ضلالت و جمہور کو ضالین اعتقاد کیا جاوے تو اچھلتا
 صرف ہی بلکہ وہ قول جمہور قوی و عمدہ قرار دیا جاوے اور اس بعض کا قول غیر قوی و غیر عمدہ ملکیت از وغیرہ معمول قرار دیا
 جاوے گا چنانچہ ان عبارت مذکورہ بالا سے ہی مفہوم ہوا کہ ہم پر روشنی کے مفہوم کیلئے سمجھے کہ قلعہ کو اور
 یہی جامع برائیں صفحہ ۱۳۱ میں یہ قول کہ کیا ہے (اور پھر اجرت علی التعلیم مسئلہ مجتہدینہ کے تحت فنی اور سکو جائز ہو گیا
 میں کہ اسکی اصل شرح سے اور نیز نزدیک ثابت ہو تو اسکی کراہت ہی مختلف فیہ ہوئی اور مختلف فیہ مسئلہ قولوں
 ہی بلا ضرورت جائز ہو جاتا ہے کہ قدر بی علمی ہے استغفر اللہ) احمق دیکھو اس قول سے اسکی واضح ہے
 کہ مختلف فیہ مسئلہ بلا ضرورت جائز ہو کر اس کی کراہت مختلف فیہ ہوئی تو وہ بلا ضرورت جائز ہو جاتا ہے
 یعنی مکروہ ہی نہیں ہوتا اس اسطرح محفل مولد کہا رہا میں یہ قول بنا جاری اسنے کیوں نہیں کیا کہ محفل
 مولد کی کراہت جو قول فاکہانی سے مفہوم ہوا وہیں اختلاف جمہور علماء کا ہے اور مختلف فیہ مسئلہ
 کہ یہاں محفل مولد یوں ہی بلا ضرورت جائز ہے میں اسے جامع برائیں کے قول سے جو کہ محفل مولد لازم آتا
 ظاہر ہے اب یہی تقریر اسکی بیان جاری ہے یہاں اسکا اعتبار نہیں کرتا ہے اور معتبر نہیں جانتا ہے اور اجرت
 علی التعلیم کہا رہا میں کچھ مفید مطلب ہے کہ اہل دیوبند کی روزی خرم و مکروہ ہوتی ہے مکروہ نہ طے کے سبب
 اس تقریر کو جاری کرنا اور معتبر نہ کرنا کہ قدر بی علمی ہے اور امام شافعی ہو کہ مخالف مذہب تھا کہ زمین اگر
 نزدیک اصل ثابت ہونا اگر اپنے نزدیک اصل شرعاً ثابت ہو کہ اسنے معتبر قرار دیا جس سے واضح و واضح
 کہ مخالف کو نزدیک اصل ثابت ہونا جواز مسئلہ کیلئے کافی ہوتا ہے جس طرح یہاں بھی جانتا چاہئے تاکہ جمہور
 کو نزدیک اصل ثابت ہونا محفل مولد کے جواز کو اسطرح کافی ہو اس جگہ پر نیز اقوال کلینی علی کی کسی خبر نہیں اور مستقر
 نیز ہی نہیں کہ اسکے اقوال باجمہر متافض میں اور سہی کے اقوال مستقر ہی کو ترجیح دینی اور اپنے
 بی علمی دوسروں پر ذاتی ہر ذلتی شائستگی واسطے مضمون کلام مومن جان دلوئی اس محل پر
 خوب راست آیا رہا علمی جب کہا میں کہ تم ہید اور نا آشنا بنا بیروت ہو فایکناہ احباب ہو
 ان کے فرمایا کہ میں تو فیہ جو کہہ رہا ہوں سو ہوں یہ تم ہی تو میرے جو ہمیں ہو بیتاب ہو اگر کسی عالم کی صحبت ہی ہوئی

ہوتی تو اس عالم کی سنی سنائی بات اسکو یاد ہوتی کہ رسم مفتی میں ثابت ہو چکا ہے کہ آئمہ مذاہب کے کسی اور
 علم کوئی جواب ظاہر نہ پایا جاوے اور شیخ متاخر و متاخر کا جواب ایک ہی ہوگا اور اہل علم میں تمام متفق ہو جائیں تو
 اسکو اخذ کرنا اور قبول کرنا چاہیے اور اگر شیخ متاخرین کو درمیان اختلاف ہو تو اکثر کا قول اخذ کرنا
 اور قبول کرنا چاہئے رد المحتار حاشیہ درختا میں یہ مصرح ہے ، و اذا لم يوجد في الحاشية عن واحد
 منهم جواب ظاهر في تكليفه المتأخرين قولاً واحداً يوجب به فان اختلفوا ايد
 بقول الأكثرين انتہی اس میں محفل سید اہل آئمہ مذاہب کے جواب بقول بنین سے اور غایت
 یہ قرار دیا کہ اگر بعض یہ مسئلہ مختلف فیہا درمیان علماء و شیخ کی ہر ایک جانب میں فقط ظاہر کی اور
 دوسرے جانب میں تمام علماء میں تو ان تمام علماء کی تو کو قبول کرنا موافق رسم مفتی مصرع رد المحتار کا ہے
 کیجیے جامع براہین کی کہ خوف و خشیت خدا تعالیٰ سے بنیں کی صداق النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اذا لم تشعري فاصنع ما شئت اھل بوجہ منہ میں آیا کہنا شروع و حکم دیا ایسی جرات مسموہا جان
 شقی کے کوئی دوسرا مسلمان نہیں کر سکتا ایسے مواقع میں مفتی کو نظر نامل چاہئے اور ثابت
 ہو تو نظر تدبر و اجتہاد کرے اور بدوین لیاقت کے زبان لانا کیونکر اس طرح درست ہے فصاحت
 ایسے جرات کو منع فرمایا ہے وان لم يوجد منهم جواباً لثبته نضاً يظن المفتي فيها نظر
 فاصل و تدبیر و اجتہاد ليجعل فيها ما يقرب الى الخروج عن العدة ولا يملك فيها جزأناً
 و بخشی اللہ تعالیٰ میرا قبہ فانذا مع عظیم لا یتجاسر علیہ الا اھل جاہل شقی انھیں ایسے شخص کو
 جیسا کہ جامع براہین میں لیاقت نظر اجتہاد کر سکی کہان سے اور خصوصاً بمقابلہ جماعت کثیر و جم غفیر علماء
 غلبہ اسکی یا اسکے فاکہانی کی کب چل سکتی ہیں مثلاً مشہور بقا خانہ میں طوطی کی آواز کون سن سکتا ہے
 خیر فاکہانی تو بہر صاحب علم میں تو اس مسئلہ میں خاطر میں لگے یہ جامع براہین ہجاء و کسما میں
 اسنے خود کو کیا خیال کر کے دست اندازی اس میں کی طرف ذرا ہی جمہور علماء کی کہ تو اس میں سرزنش نہیں
 اور ملا علی قاری نے موروری فی مولد نبوی میں بادشاہان عادلین قاسمین بدعت ملک مصر
 و ملک اندلس و ملک مغرب ملک ہند و حرمین شریفین و ملک روم و ملک شام و دیگر بلاد اسلام میں
 اس محفل کا جاری ہونا اور علماء و اعیان و صوفیہ و دانش کا بلا انکار و منہج کمال جو نبیان کریمین
 اور علامہ سخاوی و ابن حجر و ابن خریزی و دیگر مجتہدین و محققین کا اس محفل کو جائز کہنا ثابت ہے
 قدرے عبارت بقدرے حاجت نقل کجائی سے انکار رسالہ کی تاکہ یہ امر ظاہر ہو جاوے و قال اصل

عمل المولد الشريف لم يقل من أحد من السلف الصالح في القرون الثلاثة الماضية
 وإنما حدث بعد هذا المفاصل الحسنة التي لا خلاص للشاملة ثم لا يزال أهل
 الأسر هم في سائر الأقطار والمدن العظام يحتفلون في شهر مولد صليبه وقال
 الأماوي شمش الدين الحزري المقرئ والجرب من خواصه أنه أمان قام في ذلك
 العام وبشري عجيب بيل ما ينبغي ويرام وقال وأكفرهم هذا الشعب
 أهل مصر والشام ولسطان مصر في تلك الليلة من العلم أعظم مقام قال ولقد
 حضرت في سنة خمس ثمانين وسبع مائة ليلة المولد عند الملك الظاهر في وقت رحمة الله
 بقلعة الجليل العلية فرأيت ماها الشئ سري ولا ساعى في خروجه ما انفق في
 تلك الليلة على القراء والحاضرين من ألوانا ظوا المذشرين وغيرهم من الأنبياء
 والعلماء وأخذوا المنة ودين بنحو عشرة آلاف مثقال من الذهب العيين
 ما بين حلع ومطعم ومشر وب مشهور ومشروع وغيرهما مايسة قديم بالاضو
 قال السخاوي قلت ولم يرزل ملوك مصر خلاص الحو من الشريفيين من فيهم لم
 لمهد لكثير من المنابر والاشين وانظر في امر الرعية كالوالد الولد شهر
 انفسهم من العدل فامسحهم بحمد ومدد وامام ملوك الاناس الغرب فام في ليلة
 تسير بها الركيان يجتمع فيها ائمة العلماء الاعيان فمن يليهم من كل مكان تعلق
 بين أهل الكثرة كلمة الايمان والوطن أهل الروم لا يختلفون عن ذلك أعتاء بغيرهم من الملوك
 فيما هنالك وبلاد الهند قريب على غيرهما بكثير كما اعلمت بعض أهل النقل والتحرير قلت واما
 انهم ممن حيث وصل هذا الشهر أعظم وأزمان الكروا عليها بحال من انما في الطعام
 للقراء الكرام والعلماء العظام والفقهاء من الخاص والعامة والفتحات والتلاوات
 التواتر والاشارة القبايا واجناس البروات والخيرات وانواع السرور والاضاكنة وحتى بعض الجاهل
 من غيرهم من رنجهم يجتمع ما يقين لهم من الأكابر والاعيان وضياقتهم ما يقدرا على
 في ذلك الزمان ومن تعظيم مشاعرهم وعلماءهم هذا المولد الأعظم المجلس الكروا لا ياباه
 أحد في حضوره وجاء أدراكه فيه ويرام وقال السخاوي واما أهل مكة معدن الخير فيجب
 الى المكان المتواترين اناس من محل مولد وجاء بلوغ كل منهم بذلك المقصد ويؤيد اهتمام

بہ علی یوم العید حتی قل ان تجتلف عنہ احد من صالح وطالح وواقع سعید سیاب اللہ ینصف صاحب
 اللہ والحق انہ ولا اهل المدینہ کہ یہما اللہ احتفال علی فعلہ اقبال انتہی اس عبارت میں تمام ثلاثہ مسلم
 مشہور ہوئے وہ میں محض سیلا وشریف کا ہونا اور بالا الخراج علیہ استخرجین کا شمل ہونا ثابت ہوا اور بالقرض فاکہا نیکو کا
 بریل اچھا ہونا اور مسئلہ مختلفہ قرار دیا جانا تب ہی بعد زمانہ فاکہا نیکو کی بلا غیر جاری ہونا شہدہ جماع ہے
 اگرچہ زمانہ لائق میں جماع ہو ہی اور اصول ان پر واضح ہو کہ ایک زمانہ کے علماء مختلف ہوں اور دوسرے زمانہ کے علماء
 جو بعد زمانہ اختلاف کہتے کہ وہ زمانہ دوسرا ہے ایک طرف یہ اتفاق کریں تو جماع ہر زمانہ اور اختلاف زمانہ سابق
 میں اتفاق لازم نہیں ہوتا اور اختلاف کہتے ہو ایک دلیل اگرچہ سرفہرہ بھی وہ دلیل باقی نہیں رہتی جس سے
 کہ وقت جماع کے اس دلیل سے قوی تر دلیل پیدا ہو گئی کہ وہ جماع ہر زمانہ اختلاف و دلیل اس وقت میں ہے
 اب وہ نہیں رہی فی التوضیح اذا اختلفوا و اقام کل احد منهم الدلیل مقررہ بالشرائط لا یكون
 احد منهم ضالاً ولا غلطاً بالنظر الی الدلیل ثم اذا انعقد الاجماع بعدہم علی احد الطرفين
 فذللیل المخالف لم یبق الا ان دلیل لا نہ حدث دلیل قوی ہو ہو الا جماع انتہی و قال بعید
 فذلک لان ولیمہ کان دلیلاً فی ذلک الزمان لکنہ لم یبق دلیلاً فی زمان حدیث الاجماع
 انتہی و فی مسلم الثبوت اتفاق العصر الثانی بعد استقامہ اختلاف فی العصر الاول متع عند
 الاشعری والمختار انہ واقع حدثاً بعیداً اکثر الخفۃ والشافعیہ لنا علی الوقوع اجماع النہ
 بعین علی جواز متعہ العمرہ و قد کان امیر المؤمنین عمرو و امیر المؤمنین عثمان بنی عندہ
 یلزم فیضلیل بعض الصحابہ لان زمانہ کان حجتہ قبل حدیث الاجماع وانما یلزم خطاءہ و هو
 فی کل اختلاف لان الحق واحد انتہی مختصراً یہ جب بعد زمانہ فاکہا نیکو کے اتفاق تمام استخراج علماء و فضلاء
 صحابہ کے جواز ہو گیا جب کہ بیان ملا علی قاری کے واضح ہو کہ زمانہ ملا علی قاری میں ستہ مخالف کوئی
 اسکا ہوتا تو منقول ہوتا اور بیرون نقل صحیح مستبر فقط احتمال سے مخالفت ثابت نہیں ہوتی پس ہذا اتفاق
 اجماع شہد ہو گیا اور اختلاف زمانہ فاکہا نیکو کا واقع ہو گیا اور دلیل فاکہا نیکو بعد تسلیم سرفہرہ شرائط ہو گیا باقی
 نہ رہی اگرچہ اسکے زمانہ میں وہ دلیل بالفرض والقدیر رہی اگر اجماع کو تحقق کیلئے مجتہدین ہوں
 شرط ما نو اور اتفاق کر لیا لو کو مجتہد نہیں مانتے ہوں تو بعد تسلیم کے ہم کہتے ہیں کہ اتفاق محققین علماء
 علی عمرہ الا حصہ اس محض یہ ہونا واضح ہے اور انکا اسکا کاہرہ ہر ابی طحارت ملا علی قاری سے واضح ہو گیا
 ہوا اتفاق محققین علی عمرہ الا حصہ مجتہدین کل جماع کے کتب اصول میں لکھا ہے و قال فی المسلم و شرعہ

لبحر العلوم لان اتفاق العلماء المحققین علی موالا معصرا وان كانوا غیر مجتہدین (حجتہ کالاجماع)
فانما یجوز فی العقل من اجتماعهم من غیر ان یکون واضحا الذیہم وان کان بلقاء عن مجتہدین لہم انتہی
اگر بالفرض اتفاق نہ ہو تا تب ہی اکثر سمسر محض کہ جو کہ ہیں اور اختلاف علی حالت میں اکثر کے تو کہو اذکرنا راجح
سم اور گندہ چکا چیس دسی ہا زبیر حال ثابت ہے الغرض قول فاکہانی یا اسواسطے دلیل ششہ نہیں کہ کر لا دلیل
سم وہ اپنے عدم علم کا اس امر میں اظہار کر رہا ہیں اور عدم علم کی گاہیں ہیں بل نہیں ہو سکتا اور باوجود اسکے
فاکہانی جو اس محض کو کہ است یا حرمت میں داخل کیا تو بدعت کو حرمت و کراہت میں متحد جان کر کیا اور یہ بھی دلیل
نہیں برعکس حسنہ ہونا ہی صحت میں بہت شخصہ سم واضح ہے اور واجب مستحب مسباح ہونا ہی اقوال علماء سے
اور گندہ چکا چیس بدعت کو منکر کا حرمت و کراہت میں کوئی دلیل ششہ نہونی تو اس پر متفرق علم کا حرمت و کراہت
مختلف کو لا دلیل ششہ ہی جو البتہ خلاف فاکہانی مضارعیاء محققین اسکے اصل مانہ تو نہیں ہے یا یہ قول فاکہانی اکثر
کہ مخالف ہے اسواسطے مقبول نہیں ہے یا یہ کہ قول فاکہانی اگر یہ دلیل ششہ اسکے زمانہ میں تھا بعد وجوب
اختلاف نہ تھا اور اتفاق محققین واقع ہوا تو دلیل فاکہانی کی دلیل ششہ نری بسبب حدوث اتفاق و اجماع
لاصحن کی نہیں اس بقول فاکہانی یہ حکم کرنا اور نہونی اسکے موافق دینا بسبب اسکے کی رعایت یہ کہ قول فاکہانی جو کہ
کہا جاوے فقط ضعیف کہا جاوے تب بھی حیثیت و فرق اجماع سے غائی نہیں ہے کہ نہ تو قول ضعیف پر حکم نہونی دیا جاوے
اور میل و حرق اجماع قرار دیا ہے قال فی الدرد المختار وان حکم بالظن بالاقوال الموحجہ جہاں حق للاجماع اتفق
اب خوب ظاہر ہو گئی ہے علی نادانی حزیب بخبری کی جو فاکہانی و ماثرا کے اقوال ضعیف و مرصعہ وغیرہ لگے و رد
س حجت اور عدم جواز محض سیدائش شریف کی لاسقمین اور واضح و واضح ہو گیا ہوا محض سیلا و شریف اور
سالم نہ اجماع کا ہی بطور سے جو زعم فاسد جامع برائے کیا نہا کہ گیا اور جامع برائے کا ہی قول فی الواقع
باطل ہونا معلوم ہو گیا اور صفحہ ۱۹۶ میں ہو گیا کہ ظاہر حال وہی ہے جو علامہ فاکہانی فرمایا انھوں جس جس
محل میں اول و آخر اس کے فاکہانی کے قول کو پیش کیا ہے سب جواب شافی بیان ہو گیا ہے جگہ علی و علیہ و غیر
کی ضرورت نہ رہی **قولہ** اور قیاس کی کیفیت معلوم ہو چکی کہ بیان کا سکا نہیں اور قرآن و حدیث سے
کہ ثبوت نہیں اقول بالظن بالتوفیق فاکہانی کہ قول کا بطلان و بلا دلیل وغیرہ ہونا و ضعیف و مرصعہ و غیر
جبور سے قطع ہونا یا بالفرض اول اسکے یا اس دلیل کا وجود و موقع اندہ داخل بعد کو نہایا اتفاق مکمل علماء میں
بعد فوت فاکہانی کے اور اس دلیل کا قیاس نہ رہتا بخوبی یہی معلوم ہو گیا ہے اور اس محض کی اصل جو علماء نو کالی سے اور دیگر
متجربین و محققین نے اس کو تسلیم کیا ہے اس کو جامع برائے کہنا ہے کہ نہ پھر قیاس کا نام نہیں ہے امام جلال الدین

سید علی دین حجر و علامہ علاء علی قاری وغیرہم متعبرین فی هذا وعلماؤنا قیاس کو جائز و پسند کرین اور یہ
 گنگوہی کے مقابلہ میں علما کے فضل و کتب پر بھی یہ بات نہیں رکتا اور ان کو کلام کو فہم کی بھی سبک
 تمیز نہیں چنانچہ اس کے معلوم ہو گا یہ اس قیاس کو کام کا نہ بناوے بلکہ اس کو بغیر قیاس کے روکنے
 مولوی احمد علی سہارنپوری جو ہمارے معاصر تھے اور ہم اپنے اچھی طرح واقف ہیں کہ جمیع علوم کا حق
 کو وہ حاصل بھی تھے سنگوہی قاری پر غرض مختلفہ شرح علما سے دیکھ کر انھوں نے لکھ دیا تھے اور بعض
 لوگوں کو انھوں نے آخر عمر میں احادیث پڑائی ہے یہ بہت بڑی علم و فضل کی کوئی بات نہیں ان کے قول کو جو
 جمہور بلکہ خلاف علم و اصول کے بنا کر ادنیٰ طالب علم بھی اپنی غلطی پر واقع ہو سکتا ہے چنانچہ معلوم ہو جائیگا
 صاحب انوار ساطع نے روک نہا تو براہین کے متفقہ و ذریعہ ثبوتیں جامع براہین فرمائی کہ اگر دگر بیان پر سناستہ
 طبع فریہ شعر لکھا ہے ظہور چشم ہو کر نہ کلچری گئی: حضور بیسل لستان کرے نوا نخی سبحان اللہ مولانا
 احمد علی صاحب مرحوم حوث کی حدیث نقل کر دے اور اس کے تنقید میں قدس السج کلام کرے قیامت لکھ دے مولانا
 صلی اللہ علیہ وسلم اذ اتوا سدا لاموالی غیر اھلہ فانظر الساعۃ وہ ذلہ البخاری انتہی دیکھو اس
 کا تہو کا سنہ کو آیا اور تھو کا ہر طرف خود مولوی رشید احمد گنگوہی اور چلدا اور ان کا جواب ہم کہتے ہیں کہ اس
 یہ شعر مولوی رشید احمد چلدا پر صادق آیا اور خدا تعالیٰ فرمائے اور تھو کو مصداق اس کا بنا یا ہے ظہور چشم
 کیونکہ کلچری گئی: حضور بیسل لستان کرے نوا نخی سب سنی مولوی رشید احمد و ان کا چلدا بن حجر و جلال الدین و دیگر
 علما و متعین مقبولین معروفتین کا رد کرین اور انکی اصل نکالی ہوئے پر کلام کرین اور ان کو قیاس کو کہیں
 کا سنا نہیں قیام فرماست کیونکہ نہ ہوئے صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ اتوا سدا لاموالی غیر اھلہ فانظر
 الساعۃ وہ ذلہ البخاری سچ ہو کہ جو کوئی بھائی کیواسے کز ان کہو تو ہی خود گرای اور جامع براہین و حدیث
 غریب کا بارہ من حقیقین تقریر بعض لچر کی ہے اور کلام صاحب انوار کو ہرگز نہیں خیال کیا ہے بھلا صاحب
 انوار کے قول سے یہ کب مفہوم ہو کہ غریب حدیث مستضعفین میں ہے اور شیخ کے مقدمہ میں حدیث صحیح
 راوی والیکو ذکر کیا ہے اسکا صاحب انوار کو کب انکار کیا ہے جو اول مقدمہ شیخ علی ترمذی جامع براہین
 دینا ہے اسکی غرض تو یہ ہو کہ بعض محل میں غریب بعض ضعیف و مطعون بھی آتی ہے اور عادت ترمذی
 کی ہو کہ غریب کیساتھ حسن و صحیح کو ذکر دیتا ہو اور ظاہر و مقابرا یہی ہے کہ جب تک ترمذی نے غریب نقل کیا
 تو اس کے نزدیک اس حدیث حسن یا صحیح ہونا تھا بہت نہیں ہوا ہے ورنہ غریب ترمذی کے نزدیک
 صحیح ہے یا حسن یا ضعیف یا مطعون جس کو ذکر کرنا اور کہیں ذکر کرنا خود بخود عائد ہوگا اور کلام کا نقل کو نسخے سے

حتی الاکان بجا نا ضرور اور اسکی ہی سہیل کے غریب ترمذی کے نزدیک ہی دوسرے ایک مطعون
 وضعیف و دوسری غیر مطعون و غیر ضعیف ہیں جگہ مطعون نہیں ہوتی تو اسکو حسن یا صحیح کہہ دیا
 اور جب جگہ مطعون وضعیف ہوتی ہو تو ان فقط غریب لکھ کر جب ہر جگہ اس احتمال غریب کا کہنا
 قول ترمذی میں لکھنا بجا نہ ہو بلکہ نہیں آتا ہر نسخہ کے مقدمہ کی عبارت خود جامع بر این نہیں چہا
 شیخ کی عبارت سے یہ ہرگز مقبول نہیں کہ اسلئے صاحب مصابح کے دوسرے کسی حدیث غریب کے مراد
 نہیں ہوتی ہے بلکہ شیخ کی عبارت هذا هو المراد من قول صاحب المصابیح من قولہ هذا حدیث غریب
 لکھا قال بطریق الطعن کا یہ ظاہر مطلب کہ صاحب مصابح کے قول میں غریب کے مراد یہی مطعون حدیث ہوتی
 مراد ہوتی ہے اس کے مفہوم ہو کہ کسی دوسرے محدث کی یہ مراد ہوتی ہی نہیں ہے مثلاً کوئی شخص کے
 زیر جب لفظ عالم کا اطلاق کرتا ہو تو اس کے عمر ہی مراد ہے اب اس کے یہاں مفہوم ہو کہ کوئی
 اطلاق لفظ عالم کا کرتا ہے تو اس کے عمر ہرگز نہیں لیتا ہے اور ترمذی کی اصطلاح جو ہر فقط حسن حدیث
 میں ہر باقی اقسام میں ترمذی مانند دیگر محدثین کہے جس سے میں جس لفظ کو مانند غریب صحیح کی دوسرے
 محدثین استعمال کرتے ہیں ترمذی ہی کرتا ہے قرآن شریف النسخۃ فرفہم هذا انما غرض اللہ فی قولہ
 حسن فقط اما ما یقول فیہ حسن صحیح او حسن غریب او حسن صحیح غریب فلم یعرجم علی تعریف کا کہ یعرجم
 تعریف ما یقول فیہ صحیح فقط او غریب فقط فکان ترک ذلك استغناء لہم وہ عند اہل لغوی نقص
 علی تعریف ما یقول فیہ حسن فقط اما ما یقول فیہ حسن فقط اصطلاح جدید و لذلك قید بقولہ عندنا و لہ
 ینسبہ الی اہل الحدیث انتہی پس غریب و صحیح کے بارے میں جب ترمذی کوئی اصطلاح جدید نہیں ہے تو اسکو
 غریب کہہ دیا ہی مانند دوسروں کے ہوا پس جس طرح صاحب مصابح غریب مراد مطعون لیتا ہے اس طرح ترمذی
 بھی لیتا ہے بعض مواقع میں جیسا کہ مشکوٰۃ کے کتاب العلم میں یہ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے قال قال رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم لکلما حکمتہ ضالنا لکلم حکیم غیث وجدھا فوا حقوا رواہ الترمذی و ابن ماجہ
 وقال الترمذی هذا حدیث غریب او اعمیہ بفضل الراوی یضعف فی الحدیث اس ظاہر ہے کہ ترمذی کے
 نزدیک غریب ضعیف کی تعبیر ہو جاتی ہے اور غریب و ضعیف کے نزدیک صحیح نہیں ہے فی الواقع ہی غیبی صاحب بر این
 کی ہر اور صاحب نواری اہتمام سیغہ و ناوانیکا صفحہ ۱۸۷ لکھا ہے اور حدیث غریب کو بدوین اثاب بحسب قواعد
 و اصول حدیث کے صحیح بنانا ہی اور یہ شعر ہے کہ نہ میزد بر در شہر چشم بہ چشمہ آفتاب را چو گاہ بہ پیش
 کرتا ہے ہر طرف ہی ہر شہر ہر شہر و ہر اور جہاں مرکب کا تحقق اس کے حق میں ہی یہ دوسرا ہر ہر طرف

قہمہ اور زاریہ کان مکروہا الا ان افذکا الصلوۃ محصورہ فلا یزول علیہا انتہی پس امور شرعیہ کا قسم ہونا اور
 ہو گیا اور ذکر عطر کہ اگر نہ واسطے عامر کے محذور و محصور ہے وہ بھی مانند اذان وغیرہ کے جو زیادت واقعہ کا
 محتمل نہیں ہے قال الشیخ فی اللغات شرح الشکوۃ تحت الحدیث المعہود انما علمنا لیہا ان نقول
 الحمد لله علی کل حال فقط من غیر زیادہ سلام فی علی اہ بنی فی الذکر واند عاء الاقتصار علی الماتو
 من غیر ان زیادہ منقص فالزادۃ فی مثلہ نقصان فی الحقیقہ نہ الا زیادۃ الاذان بعد الاذان بعد التہلیل
 محمد و رسول اللہ و امتہا ذلک کثیر انتہی پس جب امور شرعیہ کو قسم ہوئے کہ ایک میں زیادت درست اور
 دوسرے قسم میں زیادت درست نہیں جو ذکر مخصوص اور میں وارد ہو ہی درست ہو اور متاد عطر ہے اور نہیں
 محذور و محصور میں سے ہو تو اس حدیث میں سے استدلال کر اہست محفل بیکڑا فضیلت و جرحی معنی فی فانی سے
 کیونکہ محفل میلاد میں کسی امر محذور و محصور شرعی کا ثبوت اول ہوا ہونا اور شہر کوئی امر زیادہ کیا جاتا تو
 اس سے استدلال ممکن تھا اور محفل میلاد میں تو کوئی امر محصور و محذور نہیں ہے کہ اس میں زیادت مستحب
 ہووے اگر کسی دن یا یکو او عا و جو کر فلان امر اس موقع محفل میلاد و شریف میں بفرمان شایع علیہ السلام محصور
 معین کر زیادت دوسرے جائز نہیں تو ثابت کرے فان لم تفعلو ولا تفعلوا فاقوالہ التور و قد ہذا الذکر
 والجاوۃ کا مصداق یہ فرقہ واپس ہے اور اس محفل میلاد و شریف میں تعید ہرگز نہیں ہے فقط اپنی جہالت و عدم
 اطلاع سے اور بیٹے و امیت تعید کے کوئی تعید مطلق بتا سے تو اس کو اپنی جبل مرکب پر رونما چاہے
 انشاء اللہ اتوال آئندہ میں حال تعید مطلق کا بھی آنے سے جس بیجا جامع برابری کی واضح برعادی کی کر اس
 آدمی کو معنی تعید مطلق سے بالکل خبر نہیں ہے اور کسی اہل علم سے تعید مطلق کے معنی اس کے سننے ہی نہیں ہوتا
 فقط لفظ سن بجا کا ہر الغرض اس جامع برابری نے قبل بیان اس کے قیاس جلال الدین و ابن حجر کا دونوں
 اصول پر باطل ہے اس قسم کی بنیاد فاسد و کذب کی ہے نہ اعمال سیاہ گنہگار اور اپنی معنی و فانی کی طلب
 از گیا بر بر جوئی کر دیا ہے اور یکو لویت مطلب فاسد کی ثابت کر تلو عبارت حسن لغت جلال الدین سیوطی کے
 میر ہے وان تفرید ذہب فی فقیہ القیاس علی الاصلین جامع برابری نے بدل دیا ہے باین طور کہ فقیہین نے
 و لکن فیہ قیاس علی الاصلین اور اس سے یہ ثابت کیا کہ اصل جماع بیکڑا ہستہ حجت کا یہ طے سے صاف انکار کیا اور
 اور جامع برابری صاف فراق میں کر جماع کے ہو کر ہونے قیاس کی کیا ضرورت جامع برابری کو یہ خیال نہیں کہ
 قطع بحث کی واسطے سند جماع کے اظہار کا قصد ہیچ نہ کیا ہو واسطے قیاس کی ضرورت جائز ہو فلا بد فیہ
 ہذا الاحتمال من ذلیل اس سے انکار جماع جانتا جامع میں کی فہم ہو والے ہر جو عبارت نور الانوار سن ۱۰۰۰ میں پیش کی

کہ اجماع کو جسے اتفاق مجتہدین صالحین چاہئے اور سناری عبارت کہیں کہ شرط اجماع کل کا ہر اختلاف ملحقہ ماضی
 خلاف کرشمے پر بھی عدم علمی بردال ہے اس واسطے کہ عبارت نور الانوار و سناری سے یہ واضح نہیں ہے کہ بلا دلیل
 والے لوگ بلا دلیل والے سب اتفاق ہو جو اجماع ہے ورنہ نہیں اور خلاف دلیل اجماع کو بلا دلیل نقد عدم علم کے
 سبب اور توہمات کے باعث سبزی کوئی خلاف کر تو اجماع کا تحقق نہیں ہو سکتا ہے یہ اور علم اصول کے
 معلوم ہو چکا ہے کہ خلاف جو مضامین عام ہو وہی جو دلیل اجتہادی سے ہو وہی اور عدم علم و اختصاص بہت کم
 و صحت میں مشرق و عقلا کوئی دلیل نہیں ہے اور کہا کیا انکار یا ہی بلا دلیل ہے پس کہ ہرگز مضامین عام کو
 نہیں مگر یہ بات پڑا ہوا آدمی و محبت یافتہ علما جانے جامع برائین جیسے کیا جاتا اور گنگوہی ہر قرن میں علم کا خلاف
 بیان کر تے کہ اگر وہ دعویٰ تو نہ زندہ کیا ہے آجنگ ہر قرن میں خلاف کر تو لوگ نام وراثت کے اور مشربہ ہر جگہ سب
 اوہیوں خلاف کیا ہو بیان کرے اور انکالافین خلاف کر نیکی ہونا ثابت کرے ورنہ مضامین عام برائین سے منع صحت
 صاحب انوار ساطع الحق میں نصبت اللہ علی کافین لکھا ہے اس کا مرجع ایسے کہ باقی اور مضامین نیز جیسے
 دہلوی نے مبدی میں لکھا ہے کہ اجماع عامی مستند معلوم ہونا چاہئے ورنہ اجماع باطل پر ہوی یا گنگوہی صاحب بھی خود
 میں اور عبارت تلویح و توضیح دونوں میں غیبت کر کے آخر سے اوڑھ کر کہتے ہیں (اور ہر سند اجماعی بھی
 ضروری ہے علی الترتیب قال والتوضیح وسند الاجماع نحو الواحد والقیاس عندنا والجمہر علی انہ
 لا یجوز الاجماع لا عند مستند مذکور اور امرا لا عند مستند مستند و الخطاء اذ الحکم فی الدین بلا دلیل
 خطاء استنبی من تلویح) یہ عبارت جامع برائین صاحب کی ہے اس کی اگر یہ غرض ہے کہ سند اجماعی ملکہ معلوم
 ہونا ضروری ورنہ اجماع باطل ہے تو فساد کا اظہار من الشریک کہ اس واسطے کہ اس کو سند اجماعی
 معلوم ہونا ضروری نہیں فقط جمعین کو معلوم ہونا چاہئے اور اگر یہ غرض ہے کہ سند اجماع واقع میں ضروری ہو تو
 یہ انکو اس محفل میں مفید نہیں اور کسی کو مضر ہے پس ذکر اس کا لغویاً نہ کرنا ورنہ مستوقوف علیہ اجماع کے
 بانظرو کہ سند نبوی کے تو اجماع لڑائے جت نبوی کے ہرگز نہیں بلکہ اجماع لڑائے جت نبوی کے تو اجماع میں سببی عبارت
 کہ ساتھ یہ موجود ہے جامع برائین خود عبارت نقل نہیں کی ہو اور ضیانت ظاہر کی ہے پوری عبارت توضیح کی
 یہ و اما الخامس فی السند والنقل لا یجوز ان یکون سند الاجماع نحو الواحد والقیاس عندنا وعندنا
 لا بد من قطع فلا یکون الاجماع لتوضیح وکون جت ائیس من ذیل دلیل ہے کہ اس کا مستند فی الامتہ امتیاس است توضیح میں لفظ
 ان یکون کہ لفظ کو اول و جامع برائین اور یوں کہ اس کی خلاف تھا اس سند کی ضروری ہو چکا ہو مگر اور لفظ کو ہر جائز و ان
 لفظ عام ہو بلکہ اجماع عام ہو چکا ہو یا اس کتاب کے اجماع جت دلیل سند کے سبب نہیں بلکہ یہ کہ جت جت ہو چکا ہو یا اس کتاب کے

[illegible]

اصول نے لقباً اور مدحی مراد صاحب توضیح کی اس محسوس کو بعض محسوس میں موجود نہیں ہو کر تباہی میں لایا
 و ابن حجر اسکے مخالف ہو کر اور اسکے حکم کا منہ پر کرنا بطل ہو جاوے اور اہل اصول صاحب توضیح وغیرہ نام اہل اصول
 اوس لفظ کو نص کہتے ہیں کہ اوس کی مراد نص صیغہ سے ظاہر ہو کہ اور اسکے ہی واسطے اوس لفظ کا سوق بھی ہو
 قال فی الکسای الظاہر هو ما ظہر المراد منه بنفس الصیغۃ والنص هو ما اُزداد ووضوحاً علی الظاہر
 والکلام نحو قوله تعالیٰ فانکوا اما طاب لکم من النساء الا تید فاضاً ظاہر فی الاطلاق نص فی بیان العدولانہ
 سبق الکلام لاجلہ اتمی وقال فی التوضیح للفظ اذا ظہر منه ظاہر ایدھی ظاہر بالنسبۃ الیہ ثم زاد
 بان سبق الکلام لایسجی نصاً اتمی اور یہ ظہور مراد کا نص صیغہ سے بہ نسبت عارف باللسان ہو کر حقیقت
 عارف باللسان لفظ شے تو مراد جان لیوے یہ مخصوص مجتہد کی یا عالم محقق کے ساتھ نہیں جہاں تک لفظ
 فن سے ماہر یا راضی ہے اور باوجود ایسے ظہور مراد کے منکر فی اوس ہی مراد ظاہر ہو کہ واسطے اوس کا سوق بھی کیا سو
 ہووے اور یہ امر یہی ہے کہ ایسی کوئی آیت حدیث موجود نہیں کہ جس کے محفل میلاد کی مخالفت ثابت ہو
 کہ قیاس میں لیں سیوطی و ابن حجر جو مثبت جواز ہے اوس نص مرجع الدلالہ و سوق لاجل مخالفت محفل
 میلاد کے مخالف و مضاد ہو اور باطل قرار پاوے اور کوئی نص مثبت وجوب اطلاق ہو کہ اور قیاس مقید
 مطلق ہو اگر منہ پر نص جائز قرار دیا جاوے اور سکویہ جامع برین نص بتا یا و ابن حجر نے اس کے منہ پر نص
 نص کی ہرگز صادق نہیں ہو اور جس قدر مثلہ نصوص کے علماء نے ذکر کئے ہیں ان کے موافق قول قرار دیکھ جامع برین
 شکر نہیں ہووے تمام مسئلہ ایسی ہی کہ حراۃ اوس مقصور واضح اور اولاد لاغ و سوق لاجل میں ہر عارف باللسان
 اہل مراد ظاہر سے جانتا ہو توضیح کی عبارت بقولہ جامع برین میں قولہ انکما اذہما عداۃ شیعہ کی مراد عارف باللسان جانتا ہے
 کہ انکما اذہما عداۃ اوس کی مراد ہے حراۃ لفظ سے ثابت ہو اس قدر کیواسطے اوس کو خدا تعالیٰ نے بانی فرمایا ہے
 اور تحریرہ رقبہ سے مراد آزادی ظاہر کی ہے ایمان والا ہو یا نبو او قولہ شنی ثلاث و باع سے مراد اعداد میں اور
 اور احل اللہ البیع و حرمہ و جواب میں کفار کہ ہے جو انما البیع مثل الربو کہتے ہیں جس سے مراد ظاہر ہے اور
 سوق لاجل واضح ہے کہ واسطے فرق کے درمیان حکم و وجہ درہل کے یہ قول بایع تعالیٰ نے فرمایا ہے و علیٰ ذلک قیاس
 تمام نصوص عند العلماء ایسے ہی ہیں کہ ایسی حالات ظاہری بہ نسبت عارف باللسان ان میں موجود ہو کہ و سوق
 منکر فی سببی مراد ظاہری کیواسطے کیا اب نصفین عمر کریں اول و آخر جو کہ یہ گنگوہی پیش کرتا ہے اور انکو نصوص
 بتا جو کہ ایسے کہاں ہیں پس کوئی مائل و عالم کو نصوص منہ پر حق محفل میلاد و شریف میں نہیں کہہ سکتا ہے
 گنگوہی اور تباہی و اسکے نصوص و انکو محفل میلاد کے حق میں بناوین اپنی بعلی سے تو کوئی عالم تو کیا ادنیٰ عالم

علم جس شخص شری ہوگی وہ بھی ہرگز نہ نکلو خصوص فی حق محفل المولود نہیں سید کریم اور کتاہر سید گنا اور ثروت حسن و قرآن
 حضرت عیسیٰ کا بطور کلیت کے کسی آیت سے مستلزم اس امر کا نہیں کہ وہ آیت انص مصطلح اہل اصول ہر جادے ہو کہ
 مراد عبارت توضیح وغیرہ ہر کہ جس کے مخالفت و تفسیر حکم سے قیاس کا باطل وغیرہ مقبول بنا ہے صاحب تصنیع وغیرہ
 ہر جہ کسی نص کے مخالفت اور نص مطلق کی تفسیر قیاس کے سبب عدم وجود ثابت نہیں ہو تو موافق عبارت توضیح بطلان
 قیاس کا بھی ہرگز ثابت نہیں ہوا اور اس عبارت توضیح کے بعد جو جامع براین کا یہ مذہب ان کا لیس اب سنو کہ سابق
 محقق ہر جہ کا احادیث سے ثابت ہوا کہ مطلق کو مفید کرنا ممنوع ہے کہ تفسیر حکم شرعی کا ہر اور اس پر اجماع
 تمام امت کا ہر اور شرح حزی سے ہی اس کو خوب واضح اسبوا سے لکھا تھا اور ذکر فخریہ عالم اور شکر آپ کر دجو کا
 لفظوں میں مطلق وارد ہوا ہے مثلاً قوله تعالیٰ واما بعد فقد حدث الامم والشکر والحمد لله الامم
 مطلق لفظوں میں مذکور فخریہ کا کو قیاس کے مفید کسی نہایت میں کرنا کی طرح درست ہوگا کہ یہ قیاس خلاف حکم نص کے
 ہر اور تفسیر حکم نص کو قیاس ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا ہے اور جب قاعدہ اصول شرح کے یہ قیاس باطل ہے
 کہ تفسیر اور مخالفت حکم نص کے ہر کہ ہر ہر میں کہ یہ ہر اسے ہر و انہی خام و اثر سر سام نہ انجام ہو یہ حکم ہی کہ مطلق
 کو مفید کرنا ممنوع لیکن یہ کلیتہً مسلم نہیں ہے کہ تفسیر میں واجب جانے کی ایسی اور اس کی تاثیر لفظی بھی جائز ہوگا
 ایضا بخیر اقوال آئینہ میں انشاء اللہ تعالیٰ منقول ہوا گیا اور عدم تفسیر مطلق پر اجماع بتا ہی سر سر جہالت ہر لفظ
 مواضع میں تفسیر مطلق و محل مطلق پر مفید امام بن فہمی صاحب کتاب شجرہ غریب اور انشاء اللہ تعالیٰ ہر جہ
 کہ ان ہر ایک کو یہ بھی نہیں خبر لاجماع کسی چیز کا نام ہے لفظ کلام ناشی ہے فرط جہالت بافتل تفسیر سے اور جو
 کی یہ تفسیر غریب سے لکھا ہر اس کا بھی حال معلوم ہر جہ اور انشاء اللہ تعالیٰ حق و باطل کیسی ہوگا اور آیت ان
 اور آیت والشکر دے انجا ما و اجازہ و عمومہ نہ یقیناً و تصریحاً تحقیقاً ذکر فخریہ اصل لفظ علیہ وسلم اور شکر آپ
 وجود کا ثبوت مفہوم ہر ایسی آیات کو لفظوں میں کہنا اہل اصول کے نزدیک تفسیر نہیں عارفان ذکر
 میلاد کا ظہور و سو فی لاجلہ یعنی بطور نص فی قسم کے آیات سے خیال ہرگز نہیں کرنا ہے ہر ایک کو لفظوں میں
 بتانا صرف جہل مرکب ہر اور یہ ایسا ہر و اجمال مانع وغیرہ ہر ظہر اسرود مخصوص یا نام معلومہ جو فاسک جلالہ
 سبوطی و ابن حجر و دیگر علما ثابت کر فرمیں ہرگز نہیں ہے اور یہ بھی جہالت محض ہو کہ ان آیات کو لفظوں میں کہنا
 جس سے واضح ہر شکر لغت واجب نہیں ہے مذہب ہر اور اس صفحہ سے دیکھو صلوٰۃ علیہ وسلم آیت لقد من اللہ
 علی المؤمنین وقوله تعالیٰ والشکر فہذا فقد ذکر کیا اور شکر کو واجب کیا یہ تناقض صرف ہے جہالت
 ہر اور اس پر فخر جہالت و حماقت سے قیاس علما کو باطل بتانا ہر شرم و حیا اس کو نہیں جو مذہب میں آتا ہو کہ گستا

اتنی تمیز دینے پر مجبور ہو گا کہ ہر جو کچھ کریمان قیاس کے کوئی مطلق مقید نہیں ہوا ہے اول بیان نص میں یعنی الذکر
 نہیں ہو کر اگر مطلق کا مقید ہونا جوہر یا تاہم وہ ثابت ہو کر دوسرے بعد تسلیم وجود مخصوص کے قیاس میں اس لیے کہ
 وہ بن جوہر دیگر مطلق سے مقید مطلق جوہر میں ہے لازم نہیں آئی کیونکہ مقید بن جیسا کہ ہو تو مقضی ہوتی ہے واجباً شئی زائد
 مطلق پر قال سلم الثبوت وشرعہ بحر العلوم ان التقید من حیث ہو هو وبقصدی یا ایجاب فی حد علم المطلق
 اثنی وقال فیہ وقرئ فی ذلک لکتابہ انکافاً مثبوتین فان فی حد معاد السبب فی حد علم المطلق
 علیہ ای وادبا المطلق المقید ضروریۃ الی سبب الواحد لا یوجب لثباتہ من الاطلاق والتقید فی وقت واحد
 ولو لم یحل یلزم ذلک والمعتدہ قرینۃ البیان کما فی التخصیص فیہ اشارۃ الی ان المحل انما ہو اذا کان المحکم
 الایجاب دون الذنب والاباحتہ اذا لتمامہ فی اباحتہ المطلق وبقید بخلاف الایجاب ان الایجاب المقید
 یقتضی ثبوت الواخذہ بقدر التقید وایجاب مطلق اجزاء مطلقاً اتفق وقال فی التلویح اذ لو حل المطلق علی
 یلزم ابطال المطلق لاندیدہ علی اجزاء المقید وغیر المقید فی المحل علی المقید ابطال للامور الثانیۃ
 اعل عبارت سے واضح ہے کہ مقید مطلق کی ایجاب زائد کو مقضی ہے دوسری عبارت سے واضح ہے کہ مطلق مقید
 مثبت و معاد دونوں اور سبب بھی واحد ہوتا مطلق سے مراد مقید ہے کیونکہ سبب واحد متناہی نہیں ہے مطلق اور مقید دونوں
 کو کیونکہ قیاس میں واجب نہیں کرتا ہر اور اس قول میں کہ متناہی کو سبب واحد کیونکہ قیاس میں واجب نہیں کرتا ہر اشارہ ہے
 ہر حکم ایجاب ہوتا مطلق سے مراد مقید حالت مذکورہ میں ہوگا اور ذنب و اباحت میں رہیں کہ مطلق سے مقید مراد ہو
 اور حل مطلق کا مقید ہر سبب کیونکہ ممانعت و تعلق اباحت مقید مطلق میں نہیں ہے یعنی مطلق اور مقید دونوں مباح میں تو
 اس میں تعلق نہیں اور وہ نوعی اباحت کی حالت میں مطلق کو مقید پر عمل کرنا نہیں ہر اور عبارت تلویح سے ظاہر ہے کہ حل
 مطلق کا مقید ہر سبب مطلق مطلق کا لازم آتا ہے کیونکہ مطلق وال ہے ہر کہ مقید وغیر مقید دونوں کافی ہوتا ہیں
 اور مطلق کو مقید کرنا غیر مقید کے کافی ہو گیا باطل کرتا ہے قیاس میں اس لیے کہ مطلق الیہ سبب وہاں جو کسی صفت میں ثابت کا سبب
 ہونا ثابت نہیں کرتا ہر جو مقضی مقید کہ وہ ایجاب زائد علی المطلق ہے اور عبارت سے اس قیاس مقید مطلق کیا جاوے
 جبکہ اقتضا و تقید بیان موجود نہیں تو قیاس مقید مطلق کا ہرگز نہیں ہر اور قیاس طے اثبات اباحت و ذنب مطلق
 ہر واسطے اثبات ایجاب کسی صفت و مثبت محفل کی پس مقید مطلق ممنوع کہ جس سے ایجاب قید لازم آوے وہ یہاں اثبات
 اور دوسری عبارت سلم الثبوت وشرعہ بحر العلوم سے مفہوم ہو گا اباحت مطلق و مقید کو درمیان تعلق نہیں ہر
 مطلق و مقید دونوں جائز نہیں کیونکہ تعلق و تعلق نہیں ہے پس قیاس سے جوہر و اباحت و ذنب ثابت ہوا تو فرض
 و مانع و تعلق مطلق کے ہوا پس مطلق قیاس ہرگز نہیں ہے اور عبارت تلویح سے یہ واضح ہو گیا کہ مطلق کو مقید

کہ جسے ابطال غیر مفید کہنا ہوا اور مطلق سے مفید وغیر مفید دونوں کا کافی ہونا ثابت ہونا ہوا نیز قیاس میں جلال لہذا میں
 و ابن حجر سے یہ اثبات ہوا کہ مفید جائز اور قیاس مذکور سے ابطال غیر مفید ہرگز مفہوم نہیں ہے جس پر مفید مطلق
 جو مفید مطلق ابطال غیر مفید کو قیاس کا لازم نہیں آتی جس پر قیاس مذکور سے مفید مطلق کا گمان کرنا سب سے غلطی ہے
 انہی میں مفید مطلق و مفید حکم نفس اس وقت ہوتا ہے کہ مفید شرط جواز قرار دیا جائے اور موقوف علیہ جواز کو کافی جاوے کہ مفید
 جاوے گی تو جواز یا جاوے گا اور مفید ہوگی تو جواز ہوگا جامع ہر ایک میں جو عبارت توضیح کی فعل کی ہے اس سے ہی توضیح
 ہو کہ مفید کا موقوف علیہ و شرط قرار دینا مطلق میں صحیح نہیں ہے چنانچہ یہ الفاظ توضیح کے ہیں و ان لا یغیر القیاس
 عام ہوا و شرط اربع ذلیع شرط التعلیل فی طعام الکفارة الخ یعنی غیر دینا قیاس کا حکم نفس کرنا جائز نہیں اس پر
 یہ متخرج ہے کہ تکلیف طعام کفارہ میں شرط کرنا کہ ہرے پر قیاس کر کے صحیح نہیں ہے اور اس میں طریق کفارہ میں نہیں جو طعام
 قرار کیا جائے اس کے مومن ہر ایک کو شرط کرنا صحیح نہیں ہے دیکھو توضیح میں شرط کرنا تکلیف طعام و ایما کا غیر
 صحیح کہتا ہے اور شرط موقوف علیہ ہوتی ہے کہ بدون اس کے مشروط جائز نہیں ہوتا ہے یہ مفید مطلق و مفید حکم
 نفس ہے اگر قیاس جلال الہی میں سیکو جان جس سے یہ ثابت کیا ہوتا کہ جواز ذکر و لاوت اخذت حاکم کے واسطے
 میہات مخصوصہ مشروط ہیں اور بدون میہات مخصوصہ کے ذکر و لاوت اخذت حاکم کے مشروط اس پر مفید ہرگز
 ہی جائز نہیں ہے تو مفید مطلق و مفید حکم نفس مطلق ہونا اور جب قیاس کے مشروط موقوف علیہ ہونا ثابت کیا تو
 مفید مطلق و مفید حکم نفس توضیح کی عبارت میں ہرگز نہیں ہے اور قیاس کے کتاب کتاب کرنا مطلق مطلق کا نہیں ہے
 اور یہ مفید مطلق نہیں ہے کہ ہر ایک کے ہر عبارت توضیح کی ہو گیا کہ مفید مطلق ہونا جس پر قیاس واضح ہے کہ جو مفید مطلق
 غیر مفید کا نہیں ہے وہ مفید ہی نہیں ہے اور استحباب کے ثبوت سے مطلق و نقصہ باطل نہیں ہوتا جس میں اثبات استحباب
 سے مفید مطلق لازم نہیں آتی بلکہ افادہ استحباب مفید و نقصہ ایک ہے تو مفید غرضت ہوا و مطلق رخصت ہی ہوتا
 میں صحیح بحث مطلق کے ہر حال فیما حکم المفید یفہم من المطلق لولم یجمل علیہ لولم یفہم المقید لاجب ثابہ
 یفید استحباب المفید و فضلہ و انہ عزیمتہ و المطلق و خصہ و نحو فلا و بالاحتمال ہوا و لی من ابطال حکم
 الاطلاق انتہی اس قدر بیان سے خوب واضح ہے کہ قیاس امام جلال الہی میں سیکو جان جس پر ابطال فساد حکم
 ہوا و عبارت توضیح ہرگز افادہ کا لازم نہیں ہونا و اگر جامع ہر ایک کے مفید میں عبارت توضیح آتی ہوتی تو ہرگز اس عبارت کو
 جواز علی صورت نہ آتی کہ مفید و مفید مطلق جو مطلق قیاس میں وہ جس سے مفید کا مشروط ہونا ثابت ہو و اسے اور
 وہ یہاں مفید ہی پیش کرتا ہے و اگر جاہلیت کی ظہور کرے تو وہ ہر ایک کے مفید کا مشروط ہونا ثابت ہو و اسے اور
 ہر ایک قیاس مذکور کو باطل خلاف یا کسی امر کو امور متنازع قیاس سے مفید مطلق قرار دینا عام کا جوایتان ہو گیا ہے

اور مولوی احمد علی سہا بنوری کی عبارت میں جو بھی تغیر واقع ہوئی جو مجلس سلا و شریف کو اس ہی فقید مطلق کی زعم
 سے مکرر ہوتا جائز و درست قرار دیا اور اس کا اطلاق بھی عام ہو گیا ان حضرات کو علم اصول سے کچھ بیخبر ہیں جو فقید مطلق کی کیفیت
 سے بالکل واقف نہیں ان کی غرض یہ ہے کہ میت مذکورہ مجلس سلا کا عدم ضروری ہے جو اس کو اسطے اور انکو اس حوالہ میں کہ عدم
 میت کا ضروری جانا جو مجلس کو اسطے اور بدون اس میت مرد جس کے جائز کیا اور ساتھ ہیست کے کہنا یہی فقید مطلق
 یہاں عدم میت مذکور کو کہ لوگ شرط جواز نہ کرتے ہیں یہاں انکو قول یہ فقید مطلق صادق آتی ہے اور فقید مطلق
 ایسی ہے کہ سوئی از عہد ساری کے کوئی دلیل یقینی و قطعی و قوی و ضعیف اس موجود نہیں ہے جامع براین وہم و شک
 گفتگوی کو مطلق فقید کے معانی سے خبر ہوتی ہوئی ہے کلمات کرتے خود کی فقید کو فراموش کرتے اور علماء یہ حضرات
 فقید مطلق کا لگاتے اور ایسے ائمہ برائین کرتے کفار و کفر میں رقبہ نمونہ کا فرد و نوکی آردادی کو علماء خفیہ جائز فرما دیا
 اور اسکو فقید مطلق نہیں جانتے اس واسطے کہ اس میں ابطال جواز فقہ کا نہیں ہے ان اسکو فقید مطلق جانتے ہیں کہ فقہ
 رقبہ نمونہ کا فی جانا جاوے اور کا فرد کو کا فی جانا جاوے سے لینے ان دونوں فرد مطلق نمونہ کا فرد میں سے ایک فرد
 یہ نمونہ میں کفایت کو مخیر کرنا جس طرح شافعیہ کر فرمیں ممنوع جانتے ہیں یہ شخص مطلق کو ایک فرد میں مخیر کر اور مذکور
 افراد کو غیر جائز جانتے تو اسے فقید مطلق کی اور جو تمام افراد کو جائز جانتا ہے وہ مطلق کو فقید کہتا ہے اور اگر نزدیک نہیں ہے
 ہم اہل سنت مجاہدت و کدورات آنحضرت معلوم کو مخیر کسی فرد میں نہیں کرتے اور ایک کسی شخص میں سے نہیں کہہ
 میت مذکور مرد جو ہووے تو ذکر ولادت آنحضرت مسلم جائز اور بدون میت مذکور کے درست نہیں ہے اور میت کو
 مستحب کرنے سے بزرگ عدم جواز لازم نہیں آتا ہے اور وہ لوگ بدون میت مخصوصہ کے جواز کے قائل ہیں اور ساتھ
 میت مخصوصہ کے جواز کے قائل نہیں ہیں بلکہ غیر جائز کہتے ہیں اور حال آنکہ میت ہی فرد مطلق کا برابر ہے و باقی
 ایک فرد میں انحصار جواز کیا اور ایک سے نفی کی جواز کی تو یہی فقید مطلق کی ہوتی اسکو ادنیٰ فہم والا ہی جانتا ہے اور یہ
 بزرگ تو فقط فقید مطلق کا نام سن بیٹھیں مگر جانتے نہیں کہ یہ نام کس جانور کا ہو اور اس جہل مرکب بقیام اہل سنت میں تو فرما دیا
 ہیں مخیر و یکہ تو ایک تجزیہ کی بڑی جس کھنڈ فرماں کہ نفی میت کو باہر ہو اور میں سوات گو تاگوں اور طبیعت بد خلق بہت بڑی کمالی
 بزرگی کی ہے جس مولوی احمد علی سہا بنوری و گنگوہی و دیگر مسکین جو میر جنت لافین وہ انھیں یہ بجز پیر میں فہم خوب
 جانتے ہیں نہ وہ ان مجبور و معتمد میں امام جلال الدین و ابن حجر کی فیاسک بطلان و فساد کی ثبوت میں جو کچھ لایا
 تا فی ہستی جامع میں نے نظار کی اور اسکو حال معلوم ہو چکا اب جو کچھ بیان جامع میں ان دونوں امام معنی مواصلی
 رد کردہ میں صاف ہوا اور اسکو معلوم کرنا چاہئے اور اسکو فہم درست برقرار کرنا چاہئے جلال الدین سچے علم نے
 اصل سولہ کے حدیث اس مردی یہی کی فرمائیے اور اس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ آنحضرت

بعد نبوت کے عقیقہ اپنا کیا تھا باوجود کہ وہ دروہا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیقہ عبدالمطلب سے حسب قانون دن
پیدائش سے کر دیا تھا اور عقیقہ دینارہ نہیں کیا جاتا تو یہ عقیقہ کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے شکر اور اس امر کا تھا
کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ تعالین پیدا کیا اور یہ شکر کے واسطے امت کے ہر مصلح و مدد دہنے نفس پر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے پس ہر انعام و شکر پیدائش باجماع انھوں و اعام طعام و خوراک من الفرائد و ابرار و سرت مستحق
جلال الدین کے گوارا کا پھرنے پر جامع برائیں گشتوں کا جیوٹا سب بڑی بات و بدایات و مضرخات اسکے اور میں یہ ہیں صحف
میں کلام و سخن و بیج کا ذکر تبارک و جماع و اعام کا اس میں ذکر نہیں کر میں بقی خود سب کے سب اور نزدیک بھی ایسے
جلال الدین کے اصل رحمت و کرامت و حرمت و انکار یہ باقی ہیں انتہی گشتوں کی خوب عقل سے متنی نہیں کر جب عقیقہ کا
نبوت ہوا تو عقیقہ میں جماع انھوں و اعام ہونا بہت و ذکر کی کیا ضرورت تھی اور تاریخ کے سبب کسی نے انکار کیا تو نہ
جلال الدین کے جواب میں دیکھو و امیاطہ فیہ کی خبر نہیں تھی کہ تاریخ میں انکار بھی موجب کرامت و حرمت گنا
کر چکر کر اسکے بعد جامع برائیں گشتوں ہی سے وہی رونما رہا کہ یہ عقیقہ خلق پر چکا بطلان اب یہی معلوم ہو گیا کہ نبوت خدا
اور شریعت کا یہ اور نہایت تھا کہ انتہام مزیں ہر دیکھا اور روشنی کا اسراف بنا کہ یہ اقوال بلا دلیل موجب بغض و نفرت
اسکان حمل نیک کر گیا قائل کو مخالف قرآن بنا فرما دینا و نفیس میں و انہیں اپنی جاد و سرور پر گشتوں کی سبب و انکار
یہ کہ ان کے ہر حال میں ضعیف موجب گلے نہیں ہوتی یہ قیاس اس کے کہ باقی لائق اعتقاد کہ ہوا کہ سراسر معلوم ہے کہ چونکہ
جلال الدین صحیح حدیث مشہور و عام و صحیح قیاس ہے اس کا حجت حدیث سے کہنا اسکے نزدیک محض تیراں ہے جلال الدین
سیوطی کی کتاب موضوعات و دیگر بہت سے احادیث جو دوسروں کے نزدیک موضوع و ضعیف ہیں و ان کا نبوت و دیگر ہر حق
محدود سے و کمال حجت پر ثابت کر دیا اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ جلال الدین کے نزدیک حدیث قابل حجت نبوی و جلال الدین
اس کے حجت پر جسے پس دوسرے کا ضعیف کہتا جلال الدین پر حجت نہیں ہوا و جماع کو صحیح حدیث و اصح حدیث کا نصف مسلم نہیں
اور جلال الدین کی تصانیف غیر عددہ ہیں کسی دیکھی میں ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کو قابل حجت نہ بیان کیا ہو و اور اگر وہ
ضعیف کے موجب عمل نبوی سے میرا ہو کہ واجب ہوا عمل کا اس کے ثابت نہیں ہوتا تو مسلم ہیں مگر جلال الدین فرما کتاب
حدیث ثابت کیا ہے و وجہ ثابت نہیں کیا ہوا و اگر ہزاروں کی عمل کی حدیث ایسے اباحت و استنباط کے طور پر کسی ثابت نہیں
ہوتا تو یہ غلط ہے اور ناشی عدم اطلاع علی التکلیف سے جو قول پر کتاب علامہ سنن و دین میں جو من احمد اندیعل ہر
افعالیہ و جہد غیروہ فی روایت عندہ ضعیف الحدیث عندنا اصغر زلے الرجال و ذکر ان حضرة الامام علی ابن
مذہب ابو حنیفہ ان ضعیف الحدیث و عندنا من الراوی و القیاس اذ الیحد فی الدین میں انتہی صغی خاتمہ الخ
قبل کان مذہب السانی ابن یحیی عن کل من الیحد علی ترکہ و ان ابو داؤد و کان یخرج الضعیف اذ الیحد

فی الباب غیر دو و صحیحی المرای ان حدیث سے حدیث ضعیف کا قابل عمل ہونا ثابت ہو جائے برہین گنگوہی کا مطلب
عمل تکلیف سداً غلط ہے اس شخص کو کہ خوف خدا سے ان کی حدیث نہ مان کر ہی حکم الہی مان کر لیا ہے جو زبان سے آجائے
وہی مسئلہ شرعی قرار دینا ہے لغوی و مبتدعین و فلک و اور حالانکہ حدیثات تکلیف مند و لوگ کے کہنے کی طاقت و استدلال و تفسیر
جاس رہیں کہ وہ کہیں اور یہ اعتراض جلال الدین سیکیورہ و دیگر حدیث کے معنی لغوی و شرعی دونوں کو سمجھنے کو ترک کر دیتے
مجازی لئے کہ دم شکر یہ کہ ہر سواد دلیل قوی محض احتمال سے ثبوت حکم مذہبی اس سے نہیں ہو سکتا ہے اب وہی شعر ہے
گنگوہی کا بیان صادق ہے بلکہ حق یہ ہے **بہدیت** شیران حق کے سامنے روایات و ثبوت بہ دلیل مذکورہ تکلیف الہی کے باوجود
اود بعد تسلیم معنی مجازی لئے حدیث کے کہ کہتے ہیں معنی مجازی لئے میں در صورت لغت حدیث کے کوئی مفہوم عقل پر
و غیر میں ہے اور سیوری لئے لغت حدیث سے عقلی کی ثبوت کو اس لئے یہ کہا ہے کہ احادیث حدیث کا نہیں ہونا چاہئے احادیث حدیث
شعر ہوا تو یہ معنی مجازی متعین ہوئی اور ایسی حالت لغت حدیث سے عقلی میں مجازی معنی مراد ہونا قرآن و حدیث و کلام
فصحی میں مستفہ و واضح ہے گنگوہی معنی مجازی لئے کو قبیح جانا ہے قرآن و حدیث کے معنی مجازی کو بھی قبیح جان کر رہی
بعدانی و نادانی لوگوں میں بخوبی ظاہر کر دی اور جلال الدین سیکیورہ جب لغت معنی عقلی و لغت لغوی نو و دلیل سلی جہا
محض احتمال سے نہیں لئے نہیں اعتراض گنگوہی کا ہی جلال الدین سیکیورہ سب کی کہ کلام جلال الدین کو بر گنگوہی
نہیں سمجھا ہے **چوتھا** اعتراض گنگوہی کا جلال الدین سیکیورہ ہی ضد برائی ہوئی ہے کہ مطلق کا مفہوم کہ ہے
جس کا اطلاق ہم اول بیان کر چکے ہیں کہ بدون ابطال غیر عقیدہ کی نفی مطلق نہیں ہو سکتا ہے چوتھا اعتراض جس کا
بھی سلف و کلام **پانچواں** اعتراض ناہنجی ہے کہ حدیث حدیث سے ناسخ و فاسخ عام و محدود و جمیع ثابت ہو
اور صحابہ اور تابعین سے یہ عمل کیوں نہیں کیا اور ان قروین کیوں متروک ہوا اور ان قروین متروک ہونا دلیل
اسکی ہے کہ اسکی کچھ اصل بھی نہیں ہے اور فاکہین کا اعتراض کہ اطلاق حکم شکر کو زمانہ و بہت عقیدہ کرنا بدعت ہے یہ اعتراض
اور کوئی امر قبائس ثابت ہوا اس اثبات سیکیورہ سے عقیدہ فاکہین کا اعتراض قائم و سیکیورہ کا قبائس مائل یہ تمام
خرافات جامع مزین کے سرسے ٹکے ہیں اور انکو لکھ کر ایسا نامہ سیا جامع مزین فرمایا کہ غریب بیان کر چکے ہیں کہ ان
فہم و لامبی جانتا ہے کہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تو موافق ہو کر فریاد کیے ان صاحب کو ضرور مسکرایا ہوگا اور شکر
وقت مسودہ کے ہونا ہے کہ ان صاحب کو کونسا لکھا لکھی انکو عادت تھی اپنے فروع کو لکھا یا ہوگا پس اجتماع و مسودہ و اطعام
ثابت ہے گنگوہی کا لگان حرف کہ ایسے مواقع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اجتماع و اطعام آنحضرت کو باطن نہیں
ہونا تھا یہ نہ ہونا محال عادی ہے اس عدم کا قائل کوئی عاقل نہیں ہو سکتا ہے جامع مزین ہیں جو تو مسودے اور کا
کیا اعتبار ہے اور نشر کے کے طور پر مقتضی احادیث و حدیث چاہی اود فہم سلیم ضرور ہے تاریخ حدیث کا انکار کسی دلیل سے

مفہوم ہوتا یا خاکہائی فی الزمان کیا ہوتا تو اس کا جواب بھی جمال الدین کے دیدار خاکہائی کے اصل مولود کا انکار کیا ہو کر نہ
 دست میں موجود نہیں تو اس کا ثبوت جمال الدین کے فرمایا اور خاکہائی کے قول سے ناجائز کا انکار بھی خیال کرنا نہیں
 جاسے ہر ایک کے پروردگار خاکہائی کے قول میں اس پر دلالت ہرگز نہیں ہے خاکہائی کے رسالہ میں سوال و جواب موزون ہیں
 وگرنہ شیخ سعید کا نہیں ہر اجتماع ماہ ربیع الاول میں ہر ایک سوال پر اور اس کا جواب خاکہائی کے فرمایا ہے کہ کتاب دست غیر
 بنام اس کی اصل ہر ایک معلوم نہیں ہے چنانچہ عبارت رسالہ خاکہائی کے یہ ہے اما بعد غائد فکرت سوال جماعتہ من الخیر
 عرف الاجتماع الذی بعلمه بعض الناس فی شیعہ وسیع الاولیٰ یسویہ المولد لہ اصل فی الشرع او ہو بدعت وحدث
 فی الدین وقصد فی الجواب عن ذلک میدنا وایضاح عن معنی افعلت باللہ التوفیق لا اعلم لهذا المولد اصلاً فی
 کتاب اللہ ولا مسند رسول اللہ کما تاریخ مسین کو وجہ بدعت قرار دیا خاصہ وایک اور خاصۃ اشئی لا یوجد فی غیر
 اور تاریخ کی وجہ ظاہر بھی صوم اشین واسطے شکر ولادت یوم معین اشین بن ہی کہتے تھے اور اس کی وجہ بھی حضرت
 صلعم فر ولادت گزارا صبح سلمین ہر مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین قال فیہ ولدت
 وفیہ اقبل علی شیخ عبدالحق دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ میں فرمان فرما کہ صوم اشین ہر تقدیر سبب ان شکر نعمت
 وجود حضرت صلعم وجود ہیں وشریعت اوست اشئی اس کے دن معین نزول میں ہر عادیہ شکر کرنا ثابت ہے اور خاصہ
 عادیہ شکر ولادت کا یہ ثابت ہے اور اس روز کو شنبہ کہ روزہ جو واسطے شکر نعمت ولادت وشریعت کو آغوش صلعم
 رکھتے تھے اس سے خصوصیت مشہر ربیع الاول کی یہی مفہوم ہے چنانچہ ابن حجاج رحمہ فرماتے ہیں اشار علیہ السلام بفضل
 هذا القہر العظیم بقول السائل الذی سئل عن صوم الاثنین قال لعلہ مطاوع فیہ تشریف هذا الیوم مضمر
 تشریف اللہ الذی ولذہما الخ اور عاقلین اس سے ہی تاریخ معین ہی جانتے ہیں جس تاریخ کو وہ دون بہت اخص
 تھا اس واسطے کسی عالم نے اس کے فرض نہیں کیا منکر برائتہ وایک کیا اعتبار ہر دو صحابہ تابعین کا یہ عمل نہ کرنا استحباب مستحب
 نہیں ہے خلاصہ یہ کہ کسی کو گنگوہی فرما کر کہ کیا ہر دو تو جان لینا کہ ایک یا دو بارہ آنحضرت صلعم کا ایک نہ کرنا بھی
 مثبت استحباب ہے والاستحب ما فعلہ النبی صلعم صرۃ او موقنین ویکرہ الخفی شاید گنگوہی یہ کہہ سکے کہ اس بات
 کہ بعد و ما احب السلف ہی موجود ہے جس کے بنائے کہ مستحب وہ ہے کہ فعل آنحضرت صلعم کو ساتھ محبوب جانا سلف
 ہی جمع ہو کر اور عمل ہر گورہ میں یہ دونوں امر موجود ہیں میں یہ قول ہی قابل مضحکہ اطفال ہو گا کہ جب فعل آنحضرت صلعم
 اعتقاد اسکے نزدیک اس وقت میں ہے کہ احباب سلف فعل آنحضرت صلعم کو ساتھ ہی جمع ہو کر معلوم جو اثبات کیوں واسطے فعل
 آنحضرت صلعم کافی نہیں ہے بلکہ احباب سلف کی ضرورت ہے یہ عقیدہ تو کسی منکر صریح کا ہر گاہ اگر ان ذات بزرگ سے یہ
 بھی کہ انہما کہ یہ تعبیر نہیں اس سبب طرح مختلف آنحضرت صلعم کو موجب دخول تاریک گویا کہ نہیں تو اس وقت یہ جانیں کہ

مخالف سبیل مومنین آنحضرت صلعم کی مخالفت کو ساتھ جہودت مفہوم جمع ہو کر دلیل و حجت نشانہ و اصولی
 و بیخ غیر سبیل مومنین لاکھ کر لایا و سے بطرح عبارت خلاصہ میں وادعہ السلف کو عطف سے جمع ہونا ضروری ہے
 مجموعہ پر حکم استنباط کیا کریں نہ ہر واحد پر اس طرح آیت میں بھی کریں اور شاید کہ کسی طالب العلم کو یہاں تک عبارت خلاصہ
 مطلب یہ ہو کر ہر واحد سے استنباط ثابت ہو جائے جس طرح ہر مخالف سے داخل ہونا کا استحقاق ہو جائے تو ہر مخالف
 ہی ہر واحد پر اعتراض باقی ہوگا کہ جب فعل آنحضرت صلعم تنہا نہایت پر اور عمل صحابہ تابعین پر استنباط ثبوت موقوف نہیں ہے
 تو مقابلاً یہ کہنا کہ عمل صحابہ و تابعین سے کیوں نہیں کیا اور ان فردین کیوں متروک ہوئے تو یہ کہ دلیل فعل آنحضرت
 صلعم اس عمل کے ثبوت کیلئے کافی ہے اور کیوں نہیں جائز ہے کہ عمل اسکا سلف میں ہوا ہو اگرچہ ایسا مشورہ ہو کہ
 کہ منقول ہو و سے اور عدم نقل فعل عدم بردار نہیں بجز عدم عمل سلف نہ کہ سلف جاننا کیا عدم نقل عدم عمل ہے
 اور ممکن ہو عمل نہ کر لی متعدد افراد ہو سکتے سبب سے سلف میں دو سر فرد پر عمل مدہ ہوا ہو اسلئے مقصود بالذات
 عمل میں فنا اور اس کی کسی فرد کے ضمن عمل میں آجاء و ہر فرد کا علیحدہ ثبوت ضروری نہیں ہے پس عمل سلف جائز
 لیکن گفتگوی غیرت فرد کے سبب سے نہ سمجھا ہوا فردوں صحابہ و تابعین میں نہایت کسی ایک کا اگر مقتضی اسکا ہر اسکی
 کچھ اصل نہیں ہے جبکہ اگر نہ فاسد گفتگوی کا ہے تو شرط امامت بخاری و سلم و نسائی و غیر جمہ کی ہی زمانہ تابعین میں
 تابعین اور دیوبند کا جملہ امتحان و دستاویز کیا ہی ان فردین نہ تھا اور ثبوت ایمان کے اقوال متنازع فیہ اگرچہ مجموعہ
 تھے و ایمہ بھی اوسکو کر فریق ان کل کی اصل کہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ دعوت ہونا چاہئے اور یہ نام ضلالت ماننا چاہئے
 اور خاکہ نیکا اعتراض جو گفتگوی میں تاخیر کر دے یا اعتراض کیا کہ حکم منکر کو نہ مذہبیت سے مفید کرنا بدعت ہے یا غلط
 محض ہے خاکہ نیک کے اقوال کا ترجمہ مع جوابات جلال الدین سیوطی کے اور برگزیدہ چکا ہو ان اقوال خاکہ نیک میں یہ اعتراض
 ہرگز نہیں یہ مسافت کا اعتراض تو گفتگوی وہم و شرب اوسکی ہی گویا کہ جو او را یہ اعتراض اعتراض وابتلع کیا جو انوف
 بدعید و ایمہ کا ہے اوسکا جواب بھی بغض خدا تعالیٰ بخوبی ہو گیا کہ تغیر مطلق اسمی میں برگزیدہ صادق نہیں ہے سلف
 سفارت پر تم کرن تو لو کی کون سننا ہوا خاکہ نیک نے جو اپنے عدم علمی اصل ہر کے مابین غبار کی ہی سواصل کا احوال
 وایں جیسے پیش کردی اور غفلت عدم تدبیر جو بدعت کا منہ ہر اکراست و حرمت میں خاکہ نیک کے گمان کر لیا تا اور وہ
 اکراست و بدعت ہونا مولد کا ہے کیا تھا اوسکا بناء فاسد علی الفاسد نہ تھا اور عدم انحصار بدعت اکراست و حرمت میں اور وہ
 و منتخب سراج ہونا ہی جو جس ثابت کر دیا پس بطلان زعم خاکہ نیک میں امین من الشمس کو یہ معلوم نہ فہم ہوا جو کسی و سرکار
 اوسہیں کیا کہ قصور ہے قیاس جلال الدین سیوطی سے تو بخوبی ثبوت ہو گیا گفتگوی اپنے عدم انقباض کے باعث مانند آدم سے
 کہ جہاں حق کے کلام پر فحش کرتے تھے اور جنوں کہہ دیا کرتے تھے و حشر کا بیان بھی انکو حشر معلوم ہونا تھا البتہ انکو حشر

جلال الدین سیوطی رو بہ تعجب برآید اور اعراض داخل فاکہا بلکہ حتیٰ بنائے ہوا و قیاس حق کو باطل اور باطل کی تہذیب بنائے
 اتنی غریب کہ کتب و کتابیں بھی خاک حال سکنا ہے کہوں تو اسے خاک بنا کر زمین کو بی بی بقیہ کہیں و خاک بولا آفتاب پر
 جلال الدین سیوطی کی اصل کے بارے میں تو مصداق شعر خطیر ہو گیا ہو کہ گل چرے گنجے یہ حصیہ بل لسان کر کے کر کے
 گنگوہی سر پہ کھایا و جلال الدین کی جلال کی تاب نہ لا کر رکھنا شامٹا کھایا اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے علم و فضل علی
 طوطی سر از دستان گلستان عقل و نقل کے متبادرین گلے سے گھسے کے غنہ کجہ اور نکاحا جانتا ہو مگر کوسے کے غافل
 فقر و غریب خوش الحان کے متبادرین سنا ہر شاہ یا تازی و سنات علی اور جس قسم و فضل سے واقع نہیں زبان
 حال اس کو کہ یہ واضح ہر انا صغیر الودعی اذ اما از دہمت و اذ انطقت فاقوا لہم لہ گنگوہی بھی ہوا جس جمل علم و فضل
 کو کٹر سے کہ ہاں سکنا ہے یہ سنگین طبع پڑھنے کے ٹھوکر کیا اٹھا سکنا ہے بقول افلاک ہے نہ سنا یہ زبان تنہا
 نہ اس سر زگر و شاہی ضرب یہ جب ہوا لڑکے کے مقابلہ تک پا چکا اور میدان مقابلہ کے نہ کر کے کہ اٹھنے تلک کی تاب نہ لایا
 اور علامہ بیانی دینی کی لپٹا اور بیانی اور مخالف جمہور کے موافقت و کھسک و فزون باطل کے کی قول اور سری اصل
 ابن حجر کی سیرت مصیبتیں میں ہر کر رحل شد علی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ یوم عاشورہ روزہ رکھتے ہو کہ یوم جہاد کہم کیوں
 آسنا روزہ رکھتے ہو سو دینے کہ اس روز میں فرعون مرتی ہوا اور حضرت موسیٰ کو نجات پہلی تو حضرت موسیٰ
 شکر آروزہ رکھتا ہوں ہم بھی کئی کتاب فرمایا کہ ہم حق میں ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے تھے پس آتے روزہ رکھا ہوسکا
 معلوم ہوا کہ بعد سنت جلال کے بعد سرور و شکر کرنا دست پر اب سو فیہ قیاس اسی درست نہیں ہے اول تو موسیٰ علیہ
 سابق بیان ہی کہ شکر و جود پر آجکا نفس مطلق سے ثابت ہو ہی پس قیاس لغوی و عربیہ میں شکر حکم نفس کے مطلق
 تعینہ کی طرف یہ قیاس باطل ہے انتہی اقوال کہ اللہ التوفیق وہی شعر گنگوہی پر نقاب پڑھتے ہو کہ گنگوہی پر
 حضریہ میل لسان کر کے ہو سکتے ہیں حجر مولوی رشید احمد گنگوہی کا اعراض اور قیاس کو باطل بنانا باوجود دیگر اس
 اس قیاس کو جلال الدین سیوطی و علاء الدین سیوطی و غیرہ علی محققین تسلیم کر کے ہیں عاقلین کیوئے سطر اس قدر کافی ہے
 کہ اس قیاس میں بطلان و فساد کی کوئی جہت تو محققین کی طرح قبول کرنے مان جامع راہ میں مانند سفیان و حنفیہ
 ہر کے یہ کہہ گا کہ یہ محققین متعصبین ہیں تھے اور بدعتی تھے اور اولاً شرعیہ سے اعراض کر تے تھے اور قیاس سے
 برآخلاف از ما و انھیں سے کہہ کہ خیر فساد و بطلان قیاس کے جائز کی بابت نہی ایسا یہود کلام سے جہد جہاد
 و سفیان و ابی حنیفہ ذکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دوسرے کوئی عاقل نہیں کہ کہ ہے اگر گنگوہی یا او کا کوئی جیل مانا ہو کہ
 مجتہد ہے خطا ہوتی ہے قیاس خارج و عاقلین جاتی ہیں کہ مجتہد کا غلط ہے مجتہد کو غلط ہے کہ اگر کسی کو غلط قرار دیا جائے تو اسے
 غلط قرار دینے کو اس قدر ہم بھی نہیں کہ عبارات علماء و فضلاء کا مطلب ہے وہ کہہ کر مجتہد کے قیاس کی خطا بیان کرنا

[illegible]

متواتر ہو کر کہ تو توحید امان و عدل بشر بنی برسانہ بیان ان علماء و محدثوں کے ساتھ جو اسلام کے ساتھ شرف و کبریا
 آنحضرت صلی علیہ وسلم نے نبوت شکر روزہ رکھا ہوگا اور علی حادثہ کہ جس سے یہ زعم فساد کر کے کسی وقت میں رسول کریم
 ہو جائیں گے کہ اگر کوئی غرض ہی جاس برائیں کی اگر علی حادثہ کی وقت میں ہوتا مافی دوسری نیت کی کچھ دوسرے وقت میں بطور
 رکھنا ہی دوسرے وقت مافی ہونا چاہئے اور فرصت کے نیت سے رکھنا جو جامع برہین بھی ہو کہ کئی ایسے اور پہلے شروع ہونا چاہئے
 ہر ایسے نیت اور اہل شکر بعد بیان مجھ کے روزہ رکھنا ہی وہی طرح جانا جائز کہ قبل بیان ہو کر نقطہ علی حادثہ بیان
 اور بعد بیان یہ نیت اور اہل شکر کو ہو گئی اور بعد منہجیت فرصت کی پہلی نیت ہونا جائز ہے پس علی حادثہ پر مرتب کرنا جامع
 برہین کا کہ یہ روزہ شکر نجات موسی علیہ السلام کو پہلے نہ ہوتا تاہم فاسد علی الناصب و قول سفایت و تقریر کا مسدود
 اس جامع برہین کو صحبت ہی علماء کی ہوتی تو جائز کیا کہ احکام شریعت انبیاء علیہم السلام کی جو سابق گذر چکی ہیں اور وہ
 نہیں ہوتی ہیں اکثر ثبوت کو وہ احکام پہنچ جائیں گے کہ احکام شریعت ماقدم کر میں ہو چکے ہوں گے نیت ثبوتیہ حکم کو کہ احکام
 اور ماننا اور کلام لازم و ضروری کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم ہی اوس حکم میں شامل ہیں اور یہ مذہب جہو خفیہ و الکبر و شافعیہ کی طرف سے
 کا علماء و محققین بیان فرما کر میں فقہ کرنا اللہ تعالیٰ و رسول اللہ کا وہ احکام شریعت ماقدم کو ہر بعد ان احکام کے اور
 اور دلیل ہے کہ شرع انبیاء سابقین علیہم السلام کی حکم ہی ان خطاب کے مکلفین کو وہ بعد از خطاب والو کو جو جنگ تاریخ
 ظاہر ہو کہ تسلیم و عمل اوس کرنا لازم ہے و رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے ساتھ قول تعالیٰ کے و کہنا
 علیہم فیما آتوا بالنفس والاعمال والعین والادف بالادف والافن بالافن والسن بالسن وجوب تھا
 پر جاری شریعت میں ایسی روزہ عاشورا کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کو جب خبر ہوئی کہ یہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم قاتل سنت رسولی علیہ
 کریم بنی نو فو یا کر میں احق ہوں ساتھ اسکے جائز کتب اصول میں یہ موجود ہے رسم الشہد و شہد العظیم میں ہے
 یہ موجود ہے بطور اختصار کے یہ عبارت میں و شرعی نقل کجائی پر انھما زانہ علیہ و علی آندوسل بعد المعش و غیر معش
 متعبدون بشیخ من قبلنا و یجب علینا العمل بامام بظہورنا شیخ لکن فیہ انہ شیخ من قبلنا لا علی انہ شیخ من قبلنا
 جہو و الحنفیہ والاکثرو الشافعیہ و طبریہ و شیعہ عند الحنفیہ قصہ رسول اللہ و رسول اللہ نہ شیخ من قبلنا ہوا
 و من ثم اجماع طریقہ معرفتہ انما رسول اللہ صلی علیہ وسلم لکن شیخ من قبلنا اصل اخصا مسائل صار داخل فی کتابہ
 لنا اول ان شیخ من قبلنا حکم اللہ تعالیٰ فیہ لکن الخلفاء الذین و جہو فہم من الخطا و بعد ما لظہورنا شیخ من قبلنا
 و لنا فہم الخلفاء الاجماع علی الاستدلال بقولہ تعالیٰ و کتبنا علیہم فیما آتوا بالنفس والعین والادف بالادف والافن بالافن
 والافن بالافن والسن بالسن و جہو القصاص فی شرعنا و لانا تاہم اصح من النبی صلی علیہ وسلم و جہو فہم الخلفاء
 حین نصران یھود و صومونہ اقامتہ موسی علیہ السلام قالنا ان حق بموسی آتھی اس کے واضح و واضح ہے کہ

[illegible]

اور تحفہ شان مسعود عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ ہے جسکو خوف خدا میں آنکھیں بند ہو گئیں نہ پہنچا دیا جو انبیاء
 دین و جان پر تو کبھی عاقبت نہیں شرم و حیا کا کام ہی کیا الغرض کچھ بھی ہو خواہ ایمان کے یا نہ ہے خدا پر ہمتان پر
 رسول اللہ پر طعن ہو مگر انوار علم کے روکے نام سے جیسے میں انوار کی عداوت نکلاؤں ظلمت میں ڈھلکی
 کہ قریب ہی جو دیکھو گے تم انشاء اللہ تعالیٰ اب ہم آواز بلند سنکر کی جانب خطاب کرتے ہیں کہ خواب جماعت پر چڑھنا
 اور شرب سفایت سے پریشاں رہیں اور شیران برہنہ تحقیق کے مناظرہ اور غبار کو تیار ہوں اس حکیم الادب کو
 اتنی خبر بھی نہیں ہو کہ علم و تحقیق کتب اصولین تقریر کر چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرب سابق نہیں قبل بعثت
 ہی لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقت خبر ازیم علیہ السلام کے بعد اس زمانہ میں کہ آدم علیہ السلام دریاں سے و جدی بنی
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء و رسل علیہ السلام کو یہ کفر عداوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطے آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم قبل بعثت کی حالت میں تابع کسی رسول کے نہ تھے اور بعد ازاں اس حدیث سے حکم الہی جو رسول کی
 جہت فی سلم الثبوت و شرح المختار اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد بعثت قبل بعثت شروع آدم و قبل بعثت شروع
 نوح و قبل بعثت شروع ابراہیم و قبل بعثت شروع موسیٰ و قبل بعثت شروع عیسیٰ والا مشبہ ما بلغ اعی قبل بعثت و بلغ
 من الشرائع لا قبل الا مشبہ بعثت لکن علی ان حکم اللہ تعالیٰ لاحکم ذلک لنبی لان اللہ تعالیٰ مع متوخی
 حول الخ بقول النسخ واجب علیہ و علیہ و اولیٰ و احبابہ الصلوٰۃ والسلام معصوم و ان کتاب الخ و ان
 الواجب ثم انہ کان نبیا و آدم بین الروح والجسد فلا ینبع احدا من الرسل الذین ہوں الخ لفاء لہ فلا ینبع
 الا من جملة انہ حکم اللہ تعالیٰ الخ نبی انتہی اس سے واضح ہے کہ جناب رسالت تاب صلی اللہ علیہ وسلم تابع کسی نبی رسول قبل بعثت
 بھی نہ تھے اور شروع خبر خود رسل پر عمل احکام الہی پر نہ تھے و حدیث نبوی لو کان موسیٰ جیا
 لما و بعد الا لمتالی سطر ظاہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات ظاہر میں اگر زندہ ہوتے تو بخیر شائع آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو انکو جہاد و گنجائش نہیں ہوتا کہ جامع برائیں اس حدیث کے خلاف عقیدہ رکبت عداوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت
 عاشوراء کے برکت میں تابع موسیٰ علیہ السلام کا نظر نہ کرے یہ مخالف قول خفی علماء فقہاء اصولین کہ اور یہ کہ حدیث
 مذکور کے برکت علی ہی انصافی و مخالف قول متقدم حدیث کہ سو کہ اسکا یہ قول بدعت ہوا اور اسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کوشش متقصص نہ کرنا اور ملازمین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تابع موسیٰ علیہ السلام کو مانا۔ یہ فائز بمقتضی
 ثابت ہوا یعنی مقتضی محبت ایمان پر کیا وجود قول مختار حدیث نبوی لوجود جو نیکی جو دال سبب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تابع
 کسی نبی کو اور خصوصاً موسیٰ علیہ السلام کہ نہیں تھے اور تابع ہونا ثابت کرے اور قول مختار حدیث سے لہذا اس کا
 لاصل و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم اور یہ قول جامع برائیں کہ کو کہ نہ شرور نہ نجات تھا جس سے واضح ہے کہ بعد روز نجات

اقلہ کان لیم عاشورہ یونانی غلطہ البصیرہ و مستخدم عید قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صومہ انتم ووسری
 روایت میں خالفوا البصیرہ پس آپ جو رکعت عید کی مخالفت کا حکم فرمایا جس کے موم عید کے خلاف ہو یا اور دخول حق ہو
 منکم بطریق الزام کے تھا کہ تم اس میں قیام مونی کے ہو تم تو برائے تھے نبی کی نایب ہو اور مخالف شرع و مکمل ہونے
 کو برائے و عوی اتباع ہمارا و قول ہے ان ہم متبع موسیٰ کے ہیں پس یہ الزام بخلاف وجہ صوم کی ہیں بہر حال یہ صوم غلط
 شکر و مسرور کا خواہ اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا بھیر قیاس کہ بجز یہ کہ جانا اور عجب ہو کہ ابن خیر سیالسیہ فرمایا کہ
اقول باشد التوفیق یہ جو کہا کہ مصابین کوئی نص نہیں کہ جو رکعت کے لئے سے آئے روز رکھا تھا اور بوجہ نجات
 موسیٰ کے رکھا تھا بلکہ اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ بعد سوال یہ جواب یہود کے رہا تھا کلام بخیر ہے اس لئے کہ لفظ فا غلط
 سار پر داخل ہے اور فار واسطے تعقیب کر کے کہ جزاء و معلول پر داخل ہوتی ہے فو اللہم و متوجہ لفاء للتعقیب
 علی سبیل التعقیب و فی الذکر منہ عطفاً لفصل علی الجمل خو قوله تعالیٰ فی الذکر فیما الشیطان عنہا فانہما
 مما کان فہ و ہوا و التعقیب فی کل شیء جبہ کتیرہ نوک فیصوم اعتبار التعقیب و کان اللہ یتھافت
 من السنۃ لانه لا یتکرر القرب فہ عرفاً منہ ہذا فلا بعد ہذا الترحی نزلہا عرفاً و انما کانت للتعقیب فدخلت
 فی الاجزیہ و لعلو ان فاما ان یکون عقب الفطر و العلة و کتیرا ما بدخل الحلال و منہ نحو و اذات حرامی لا تکرر
 فانت اولیٰ لہ انک آمن انہما **وقال** العلقہ کلجلی فی حاشیہ علی شرح الوفاۃ لان الفاء تدخل
 علی الخ کما انہ تعقب العلة کما فی قولک ضرب فاجح و اطعم فاشبع انہی ان عبادت ہو جزاء و معلول پر
 فام معلوم ہوا و اس محل میں کوئی صارف ہوا نہ دخول فار سے مانند معلول پر موجود نہیں ہوا و ظاہر ہے کہ جو
 کہ کہنے سے کہ تفرقت علم نے روزہ رکھا تھا اور فاری اور نبی کے قول سے جو اور گزند ہو بھی مفہوم ہے عدم تکلیف
 غیر بھوک کے اعتراض کو ساتھ تصدیق و حی باقوت و غیر مما کے مرتفع کر دیا ہے پس جب ظاہر لفظ فار و بیان نوی و احکام
 سو بھی مفہوم ہوا کہ یہود کہنے سے روزہ رکھا تھا اگر چہ تصدیق و حی کے باقوت کے سبب ہوا و شکر نہایت
 مستحسن ہوئی علیہ السلام و اس کے باعث ہو نا احوال سابق سے واضح ہو چکا ہو فار محسن میں جو جامع ہیں
 ہوا و ظاہر حدیث کے الفاظ سے حقراض کرنا ہوا و کثیرہ معنوی کر کے بھوک کہنے سے روزہ ترک کیا ہو اور جو جہان کے
 ترک کیا سنا تا و مخالف حدیث و اقوال کے ہو کر یہ بدعت ضلالت موجب ناکت ہو اور بعد سوال و جواب یہود کہہنا
 جامع مزین نسیم کرنا ہوا بھی بظاہر اس ہی بدولت کرنا ہوا و قیام میں تہی ہو کر او کہہنے سے کہ تھا اگر چہ
 تصدیق و حی ہو باقوت کے سبب ہو کہ ہر صورت خیر ہو و یہ روزہ رکھنا جہی ہوا انکار و کما سکا بہ و حرف ہے
 حکما رنگ جامع مزین ہے اور یہ جو اس جامع مزین تھا کہ اس پہلے حدیث خود صاف کہہ دی کہ اگر غیر غرض نہ ہو

عذر تہا پس احتمال دفع ہو گیا اور سرور باد بازی وقفہ اندازی ہے کہ یہ کہ اس جامع ہر ایسی کی غرض خاصہ
 و مراد کا سہرا کہ یہ روزہ بطور سرور ہو کر نہا اور یہ معلوم ہو چکا کہ علی عاونہ ہوا اس لیے کہ نہیں جانتا کہ بعد ہلال
 و جواب ہو سکے اور اصدیق اونی خبر کی خواہ ہوئی یا نہ تو اترا یا نہ سرور طریق سے کہے غیت اور اس کے نہیں کی
 اور بعض ائمہ ایک وقت میں ہو گیا تو بعد نسخ فرضیت کہ بھی تو آنحضرت صلم فرمایا کہ اس وقت کہ تم کہنے کا وہاں اور وقت
 میں بھی یہ غیت اور اس کے ہو گیا کوئی دلیل عقلی و نقلی مانع نہیں ہے صرف وہ جامع ہر ایسی اور جس کے ہم نہ ہو گیا
 بارہ میں کہ جو نہ گرجت مشرعب ہو کر اور اس کے طور پر کہیں کو مانع ہو گیا اور جسے اور یہ یہ تحقیق نام ثابت کر دیا کہ جو کہ اور
 شکر کر ہے یہ روزہ عاشور کا آنحضرت صلم نے رکھا تھا اور حکم دیا تھا پس نعم جامع ہر ایسی اجل ہوا اور یہ جو کہ
 اور احق ہوئی منک انبیا عالم و لو شکر اگیر لک سرور کا حکم تو اپنے ترک ہی کر دیا تھا علی موسیٰ علیہ السلام
 یوم عاشور وادعظمہ الحدیث جامع ہر ایسی نے یہ حدیث نہ صرف معنی حدیث کے کی ہے اور اپنے ذاتی
 و معلی سے باوجود قدان لیاقت و قدرت حدیث دانی کو بشرح حدیث کہ اپنے مذہب فاسد کے سوائے اس کی ہے
 اور حدیث کی غیر واقعی مراد لیکر آنحضرت صلم کو تابع موسیٰ علیہ السلام کا بتا تا ہے اس پر انصافی و مخالفت و نہ لایا
 شک کا نام اور یہ جو کہ معلوم ہو چکا کہ حدیث صحیح و اقوال اصول سے کہ آنحضرت صلم موسیٰ علیہ السلام یا کسی اور
 نبی کے تابع نہ تھے کسی کے شریعت پر جو قبل بعثت ہی آنحضرت صلم نے عمل کیا تو ان کو بھی اس کی حریت سے عمل
 کیا نہ اس حیثیت سے کہ وہ شریعت نبی دوسری کی ہے پس جب ثبوت اور اس کا بخوبی ہو گیا کہ آنحضرت صلم نبی ہو کر
 علیہ السلام کے ہرگز نہیں ہیں اور حدیث صحیح بھی اس بارہ میں آج بھی ہے تو ضرور لازم ہواستی حول آنحضرت صلم
 انا احق بموسیٰ عنک کے یہ فرار سے جاوے گا کہ بن احق والین ہوں ساتھ موافقت موسیٰ علیہ السلام کے نسبت
 تمہارے کے الفاظ عیسے یہ سوکتے ہیں انا احق بموسیٰ منکر ای موافقت اور یہ ظاہر ہے کہ موافقت موسیٰ علیہ السلام
 کی اس وقت میں ہو گیا کہ سرور روزہ آنحضرت صلم کا قرار دیا جاوے گا کہ موسیٰ علیہ السلام فرشتہ اور سرور
 رکھا تھا و لیکر اس حدیث میں دلالت واضح ہے اہل علم کے نزدیک اور حصول مقصود علامہ ابن حجر کے اور علامہ
 ابن کثیر کے اور اس میں سرور ہو کر کہنے پر بطور قیاس و استنباط و استقران ثبوت اس حدیث سے بخوبی ہے جامع ہر ایسی
 کوئی حاسد و ممانہ نہ آتا تو اس کا اعتبار ہے بعیت ائمہ بنی ہاشم بنو محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب علیہم السلام
 اور آنحضرت صلم کی نسبت جامع ہر ایسی نے یہ جو کہ سرور کا امر تو اپنے ترک ہی کر دیا تھا اور اس کے واسطے حدیث
 ابی موسیٰ شمس کی روایت کی ہوئی پیش کی جس کے معنی یہ ہیں کہ بعد ولیم عاشور کا تعظیم کرتے تھے اور اس کو عذر دیتے
 تھے تو آنحضرت صلم نے حتمی یہ کہ حکم دیا کہ تم روزہ رکھا نہ تھے خلاصہ ہر حدیث سے ثبوت و جو جامع ہر ایسی

نہیں ہونا ہر کس سے روکا اور ترک کر دیا تھا کیونکہ اس حدیث میں کوئی لفظ موجود نہیں ہے کہ وہ دلائل ترک سرور پر کرنا ہو
 اس میں تو روزہ رکھنا حکم ہے نہ نفرت صلعم نے دیا ہے اور سکاؤ کریں فعل و ترک سرور اس محکمین مسکوت بہ ان حدیث ما
 تقدم کسر و کثوت معلوم ہو گیا ہے چنانکہ لغات یا تصنیف جامع براہین کے ترجمہ مسلم بن دومری حدیث بروایت
 ابی موسیٰ بن جابر ہے عن ابی موسیٰ قال کان اہل خیبر یصومون یوم عاشوراء ینفذونہ عیداً و یلبسون
 فسادہم فیہ رجلین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموہ انتم یعنی یہو نہیہ روزہ رکھنے کے عاشوراء کے
 دن اور اور اسکو عید نہ مانتے تھے میں مقرر کے ابی حوریکو نور و لباس زینت بھنا کرتے ہیں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم روزہ
 رکھو گے یہی انھار سرور پر مفسوم نہیں ہے اگر اس فرمان سے کہ تم روزہ رکھو کوئی انکار دے گا تو اس کا خیال کرنا بطور مفہوم تھا
 کہ خیال کرنا اور تخصیص یا ترک سرور نفی یا عداۃ کے کہ یہ دعویٰ حدیث نبوی سے حاصل کرنا اور مفہوم مخالف الفکر
 حنفیہ کے نزدیک لینا جائز نہیں ہے چنانچہ تب مولیٰ اس مسئلہ میں اور بعض کتب فقہ میں بھی موجود ہے قال فی وہا
 فی صفحہ ۱۱۲ والمقاصد جمع مفہوم وہو دلالة اللفظ علی شئ مسکوت عنہ و هو متضمن مفہوم الموافقة و هو انک
 المسکوت عنہ اعمیٰ المذكور موافقاً للنطق ای المذكور فی الملک لادالة التمیٰ عن انما ینفی حرمۃ الضرب
 و هذا یعمی عندنا دلالة النص و هو معتبر اتفاقاً و مفہوم الخافۃ بخلاف وہو اقسام مفہوم الصفۃ و الشرط
 و الغایۃ و العدول اللفظ و معتبر عند الشافعی الامفہوم القلب فی التحری و الحنفیہ ینفون مفہوم الخافۃ
 بانساق کلہم الشارح اعرف فافاد ان فی الروایات و نحوہا معتبر بانساق حقی مفہوم القلب و هو علی تعلیق الحكم
 بجانہ کہتوں صلوة الجمعة علی الرجال احوار فہم منہ علم و جن صالح النساء العید و فی شرح الفروع عن شمس
 الائمة الکبریٰ ان تخصیص الشیء بالذکر لا یدل علی نفی الحكم علی ما عدلہ و فی خطابات الشارح انتہی اس عبارت
 ہوید اور بعد اہر کل امثاریع من مفہوم مخالفینا درست نہیں حنفیہ کے نزدیک خطابات شارح میں تخصیص ذکر شعی
 دلائل نفی حکم عداۃ نہیں کرتا ہے جس اس حدیث سے ثبوت ترک و نفی سرور بطور مفہوم مخالف فکرنا اور تخصیص مکرصوم کو دل
 اور ترک نفی سرور کے ساتھ حنفیہ کے نزدیک درست نہیں ہے اور کیونکہ تخصیص مکرصوم نفی سرور بر دال ہوگی اگر تو صحیح
 و درست ہو جاوے تو لازم آئے گا لا الہ الا اللہ تحفۃ الرسول اللہ من جو تخصیص ذکر محمد رسول اللہ کرے یہ دال ہووے
 حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور آیت لا تا کوا الیہا افعافا مضاعفا میں نہ ہو اور جبہ حرام ہو اور وجہ سے
 کہ حرم ضرور اسکا قائل کو نہ توفیق ہی ہو گا پس جب واضح ہو گیا کہ حدیث مذکور میں دلائل اور ثبوت مطلوب جامع براہین کے
 پر ہرگز نہیں ہے اگر یہ حدیث ابی موسیٰ بن جابر کے انھار سرور و عید بالغرض لائی جاوے تو انھار و نور و نور و لباس زینت بھنا کر
 ہووے غیر کہ بھنا کرے متوجہ ہو گا نہ انھار سرور کا اور یہ حکم و جامع براہین اور اس کے ہم مشہورین معاذین کے مفہوم

نہیں جو حدیث ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما لفت یہود کے مفہوم میں تو یہود خیر کے مفہوم میں جو چنانچہ حدیث ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما کے
 نقل کی ہے اس سے اہل خبر کی نسبت اس حدیث کا رد و ظاہر جو اورنگزیبی نے جو حدیث نقل کی ہے وہ حدیث مختصر اسبی
 حدیث کا جو ہم نے نقل کی ہے اس کے حدیث میں مراد یہ یہود خیر ہیں اس حدیث میں اور میں نے مخالفت یہود کے مفہوم میں اور
 تو اہل خبر کی مفہوم میں اہل حدیث کی چنانچہ قول قرآن عبادت جمع انہما سے یہ واضح ہو جائیگا تاں تفسیر ہو گیا اس کے رد و سری
 روایت میں جو مخالف یہود میں اب یہود کے عید کی مخالفت کا حکم فرما چکے کہ صوم عید کے خلاف ہونا ہے اس سے اس لیے غیر
 و ناشی عدم اطلاع علی الکذب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اقرار نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنحضرت عید و سرور کے مدین
 مخالفو یہود پر گزشتہ فرمایا یہ جامع برائین اس لیے اہل قاضی کے صفحہ دو تو مستہجن کہنا ہے (کہ عید عاشوراء کو بخاری
 و مسلم کی حدیث صحیح ہے کہ غیر عالم علیہ السلام نے رد کیا ہے اور مخالفو یہود و میں بارشاد فرمایا) و یکو یہ جامع برائین نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اقرار کیا کہ عید عاشوراء کے مدین یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی ہے اور بخاری و مسلم کا مخالفو یہود
 حال یا اگر بخاری و مسلم میں رد عید عاشوراء کے بارہ میں یہ امر اہل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ہو کہ موجود نہیں جو مخالفو
 جامع برائین کا یہ متصفین علماء کو جا کر بخاری و مسلم کی بحث عموم عاشوراء میں سکون دیکھیں ہرگز یہ الفاظ صحیحہ اور نہیں موجود
 نہیں ہیں پس کذب ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جامع برائین ایک حدیث سے بخاری و مسلم نے ہم سترہ لوگوں پر اتنا بھی ہر ایک کفر
 یہ واقع اس میں برائین لکھو گی کی نظر سے لکھیں ہیں یہ دلیل حکم اس امر کی کہ بخاری و مسلم میں مخالفو یہود عید عاشوراء کے
 بارہ میں نہ ہونا اس میں جامع برائین کو معلوم ہوا اور باوجود مذکور ہونے کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارہ میں نہیں فرمایا اور یہ لوگوں کی
 اس بارہ میں بیٹے عید عاشوراء کے رد و بارہ میں ارشاد فرمایا تاں ہر ایک اس سے نفی دیا کہ کذب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر ایک جس حدیث
 حدیث نبوی مروی صحیح ہے ازان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من تعد علی کذب فلیتق امم تعد من الناس فی
 جو شخص قصدا جھوٹ بگوید تو چاہے کھوئی آگ سے بناوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ متجدد ہونا اگر حال جائز ہے
 تو کل علماء و کثر دیکھ کر جو اور اگر جانکر نہیں جو خوشی اور حمد جو نبی و الزام الحکم میں ابی العالی کے نزدیک بدون حال
 جائز کی بھی کفر ہے قال النووی فی شرح صحیح مسلم و التائید تعظیم تحريم الکذب علیہ صلی اللہ علیہ وسلم فانه
 فاحشة عظيمة و موقته کبيرة و لکن لا یفر بهذا الکذب الا ان یقل هذا هو الشیء و من هذا صلی اللہ علیہ وسلم
 و قال الشیخ ابو محمد الجونی و التائید الحکم میں ابی العالی من ائمة اصحابنا یکتفون تعد الکذب علیہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و مسلم انہی و هكذا فی شرح بخاری العکرمی و کی حدیث کے مخالفت کا حکم فرمایا کہ اور عید کو مخالفت عموم ہونا جو اورنگزیبی
 بتانا جو اپنے فہم غاصد و فاسد بتانا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول جو عید بیٹے سرور کا جو شایع غیر نبوی منسوخ ہونا اور
 باین معنی مخالفت کرنا کہ سرور کسی قسم کا اہل اسلام نہیں ہرگز مفہوم نہیں اور تمام یہود کی مخالفت کہ او نہیں حیرت منورہ کو یہود پر

[illegible]

نہیں بلکہ الزم کو نہ عمل و موقع ہونا جو کہ وقت و دلیل الزامی بیان کجانی ہے اور کس چیز کے ساتھ الزام رہا جائے یا امام
 ابن ابیہم فتح القدر کی حلیہ ثانی صفحہ ۵۸ میں فرماتے ہیں کہ الزم بعد استدلال کے ہونا اس لئے کہ حقیقت اس کی ہے
 الزام کی نقص نہ جب حکم کا ایسی چیز کے ساتھ جس کی حقیقت کاظم عقیدہ نہیں ہونا جو اور نقص نہ جب حکم سے غیب ہونے کی
 محض ضروری و واجب نہیں ہوتی مگر بطریق عدم قائل الفصل کے اور یہ اور بھی وقت میں ہو گا جس چیز کے ساتھ نقص کرے
 وہ اس کے نزدیک بھی صحیح ہوگا والا تو امر ایسا ہو گا کہ استدلال الازم حقیقتہ نقص مذہب خاصہ یا الاعتقاد
 الملزم صحیح والا ہو گا کہ نقص مذہب خاصہ فقط یوجب صحت مذہب فساد الا بطریق علم الغالب بالفصل و
 لا یکن الا ان کان ما نقص بہ مما یستقامحھا انتهى بعد الحاحہ پس جب الزم کا حال معلوم ہو گا تو جاننا چاہئے کہ
 یہ عمل تنازع و مناظرہ کا ہو گا یا حدیث سے ثابت نہیں کہ آنحضرت صلعم فرمود کہ جو شخص ظہر کی ہر دو رکعتوں میں حق پڑا وہ اس کے
 لئے ایک سو تین بار الزام آنحضرت صلعم لگوا دیے چنانچہ جو یوں کہ آنحضرت صلعم کی محبت محققہ نہ ہوں اگر لنگوی یا کوئی کجا بیجا نہ کہے
 اور محبت کی غلطی سے فریقین میں حاصل ہو تو ثابت ہوگا کہ جو الزام کو اس لئے ہونا ہے نہ قبل امام ابن ابیہم یا بعد ان محلیں جو جو ہیں ہر دو رکعتوں
 جہات و غایت و عدم اطلاع و غایت و ثابت ہو جس جب الزام ہونا چاہئے تو یہاں سے تو یہاں سے اور ہر دو رکعتوں میں حق پڑا وہ اس کے
 ہو گا کہ ہر دو رکعتوں میں حق پڑا وہ اس کے ہر دو رکعتوں میں حق پڑا وہ اس کے ہر دو رکعتوں میں حق پڑا وہ اس کے ہر دو رکعتوں میں حق پڑا وہ اس کے
 فاسک کہ جو یہ کیا جانا ہو کہ بنی عرب ایسا فرماوے یہ تمام جمہات و مقامات ساتھ ہر اسے بنی کیا جو جہاں بطلان نہیں
 من الشمس اس کے کہ جب امر یا مقدم کا فساد ظاہر ہو گیا یہ جہات خود معاملہ و باطل ہو گیا اور قیاس بنی عرب پر موجب کرنا ہی ہے
 و غایت کر سیکے یہ حد یا ہر دو رکعتوں میں حق پڑا وہ اس کے ہر دو رکعتوں میں حق پڑا وہ اس کے ہر دو رکعتوں میں حق پڑا وہ اس کے ہر دو رکعتوں میں حق پڑا وہ اس کے
 قیام کیا اور کیونکر موجب کرے و باطل تنازع ہو کہ وجود محکم و فقدان وجود بطلان جب یہ قیاس موصوفہ چچا ہو کہ انوال
 سر معلوم ہو گیا ہو اور جامع ہر دین کو علم و انصاف کا حال کہل گیا ہو اور جامع ہر دین کو قیاس بنی عرب کو اس لئے قیام ہو کہ
 اس میں علم و انصاف نہیں جو محکم قیاس کے و انصاف ہو کہ اور عقیدہ یا حدیث کے تاہم جو کہ اور کیونکر اقرار محکم قیاس کے
 اور قیام ظاہر ہو کہ اس کے پیشوایان مولوی و محلی وغیرہ کہ یہ خلاف و اور لنگوی ترک اتباع ابو ابیہم و ابو کا نہایت
 دشوار ہے جس طرح پہلے لوگ توحید سے قیام کرتے تھے جن کی بقول خدا تعالیٰ فرمانا یجعل الاعداء لھا اولاداً و
 شیعہ شیعی عجاوب یعنی کہ اگر خداوند اور کردہ بنی مسلم کے اور ہو کہ جو تمام معبودوں کو اس لئے کہ حفظ الیک و معبود ہونے کے تو
 ہی عجب بات ہے اس لئے کہ یہ جاری متبعین کے خلاف ہو اور بطریق قیام کیا تھا اس کے رسول منذر اور دیگر جس کے لئے
 اس کے لئے بل جیسا کہ ان جب اہم منذر و ہم فعال الکافون ہذا شیعہ عجاوب ہے قیام کیا کہ تھے بنی
 منذر سے اہل باطل اہل حق کے انوال سے قیام کرتے تھے قیام کے جامع ہر دین کو قیام کیا کہ تھے بنی

اس قعیب کسی مسلمان کو نقصان جامع برہین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا جس برہین ابھر کر بیان میں منہ ڈا کر دیکھ کر حجاب
 اور سب طعنا قعیب امکان کذب باری تعالیٰ پر محض لاعلمی سے جو یہ جانا پر نول کتاب میں باوجود امکان کذب باری تعالیٰ کی
 تمام اہل اسلام بلکہ عام عقلا، حکما و دہریم پر عقوبت و تکیا پر غروب واضح ہو گیا کہ کسا حیل نواری کی لاعلمی ہے یا بن حجر کو حل نہیں
 کر سکتے اس گنگوہی کی لاعلمی ہے **قال** جامع برہین فی شقرا اگر کوئی تسلیم بھی کرنا تو عادہ نفس شکر یہ معین نکلنا فاکتا
 کو رواہ عن ائمتہ سے سو بہت اجماعی کذب ہوتا تو اب بھی رتق نہ ہوتا ہر حال اول اس حدیث کو اصل جو نہیں ہی کلام پر کر کے
 اس کے عادہ شکر و سرور کا یوم معین میں نہیں نکلنا اگر معلوم ہو کہ تاہم قیاس کے بطلان کی وجہ معلوم ہو چکی اور رسول اللہ
 کو تو کسی وجہ پر مفید نہیں پس محض ہو کہ جو زنیوہ میں حجت خیاں سے بھی کچھ ثبوت نہیں لہذا صحیح اربعہ سے بدعت ہونا اس
 کا محقق ہو گا فسد کتاب کو نقصان کے اقوال فی معنی کو دیکھنا چاہیے **اقول** وابضہ موقوف جس قدر رویہ مایان و اولیٰ
 جامع برہین انہیں بکا بطلان واضح ہو گیا اور عادہ شکر و معین میں ثابت ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ قول فاکتا سیفہ
 کوئی دلیل شکر نہیں اوستے جو انکار کیا تو اسکا جواب الہی میں دلیل نہیں بلکہ بدعت جو قرار دیا اجتماع کو تو واسکو معنی
 اس غلطی فاش پر کیا کہ بدعت کو منحصر حرام و مکروہ میں کیا اور اس مختصا پر کوئی دلیل ناوستے پیش کی اور شرا
 فی الواقع کوئی دلیل اس مختصا پر موجود ہے بلکہ قابل مجتہدین محققین جو کہ کوہ پر اور اوستے بطلان مختصا بدعت کر کے
 و حرمت میں معلوم ہو گا اور ظاہر ہو گیا کہ بدعت واجب و مستحب و مباح بھی ہوتی ہے پس اعتراض فاکتا بکار گزروا دی
 نہیں ہر سب سے دستہ جھڑپے قول فاکتا فی اس کو کسی ہی زمانہ میں اور بعد زمانہ اس کی کو تو جائز کر اور اسکی طرف انتفاع
 اور اس کے خلاف بلا دلیل کا اعتبار کیا بلکہ اس کو محققین نے بڑے زور شور سے ساتھ رکھ کر دیکھا ہے لہذا اقران کرنا
 کہ بعد کسی محقق و منصف و ناصح فرما کر کیا اور تمام ملکوں اہل اسلام میں اس مغل سبار کا شیعہ ہوا اور ظاہر حال فاضل
 فرما سکو جائز کہہ چکا امتحان دلیل شرع و مانند اجماع اصطلاحی کے حجت ہے اگر اعتراض کا فاکتا فی پر کوئی دلیل بھی قائم
 ہوتی تب بھی بعد حدوث اتفاق محققین و امتحان حکمین صالحین کچھ جو محقق بالاجماع پر خالی فی نور الانوار سے منصف ہوا
 و تعامل الناس ملحق بالاجماع انتہی دلیل فاکتا نیکو باقی رہا و یغافل اتفاق و استحسان نہ ہونا ظاہر ہونا پر شیعہ
 ہوا اور گزرا چکا اور اور ورنہ وہی مسئلہ فاضل منصف فی گزرا چکا ہوا اجتماع فقہاء ائمہ صابر علی شفیق قول و احدی
 قول ہم یکون خلافا لا اختلاف انتہی جس طرح واضح ہو گیا فضا و مصاص قول فی اتفاق اختلاف نہیں ہر خلاف ہوا و خلاف
 صحیح ہی اور حجتا سے اور واضح ہو چکا کہ اسے دلیل ہونا پر اور شیعہ نہیں ہونا پر اور محققین حاضر ہونا علماء و فاضل و کاروان
 اگر ناکسی کا بھی قول لا علی قاری سے اور گزرا چکا پر اور یغافل ہوا قول بعض صحیح ہونا اور قوی قول بعض صحیح ہونا
 اور مخالفت مجبور سے عاقبت و انجام بخیر نہیں اور معلوم ہو چکا کہ اس قول فاکتا نیکو معتبر و قابل انتفاع ہونا مجبور ہونا اور کو

اعراض کا کیا کرنا جامع میں جیسے وہی کام جس کی فہم و عقل مختص کا حال عجیبی ظاہر ہونا چاہتا ہے اور عقیدہ ایمان کہلتا ہوا
 ہر حدیث نہ کہ اصل ہونا اور احادیث شکر و سجدہ کا ثبوت ہی بخوبی معلوم ہو گیا پس جس کی اصل جو نہیں کلام ہونا جو
 جامع میں کہتا ہے اور جو ہم فقہین احادیث شکر و سجدہ کا اوس کے نکلنا جو بتا ہے سب کا بغفلان واضح ہے اور قیاسی کا کونسا ہے جو
 اس گفتگو میں پیش کی گئی اوس کا باطل ہونا اور عدم فہم معانی عبارت علماء اور سخت عبارت نہ صحیح و قاطع ہو گیا ویرانہ
 ظاہر ہو گیا پس قیاس محفوظ معنیوں بطور ان کے رہا اور مولود و وجہ عقیدہ ہونا قیاس کا حسن و جہ ظاہر و کوئی غبی جہالت
 عقیدہ تھا تو اوس کو اپنی عقل فہم پر ہونا چاہئے اس میں ابن حجر و جلال الدین شیخ ابو دوسرے کسی سنا کا کہ قصور معاندین
 تو بدیہات و قطعیات و ضروریات کے ہی انکار کر رہے ہیں اور اولیٰ قطع کا عقیدہ ہونا تا قیاس جامع میں ان کو دیکھ کر غیب
 قیاس ابن حجر و جلال الدین شیخ ابو دوسرے کا عقیدہ ہونا بلکہ ضرورت کے عقین نہیں تا تو کیا بڑی بات کا کوئی مسلمان مستغنی ایسا کہ
 تو اوس کے عقیدہ و تابع کے کہ قیاس نہیں اور جواز قیاس کا ثبوت جہت قیاس کے بخوبی ثابت ہو اور جو کہ وسادہ اس میں ثابت نہیں
 تا قیاس میں پیش کرتے ہیں اور تمام کا بغفلان اور سہل و سہو کی جگہ احادیث کے کچھ ضرورت نہیں ہے اور جو جامع میں پیش کیا کہ لہذا
 شیخ ابو دوسرے ہی میں اس پر وجہ تحقیق ہو گیا فائدہ الحرج اب مولف ان کی بعضی کو دیکھا چاہئے اس کے بعد ہم اب اگر جامع میں
 کہ سہل کی انتہا نہیں ہے اب ہی جلال الدین شیخ و ابھی جس کے قیاس میں وسادہ میں پیش کر دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ
 اب قربان کہیں کہہ پیش کی گئی اوس فاش اٹھایا اور ترک بحث کیا ہی اور جو کچھ وجہ ہوا اور قیاس کی سہل سہو وسادہ ثابت ہوا
 اور کوئی دوسرے اوس کا کارگر نہواں کہ جس کے مقابل ہو کر اور جہاں میں سہو و کرسچن و درموض ہوا پس ایسا سہو و کرسچن
 ہو گا اور قیاس سے نہ مال و فراوانی و سہو و کرسچن کے کچھ اور دوسرے بحث میں تحقیق ہو گیا اتنی فہم نہیں اور سہو و کرسچن
 نہیں کہ اپنی کوئی آیت و کوئی حدیث و کونسا اجماع اور کونسا قیاس نہیں کیا ہو و نہ تحقیق ہو گیا سہو و کرسچن کے کچھ اور دوسرے
 بحث ہوتا ہے تا ہر راوی طالب علم بھی جانتا ہو کہ شیخ ابو دوسرے قرآن حدیث و اجماع قیاس کے ان جہات میں ثبوت کسی چیز کا ہو
 جب یہ کہنا سہو ہونا جو کچھ اور دوسرے کے تحقیق ہے اور جب چاہوں ثبوت نہیں تو شیخ ابو دوسرے کے ثبوت قیاس کی کوئی دوسرے
 جہت تا ہر گفتگو ہی تو بحث ہونا تو ایک سہو ہی ثابت نہیں کیا ہو جائی کر چاہوں کہ ثبوت کیا ہو کہ اجماع میں یا اوس کا کوئی
 جہل نہ کہ کسی جہات میں تحقیق میلاد ثابت ہوئی تو چاہوں کہ ثبوت نہ ہو گیا ہو و نہ اقول نہ کہ کسی کو تو کو جواب
 میں کیا جاوے گا کہ یہی سہو و کرسچن ہے کہ کسی دلیل کے کسی چیز کا ثبوت ثابت نہیں ہوا تو اوس کے عدم حواثات ہو گیا و کچھ
 یہ عقیدہ ضرور کہ عدم ثبوت لفظی لا یشترک فی ثبوت عدم محمد میں کے نزدیک ہی مسلمہ ہے کہ عدم ثبوت حدیث سے ثبوت عدم
 حدیث لازم نہیں آتا اور اس سہو و کرسچن سے سہو و کرسچن حدیث کا حکم نہیں دیا جاتا ہے چنانچہ قول زرکشی کے یہ سہو و کرسچن جامع میں نہیں
 کو اس قدر عام و فہم کہاں ہو کہ یہ سہو و کرسچن کے لہذا دل منت و جماعت کا تو کوئی طالب علم ہی یہ سہو و کرسچن کا طریقہ نہ ہو گا اس میں سہو و کرسچن

متحیر و پریشان نگردد جواب این بڑا عاجز ہو کر مختصراً کہ صرف ۳۰۰ امین مؤلفان اور سماع کے متعین زبان درازی کرنے لگا کہ
 مؤلف کو بکل ہوش نہیں کہیں اور لنگوی کہیں لگا کر یقیناً و قطعاً یہ محفل آیت سے خارج ہو گیا سبب قیود غیر شرعیہ و غیر شرعیہ
 حیات و مرگ ہی ہوں ان اگر تمام قیود و امور غیر شرعیہ وضع ہو جاویں تو بزرگ آیت جن یہ محفل داخل ہے وہ سب دیکھ
 بلکہ سب بارہ چڑھ جاوے جب ہی وقت نہیں ہے یہ قول جامع برین تو کبک عبارت دولتی کی دکر کی واقعہ منالندہ
 بقرۃ الملوک فی المناہج مع اشغالہ علی المناہج للعلیہ ایمان ثواب فلا تالی حضرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 بعد کہا کہ منارہ بر شہدین وقت نہیں بلکہ احتمال بعد غناء کہ سبب قیود کا لینے منارہ بر شہدین مؤلف کا ملود کو کہ
 رفعت میں داخل ہو کر متعین و غیر متعین ہوتی ہر وقت اول و تیسرے وہ محفل معلوم ہوتا ہے اور وہ کلام کی خدمت انہیں
 میں موجود ہر اور آیات و حرات کہ جواب میں جامع برین فرماؤں کہ بہت کدانیہ صیغہ آیت نہیں ہے جس سے
 ممنوع و بدعت ہونا ہوگی کہ مسئلہ ہو کہ معلوم ہوا ہے کہ مؤلفان اور کو کہا کہ مؤلف کی عقل تمام کو دیکھا ہو کہ جواز سے
 دکر فخر عالم کو یہاں تا بہت کرنا ہوتا ہے کہ مراد سے بخیر کہ وہ اس کے معنی میں جیسا ممنوع ہونا منصوص ہے اور تا بہت اول
 ہونا جو مؤلفان اور نے دکر کیا ہے سو جامع برین فرماؤں کہ دکر کو نہ تنگ کرنا کہ سبب لکھنا کہ ان میں مؤلف کی فقط بعضی ہے
 ان روایات معلوم ہوتا ہے کہ ہر وقت عاشق فخر عالم کا غائب بار دکر کا کہتے ہو کہ یہ ادعا دکر تھا وہ عین محبت تھی
 اس دکر میں غلط کیا بلکہ ذمہ دکر کی فراموشی وہ ممنوع تھا یہاں اس مسئلہ کے متروکات و مذمومات جلا شیعہ جو سو قیود و بدعت
 مجلس ہر بدعت کی مذموم ہوتی کہ مؤلف کو کہ نہیں ہے ہر جواب جامع برین کہ مؤلفان اور کے لکھنا دکر جس کلام و فخر حیات
 برین کا ظاہر ہو مصنفین خود جانیں کہ یہ جواب نہ موافق عقل نہ موافق نقل کے بلکہ ایک نہ بیان ہو جیسا کہ آیت قرآنی
 و عبارت تفسیر و غیر کے جامع برین سے صادر ہوا ہے اور خدا تعالیٰ اپنا ادب و بزرگاری کہ کرنا کہ اس سیدہ امت بزرگوار
 جیسا کہ مؤلفان اور بر شہد کا نظارہ ہر طریقہ و خواہش کا ہے جامع برین سبب قیود و غیر شرعیہ و کلامی عقل کو آیت
 مذکورہ سے خارج یقیناً و قطعاً کہ مسلم مسجد و کتب پر کھل کر کہ سبب قیود خارج ہونا جامع برین ہوتا ہے اور یہی اصل
 مرکب ہے کہ یقیناً و قطعاً خیال کرے تو یہ خیال بر احتمال جامع برین اور دوسروں پر بہت نہیں ہے کہ نہ کلام سبب قیود و غیر شرعیہ
 کو کتب ہو کہ وہ مالکات و مشروبات کو کتب ہو کہ دوسروں کو نزدیک جو بعض نہیں وہ مالکات و مشروبات کتب ہو کہ دوسروں کو
 اور دوسروں کے نزدیک وہ یقیناً و قطعاً کہوں کتب فرماؤں کہ محفل قیود و اجتماع و تالیع معین و غیرہ جامعین کلام
 غیر شرعیہ ہرگز نہیں ہیں یہی اور بزرگوار ہے اور قیاس کمال الہی سبب و بدعت ثابت کر دیا ہے اور دوسروں
 کا مسلم ہونا بطلان ہو قیود سے واضح ہو گیا ہے پس قیود و محفل کو غیر شرعیہ قرار دینا اپنی طرف سے شرع بنانا اور دوسروں
 شایع ہو گیا کہ ناہر جامع برین کو خود نہیں شہد و کتب غیر شرعیہ شروع ہوں اقامت دلیل غیر شرعیہ و بدعت کی طرف ہے

قول سے جو مولف انوار پر حجت نہیں کر سکتا کسی مسلمان پر حجت نہیں ہی بناتا ہوا اور اس سے خارج ہونا محض کا آیت سے
 بنا کر تا ہوا اور مولف انوار پر طعن کرنا ہر الفرض قبول کا غیر مشروع ہونا مولف انوار کے مسلمات پر بھی نہیں اور نہ کسی دلیل
 قابل قبول علماء نے قول سے ان قبول کا غیر مشروع ہونا جامع ہر میں سے ثابت کیا ہوا اور نہ اقوال علماء موسوعین محققین سے
 پیش کر کو میں جن سے غیر مشروع ہونا قبول مذکور ثابت ہو جاوے اور خاکہ ایسا قول جو اس نے جن میں کیا تھا اور اس
 قول کا بمقابلہ جمہور محققین کا قطع الامتبار ہونا اور جمہور کے مقابلہ میں اس میں فتویٰ دینے سے جاہل و فاسق اجماع ہونا
 اور اس کے قول فی الغفہ کا دلیل شکر نہ ہونا اور نہ مذکور ہو جاوے ہر قبول مذکور محض کا غیر مشروع ہونا کس طرح مولف انوار
 دوسرے اہل حق کے نزدیک مسلم ہو کر اور اس میں خروج محض آیت مذکورہ سے ہو کر پس بلاشبہ آیت مذکورہ میں
 محض داخل ہوا و فہم جامع ہر میں ہر حق میں ہر کلام دلیل اپنے مدعی کا ثبوت کرنا ہوا اور لازم مالا لازم ہونا چاہتا ہوا و فہم
 الزم کسی دہائی پر حجت ہو جاوے جامع ہر میں کے فہم و لکھو حجت شرعہ جائیگا اور ان الحکمہ الا لہ کا مسکر ہو گا کوئی
 مسلمان تو جامع ہر میں کے قول و فہم کو قبول کرے گا نہیں کرے گا بلکہ ہر صاحب قول مولف انوار کو ہی نہیں سمجھ میں
 مولف انوار دخول محض میدا کا آیت مذکورہ میں بسبب کثرت ورود و ثنائی مانند ذکر شجرات و کرامات وغیرہ لکھتے
 ہیں اور اس حیثیت سے دخول کو جامع ہر میں بھی مانتا ہوا چنانچہ خود کہتا ہوا کہ قبول غیر مشروع نہ منع ہو جاوے تو ہر شک
 آیت میں یہ محض داخل ہے اور ورود و ثنائی فی حد فاقہ کوئی غیر مشروعیت نہیں ہوا و ہر امر بدیہی نظر دیکھ کر قبول
 کردہ مشروع میں یا نہیں یہ اپنی جگہ پر ہوا اور مولف انوار نے اسکی تصحیح نہیں کی کہ حیثیت قبول متنازع فیہا یہ محض داخل
 آیت میں ہے جو جامع ہر میں انکار کرتے لگا اور محض کو خارج آیت سے کہہ لگا الفرض جس حیثیت سے مولف انوار
 کہ قول سے دخول محض آیت میں مفہوم ہوا اس کا دخول جامع ہر میں سمجھو اور جسکو گنگواری اردو کہنے لگا ہوا اسکا
 قول مولف انوار اسکت ہوا کہ اپنی جگہ پر ثابت ہوا کہ جب قبول اجتماع و تاراج کا مشافہہ مشروع ہونا ثابت ہوا اور
 اتحسان جمہور علماء نے تحقیق علی کلام اصحاب سے ان قبول کا ثبوت ہوا تو انکی لئے قبول کے مشروعیت بلاشبہ ثابت ہو
 پس اس حیثیت پر بھی یہ محض خارج آیت سے نہیں ہر میں میں کے قول سے نہ اس حیثیت کا رد ثابت ہوا
 جس حیثیت سے دخول محض مولف انوار کے قول سے مفہوم ہوا و نہ اس حیثیت کا رد ہوا جس کے قول مولف انوار
 سکتے ہر اس مجلس کیونکہ وہ حیثیت قبول کی غیر مشروع نہیں ہر میں یونہی مجبور ہوا ہر میں قول جامع ہر میں کا اگر الفرض
 والتمذہب کوئی فیدہ کہتے ہی اس محفل میں موجود ہوتی اور خیرات و سبرات جسکے سبب سے محفل آیت کے تحت میں داخل ہوا
 فی الواقعہ جو یہ نتیجہ ہی یہ مسلم نہیں کہ وہ فیدہ کہتے محفل کی دخول تحت آیت کو منافی ہووے اور کس طرح ہر صاحب
 آیت نہ قرار دیا ہو اور نہ فیدہ کہتے اور اگر فرسے کہہ جاوے کہ مقتضی آیت اس محفل میں معذور ہوا اور مقتضی آیت

ہو سکتا ہو فہم ذی اللہ من ذلک لاجل لاقوة الا باللہ العلی العظیم اور رد المحتار کی جو عبارت جامع برہین عقلی کے واسطے
 کہ سہروردی پر پڑھنے سے رفعت مولود کو نہیں ہوتی یہ بھی سسر سزائی سے کیونکہ عبارت شامی کا تو یہ مطلب ہے کہ نہ کرنا ایسا
 مولود خواہ کیا جو بہو غنا دینے والے باجے کے ساتھ مولود گنہگار ہو بی بی بیج تر جہ قیامت کو جو غنا پر کرنا لگ جائے حرام ہونا کہ
 قرآنہ واحدیت نبویہ سے صراحتاً ثابت ہے اور اس میں اتفاق جمہور محققین بلکہ جمہور فقہاء کا ہے چنانچہ من کفری مولود حدیث
 و بیعت الحق المعافضہ المظہرہ دیگر احادیث نبویہ میں سوال ہیں اور صاحب تفسیر احمدی مطلق غنا کی حرام جاننا پر اس حدیث
 جمہورین کا متفق ہونا تفسیر احمد میں فرما تو ہیں اور علامہ نقضانی و میر سید شریف شریعہ فلا حکیدانی میں حرام متفق علیہ
 مثال سماع زنا تک کو فرما تو ہیں جسکا استعمال کفر عائد نہ ہو محققین کی ہر معصیت حرام ہے وہ محفل میلاد جو مستباح نہیں ہے
 ہی کہان کہ ہے اور چہرہ اور وہ اور جس سے لفظ مولود جامع برہین ہے اس عبارت میں دیگر یہاں اتنی خبر نہیں کہ ایک لفظ
 کو حقائق متضادہ میں ہی استعمال کیا کر زمین اس کی حقیقت کو سکی سے بالکل مفاسد و نادر و شاذ و اگر معجزات
 و کرامت کا ذکر کہان ہے اور زمین باری محفلین بنام ہوتا ہے اور مولف انوار نے یہ لکھا کہ ہر گنہگار و لہو کو بھی کوئی منارہ و اگر
 بڑے تو اس میں ہی رفعت شان ہے جو جامع برہین اس غنا و لہو کی محفل کو ہے و بڑے اور منارہ سے رفعت نہیں ہونا اور قبح
 ہونا عبارت شامی سے ثابت کہنے لگے اب کہہ ایک اور بحث نہیں مولف انوار کو اور ایک ہی قسم پر زمین ہے مولف انوار کے مولف
 انوار کے کلام کو جامع برہین صاحب سمجھتی ہیں زمین اور رد کر سیکو موجود ہو گئے مولف انوار کا حضرت سلامت
 مولف انوار نے اس محفل میلاد شریف کو جو کہی و منبر پر بڑھا رفعت شان بتایا ہے اور یہ وہ محفل ہے کہ اس کا انکار
 کسی عالم و فاضل سے صادر نہیں اور تمام اہل دہل اسلام میں اسکا جاری ہونا عالمی قاری و دیگر علماء و فضلاء رہتا ہے زمین
 اور بڑے بڑے فضلاء اسکا جرات ثابت کر رہے ہیں اور شامی نے جو رد المحتار میں ذکر کیا ہے اس کے جواز کا تو اعتنا کیا
 بھی فاضل نہیں ہوا ہے اسکا ذکر محفل میں سسر سزائی ہے اگر کہ اس سے لفظ عبارت رد المحتار پیش کرے کہ معلوم ہوتا ہے
 کہ منارہ پر اندر مشرور ہے کہ انار موجب رفعت نہیں ہونا جو اب یہی کہ کسی نے دعویٰ کیا ہے کہ انار مشرور منارہ پر گنہگار
 موجب رفعت ہو جائے مولف انوار کے کسی قول سے یہ دہم ہی نہیں ہونا ہے اور زمین امور کے کہ سیکو مولف انوار کہہ رہا ہے
 اسکی عدم مشرور و عیت ہرگز ثابت نہیں ہے اور اول سے آخر تک اسہی پر الزام کیا ہے اور انکار غلط ٹھکانے چلے آتے ہو کہ زمین
 امور کو غیر مشرور بتاتے ہو تمہارے پاس کوئی دلیل شرعی و عقلی اس پر موجود نہیں ہے بطور اپنی حادث قیامت کہہ رہے ہو
 کہ یہ امور محفل نامشرور ہیں اس میں کوئی اصحق تمہارے قول کو تسلیم کرے گا اور مشرور و عیت انکی باری با قول علماء ثابت
 ہو گئی اقوال سابقہ و دیگر مولف انوار کے قول میں غور کرو کسی عالم سے بھلو ایسے یہ امر غیر مشرور و کما منبر و جو کہی و منارہ پر گنہگار
 کہان ہے برہین عبارت ٹکڑے مگر مضبوط و ہم کو مضرت نہیں ہے اور اگر یہ ملو کہی و منبر و جو کہی و منارہ پر گنہگار
 کہان ہے برہین عبارت ٹکڑے مگر مضبوط و ہم کو مضرت نہیں ہے اور اگر یہ ملو کہی و منبر و جو کہی و منارہ پر گنہگار

پڑتا مطلقاً درست نہیں ہے غلام اور غیر مشرعوں اور عین مال میں یا نہیں اور یہ بھی مراد و الحاکم کے بارے کی قرار دوتو یہی
 البطلان ہے آنحضرت صلعم کی شان و جبر و حسان بن ثابت فرمادی اور آنحضرت صلعم نے خود فرمایا اور آنحضرت صلعم
 و صحابہ و کرام نے سنی بخاری کو سلم سے یہ واضح ہو گیا معاذ و منکر صرف ہے اگر تم لہر جو دو کر کے کہ وہ شمشیر و خنجر
 اور یہ محفل غیر مشرعوں و قریب و علی عموکریٹے اور کہنے کے غیر مشرعوں کہہ دینا تمہارا قول باطل ہے جو قابل انفات نہیں
 اور تمہاری دواؤں جو کہہ دے یا یہ میں میں سبک البطلان ظاہر ہو گیا ہے چارے اقوال سابقہ کی طرف رجوع کرو
 اور اپنے گریبان میں منہ پڑا کر دیکھو تو تمہارا کیا حال ہے اور پھر فرمادی قول باطل زبان پر لائے ہو اور عبارت اللہ
 سبحانہ پر مضمون نہیں ہے کہ منارہ پر پڑنا ان امور کا ہی جس کو مولف فرمایا ان کرنا جو موجب رفت شان نہیں ہے اور جس تو
 یہ نذر مصیبت کہ راگ باج جو جو مراد عند العلماء ہے گوئی کے ساتھ اس راگ میں کوئی نصیب ہی ہو مراد ہی اسکو نافع کہ ہے
 جو کہ وہ منارہ چوڑ کر قریب اس واسطے منارہ کو ڈکریا جاسے برائے کو فہم معانی عبارت سمجھنے کی کہ ان چیزیں سمجھو اور محفل سلوک
 متبرعین و وفائی کی توفیر نہ اوفدنا بل و تبرع سے منظم ہونا جو رجوع برائے بنا تا یہ بھی بنا و خاصہ علی الفاسد کہ اگر
 فرمویں محفل متبرعین و وفائی فرار دیا اور قنابل سے منور روشن چو محفل کو سبب بنا دے و سبب و تبارکی باطنی بنی کی
 سے منظم کہتا ہے اور جہاد معلوم ہو گیا کہ اس محفل کا ثبوت قیاس و شرع و نفع ان اس کے جو کہ وہ بھی محقق لا جامع ہے تو جو چیزیں
 کو یہ حق کہن سوسنات کہہ دیا جائے شخص کو لکھا اعتبار ہو اور اگر مراد ہو کہ وہ کہتے ہیں فناء و ماندہ و افضل بھی چکی تو نہیں
 محفلین کی کیا توجہ تو یہ سراسر سوچ و غور کوئی اصل نہ توجہ فانی فل سلا و شرف و افضل نہ توجہ کو نہیں لانا ہوتا تو قریب کرنا و کلین
 حاکم کی توجہ اصل سنت کو نہیں کرنا چاہا و قنابل اسلئے دشمنی کہ شمشیر و تلخین ہیں کو تیز برین و اظہار تعلیم و تہذیب و علم کی حالت
 حضور پر کہتے ہیں تو جو ان اسکا کتب شریعہ سے مفہوم ہے اسے کہ اس میں عظمت و شریک شان و کرامات آنحضرت
 صلعم کی تصور و تمجیل ہے اور امر شرعی ہے اور امر شرعی کہ جس سے عظمت تصور ہو کہ وہ جائز ہے چنانچہ قرآن شریف برنا
 رہ چاندی چرانا اور مسجد کے دیوار کا مقنن چاندی دوسرے دلچ سے کہو دیا اگر جو ضروری نہیں ہے اور اسکی حاجت
 نہیں ہے لکن جو کہ عظمت تصور سے اسلئے درست لکھا ہو فی دلتی و جان تخلیۃ المصنف لہ فہم منظم و حکما و فقہا
 السجدۃ تہی و فہم الحاکم قولہ جاز تخلیۃ المصنف ای بالذہب الفضة خلافاً لابی یوسف حکما قد من
 و قولہ کما فی نقش المسجد ای ما خلا محرابی بالجمیع صماء الذہب لامن الی الوقف یعنی مختصراً و بعض علماء اس کے
 استحباب کے بھی قائل ہوا میں چنانچہ ہادیہ میں ہے قیل ہو قریباً منہی بطور دلالت کے نہ بطریق عبارت اشارت کے
 اس عبارت سے مفہوم ہے کہ قنابل و قنابل قنابل کیسے زیادہ حاجت سے ہی محفل سلا و میں درست میں اور ایسے محل میں چہرہ
 نہیں فرار دیا ہے اگر تیز بر فقہاء ایسے محفلین فرار دینا و چاندی و گچ کاہر فکر ماصوف و مسجد میں بھی تبرع و قنابل

دیتے جس طرح وہ ان بتدیر نہیں بیان ہی نہیں ہوا دوسری دلیل قائل ان اس خصوصاً علی کا جو قیاس مجتہد ہی کا ہے
 پس جو قیاس وہاں پہلی ثابت ہوا جاس برہمن سے صفحہ ۱۶۷ میں کہا کہ زینت صاحبہ کا رجحان کذبیت صاحبہ جو اول الزین
 اسلام کے والد رفع شیخ اسلام کا فرض انتہی اس قول جاس برہمن سے غرضت زینت صاحبہ کا ثابت ہونے سے بھی پہلی
 زینت صاحبہ کو فرض کیے نہیں کہا ہر طرح قول گنگوہی باطل ہے جب ہی ہمارے ہی حاصل ہو کہ ہم کہہ دینگے کہ روشنی میں ہی
 رفع شیخ مجتہد کے والد انتہی کا جو میں ہمارے مسلک کے موافق یہ روشنی بھی ضروری ہوگی اگر اس کو سن کر کہتے تو ہم تمہارے
 قول کی حق کرنا جس طرح تم جو ابوہریرہ کے واسطے صرف جواب ہوگا باقی رہی بات کہ فرق لوگ بعض ایشیہ و
 خلاف شریعت لیا اس کے قادیان اس کے ایک کمرے کو تو محض جن کو است نہیں آجانی ہر جس طرح میدکی نماز و جماعت
 نماز مجلس نماز و مجلس و عطر و ہر روز کی نماز جماعت میں آجانی جو محال ہے نہ کہ وہ نماز جماعت ہر روز و عید و جمعہ نماز میں آجانی
 اور ان لوگوں کو وہ کام کر دے ہر جانا ایسے لوگوں کی خصوصیت کہ بے شریعت میں مہر ہے نہیں ہر نام کی نظر میں جو مدعی ہو کہ
 ثابت کرے اشکل جو میں بنا فرمے کہ نہیں ہوتا ہر اور کہ است و کتب تکبر کے واسطے فقط جاس برہمن کی کسی وجہ سے کہہ نہ سکا
 نہیں ہر اگر کسی فاسق کو اس محفلین لایا یہی تب ہی کہہ ضروری نہیں ہر اس میں نیت ضروری تو بانیہ الاستحقاق ثواب کا ہر کو کو مستحق
 شہرہ و تنہا عشق از دیدہ و عزیز و باکین دولت و گفتار عزیز و جب انتہی کی اوصاف پسندیدہ و حالات محمودہ
 فاسق سنی کا تو محبت انتہی صلہ سے پیدا ہو گئی اور مقصدی محبت کا اطاعت و اتباع محبوب کے جو ان محبوب لہذا مطیع و
 خضوع و فوج و سرور و شہرت انتہی صلہ کا ہوگا یہ صلہ فاسق کے بلا نہیں بہت بڑی مقصود اور وہ میں گویا بلا تا سبیل بہ
 کی طرف ساتھ صلہ کے مطلق جس کے پایا جاتا جو ہر مامورہ قرآن شریف کا ہر قول اذع الی سبیل دیکھنا حکمت و العظم
 الحسنت اور یہ محض سنانا ہر اور فاسق کو نصیحت کرنا ہر اور نصیحت اتباع انتہی صلہ کا اس پر ہر میں حکم کرنا ہر
 خود شتران ہر کہ سر و سران یہ گفتار تیرہ حدیث دیگر ان نہ ملے کہ محض میلادہ قرآن ہی ترغیب اتباع انتہی صلہ
 کہے یا بطور کہ خود بخود اوصاف جلیل و کالات جزیرہ سنکر سامعین کو محبت پیدا ہو جس اتباع کا پیدا ہو کہ اور یہ اوصاف
 فی النفس ہے بہ نسبت زبان کی کہ یہ کہ اتباع کرو اور اس محفلین بلانا و نہیں لوگوں کا مقصد ہے جو اتباع انتہی صلہ میں
 بہت کر کہ میں مثل اس کے جو حق کہ است گناہگار انداز کہ است قرآن احد من المشیقین انما انما انما انما انما
 کلام اللہ نام بلغوا صاقلات اللہ نام فہم علیہم سے ثابت ہر کہ کوئی شکر کا من طلب کرے تو اس کو ہم محمد صلہ میں
 تاکر وہ قرآن سنکر تیرہ کرے اور حقیقت امر یہ طلب ہو گا کہ اگر ایمان نہ لائے تو موضع امن میں اس کو کو تو چاہا اور ہر ہر
 ہر کہ وہ ایسے قوم ہیں کہ حقیقت ایمان کو نہیں جانتے ہیں امن دینا سے اور تیرہ کر کہ گویا سے ضرور ہے پس اس بات سے
 واضح ہر کہ کافر کو ہی ذکر قرآن سنانا چاہیے تاکر ہر ایمان بر ہو کہ پس بطور دلالت لفظ اس کے یہی ثابت ہر کہ اس طرح

ذکر اوصاف آنحضرت صلعم فساق کو جو غیر ایمان کو بنی بطریق اولی سنانا جا کر فتنہ جو چھوڑ دینا اور کوئی نہ کر
 مشرکین کے سے آسان ہو کر دیکھنا موقوف بلانے پر اور مجلس میں آنے و نہ ہونے میں فساق کا آجانا اور نہ ملکہ طلب کیا
 عرض مذکور حاصل ہو چکی نسبت محمود شریعی پر مذموم شجر جامع برہین کو فہم کیا کہ مسائل مشرعیہ جان لینے کی
 اور اپنے کچھ دیکھ کر بھی عیب جانتا ہے چشمہ برہاندیش کہ برکنہ باد عیب ناید نہ شمس مدظرہ جس میں
 بہر پر این قاعدہ میں حضور و طلب فساق کو اس جامع برہین فرود کر کہتے تھے یہاں قرار دی ہے سب جواب یہاں ہو گیا
 مستحقین اور کیا اور ان تمام مواضع کی ہر دو دنیا س تخلیق خیال فرما کر اور روایات معجزہ صمدیہ کے جواب میں جو گنگوہی
 فرمیت گذارے سے ہوتا اور یہ موجب بدعت قرار دیا ہوا اس حدیث سے ہوتا منقول صحابہ سے اپنے تنگ شہر یا پر یہی
 پہلی ہے اس حدیث کا مسموع ہونا اس حدیث نہیں ہوتا جو صحابہ رضی عنہم میں کیا جو بعد تسلیم اس حدیث کے اس حدیث
 سے صحابہ رضی عنہم نہیں کیا جو تسلیم نہیں کیا تمام روایات مشرعیہ صحابہ رضی عنہم میں صحابہ رضی عنہم میں
 نہیں ہیں بدعت ہے اور ہم تکلف بدعت منقول ہے صحابہ سے اس دعا باطل پر کوئی دلیل جامع برہین باکی ہو سکے
 وہابی سے نہیں فائدہ کی ہے پس دعویٰ بلا بنی غیر مسموع ہوا لازم آتا ہے کہ ہر سہ دیوبند جس حدیث سے جاری ہوا
 جا ہما سے چند جمع کیا جاتا ہوا چلے استخوان ہر سال میں اور جلسہ دستا بندی کا ہوتا ہوا اور نہ ان لوگوں طلب کیا جاتا
 اور کتب حدیث مانند بخاری کو تسلیم کیے اور بدعت کہنا جو بخاری کو تسلیم کیے اور باقی حدیثات کتب کا نسخہ صدور
 نہیں ہوا پس یہ تمام بدعت خلاف و مسموع ہونا جائز نہیں تمام وہابیہ کا مرکب بدعت و ضلالت ہونا لازم آیا اور بدعت
 اہل سنت و جماعت کے نزدیک تو جب تک کسی حدیث و حال کا مسموع ہونا ایسے دلیل شجر سے ثابت نہ ہو جائے کہ اس کو
 مصفقین نے قبول کیا ہو تو اہل سنت و جماعت اس حدیث و حال کا مسموع و بدعت نہیں کہہ سکتے ہیں ہمارے نزدیک ہر
 حدیث بخاری کو تسلیم و ہر سہ مسموع نہیں یہ محض میلہ کی حدیث ہی مسموع نہیں ہو لہذا فواریا ائمہ نے ہر سہ حدیث
 گذارنے قرون متاخرہ میں نہ پایا جانا اور اس حدیث گذارنے کے نہ پانے جانے کی سبب اصل تعلیم دین باطل ہونا اور بدعت
 ضلالت ہونا عیب جو بدعت گذارنے کے بیان کیا تھا اس طرح حدیث گذارنے کے محض میلہ کا بھی بدعت نہ ہونا ثابت
 کیا تھا جامع برہین گنگوہی کا نظریان صفحہ ۱۵۸ میں اس کے جواب میں یہ کہ حال مدارس خلاف زمان آنحضرت صلعم کے
 نہیں ہوا و قہر مکان مدرسہ اس کو خلاف کہتا ہے محض کچھ گنگوہی بتاتا ہے صفحہ ۱۵۸ میں کہ مدرسہ قرار دیا ہے فقط
 نام کا فرق ہوتا ہے تاہم اور حال مدارس و مکان کی قدر میں سنت کہتا ہے اور بغیر ضرورت باطلاق لغز ثابت ہونا کہتا ہے اور
 عنایت کے ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے سوا لافہ محفل کو متاخر و متاخری و موجب بدعت کہتا ہے یہ ہر مدرسہ سری و دیگر مدرسہ
 کہ جس میں کتب و مال ہمارے ہیں و دیوبندوں نے مثلاً توہمیت گذارنے جو صحابہ کے زمانہ میں موجود نہ تھی وہ بھی بدعت ہو کر اور

حدیث حضرت عمر و حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی کہ روز نزول آیت الیوم اکملت لکم دینکم کو نماز عید و نفل قبول ہو رہی تھی
اور اس کے مفہوم یہ کہ جس کفار کی کہ یوم دو وقت کو عید بنا کر دیتے ہیں اور جو صحابی جو کھانا کھا ہم پر ایسی آیت نازل ہوئی
تو ہم عید بنا لیتے ہیں ورنہ تو حضرت عمرؓ کے قول کو روکنا بلکہ اوس کی عید بنانیک طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور نیز
چکا ہے کہ اوس کے واضح یہ کہ وہ وقت دو سرفہ کفار سے کسی امر میں ہمارے کی ہو جاوے تو مذموم نہیں ہے بلکہ یوم
ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و روز بیت بڑی نعمت کا ہے اسکا عید بنانا اور سرور و جہو ظاہر کرنا حدیث مذکور سے مسلم
ہوا اور بالفرض مشابہت ہی کچھ ہو جاوے تو مقبول و مذموم نہیں ہے بلکہ یہ قرآن و حدیث کی ثبوت اس شخص پر
مشرب کا ہے بلکہ اس کا قول کہ قرآن و حدیث سے کچھ ثبوت نہیں سفارت جو علی یا کفایت حق و تعصب صرف
تاشی ہے اور یہی معنی ہے کہ قول میں جو جامع برائین کی کہ اس کے علم کا فتویٰ لایعبار ہو گیا اور بدعت ہونا
مقرر ہو گیا اور فرض و نہاد کے شدید یہ قول ہوا ہے کہ چونکہ یہ قول ہماری ہر نگاہ کا کہانی ہے و زعم فاسد ہے
برائین کے کہ قرآن و حدیث سے کچھ ثبوت نہیں اور فاکہانی کے انکار کا حال بخوبی معلوم ہوا اور اس کا قول بلا دلیل و غلط
ہونا اور مردود و غیر مقبول غلط و علم ہونا ظاہر ہو گیا اور بخلاف جو کہ لایعبار ہونا واضح ہو گیا اور جو ہماری
اس قول مذکور کو جہالت و سفارت یا حق پوشی دیدہ و دانستہ و تعصب صرف نہیں ہے تو اور کیا ہے اور آیت قرآنی جو
و توفیقہ کی اور اس کا جواب باوجودیکہ جامع برائین کی نہ ہو سکا اور حدیث مذکور مشتبہ اس کی نہ ہو جو جو میں باین ہر
و حدیث سے ثبوت انکار کرنا جو بطور شفاف اہل کبار کا انکار معتزلہ کہ قرآن و حدیث کے قرآن و حدیث ثبوت ہے تو
یہ جہالت و سفارت صرف فساد و خال نہیں ہے تو اور کیا ہے اور یہ کہنا سب تباہی کا فتویٰ لایعبار ہو گیا اس قول سے
واضح ہے کہ جن علمائے فتویٰ اس مسئلے کو از کاویا کر دینے علمائے قادی و ابن حجر و سیوطی و ابن جریر و ابن جوزی
و شیخ عبدالحق و محسن طہار و ابن حجر و غیرہ علمائے اعیان و فضلاء زمانہ سب کے کہنے اہل سنت و جماعت کے
علمائے اہل سنت و جماعت پر ہیں کہ یہ علمائے نہیں ہیں یہ بطور مفہوم مخالف کہ جو مفہام عرفین معتزلی ثابت ہوا اور ان
فتوے کو غیر مقبولیت بہت بڑی ہے اور یہ کہ اسے معتزلی علمائے فتویٰ کو غیر معتزلی قرار دینا پرانی آگست و انحراف ہے
جب ایسے معتزلی کے فتوے کا اعتبار نہیں ہے آجکل چند و نابیکستان اور کاشخ جو مولوی اسماعیل مقبول جملہ غلط
کتب ہونے لگے ہیں اور ان علماء سے حاصل نہیں ہے اور بخلاف مولیٰ باہل عرفین اور ان کے فتوے سے اونکی دین و
ادب کا حال معلوم ہے کہ یہ علمائے جماعت برائین معتزلیوں کا بغاوت اہل سنت و جماعت کے ثابت کر سکتا ہے جامع برائین گت کو
یہ خیال نہ آتا کہ یہ قول جس سے مراد گستاخی ساتھ علمائے متبرین کے ثابت ہے کوئی اہل عقل کیوں کر تسلیم کرے گا اور کس طرح
جامع برائین کو کہے ادب بنایا گواہ اس قول باطل پر یہ متضرع کیا کہ بدعت ہونا مقرر ہو گیا جبکہ اہل علم و ادب و

ہرگز انہی احوال باطلہ سے کس طرح امر مستحسن، تجویز و مثبت ساتھ قرآن و احادیث کو بدعت و بدعتوں کا لاجلہ کفر
 الامائدہ العالیٰ العظیم صفحہ ۱۶۷ پر قول میں جو یہ جامع برائے کبار ہے کہ (ما مضی منہ من شیء و علیٰ کے کچھ جوتہ
 کی بنیادی اگر کروڑوں عجمائی فتویٰ جو یوں بغاوت و فساد کی برکات بل اعتبار کے نہیں) اس سلسلہ جہالت و غایت کی
 حضور شاخ و علی کو حجت جو اس ہونا فتویٰ کروڑوں علماء کو غیر ملکت ہونا زعم کرنا یہ خدا کا خوف مسکو کچھ نہیں ہے اور
 شرم و بیاض کچھ نہیں اتنی بخل و سکون نہیں کہ جس امر پر کروڑوں علماء فتویٰ دیکھتے تو سبیل پر نہیں قرار دیتا اور اگر
 علماء کا فتنے ہو جائو گا تو کوئی نابغہ من اللہ متخلف اس سے نہیں ہو سکتا ہے اور کوئی معتبر و لائق اعتناء و لحاظ کا نہیں
 ہو سکتا ہے یوں وہ اجماع است کا ہوا اور اجماع امت کو غیر قابل اعتبار کہنا انکار و فساد است قرآن و من متبع عن
 سبیل المؤمنین قولہ ما قولہ فی فصلہ جہنم کا ہے اور جامع برائے غیر معتبر ہونا فتویٰ استدراج کو لکھا جن سے
 اجماع امت مقصود و تمجیل ہے تو گنگوی پر لازم آیا کہ اجماع امت کا غرض و مصلحت ہونا ہے جامع برائے کبار
 اور بغیرہ بھی خلاف حدیث لایعنی علی الفضلہ کے ہوا اور جس قدر علمائے کروڑوں ایک امر پر فتویٰ دیا تو
 او موضوع اس امر کو مستحسن یا نا اور جو مسلمانوں کے نزدیک مستحسن وہ مذہبیاتی کے نزدیک بھی مستحسن ہے جو حدیث مدللہ
 حسنہ عنہ عند اللہ حسن اور اس مستحسن کو غیر معتبر جامع برائے کبار یا ناہو جو خدا تعالیٰ کے نزدیک مستحسن ہے وہ اس سے
 غیر معتبر بنایا ہے اس کے عقیدہ کا کیا شکنا ہے جامع برائے کبار کے مشہورون کچھ سے بغیر نہیں کہ کہیں کہ کروڑوں کا فتوہ
 بمقابلہ انصوح غیر معتبر ہونا ہے کبار اور بمقابلہ انصوح کروڑوں کا فتویٰ ایسا ہی ہے جیسے غیر معتبر ہے جواب کا
 یہ کہ کروڑوں کا فتوہ بمقابلہ مخالف انصوح جتنا ممکن نہیں ہے کیونکہ اجماع امت کا خلاف ہر قولہ علیہ السلام لا یجوز علی
 فکل نہیں ہے بلکہ اجماع اکثر کا یہی ضلالت و فتنہ بر سرنا مسلمہ نہیں ہے بقولہ علیہ السلام اتبعوا اصحاب الاعظم اتباع اکثر
 کا ماسوہ ہے اگر ضلالت و فتنہ بر اکثر کا اجماع ہو گا تو لازم آوے گا کہ شیعہ علیہ السلام نے ضلالت و فتنہ کے اتباع کا
 حکم دیا ہے اور لازم باطل ہے اسطرح طرز ہم ہی ظاہر ہے اور محض سبیل و شریعت جو از کافوئے کسی شخص کے مقابلہ مخالف
 ہونا ہر مستحسن نہیں ہے اور کوئی ایض قرآن و حدیث جو جو نہیں ہے جو عدم جواز محض سبیل و دال ہو کہ صرف قول لعل جائے
 برائے کبار جو انصوح کے مقابلہ مخالف زعم کرنا یہ مسلمانوں کو معلوم ہو گا کہ فرقوں کے بعد جو خارج و اسرائیل سنت جماعت میں گنگی
 یہ ہمیشہ کی عادت ہے کہ اہل سنت و جماعت سکھیں جس مذہب پر ہو تو میں اور اس کے شیعہ پر فتویٰ دیکھیں اور ہم بغیر علی اہل
 سنت و جماعت اور اس مذہب کو جاننا ہے تو وہ جیسے فرقہ پر عربیہ محل آیت و حدیث میں کہ ہم بغیر کے مسند کو روکنا
 چاہتے ہیں و کبار اہل سنت و جماعت کے نزدیک چار فرقوں سے زیادہ نکاح میں لائے گئے نہیں بعض فرقہ پر عربیہ خارج اہل
 سحر سے زیادہ کا حکم بنانا ہے اور اہل سنت و جماعت کے خلاف جلتا ہے اور آیت خاتمو صا طاب لہ من اللہ استغنی

وثلث درایع کو پیش کرنا ہر کا طالب کہ مطلق ہے جمیع کے واسطے برائے صحت استثناء کو عدو کو قبول شنی وثلث درایع کے
آیت کی تخصیص نہیں قبول کرتا اور کیا کہ تخصیص نہ کر بعض عدو کے مسئلہ مطلق حکم کو باقی اعدا میں نہیں بلکہ یہ عدو
کو کرنا دلائل کرنا اور پریش صریح و خبر کے مطلقا اسلام کو کوئی شخص بھی لایا کو جو جائز ہو وہ کرنا یا عین جابا یا شہدین
یا یا غنیمت کو یہ تصریح کرنا کہ اس کے ساتھ میں تمام اختیار کی مطلقا تفویض ہے کر دی اور صریح و خبر و اس کے مطلقا
صریح کرنا اور یہ لو نہیں اس کے اسے ہونی ہر کہ اذان مخصوص ان ہی امور مذکورہ کے ساتھ ہے بلکہ یہ اجازت مذکورہ وغیرہ مذکور
دونوں کے ہر کوئی ایسی طرح بنانا اور ذوات کو ملو کر مذکورہ و غیرہ کو سب کو شامل ہے آیت سے اس طرح مخالفہ سب اہل سنت و جماعت
کو وہ فرقہ سے ثابت کرنا اور حدیث سے اس طرح ثابت کرنا اور قرابت کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زوجات بہتات میں نہیں اور اہل سنت و جماعت
اتباع کا حکم کو فرمایا یہ بقولہ فالتبوعہ اور اقل مراتب امر کا اباحت ہے پس ان کو اس کے واسطے ہی درست ہونیں دوسری
یہ کہ سنت نام طریقہ کا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے زیادہ نکاح کرنا ہر فرقہ کے زیادہ نکاح کرنا سنت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا ہر فرقہ غلبہ سے غلبہ میں غلبہ ہر حدیث سے ثابت ہے کہ جو شخص چاہے زیادہ نکاح کرنا ترک کرے تو اور بھی
طاہر لوم منہ ہے پس اہل سنت و جماعت جو ثابت ہے وہ سب اس طرح فرقہ و فرقہ میں سب اہل سنت و جماعت کے مخالف فرما
و حدیث پیش کر کے کہ اہل سنت و جماعت کو بھی لغو قرآن و حدیث کرنا تا کہ اور اتفاق اور اہل سنت کا غیر ملتفت جانتا اور
اہل سنت و جماعت ثابت کر کے کہ سب سے برابر ہیں کو بغیر ان کا فرقہ نہ ہو کہ حدیث میں پیش ہوئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اگر تم
اور باقی فرقہ اور روٹی کو روٹی میں ملو سہم لائے تم کو تمہاری ہی چیزیں ہیں تمہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ اگر تمہاری قوم مذکورہ کو فرمایا کہ اگر تم
یہ چیزیں دیکھو کہ جب قرآن و حدیث کو ہم چاہیں منہم ہوا اور اس حدیث سے ہم منہم ہو گا تو مسیح ہو گا عدو حدیث کو فرمایا
ہر اور غیر جائز ہے دوسرے جواب یہ کہ حدیث واقعہ ایک حال کا ہے کہ اس میں جہد احتمال میں تحمل ہے کہ چار کو کہنے اور باقی کو کہنے
کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واسطے فرمایا کہ ان جبار اور باقی کے درمیان میں مسیح کرنا بہ نسبت کہ جائز ہو کہ یا سب ضائع
جائز ہو کہ یہ اقوال قائم ہوئے حدیث سے نسخ قرآن جائز نہیں ہے اب اس فرقہ پر عید کو جواب ہم سب اہل سنت و جماعت
کی طرف بہت زیادہ مستحکم ہے کہ اجماع فقہاء و اصحاب کے کہ چار پر زیادہ درست نہیں ہے اس پر بھی وہ شہد و دلائل میں اول کے
اجماع مانع و منسوخ نہیں جوتا ہر کچھ اس طرح اجماع کو نسخ آیت مذکورہ کا کہیں گے دوسرا شہد یہ کہ امت محمدیہ میں قید
و قیود جاریہ کی حرمت کو قائل نہیں ہے اور اجماع سے مخالف و بعد از انہی کے معتقد نہیں جوتا ہر جواب اول شہد
یہ کہ اجماع مانع نہیں ہے لیکن اجماع کا شہد و حصول اوستحکام کا نسخہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابجا بیان فرمایا کہ معلوم ہو گا کہ ہم
و زیادت جابر و روٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں منسوخ ہر کچھ ہے و نہ اجماع نہ ہوتا اور جواب دوسرے شہد یہ کہ مخالف اجماع
اجماع کے اہل برکت میں اولی مخالفت کا اعتبار نہیں ہے کہ کچھ جرح یہ فرقہ پر اہل سنت و جماعت کو سب کو مخالفت کرنا

بتا تاہم جو غیر اہل سنت و جماعت کے فتوے کا اعتبار نہیں کرتا ہر اس طرح یہ جامع برائیں فتویٰ کروڑوں علماء کو مخالف
 انصوص قرار دیکر غیر ملتفت الیہا قرار دیتا ہر مانند فرقہ بدعیہ کے مسئلہ نکاح یا زور توکل سے زیادہ کہ بارہ میں اور مسئلہ نہ کو
 کا جس طرح بہت برا حکم جو اہل حق و فقہاء و امصار کا ہر کوئی جواب قرآن و حدیث کے موافق نہیں کہ چنانچہ اور اہل
 معلوم ہوا پس جامع برائیں کے قول کے موافق کیا مقابلاً انصوص کروڑوں کا فتوے غیر معتبر ہے تو جامع کہ بقابلت فاکھ
 مخاطب لکھہ و مقابلاً بقول زوجات جوئے آنحضرت صلعم کے و مقابلاً بقول غیبی سے غلبہ سے کی کہ تمام انصوص میں جو
 اہل سنت و جماعت یعنی فقہاء امصار کا عدم تریہ و جہاں کے بارہ میں غیر معتبر ہونا چاہئے اور جامع برائیں کو لاہم ہر کس شخص
 بدعیہ کے موافق ان انصوص کو حجت لاکر مقابلاً انکے فتوے فقہاء امصار کا اعتبار نہ کر کے چاہے زیادہ عورتوں کا نکاح کا قانون
 جاوید و فرقہ روافض و غیرہ میں سے ہونا خود کا بقابلت قبول کرے اور اگر بھی جواب کے نزدیک مسلم ہر کہ فقہاء امصار کا جہاں
 کاشفنا صحیح ہر تو اول کوئی نص آیت و حدیث جن سے مسئلہ نکاح عورتوں کا بارہ میں ہر مسئلہ و شریعت کے بارہ میں موجودی ہر
 نہیں ہر اگر ان کے زعم خاص میں ایسے نص کا وجود ہر تو اس نص کا جواب ہی ایسی قسم جاتا چاہئے اور مسئلہ کی محفل کا جہاں
 ماننا چاہئے اگر اوسہی اپنی ہر پڑائی رنگا رنگا مانند اوسہی فرقہ کے جو فقہاء امصار کا مسئلہ مذکورہ میں اعتبار کر کے اور انکے
 و اتفاق کو کاشفنا صحیح جانکر موافقت اہل سنت نہیں کرتا ہر اسکو ایسے جامع برائیں کو بھی جانا جاوگا الغرض مخالف انصوص
 فتویٰ کروڑوں علماء کا ہرگز نہیں ہو سکتا ہر جن انصوص کے مخالف کوئی ناواقف گمان کرے تو اوسکی عجم فاسکی خبر کیا
 مخالف ہرگز نہیں ہے کسی اہل سنت و جماعت کا یہ قول نہیں ہے کہ کروڑوں علماء کا مخالف انصوص کے فتوے دینا ممکن ہے
 جہاں مخالفت معلوم ہوتی ہو تو وہ ان ایسی قسم کی تاویل اہل سنت و جماعت کرتا ہیں جس سے وہ مسئلہ مجہول علماء کا باقی ہے
 اور مخالفت موجب اسے جیسا کہ ایسی مسئلہ نکاح و حدیث معلوم ہوا پس قول جامع برائیں سرسرا بطل و پوچ و بچ و بچ
 اضلال موجب تحقیق عذابنا ہر اور امتحان و محسوسات و فضائل کا محفل مسئلہ و شریعت میں بلاشبہ حجت جواز ہر کوئی
 داغی بیعلم ما زلونا فہر اور قول جامع برائیں کا وہی مسئلہ ۶ میں لاکر کہ بھی علم و عقل جو تو جس قول بطان جوڑی
 کہ محض عندہ فی الولد اعیان العلل و الصوفیہ مقابلاً انصوص ہرگز انصاف الیہ نہیں ہر اور تمام ماوراء من شہاد اوس
 دلیل ششتر نہیں صلوة لیلة البراءة اور غائب نام دنیا میں ٹٹن ہوئی اور بدعت ہی ہے پس اہل شہاد اوسہر غیر شروع کا
 موجب جواز نہیں پس سخاوی کے اس قول میں کوئی حجت نہیں اور علی ہذا علی غاری لاکرنا کہ تمام ملکوں میں صحیح
 ہر اوسہی بقول باطل پر مبنی ہے کہ مقابلاً انصوص کروڑوں کا فتوے غیر معتبر ہے جہاں بطان بخوبی معلوم ہو چکا ہے
 اور اسی سحر ہی اہل بدعت کا قول کی تائید ہر کہ فقہاء امصار کے فتویٰ و احکام کو نہ ماننا چاہئے اور جبکو ایسے زعم خاص میں
 انصوص قرار دیکھتے ہوں ہر ہی عمل کرتا چاہئے چاہے زیادہ عورتوں کی جواز کے جو انصوص میں ناوینہی عمل کرتا چاہئے

اور فقہاء و اصحاب کے اجماع کا معتبر ہونا اور عام ملکوں میں اہل سنت و جماعت کے نزدیک چاہے زیادہ اکثریت پر ہو کوشی
 حجت شرعیہ جامع براہین کے نزدیک نہیں ہے تو میں چاہے زیادہ عورتوں کا کھانا کھا جائے یا عورتوں کا ہونا قول جامع پر نہیں
 لازم آیا اس پر عقیدہ کا کیا کھانا ہو اگر کبھی بھی علم و فہم جامع براہین کو ہوتا تو ایسا نہ کہتا ایسا کلمہ کوف انوار کے
 علقین کیا نہایہ خود جامع براہین پر عائد ہوا ایسے فہم پر جامع براہین کو ہونا چاہیے حضور صوفیہ و ارحمان علیہ السلام
 شریف کی محفل میں اور اشتہار عام ملازمین اور عام ملکوں میں رائج ہونا جو قول سبط ابن سخاک و ملا علی قاری سے
 ثابت ہے براہ شریعہ و دلیل شرعی جو کہ نہایت تعارف و آشنائی کا جملہ فعال و کمال کا شہد و دلیل شرعی ہے اور محفل جماع
 ساتھ ہی چنانچہ اور فرار انوار سے گذر چکا ہے یہ بھی گذر چکا جو مسلم الشہوت و شہود سے کہ اتفاق علی ہی محققین علی محفل جماع
 حجت پر مانند اجماع کے اور اس محفل میں لا شریعہ پر فعال واقع ہونا علی کا علی الامصار اور اتفاق کرنا محققین کا اس واقعہ
 پر پس یہ تمام اتفاق و دلیل شرعی ہے منکر اوس کا منکر و مکابر ہے اور کتب اصول پر نظر اسکو بر گزینیں جو کہ کتب فقہ
 ہیں صرف فعال کا دلیل شرعی ہونا اور تحسان کا حجت ہونا لکھا ہے یہ مانع فی حق القدر میں ہے لان العرف انما خاص و محقق
 و هو قولہ علی الامارہ المسلمون حسنًا فهو عند الله حسن و ما ل یضخو و محمول علی عادة الناس فی الامسوق لا لہای
 العامة و لا علی تجوز فہما و رفت علی قولہ ما راہ المسلمون حسنًا فهو عند الله حسن و فی ذلک دخول لکھام و شریعہ
 ما عا لہ السقاء لان العرف بمنزلة الاجماع عند علم التعلی فی مختصا و مال ناگ منہ کی صفائی کیوڑے کہنا جائز
 و سواسطے لکھا ہے کہ عامہ مسلمین عام براہین استعمال کر تو ہیں قال فی العناینہ قولہ هو الحاصی لان عامۃ المسلمین
 استعمالوا هذا فی عامۃ البلدان لدفع الاذی ما راہ المسلمون حسنًا فهو عند الله حسن الخ یہ محفل ہی عامہ
 مسلمین عام براہین کر تو ہیں فرقہ بر عبید و بایہ بحث سے خارج ہیں اور کما تخلف مضر اتفاق کو نہیں ہے پس یہی ہے محفل
 میلاد و شریف ہی جائز و داخل تحت حدیث ما راہ المسلمون کی ہوئی اور عرف اس پر جاری ہو اور نص جماعت
 یحان مفقود ہو فرقہ و مات فاسدہ جامع براہین سے نص ہونا ثابت ہوا اور نہ ہو سکتا ہے اور عرف بمنزل اجماع ہونا
 حرم نص کی عبارت فتح القدیر سے ثابت ہے پس یہ عرف واقع محفل پر بمنزل اجماع ہوا جس کا دلیل شرعی ہونا واضح ہے
 اور نتائج الافکار میں یہ کہ بلا ہمارہ میں ان تمام اذواق میں غلبہ منکر فقہ حل محل اجماع و فیما غلبہ واقع
 کہ ذلک علما و اصحاب ہمہ من قال یجوز العقد فی کل الشیء و لا اجماع و دلیل قطعی الدلیل الذی علیہما التعامل
 ہما انما ہو کون جماعتہ المدا مفسدۃ للعقد و ہو علی القیاس لیس فیہ دلیل قطعی لیس فیہ السواۃ الدلیل القطعی
 اصلاً فضلاً عن لا یتبر القطعی فی مقابلۃ اتحیی الذلک انما اتفق فی کتاب الوفاق لان التعامل یتبر لہا القیاس حدیث
 ما راہ المسلمون حسنًا فهو عند الله حسن بخلاف ما لا التعامل فیہ کتیب و مناع و ہذا قول محمد علیہ القوی

انہی وقال العلماء ان الشاؤ علیہ لان التعامل غیر من القیاس فلا القیاس عدم صحۃ وقلنا المقول لان من شرط القیاس
 علی التابید والمقول لا بد من التعامل کما فی الجرح الخی وحوالہ اکثر استعما الا فی شریع الیبری عن المصطفیٰ علیہ السلام
 بالعرف کما ثبت بالنص وتمام تحقیق ذلک فی رسالتنا المصداق من العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف وظاہر فی سند
 البقرة اعتبار العرف لکذا واثبات فلا یزید من معنی الصحابة وکان هو ظاهر ما قد مرنا انفا من زیادۃ بعض المشایخ اشیا
 جری لتعامل فیہم علی خلاف فی الظاہر اعتبار العرف فی الموضع والنسب الذی اشتمل فیہ دون غیرہ انہی بقدر
 الکما جند وقال الشاؤ فی موضع آخر من فائدۃ کتابنا عنہ من المختار والعرف فی الشریع لہ اعتبار لکن لعلہ بالکمال
 انتہی یہ تمام عبارات کتب مزبہ فہم فی البانی صورت نہ ذکر کر دین کہ تعامل بمنزلہ جماع کی ہے اور تعامل کے مفاد میں دلیل
 قیاسی مافقط کہ یہ کہ یہ یعنی تعامل دلیل قطعی ہے اور قیاس دلیل ظنی ہے اور شریع میں عرف کا اعتبار ہے اور عرف ہے جو مسئلہ
 ثابت ہو وہ ایسا ہو جیسا کہ نفس سے ثابت ہے اور عرف تعامل بناء صحابہ شریعہ ہونا ضروری نہیں ہے عرف حادث کا بھی اعتبار نہیں ہوتا
 واضح ہے کہ کتب فقہ واصل سے کہ عرف و تعامل دلیل شرعی ہے اور تعامل ہے کہ اکثر الاستعمال ہو جائے عبادت شائی میں نہ تھا و غیر
 موجود ہے اور اس محفل پر یہ تفسیر تعامل تعارف و عرف و صلوٰۃ اور تمام مکتوبین رائج ہونا اور مشایخ و صوفیہ و عبادان کا
 اس محفل میں حاضر ہونا یہی تعامل ہے پس اسکا یعنی تعامل کا دلیل شرعی قطعہ ہونا ظاہر ہے جامع ہرین فراسکی محبت ہونیکا الخا
 بسبب جمالت کے کیا ہے علم فقہ و اصول ہے جو ہر کس اور نہ کسی عالم کامل سے صحبت ہے کہ شریعی اور سکون معلوم ہو جائے ایسے شخص کے
 قول کا کیا اعتبار ہے کہ جو کتب فقہ و اصول کی خبر نہ اور سکون فقہا علی کامل کی محبت حاصل اور مصلوۃ رغبانہ بزرگ محفل کے بمع
 ملاکونین مرد و عورت ہونیکو قیاس کرنا اور مصلوۃ رغبانہ کے بدعت و مکر و خوار و بنا جمالت صرف ہر اسنے کہ مصلوۃ ظاہر
 پر تعامل علی و فقہاء و مشایخ صوفیہ کا کہان واقع ہوا ہے اور اسکے ثبات میں کتب رسائل علماء و امیر کہان بکھیر میں اور
 خطوط میں محفل کے سنکر و بیک ہر مصلوۃ رغبانہ کے سنکر کہان رو کیا ہو کہ مصلوۃ رغبانہ کے مضمون ہونکی علماء اپنے تھوٹ کی ہے اور
 دو کہ اپنے مصلوۃ رغبانہ کے علماء ہر بزرگ اپنے مصلوۃ رغبانہ کے سنکر کہان رو کیا ہو کہ مصلوۃ رغبانہ کے مضمون ہونکی علماء اپنے تھوٹ کی ہے اور
 اس مصلوۃ کا نام و نشان اور علماء کے نزدیک باعث شرا جانا ہے صاحب مجمع البیاض خاتمہ میں فرماتے ہیں وہ خطبہ اجالت
 اثنتا عشر اجماع مع مصلوۃ الرغائب شکستہ مجمع العوام و طلبہ الیاستہ التقدیم و ملاہ مذکورہ انما اجماع العوام
 ثم امر تعالیٰ قام الحمد امدی فی سہی ابطال مصلوۃ و امثال ہذا الذکرات غلطی امر ہوا و تعامل ابطال ہا فی البیاض
 المعینہ و الشامتہ فی اوائل المائتہ النجیۃ تھی اس عبارت سے واضح ہے کہ مصلوۃ رغبانہ کو انہی مشہورین جو حضرت امیر باطل
 مشاویا اسکے ابطال میں کوشش کر کے اور یہی خاتمہ میں صاحب مجمع البیاض فرماتے ہیں و مصلوۃ الرغائب موضوع بالافتقار
 انتہی اس کا کہ اپنے مصلوۃ الرغائب کو تو بالا اتفاق علماء و محققین معتبرین محدثین و غیرہ موضوع فرمادین اور اس کا ذکر نہ کرنا

جواب دہشت تاثر میں وہ تمام موضوع پر عمل بالاجماع حرام ہے اور صاحب درالمنہ و فی حشہ
 بخط ثقتہ کہنا صلوۃ الرغائب انہ کے تحت میں علماء راشدی فرماتے ہیں ہم اس مسئلہ کا فی الواقعہ میں کوئی شکی نہیں
 لا یمنع التوفیق بل لایحظ اجاعام علی حرمتہ للعل بل حدیث الموضوع وقد نصوا علی وضع حدیث ہذا الصلوۃ
 والفقہ لا یثقل من المواہل المجرولہ سہما ماکان فسادہ ظاہر انہی وقال فی شرح النبی قال ابو الفرج بن الجوزی
 وابو بکر الطریطوسی صلوۃ الرغائب موضوعۃ علی رسول اللہ صلی علیہ وسلم وکذب علیہ النبی قال العلامة الشافعی
 فی موضع آخر قال فی مجرور من ضلیل حکموا ہذا لاجتماع علی صلوۃ الرغائب النبی فی فعل فی رجب فی اول جمادی
 منہ وانما ہذا عہدہ وایمانہ اہل الروم من ہذا ما انخرج عن النفل والکراہۃ فباطل انہی قلت وصرح بذلک
 فی البرازۃ حکما سید الشارح آخر الباب بحدیث علیہ السلام علیہما شایح النبی جرجان ما روی فیہا باطل
 موضوع وابطال الکلام فیہا مخصوصا فی الحلیۃ وللعلامۃ فقہاء الدین المقدس تصنیف حسن سماہ ودع الرغائب
 عن صلوۃ الرغائب حاطہ فیہ بغالب کلام المتقدمین والمتأخرین من علماء الکلام والایمانۃ انہی قال النووی
 فی شرح مسلم واجتہد العلماء علی کراہۃ ہذا الصلوۃ المستدعیۃ النبی صلی علیہ وسلم فی صلوۃ الرغائب فانتہی
 فانما ہذا عہدہ متکثرۃ من الدیم القوی ضلالۃ جماعۃ التوفیق فیہا منکرات ظاہرہ وقد صنف جماعۃ من الائمۃ مصنف
 فقہیہ علی تفصیل مصلیہا ومعتد لہا ولا یثقل اجہا وابطالہا وفضلہا علیہا اکثر من ان یخصرہ واللہ اعلم بالصواب
 الذی فی صلوۃ الرغائب کو علماء حقہ قریب سے متفق نہیں جانا ہوا اسکا مروج علی وصفیہ مشائخ میں نہیں ہوا اور علی ائمہ
 قتال اس پر واقع نہیں ہوا بلکہ جمالیہ میں اس فارسی شیوخ بابا غیاث کے ابطال میں علی وفضلہ ان بہت بڑی کوشش
 کر کر نیت و نابور کر دیا اور جہاد میں مذہب کے علی استفادہ میں دستاویز کر کے اسکی تردید ثابت ہوئی اور اسکو بالافتاء
 موضوع جو کذب آنحضرت صلی علیہ وسلم پر بتایا ہوا موضوع پر عمل بالاجماع حرام فرماتے ہیں اسکا حاصل یہ ہوا کہ یہ صلوۃ بالاجماع
 ناجائز ہے جس کو بالاجماع حرام ہوا موضوع علماء فرقہ دین اور جہاد میں مذہب کے فضلا و اسکو رد کر کے اور حج قیام
 محض میلاد کو کرنا کہ وہیں کسی حدیث موضوع پر عمل نہیں ہوا اور اس محفل کو کسی سے موضوع ہی نہیں فرمایا ہوا اور حج
 تعامل فضلا و وصفیہ و مشائخ واقع ہوا اور اس محفل کے وہ علماء بھی قائل ہیں جو صلوۃ رغائب کو ناجائز و موضوع بتاتے
 ہیں چنانچہ صاحب مجمع البحار صلوۃ مذکور کو موضوع بتاتے ہیں بالافتاء اور اس محفل کو جائز فرماتے ہیں اور اس جو کہ
 اس صلوۃ رغائب کو موضوع فرماتے ہیں اور محفل میلاد و شریف کی تعریف کر کے فرماتے ہیں اور امام نووی کے مستند روایت اس
 محفل کے مجوز ہیں اور امام نووی کے ان کے مسئلہ صلوۃ رغائب کو مردود ہونا فرماتے ہیں اور اسکو مردود ہونا میں ان کے غیر مخصوص
 تصانیف ہونا فرماتے ہیں اس محفل کا مردود ہونا مسترد ہوا ہے جو صلوۃ رغائب کو بیکر نہیں ہے جامع براہین میں علم عام

[illegible]

و اسکا اثبات کرتا ہے اجرت و صدقہ کو ایک قرار دیتا ہے تحریف منہوی آیت کی جو ایسے تحریفات بھوکا کر گئے کسی سبب سے
 کام نہیں ہے بلاشبہ صدقہ و زکوٰۃ اور چیز ہے اور اجرت اور چیز ہے صدقہ و زکوٰۃ ثلثین بلا غرض کی جو اجرت بمقابلہ عوض
 ہوتی ہے یعنی جو اجرت من کل الوجوه پر وہ بلا غرض نہیں ہوتی اور زکات پر جو عامل ہوتا ہے اور اسکو بقدر حمل دیا جاتا ہے
 و من وجہ صدقہ و من وجہ اجرت ہے شبہ اجرت و صدقہ دونوں کا اوچین ہے اس واسطے کہ غرضی عامل ہوا و اسکو دینا درست نہیں
 ہے اور نصف سے زیادہ دینا درست نہیں ہے اور اگر مال زکوٰۃ جمع کیا ہوا ہلاک ہو جاوے تو کچھ نہ دیا جاتا و کچھ نہ دینا
 و شامی میں یہ بیان موجود ہے اور یہ جو عامل کو دیا جاتا ہے جو زکوٰۃ میں نہیں ہوتا اسے کچھ دینا
 حد معلوم و محل معلوم و اجرت معلوم کی نہیں ہوتا ہے نہ پانچ شرح ہر ایک میں اور در سین کو جو دیا جاتا ہے وہ اجرت کی
 طور پر ہوتا ہے اجرت معلوم و حد معلوم اوچین ہوتی ہے جس میں قس یا یا اللیس و یہ مثلاً ہے اجرت معلوم ہوتی اور
 ایک ماہ میں اس قدر ہر سال وقت معلوم ہوتا ہے علم معروف و معلوم ہوتا ہے جس میں بطور اجارہ کہ ہے اوچین کل الوجوه
 اجرت ہوتی ہے یہ بلاشبہ آیت سے ہر طرح سے خارج ہو داخل قرار دینا آیت میں تحریف منہوی ہے جو بیشک بھوکا کر
 مرق فضا و غفرۃ و غیرہ کی قسم کہنا مثبت اس امر کا ہے کہ صدقات میں سب کو دیا جاتا ہے اور عین جس کو صرف
 اوچین ہی مصرف قضا و غفرۃ و غیرہ ہے یا یہ کہ بطور اجرت کہ مصرف میں کو دیا جاتا ہے اس طرح لکھ ہی دیا جاتا
 ہو ہی سب سے پہلی ہے کیونکہ قضا و غیرہ مصرف اور چیز کہ میں کہ جس کو مصرف عاملین علی الصدقات میں اوچین مصرف
 قضاء و غفرۃ و غیرہ ہرگز نہیں ہیں اور یہ بطور اجرت ہی ہرگز نہیں دیا جاتا ہے بلکہ علی عاملین بلا اجرت کو یعنی جو بلا اجرت
 ہے بطور قلم و تہیہ پس کہ میں اوچین بطور کفایہ یہ حکم خالص و بالحد مصرف لغزینہ و الخراج و مال التعلی و حد
 الامام و ما اخذ منهم بلا عیب و کمزور کہ زسی و ما اخذنا منهم اصحابنا و غیرہ مصرف کس قدر و بناء فظہر و
 و کفایہ لعلہ و المتعلین و یہ داخل قضا و الغنا و الحال لکثیر قضاء و شہود و قسامة و اقیلہ و سولہ
 و مال لقائہ و غیرہ و مال ہی ثور و زری من ذکر و سکین فیہذا مصرف جزئیت و خراج و مصرف زکاۃ و عشر و غیرہ
 و مصرف خمس و زکاۃ و مصرف السب و بقی رابع و هو لفظ و زکوٰۃ بلا او ث و دینہ مقبول بلا اولی و مصرف ہما لقیہ
 فقیر و فقیہ و اولی علی الامام ان يجعل لكل خرج یتناخص و لمان یتستفرض من احد ہما مصرف لاف و مصرف
 بقدر الحاجۃ و الفقہان لفضل خان قصیر کان اللہ علیہ حبیباً انتہی اس عبارت سے واضح ہو کہ مال جاری
 ہے ہر ایک قسم کے مصرف جہل میں نام ہر واجب ہو کہ ہر یک سال کو علیہ و علیہ و کافین ہو کہ اوچین و جہل مستحق کو جو
 علی و قضاء و غفرۃ کو جو یہ و خراج و مال تعلی و ہدیہ تعلی و ما خروص و کفار بلا جہل و ما خروص و کفار بلا جہل
 دیا جاوے یہ لوگ مصرف اس مال کہ میں اور مصرف زکوٰۃ و عشر و سکین میں جو مصرف زکوٰۃ و عشر میں مذکور ہیں اور

مصرف نفس دکان و کدو و مسکرمین کتاب البہاؤین گذر کر میں اور صرف ترکہ ہا وارث و قطر و درخت محتول بلا و فی لفظ غیر
و فقیر بلا و فی جو دیکھو یہ تمام اقوال حیدر اقسام میں ہر ایک کے مصارف جدا جدا میں جامع برائیں ہو سکتا ہے کہ کسی
سیلی سے زعم کرتا ہو اور علماء و محققین میں اور یہ و العلما میں علیہا میں شامل کرتا ہو جو صرف زکوٰۃ کر میں اور
جزیرہ و خراج و غیرہ مذکور کہ صرف معلین ہی میں لکن وہ معلین جو بلا اجر کی تعلیم کرتے ہو میں جتنا خجاشی میں صرف
ہو اور حال سے مراد و رخصت میں کتاب قضاء و گوہ مستقیم اور شہادہ و شکر و کبوتہ جو حاضر ہو کر میں اور نگہاں سنا و
درا کر میں جتنا خجیر عبارت و رخصت میں ہی موجود ہو اور حال میں مذکور و واضح حق علم و الی و طالب علم و محنت قاضی
و معلم بلا اجر ہی و داخل میں فی و المختار قولہ و العدل من حفظ العلم علی الخاص منافی القہر منافی انہ الضم و القہر
جمع عامل و هو الذی یتولی امورہ جل فی مالد و علمہ کما قال ابن الاثیر فیہ دخل فیہ المذکور و الواعظ
بحق علم کا فی النبیۃ و کذا لولی و طالب العلم و المحتسب و القاضی و المفتی و المعلم و اجروا فی المضمون انہ
عالمین میں وہ معلم و داخل ہے جو ہر تعلیم کرے اور عالمین میں جو صرف کتب کر میں یہ وہ میں جو صرف جزیرہ و
و غیرہ مذکور لا کر میں انفرض و العلما میں علیہا شامل سبب در میں و معلین بالا کج نہیں ہے اور ہر ایک قسم میں
علیہ و ہر ایک کا صرف علیہ جامع برائیں کا سبب علی کے تحریف معنوی آیت قرآن میں کرنا ثابت ہو اور جامع برائیں
مفسر بلازی بتا ہو اور تمام امت کو خلاف در میں و معلین بالا کج کو آیت قرآنیہ میں داخل و مگر جواز اجرت تدبیر میں
مستثبات کرتا ہو اس قدر خبر نہیں کہ اگر قرآن ہی اجرت علمین تعلیم قرآن پر ثابت ہوئی جیسا کہ یہ زعم فاسد و ہم کا سد جامع
برائیں کا یہ تو آنحضرت معلوم ہو کہین فرما فرما قرآن و القرآن و لا تملواہ اسرو میں ہمیں کے ہی معنی میں کہ اجرت لینا درست
ہو اور آیت کا یہی مطلب ہی ہے تو فرماتا آنحضرت مسلم و ان اتخذت مؤلفا فلا تأخذ علی اللذان اجرا مخالف قرآن
ہو گا اگر یہ کہو کہ قرآن سے جو جواز مفہوم ہو لکن حدیث ناخ ہے تو باوجود کہ خبر علیہ سے منع ثابت نہیں ہو سکتا و جب
مطلب ہمارا حاصل ہے کہ جواز منسوب ہلکیت سے تو عمل و قول جواز کیو سنے منسوخ سے حجت جامع برائیں کے
و مطلب حرام کا ہوا یا یہ کہی جامع برائیں کہ حدیث صادقہ و باقرہ قرآن بشریف کے متروک تو جامع برائیں کے کہنا جائز
کہ جامع برائیں صاحب آپ مصداق اس قول کر میں خشک باگندہ بیرونہ اگرچہ گندہ ملکن ایجاد نہ امام ابو حنیفہ و
صاحبین و مت غنہ سے تو آجنگ یہ جواب غریبا اور امام صاحب و صاحبین الی آخر العہد ہم جواز کو قائل ہو اور اوڈ
مجتہد ہونے کے یہ حکم قرآن مجید میں موجود تھا اور امام عظم لقب تھا اوں کو یہ معلوم ہوا اور تمام متقدمین کو ہی و
اس جواب پر نہوا بلکہ مثل غنہ میں بھی جو جواز اجرت کو قائل ہوئی اوں پر بھی یہ جواب چشیدہ و راو جواز
کی علت بالانفاق کل سے ضرورت قرار دی اور فقہاء ابین صریح میں کہ جو جواز و ہر میں مخالفت امام صاحب

وصالحین کی کمی ہے اور اصل مذہب عدم جواز ہے۔ قال فہو الذمہ والحق فی جموع ما اتفق بہ التماخرون من مشائخنا وھم
 البطلون علی خلاف فی بعضہ مخالفین ماذہب الیہ الامام وصاحبہ وقد اتفقت کلماتہم جمیعاً فی الترویج
 والافتاء علی التعلیل بالغرض وھو خشیہ ضیاع القرآن کما فی الھدایۃ وقد قللت لک ما فی مشاہیر من
 المذہب الموضوعہ للفقوی فلا حاجۃ الی نقل ما فی الترویج والافتاء وقد اتفقت کلماتہم جمیعاً
 علی التصحیح باصل المذہب من علیہ الجواز اتفق ابنا سنیہ وفساد کی اور نشا راجل وفساد عقائد کو نہایت
 میں جامع برائین سے بیگم آدمی وناہم کی کوہ معانی قرآن کے معلوم ہوئے جو حدیث وفساد کو بالکل مخالفین میں جامع
 برائین وحق کا اقرار کر دے یہ معنی جدید معلوم ہوئے ہیں اور یہ معنی ابھی ہی قرار دیا ہے اس آیت کہ حکم صی حدیث
 نفوذ یافتہ من ذلک تو یہ امر دوسرا ہے خرافات و اسکو بشر موصیائے نبین آتی ہے کہ کوئی دیکھتا تو کیا کیا بیان
 ہر مولف انوار کو کہ ہم دیکھتے ہیں ان حضرت برائی ذات کا یہ توڑ پھڑ ہے اور ایسے اوصاف معلوم ہوتے وہ دوسرے
 قرار دینے پر قیاس مولف انوار کو کہ ہی کر تریں الغرض جامع برائین کہ سنکست سے قائم جہاں کے بدعات و کفریات کا ثبوت
 ہو سکتا ہے اور اسکی فقیر سید احمد خان کی فقیر سے جس سے فقیر احمدی اور وہ کہی ہے اور ان شریف کے سنے بلکہ ان
 اور اپنے نفس کے موافق کو نہیں کہ نہیں ہے بلکہ بڑے کہ ہے ایسے شخص کا کیا اعتبار اب مصنفین کو خوب واضح ہو گیا
 ہو گا کہ قول خاکبانی ذکر کرنا سزا سزا سزا ہے اور بجائے جمہور قول خاکبانی بالکل مردود ہے اور قیاس علی الدین برین
 حجر صبیح و درست ہے و سوا میں جامع برائین اسکو بارہ میں مسجد برین سب باطل برین اور طوطی علی اکا اس بارہ میں مسجد
 اور اس محفل پر تعامل و تعارف علی کا واقع جو وہ ملحق ساتھ اعمال کے جو دلیں قیاس سے بڑے کہ ہے اور تقاریر جامع برائین
 مانند فرعون بدیع کریم جو قابل انتفاع نہیں اور ایسے تقاریر سے برعات کا ثبوت و سخن و حکام شرعیہ کا وقع لازم آتا ہے
 جس ثبوت محفل پیدا و شریف کا جو مولف انوار سے رہا ہے حتی ہے اور اس سنت و جماعت کو فتح نصیب ہے و وایسے کا نہیں
 سوائے نقصان جس ان شکست و شک فاش کے کہ نہیں ہے اور ذکر ولادت کو حضرت صمد کا وہ حیرت کے بڑے جسے غفلت
 اور علم نے اور شریعت و صوفیہ علم اسکو قبول کیا ہے جامع برائین یا کوئی دوسرا حدیث ساری و دوبارہ بازی کے سکھ
 اسکو نہیں اور شکا سکتا ہے ایسے خرافات سے کہ کیا ہوتا ہے اہل جماعت کا اس کے کہ نہیں کہ سکھ میں ایسا شریعت
 شہر تاقی کر کے ان طائفہ را طعن قصور حاشا اللہ کہ برادر برائین ان گھڑا ہے شریعت برین بسند و
 مرد و برادر حیدر جان بطلان سلسلہ راہ قال صاحب انوار ساطع اس کلمہ کہ وہ جو کوئی ایک دو آدمی اور برادر کا کرتا
 راہ و مخالف ہزاروں بلکہ ناہون کے اور خلاف سوا اعظم کے کہل کر مردہ میں کوہ برین وہ مسئلہ ہے علی و صاحب
 کو نزدیک میر تقی و متروک العن **قال** جامع البرہین القاطعہ صفحہ ۶۶ اور ایک عالم ملحق انصوح شریعت کے قرار

اور اس کے تمام دنیا مخالف ہو کر کوئی بات ظاہر نہ ہو سکتی تھی اور کوئی تو وہ ایک دور عالم منظر و منظر اور عند اللہ مقبول
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا يزال طائفتان من امتی علی الحق منصوبین لا یضوئان من خالفہما حق یاقا
 امر اللہ طائفتہ خود طاعت شریک ہو کر اور نہت پر دلالت کرتا ہو جس ارشاد فخر عالم کہ جو سو فاقی کتاب و سنت کے کہے وہ
 طائفتہ قلبیہ اگرچہ جمل وادی ہی ہو وہ علی الخ ہے اور اس کے مخالف تمام دنیا ہی ہو تو مردود ہے اور بیان خود بہرین سزا
 کہ یہ مجلس صریح اور لاریہ شریعہ کے خلاف ہو اور لاریہ سے بدعت ہوتا اسکا ثابت ہو خفا ذابعد الحق الا الضلال
 اب مؤلف عالم کے شمار کر کے اپنی کرم کہانی لکھی جاوے بندہ اعتراف پہلے عرض کر چکا کہ مؤلف کو پاس کوئی دلیل ہوگی
 اس کے نہیں کتھام علم کر رہے اور بدعت و شریعت و تسلیم کوئی حجت شرعیہ نہیں جنت وہ کہ اور لاریہ سے مردود ہے
 اب مؤلف کا یہ علم اور دلیل اثبات اس کے حرمی کی ہر ایک نوبت پہونگی کہ مجاہدین و غیرہ بادشاہی حکایت پر استسنا
 کرنے لگا اور کفار و کفر کے تعطیل کو ہی حجت جو از بنا لیا اہل کورام سلیم کے تعطیل کو حجت جو از رام سلیم کے نہ کر سکتا
 استغفر اللہ استغفر اللہ مؤلف کو حواس میں بے شک فتور اور اس کو مضعف و مضعف مانا گیا ہو گیا ہے اس کو
اقول و باللہ التوفیق مجدد از امتہ التحقیق جامع بر این صاحب قول صاحب انوار کو تو کہتے ہیں میں انکی جو جو
 چاہے میں احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مراد خلاف لیکر سزا فاقی اپنے مطلب کی کہہ دین میں اتنی خبر نہیں کہ یہ تحریف کرنا
 ہی افتراء علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہے اور غیر مراد شایع کو مراد نہ لانا ضلالت ہے چنانچہ عیالیشہ عبد العزیز صاحب
 ابن موجود ہے صاحب انوار صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مذکور بالا سے واضح ہو کہ ایک آدمی کا اگر مقابلہ ساز اور نہ والا کہوں علم
 کر غیر مقبول اور متروک ہو جامع بر این صاحب فرماتے ہیں کہ وہ ایک عالم کے مخالف تمام دنیا ہو تو وہ ایک دور ہی عالم
 منظر و مقبول عند اللہ ہوئے اگر مراد تمام دنیا کے جہاں تمام دنیا کہیں خود ہی بات ہوئی کہ میں جہ میگویم و ظنہ
 میں جہ بر سر صاحب انوار صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کہہ رہا ہوں ایک عالم کو تو غیر مقبول ہیں بقا میں معلوم نہیں کیا کہو جامع بر این صاحب
 اور میں فتنہ شریعت و فتنہ سوزید ہو کر جامع بر این صاحب کے اندر نہ پھر نہ خیال منظر و خطاب میں ہے اور اگر ایک عالم کو مقابلہ تمام
 دنیا کے کیا کا قائل جزا نہ لائے ہوں جامع بر این صاحب کے عرض قبول علم کو تو یہ ہی حجت و ضلالت کہ نہت ہو رہا ہو و لکن انور عالم فتنہ شریعت
 خاصہ عقیدہ کہ یہ قصہ کسی مخالف ہیں اور وہ ایک مخالف نہیں میں کسی اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ نہیں ہے اور کوئی
 دلیل شرعی و عقلی اس کی مثبت نہیں ہے اگر لا کہوں علماء امت محمدیہ مسلم اور تمام دنیا کے فضلاء مخالف نصیر
 ہو دین تو وہ انصوح ایسے ہو کر جیسے اہل بدعت و اہل کفر پیش کر دین یا نہت خالق و اساطیر کے جس سے چار
 عورتوں سے زیادہ کا نکاح جائز ہوتا اہل بدعت ضلالت مانند رو بعض و غیرہ کتابت کرتے ہیں اور مانند لہذا
 ام القری و من حولہا لکرا و اس کے اہل کفر و طغیان مخصوص ہونا نہت انحضرت مسلم کا ساتھ ملک شریعت ثابت

کہ قرآن مجید ذکر اور پڑھنا ہے اور مانند آب و اسحق و یوسف و سکندر و جبرائیل کے جس سے مواضع بلکہ بعض اہل سنت ہی
 جو از مسیح و جبرائیل ثابت کر سقین جانی محمد بن جبر بر طبری سنی وہ ہی تخیر کا دریاں غسل مسیح سے
 قائل ہوا ہے مکمل جمع البحار میں ہے تحت لفظ غروب کہ فیہ جو از التمدید بالانوار الصفا و الانوار
 بعض عضو الوضوء نہیں کبیرہ الاختلاف المتدنی فرض الرحیلین فان محمد بن جبر الطبری
 وہو سنی بقول بالتقدیر یوں المسح و الغسل انتہی بلکہ عینی شریعہ میں ہے کہ امام حسن ابصر بھی تحریر
 قائل ہیں جامع برین کو اگر غروب ہو سکے کہ نص حدیث و یل للفقہ اقیب بن النادر و ہل لا معقاب مع الناس
 موجود ہے پس قول مجتہدین و مخیرین بین الغسل و المسح کا خلاف نص حدیث ہے تو کیا جاوگا کہ محل حدیث یہ ہونا مکمل
 ہے کہ یہ اس وقت میں فرمایا ہے کہ عقباب و عمر عقباب مسح و غسل کبیرہ ہی کیا ہو سکے پس حدیث میں دلالت
 و اختصار غسل میں نہ ہونے و اتفاق مجتہدین و علما و جامع برین پیش کریگا قوی جواب جامع برین کا جامع برین کس پر
 مارا جاوگا کہ قبول و فتویٰ لا کہوں ذکر و ثبوت کا بمقابلہ فی غیر مقبول ہے اور یحیٰ و دار جملہ موجود ہے اگر دوسرے
 قراۃ و احکام سے جو ساتھ نصب کی ہے غسل کا ثبوت یا بنظر کرے کہ عطف و جو کہ میرے تو کیا جاوگا کہ غسل کے جملہ
 کا کس کو انکار ہے اسے جو آپ غسل کا اثبات کہنے لگے کہ میں و قرآن میں بنزل و آیات و تفسیر میں ایک متفق فی غسل ہے و اگر
 متفق مسیح ہے دونوں میں سے جو چاہو کہو کہ تفسیر کی مخالفت نص قرآن سے مفہوم نہیں ہے اور تخیر میں دونوں
 پر عمل صحیح تبدیل اوقات ممکن ہے پس تخیر متعین ہے پس مسطح یہ مخصوص میں جو مجبور کے مقابلہ میں
 کہا تا میں اور انکو باہر معلق کہ مخالفین قرار دیکر پیش کرتی ہوں ہم مشرک اہل سنت و جماعت نہیں ہستے اور انکی ایسے
 معاندان کہ قرآن اور ایسے وجود ذکر کرتے ہیں جن سے سوانح مجبور کے یہ مخصوص جو جائز میں ہیں ایسے جن مخصوص
 کو جامع برین تمسک ایک دو عالم کا بابتا ہے اور مجبور کو اسکا مخالف قرار دیکر سکون ناقص پر زعم کرتا جو لوگوں معافی
 ہی ہم مشرک اہل سنت کہ نزدیک ایسے ہی ہیں کہ وہ موافق مجبور کے ہی ہو جائیں اور ایک دو عالم کے ساتھ میں کہ
 ہیں نہیں ہوا بلکہ جامع برین مخصوص مخصوص کہتا چلا آتا ہے لیکن کوئی ایسے نص پیش ایسے کہ نہ کی جو موافق مجبور
 نہ ہو سکتی ہو پس ایک دو عالم جنگویہ جامع برین حق زعم کرتا ہے وہی غلط و باطل برین نہ مجبور اور حدیث
 لا یرزأ الصالح الخ سے یہ ملوہ گر نہیں ہے بلکہ طرف تمام دنیا کے عالم جو ہیں اور ایک طرف دیکھو کہ وہ دنیا کے
 ہی مقبول میں اور تمام دنیا کے عالم جس پر میں اور اسکو حق جانتے ہیں وہ عالم مردود ہے یہ معنی تو اس حدیث کہ کسی
 لفظ کسی غیر نہ کسی حالت سے کس طرح مفہوم نہیں میں اور یہ نفس ہے اس حدیث میں لفظ طائفہ سے ملو
 ایک ہی جملے یا ہوا ایک قول بمقابلہ تمام دنیا کے مسلمان علماء کے مقبول ہوا وہ تمام دنیا کے علماء کا قول ہے

ہویم غیر لو شاد عکرا و شاد و بنا ہو جو قبول شاہ عبدالعزیز صاحب غلات و گری ہے اور حدیث مذکور جزو الفاظ
 سر ہے اور بعض روایت میں کچھ زیادہ ہے بعض میں کچھ ہے اور بعض روایت میں اوکا مقام بھی انھیں مسلم نے
 بیان بیان فرمایا ہے اور ہوا اس کا نسخہ علماء محققین نے وہ گروہ ملی ہے جو انھیں علم و فضا شاعرین اور شاعرین
 باب جہاد میں ساتھ کفار و طغیان کرین قال فی شفاء القاضی عیاض قولہ ای کما رواہ مسلم عن سعد بن
 ابی وقاص مرفوعاً لا یزال اهل الغرب ظاہرین علی الحق، ای علی طریق الحق و قطعاً الصدق و سبیل الحق
 من الجہاد و تعلیم العلوم للمباد (حتی تقوم الساعة) ای الی قرب القیامۃ ذہب بن المذنبی زالی
 انہم ای اهل الغرب العرب لانہم لخصون بالسنی بالغرب وھی الدلو وغیرہ ای غیر المذنبی
 یذہب الی انہم اهل المغرب و قد ورد المغرب کذا فی الحدیث بمعناہ و فی حدیث آخر من روتہ الی انہم
 کما رواہ الطبرانی منہ مرفوعاً لا یزال طائفتہ من امتی ای امتاً لا یجانبہ ظاہرین علی الحق ای مستلیم
 علیہ غیر محققین لدیہ قاضین بعد و ہر ای خالین علیہم من غلبہ و لا لہم للتقویۃ (حق یا علیہم
 امر اللہ) ای بفنائہم و خفائہم و ہر کہ لک ای لا یثون علی ما منا لک ذیل و رسول اللہ ابن ہر ما
 بیعت المقدس (و لعل مثل ہذا الحدیث حمل ابن المذنبی علی تاویل ما قد مر فی غیرہ المراد
 باهل الغرب هل الشام لانہ غریب الجبال لا تروا یتہر بہ بالشام لکن لا منع من الجمع بان یوجد فی کل
 متما جمع یقومون بالحق من ظہار العلم و انشاء شعائر الدین و الاجتماع فی باب الجہاد مع الکفار و المحدثین و غیرہ
 ما رواہ مسلم عن جابر بن سحرة مرفوعاً ان یرجع هذا الدین قائماً یقاتل علیہ عصابہ من المسلمین حتی تقوم
 الساعة لکن اس عبارت سے واضح ہو کہ وہ طائفہ یا ہل عرب عربین یا اہل بیت المقدس یا دونوں یا عربین
 اور وہ اپنے اعدائے ہمیشہ جہاد و غیرہ میں غالب رہیں چنانچہ یہ غلبہ عمر و ابراہیم و نبی و کونین اس زمانہ میں ہی
 حاصل ہے اور وہ ایک جماعت ہیں نہ ایک جل جلالہ کے فاسد جامع برائیں ہی اور اس حدیث میں محبت اجماع ہونا اور
 مراد اس سے جہاد ان مجاہدین نہ ہونا و فقہاء محدثین و فساد و آمین بالمرور جو مغرب و اطراف و اطراف زمین میں ہی
 مراد ہونا اور اہل حدیث مراد ہونا اور اہل سنت و جماعت مراد ہونا و جو لوگوں عقائد میں شامل ہے مراد ہونا ہی علمائے
 اہل حق فرمایا ہے قال فی جمع لکثیر من طوائف الاہل طائفتہ من امتی و عتقاہم علی لکھ اهل العلم ای معاونین
 علیہ و یجمل ان یکون علی الحق و خبرائنا فی جمیعہ لا جماع و لا متما خلوا العصر عن الجہاد و لا یعاضد
 لا یقوم الساعة لا علی اشرار الناس اذ المراد ان اظہر مراد و دلیل انہم اهل العلم انما انما یجہاد لایستقامتہ
 باللفظ و یجمل ان ہذا الطائفتہ مفرقتہ فی اقطار الارض من شیعہ ان متقابلین و فقہاء محدثین

و زہاد و الامور بالمعروف و لا یزکوہم مجتمعین قوله صحیحاً فی امر اللہ و هو الوریح الاخلاص و روح مؤمن
 احمد اہل الحدیث قال القاضی اراد اہل السنۃ من یعتقد مذہب اہل الحدیث انتہی و شیخ عبد الحی بن
 محدث درجہ شہ شکوہ میفرماید بعضی مراد این گروه اصحاب حدیث باشند اندک تر صریح سنت و نجد بدین می
 نمایند و اکثری آنکہ مراد عزتہ اند کہ مجاہد با کفار قویست و تائید دین میکند و در آخر زمان مسخر دہائی اسلام برپا
 دارند و بعضی بگوید کہ ہمیشہ ایشان در شام و در بعضی آمدہ حتی تا قتل خود ہمہ السبع لہ جال و این روایات تا خود را و در
 مظاہر بعضی حدیث معلوم است و اندک علم نمی یابیم عبارت عالم کی اعلی صوت نہ گزین کہ در لفظ و حدیث میں مجاہد و کفار و مجاہدین پر
 بر حق اند و در ملک شام میں یا عربیہ و طبرستان و غیرہ عالم میں متفرق ہیں صاحبین عالم و عالم را و زمین میں کہیں ہم جاس
 بر زمین اگر یک دو عالم کے حق ہوتے اور باقی تمام دنیائے کرام کے نا حق یہ جو بنیکو بارہ میں جو پیش کرتا ہر اس حدیث
 سر سر سہرا باطل ہے اور اگرچہ لفظ کا اطلاق ایک پر ہی آتا ہو لیکن یہ مستلزم اس امر کہ زمین کو اس حدیث میں ہی مراد
 ایک ہی ہو وے جماعت ملا نہ ہو کہ جامع بر زمین کی بڑی نادانی ہو کہ تمام شرع و محشین نصرت جماعت کی کہ زمین
 اور یہ ایک جمل اس صحر اولیت پر اب بنائی و باغ زمین خلل و فتنہ و ضعف عرض و مبالغہ کیا جامع بر زمین کی ہر کہ الشرح
 حدیث کہ کرتا ہی یا صاحب فورا اس علم کے موافق قواعد شرعی گفتگو کرتا ہے بلکہ رقم الحرف کہتا ہے کہ حدیث آنحضرت
 مسلم ہے و اسے فاسل مسلمانوں کہ فراموشی ہے کہ کثرت اہل کفر و باطل کی او کو بیسے مسلمانوں کو تعجب میں نہ لایک اہل
 اس کے کثرت کہ سب مسلمان مغلوب نہ ہونگے بلکہ غالب رہینگے اگرچہ اولی سے حد میں کہ ہوئیے اور دینے آنحضرت
 زیادہ ہو وینک فی جمع بجا حرکت نقطہ طریف و فیہ لایزال طاقتہ من امتی علی الحق الطائفتہ الجماعۃ من الناس
 و وقع علی الواحد کا خوار و ذلتاً طاقتہ ابن راہو و چون الالف و سبیل و هذا الامور ان یکون
 علیہ التمسکین بما کان علیہ النبی صلعم و اصحابہ لقا یسلی بذلک ان لا یجہم کثرة اہل الباطل انتہی و
 قول اکثر علماء واکا مراد اس کے عزتہ و مجاہدین میں دلالت واضح اس کے کرتا ہی کہ یہ لفظ بمقابلہ کفار و اہل الحاد کے ہوگا
 کیونکہ مجاہد و فرادین کفار کے نہیں ہوتا ہی اور کوئی لفظ ایسا عام اسمعین نہیں کہ بمقابلہ علی تمام دنیا کہ قبول
 جامع بر زمین اس حدیث کا ہر نامکن ہو وے پس یہ حدیث اس تقریر پر ہی بمقابلہ مجوزین مجلس میلاد و شریف پیش
 جہالت حرف و سخاوت فالص ہے اور آنحضرت صلعم پر یہ محض اعتراض ہو کہ اس حدیث سے مراد آنحضرت کی یہی کہ ایک
 شخص بمقابلہ علماء تمام دنیا کہ حق پر ہے یہ کوئی مسلمان ہرگز یقین و ظن معتبر نہیں کر سکتا ہے یہ ایسے ہی لوگوں کا کام ہے
 جس کہ جامع بر زمین صاحبین اور یہ جو کہ کہ بہان خود میرن ہر لیا کہ یہ مجلس مروج اولاد و بد شرع کے خلاف و اولاد و بد شرع
 برعت ہوتا اس کا ثابت ہر انتہی یہ وہی زبان سخاوت تو ان قدر می ہے جو اثر مرض و مافی کہ ہر نام تمام حدیث قیہ ہو وین

در تبران نہیں جامع بر این کا کوئی مقدمہ نہیں ہے نہ میں تمام وہیات بلکہ مخالطات میں بھر بران کہان و
 صبرین جو نہ کیا مئے اور مجلس سرور کا قیاس اس شخص سے نبوت استجاب ہوگا دعوی خلاف ہونے اور اور اوجا
 کرنا اور اولہ اربعہ سے بدعت بتانا وانی لکھنے خدا خدا بعد الحق الا الضلال کا مصداق خود جامع بر این سے نہ
 مؤلف انوار اور مؤلف انوار کا ملک شمار کرنا اور اس امر کا ثبوت دینا کہ تمام علماء اگر فرسے ثبات استحقان علماء کا ہے
 اس مجلس کے بارہ میں اور استحقان ملحق ساتھ اجماع کے ہونا عبارت کتب فقہ و اصول سے بخوبی اوپر معلوم
 ہو چکا ہو اور اس کی حجت مشرہ ہو گیا انکار کرنا اجماع کے حجت کا انکار کرنا ہی اور اہل بدعت ضلالت کو دائرہ میں شامل
 ہونا ہی اور استحقان علماء کو اولہ اربعہ میں سے بخانا دلیل واضح اس امر کی کہ جامع بر این کو بالکل علم و فہم و احوال سے
 بھی خبر نہیں ہے جس طرح حدیث میں خبر نہیں ہے یا یہ علم و دلیل ثبات مؤلف انوار پر تو جامع بر این کیا یہاں طعن کرنا ہی
 ہو سکتا ہے یا یہ علم و دلیل ثبات کا یہ حال ہے کتب فقہ و اصول سے کچھ خبر نہیں اور استحقان علماء کو حجت نہیں جانتا
 باوجودیکہ کتب میں موجود ہر کچھ حجت مشرہ ہے اور چاروں بادشاہ و فریاد شاہوں عادلین و قنادین میں چکی مجلس
 میں فضلاء و علماء اہل تدین حاضر ہو آئے اور وہ اولوالامر تھے جسکو اتباع و اطاعت قرآن سے ثابت ہر قال اللہ تعالیٰ
 اَطِيعُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولٰٓئِیْ اَنْفُسُكُمْ اور انکی حالات و معمولات اس مجلس کے بارہ میں دستے تائید
 اثبات کو ذکر کرنا طریقہ علمی و فضلاء کا ہی جائز ہے علی قاری و سخاوی و جلال الدین سیوطی وغیرہم علماء و ذکر کرنا ہی
 جامع بر این کی رائی خاصہ میں یہ خوب نہیں ہے تو اسکو علاج اپنے مرض غلبی کرنا چاہئے اور کتب فرنگی کی تحلیل
 یہ حیثیت اہل اسلام یوم ولادت آنحضرت صلعم ہوئی تو اس کے معنی ہوا کہ باوجود عدوت فریبی کو ایسے لوگ بھی
 کی نظریہ ولادت کا کریں اور عظمت یحییٰ کو اہل اسلام اگر جو نام ہی کے مسلمان ہوں اور کو بطریق اولیٰ اہل تدین
 عظمت و اس مجلس کی رعایت کرنا چاہئے اور باوجود اوہا میں کے ہر کوئی نہ کرے یا مندر وہاب کے اسکو حال بہ
 افسوس کرنا چاہئے یہ مراد مؤلف انوار اسلحہ کے ہے اسکو جامع بر این مجہا نہیں اہل علم میلی کو پیش کرنا ہی
 اتنی فہم جامع بر این صاحب کو نہیں کہ محفل میلاد کی رعایت سے تعطیل فرنگ میں رعایت ذکر نبی صلعم کی جو اہل
 اسلام کا ایمان ہی مضبوط ہے اہل لید میں یہ رعایت کہان ہے خلیفہ الفیاس اسکی ایسی مثال جوئی کہ کوئی شخص باوجود
 اسلام کو قرآن شریف کو بظہر کے بیٹے یا وجود جاننے اور امکان اصرار کے اور کوئی ہندو اس سے جسے نہ کرے
 کہ یہ کتاب بزرگ عظمت والی اہل اسلام کی ہے تو اس مسلمان بزرگ کو ہر کوئی تمبیہ لگا کر ہندو مخالف مذہب و عقیدہ
 جب یہ ادب کیا قرآن کا کہ پیشہ اسکو سبب عظمیٰ ہر کی کے کئی فوج کو بطریق اولیٰ پیشہ نہ کرنا چاہئے تا اس کے
 جواب میں وہ مدعی اسلام ہو کہ ہندو کا قرآن کو پیشہ نہ کرنا تو محبت عدم جو انہیں نہ کرنا ہی نہ مذہب و عقیدہ کو پیشہ

نکرے سے کل تو کہیں دلیل نہ بکڑے لگے تو اس حدیث میں اسلام کو عاقلین کیا کہینگے سو اس کے کہ یہ موقف یہ اور وہ
 مذہبوں کے برسرِ مجسمہ لیا وہ ان دینہ نکرنا برحایت اہل اسلام کی ہے اور یہاں برحایت اہل کفر کی ہے دونوں
 کس طرح برابر ہو سکتے ہیں پس یہی جواب جامع برائیں کا ہے کہ ہم لیا و فصل میلاد و دو نوئی تعطیل کا تو ایک سا حال
 جانتا ہوں متعلق اسلام و نہ متعلق کفر و تو تو کو ایک ہی شکر خارج از اہل اسلام بننا ہے ایسے نا انصاف نام کہ
 مسلمانوں کا یہی حال ہے کہ بے ادبی سخت کے سبب کے ساتھ فصل میلاد شریف کے ایسی ہی کفریات سے مشابہت
 و تہنن اور ایمان کے ساتھ دو تہنن و تابیکو ایمان کے کیا کام ہے زبانِ ایمان اور کو جائز استغفر اللہ استغفر اللہ
 سچوں سے جامع برائیں کو پرہیزنا جائز اور انکار فصل میلاد شریف سے باز رہنا چاہئے اور ایسے مشابہت
 سے بلاشبہ استغفار کرنا واجب ہے جامع برائیں کو نہ معلوم یہاں کس نیت سے یہ استغفر اللہ استغفر اللہ کہہ رہا ہے فقط
 استغفار کے ساتھ ہی اسکو استہزاء کرنا ہی منظور ہے اب مضمین خود کریں کہ اس کے داغ میں مرض سائب عقل ہے
 یا نہیں جو ایسے کلمات ناشایستہ دینی عمل کہہ رہا ہے اسکی حال پر افسوس کرنا چاہی یا نہیں **قال** صاحب نواد
 ساحلہ ہم سوقت تک کا ثبوت کا وہ عینیکہ کہ مشرق سے مغرب تک مل مالک اسلام میں اہل اسلام اس عمل پاک کو
 محمود و مستحسن جاتے ہیں اسکی کافی ہے بلکہ حدیث ابن مسعود رضی عنہ کہ فرما کرتے ہیں ما رواہ المسلمون حسنا و وہ عند اللہ
 حسن یعنی جس چیز کو مسلمان لوگ اچھا جاتے ہیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھے ہیں اور سندوستان کے کسی نواح
 یا ضلع میں اگر درخت یا چھ مولوی اس آخری دورہ میں کہ یہ فقہ فساد کا وقت ہے ان کا ایک جگہ باندہ کہ کہیں اس عمل کو
 برا کہتے تھے تو کہ بخند اللہ مقبول ہو سکتا ہے اسکا تصدیق بھی رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا ہے اقبوا
 اسواہ الا عظم اس حدیث کے معنی میں لاکہ یہ لوگ سر جھکا کرین اور کسی کسی کے اقوال شانہ فضل کیا کرین
 جو معنی اس حدیث کے جسور محدثین کے نزدیک ہیں وہ یہ ہیں جسکو مولوی اعظم صاحب محدث سہما پوری نے
 پڑھ کر مطیع کے مشکوٰۃ میں ملا جل قاری سے نقل کیا ہے کہ میں مولود عظم کو لکھا ہے یعبر عن الجہلۃ الذکرۃ والارواہل الذکر
 المسلمین اور بسطرح مولوی محمد اسحاق صاحب مشکوٰۃ کے ترجمہ میں اس حدیث کا یہ معنی لکھا ہے کہ میں نے اپنے
 اور قبول و فعل اکثر علماء و کرموں کو دیکھ پیروی کر دیکھ یہ دونوں عالم اس فرقہ کے نزدیک کمال مستند ہیں
 اسکو ان کے اقوال پر پس کرنا ہوں نقل اقوال اور محدثین کی کچھ حاجت نہیں تھی **قال** جامع برائیں مولف سے
 افسانہ یاد کر لیں میں معنی تو کسی سے پڑی ہی نہیں یہ سمجھ لیا کہ جس کام میں بہت سے مسلمان جمع ہو گئے تو وہ
 اور جائز ہو گیا اور حال آگاہ مبتدعین من فقہ متبعین سنت سے ناگزیر ہیں اس زمانہ میں ہزاروں کی نسبت ہو گئی
 اور حدیث لا یرا لھا فاعلم من امتی کو جو ایسی لکھی گئی اور حدیث بداد الاسلام غریب و سبوع و غیرہ ملاحظہ فرمائیے

للفریاد الخیر لہو مثل اسکے سکویں پشت ڈال دیا کران احادیث میں طائفہ اور غریب کی طرح مہربانی ہے اب جب بخت
 میں انگور کر دی تو دوسرے عجیب نہیں **اقول** وابتداء التوفیق مؤلف انور ساعدی گویا اس طرح دلیل حسن و محفل
 میلاد شریف بیان کی کہ اس شخص کو مسلمان ہونے کا نام مکتوبین علماء نے مستحسن جانا ہے اور جب کو تمام مکتوبین علماء و محسن
 جانین وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ہی مستحسن ہے پھر محفل خدامتعالیٰ کے عزیز ایک مستحسن ہے ثبوت جملہ اولیٰ کہ حضرت علی
 کا ہی مؤلف انوار اس طرح دیا کہ تمام مکتوب اسلام میں اس محفل کا بطور مستحسن ہونا اور علماء و فضلاء کا اس میں شریک ہونا
 اور اس محفل کی طرح و تشریف کرنا کتب سے ثابت کر دیا چنانچہ انوار ساعدی میں عبارات علماء و مکتوبین میں اور ثبوت جملہ ثانیہ
 جو کہ بری دلیل کا ہے یہ تصدیق ابن مسعود و اہل السنون الحدیث گرد آئے اور بعض لوگ جو بہ نسبت مجتہدین کے افضل ہیں مگر
 بزرگوار سے کہہ ضرر ہونا نہ تصدیق اتبعوا السواد الاعظم کے ثابت کیا جسکے معنی اکثر مسلمان و اکثر علماء و اکثر
 مولوی احمد علی مولوی قطب الدین کی بیان کی اور اس بیان کو دوسری دلیل کا بیان ہو گیا یا بطور کہ بعد اسلام کے ایک
 گروہ جو بعد از مجتہدین کی اقل اس محفل کے منکر ہی علماء و محسن ہی ہمارا دعویٰ حاصل بنظر کراس محفل کے مجتہدین اکثر علماء میں
 چنانچہ کتب سے منقول ہوا اور جس چیز کے مجتہدین اکثر علماء و محسن وہ مامور بشیخ کا ہے بقولہ علیہ السلام اتبعوا السواد
 الاعظم اور سواد اعظم کے اکثر علماء ہونا تمہارے دوست و صالحین کے قول ہے ہمیں ہی دیکھو اس دلیل میں کوئی حدیث نہیں لکھی
 سنا ہے نہ سچے یا مصداق بلکہ تعلق ہم معلوم کا ہی تو اس کا علاج نہیں ہے خدا تعالیٰ اس کو کافی ہے اور بعض
 انوار کے طرف نسبت پر ہر معنی کے کرنا بدیہی البطان و ان جامع برہین فرماتے اپنی طرف سے گڑبگڑ کہیں جو تمام دنیا کے علماء
 اور وہ نہ مراد شیخ جیسا کہ حدیث لا احوال طاغوت کے معنی قرار دین کہ یہ سچا عقیدہ تمام دنیا کے علماء کے جو کہ مائرون ہوں
 حق پر ہر بعد تمام دنیا کے مائرون علماء باطل پر ہر کسی آج تک یہ معنی حدیث کے گئی اور نہ کسی نے مراد شیخ علیہ السلام
 بیان کی جامع برہین دہانی ہے یہ مراد گزری ہے جس نے تو بیشک مؤلف انوار کو صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے سیکو نہیں آتی ہیں اور نہ اس سے کسی کے سیکو پر افواہ میں ان شیخ مجتہد کو اتنے ہونے اس کو مجتہد بنانا
 چاہیں سے بتایا ہے وہ جانتا ہے مؤلف انوار و دیگر اہل اسلام تو اس کی شاگردی سے بہاد ہی مانگتے ہیں اور جو کہ کہہ سیکو چاہے
 کہ جس کام میں بہت مسلمان جمع ہوئے تو وہ امر جائز ہو گیا بیشک جو مسلمان عباد اور حضرت صامت کو اس قول میں سمجھے
 اتبعوا السواد الاعظم ہر امتی جانتا ہے کہ سیر عتق کو کہتا ہے اور سچ عالم ہی تو ایسا ہی بائیکا کہ جسے اکثر علماء
 اس کی پیروی کرنا چاہتے ہیں اسے مولوی احمد مولوی قطب الدین ان معنی کو کہیں قبول کیا اگر یہ معنی حق نہیں ہیں تو کیا رائے
 مولوی احمد مولوی قطب الدین تک تو ان معنی کی حقیقت ہی اب جامع برہین پر دہی آتی ہے فغوض باللہ عز و جل
 یہ معنی منسوخ ہو گئے تو ہی قبول کر لیا جو جامع برہین پر دہی آتا ہے کہ مقتدہ ہو کر اپنا ایمان کہو و گواہی کو یا عالمی کیا یہ بروہ

شیخ بخاری و مسلم و ابی داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و نسائی و ابن کثیر و غیرہ و ابی یوسف
اختیار کرنا چاہیے اور یہ جو کہ در حال تہمت و متبعین فرستے متبعین سنت سے روگردان ہوں گے ان کی نسبت ہوگی ایہ قول
جانب برہین کا اس پر مبنی ہے کہ اگر حضرت عمرؓ نے جو معیار کو وسطے دریافت حق و باطل کے بنا دیا ہو اور اس کو یہ جامع برہین
بنیں یا نہ یا اس واسطے کہ اس معیار پر کھنڈے یا باطل یا حق پرنا تجویز معلوم ہو جائے۔ مسلمان نہ کہ چاہے کہ اس میں معیار کو جو
حکم کو کہیں تاکہ درمیان اہل بدعت و اہل باطل اور اہل حق اہل سنت کے درمیان تفریق حاصل ہو اہل حق اہل باطل
باطل کے تفرق اویسی معیار سے ہی ہوتا ہے اور اس دعویٰ میں کہ حق وہ ہے جس پر حضرت عاصم و اصحاب نے اتفاق حاصل کیا
ہے اور وہ ہم میں ہی پایا جاتا ہے تمام فرقہ داعی سلام مثل بن اور ایک فرقہ ایسے اعتقاد و فعل کو حضرت مسلم
و اصحاب کی طرف منسوب کرتا ہے اور اس معیار میں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا ہے وہ معیار ہی حدیث و جو مؤلف انوار سے
بیان کرے اتبعوا السواد الاعظم محقق تھیں کہ صحیح فرماؤں میں مراد اس حدیث کی یہ ہے کہ تابع اکثر علماء مسلمین کرو
اس واسطے کہ میں اعتقاد و فعل بقول یہ برہین حق ہے اور باعدہ اس کا باطل ہے چنانچہ جب مجمع الباری فرماؤں پسند
اتبعوا السواد الاعظم عید بعدیہ و الخلیفۃ فطای اعظم و الامام علیہم السلام علماء المسلمین میں
الاعتقاد و القول و الفعل اتبعوہم فیہ فانہو لکم و اعلموا بالباطل فی اصول الدین و اما الفرع فبحیث
فیہما اتباع کل من المجتہدین انتہی اس پر صاف ظاہر ہے کہ سب اکثر علماء مسلمین کو کہہ رہے ہیں وہی حق ہیں اور باطل
اور اس کا باطل ہے پس اہل بدعت وہی علمائے برہین جو مخالف اکثر علماء مسلمین کے ہیں اور اس زمانہ میں اہل بدعت و افاضت و فروع
و غیرہ تفرقہ فرقے علماء تمام ملکوں کے مجمع کئی ہزاروں کروہین و ابیہ کہ بھی بے لیا جاؤ کتب ہی تمام ملکوں میں جو علماء
اہل سنت و جماعت میں ان کے رتبہ بلکہ شہرت کو ہی نہ پہنچائی ہے چاہے کہ ہزاروں کی نسبت ان علماء اہل بدعت کو کہ
علمائے اہل سنت و جماعت سے جمع برہین جو نسبت درمیان اہل سنت و اہل بدعت کرنا تاہم اگر اس کے بیسے دونوں فرقے
سورہ لیتا ہے تو کذب و دروغ ظاہر ہے اور اگر حمال مراد لیتا ہے قطع نظر اس کے کہ حمال اہل سنت کو کہہ رہے ہیں یا نہیں یہ
جائی کہ زیادہ بیرون ہم کہتے ہیں کہ اعتبار مسائل میں علماء کا جو نہ حمال و اختلاف مسائل میں کرنا علماء کا کام نہ حمال
پس حمال کا اعتبار ہونا یہ گزشتہ سہ ہجری کے جامع برہین کو یعنی کے باعث سوائے خبر نہیں کہ معیار غیر متعین کہ حدیث
اتبعوا ہم مراد علماء میں ہر وہ ان سب کے و سب کے مستحقین زیادہ بتلے لگاؤ اور دوا باطل کہنے لگا ہے اگر جامع برہین
سچا ہو تو تمام ملکوں کے علماء اہل بدعت بہتر فرقہ و تابع و ابیہ کے شمار کر کے اور اہل سنت کہ یہی تمام ملکوں کے علماء شاکر
زیادت ان کی ثابت کرے و نہ جھوٹ صرف کا ترکیب ہو اور اگر حمال دہی اس شان میں معتبر ہوتا جاتا ہو تو کسی متقی
کی کتاب تو ثابت کرے کہ اس کا یہی اعتبار ہی الغرض علماء و فریقین حدیث اتبعوا السواد الاعظم میں مراد ہیں

اور جس پر اکثر علماء و ہون اور اسکی حقیقت اور اسکی مخالفت کا بطلان ثابت ہو اور ہرگز غلطی اس بدعت نہ اول کبھی نہ ہو
 ہوئے علماء اہل سنت و جماعت سے اور اس زمانہ میں زیادہ ہیں اور نہ آئندہ انتشار نہ زیادہ ہوئے جامع برہین
 جو چار و شش بیش و نایک کو ہی اہل سنت و جماعت میں شمار کرتا ہے اور باقی تمام امت کو اہل بدعت بتاتا ہے
 اس زعم فاسد پر مبنی کرتا ہے کہ اہل سنت سے اہل بدعت زیادہ ہیں اور یہ خیال خام جامع برہین کا جو ملکہ اہل سنت و جماعت
 وہی علماء ہیں جو اکثر میں موافق حدیث آنحضرت صلعم کے جکا بیان ہو چکا ہو اور اب یہی وہی زیادہ ہیں علماء اہل سنت
 سرور و ہمہ ہرگز اہل سنت و جماعت میں نہیں ہیں اور یہ عقیدہ جامع برہین کا ہی خلاف حدیث نبوی کے ہے کہ جماعت
 قلیلہ علماء کے حق پر اور جماعت کثیرہ علماء کے حق پر نہیں ہے اور حالانکہ حدیث نبوی سے ہی جماعت کثیرہ کا حق پر ہے
 ثابت ہو جس کے ہی اہل بدعت میں کہ ہونا جامع برہین کا معلوم ہوا اور حدیث لایزال طاقت من امتی کا حال پر
 بخوبی واضح ہو گیا کہ وہ علماء اہل اسلام کا ملوہی بقابلہ لغار و ملوہی کے نزدیک اکثر کی اور یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ علماء
 قلیلہ علماء کا بمقابلہ طاقت کثیرہ و جماعت کثیرہ علماء کے حق پر ہونا ہو ورنہ الاسلام غنیما وسیعہ و غفر قطوبی لغفرہ
 الحدیث کا یہی یہ مطلب مراد ہرگز نہیں ہے کہ جماعت قلیلہ علماء کا بمقابلہ جماعت کثیرہ حق پر ہوگا اسکی یہ مراد نیز نہیں ہے
 شاعر و شاعر زعم کرنا جو حشوات و گزنی ہے بلکہ اس حدیث کی مراد شاہیں حدیث فرمایا ہے کہ اسلام فریب
 ہو کہ شرور سے پہلے اول میں اسلام پر چلنے والے قلیل تھے تہوڑے لوگ اسلام لائے اور کثرت بہت کثرت تھے اور فریب
 بھی مسلمان لوگ کم ہوئے اور کثرت بہت ہوئے پس طوبی ہی جھنے جنت پر خیر کیا کیونکہ میں نے مسلمانوں کے واسطے اہل اسلام
 و آخر اسلام میں سبب مہر کرتے لاکھی کے نواز سانی کفار پر نہایت جمع الحارین سے نہ ان الاسلام بدلتا غرہا اعیان فی
 اول امر کو حید لا اہل عندا لقلۃ المسلمین و سیعود اعیان یقلون فی لغر الزمان فطوبی اعیان الجنتہ لقلۃ
 اعیان المسلمین فی اولہ و آخرہ لصبر علی کفر ذی الکفار و لزوم ہم الاسلام لقلۃ و کثیرہ حدیث نبوی کی کیا مراد ہو اور
 جامع برہین اپنے بدعت نہالت کی ثبوت کیواسطے اور نیز نایک کو ہی اہل سنت و جماعت میں سمجھ کر سننے کیلئے اور
 اہل سنت و جماعت کو دائرہ اہل سنت و جماعت سے خارج کر دینے سبب اس کتاب ان مفرقات و تحاریف مضویہ
 احادیث نبویہ کا کرتا ہے لغو و باطل متن ذلک خدا تعالیٰ کا خوف نہ ہو شخص کو ہونا جو ایمان والا ہوتا ہو یا کفر
 اس کے کیا علاقہ ہے جس حدیث لا اہل طاقتہ و حدیث بدالاسلام غنیما و امثالہما کا پس مثبت و لایبنا جو بجا ہے
 برہین پر مؤلف انوار علیہ کی طرف نسبت کرتا ہے یہی بنا فاسد علی الفاسد ہے کہ اسنے اس پر اسکو مبنی کیا ہے کہ ان
 دونوں حدیثوں و امثالہما کی مراد اس نے یہ قرار دی تھی کہ بمقابلہ جماعت کثیرہ علماء کی جماعت قلیلہ علماء کے حق پر ہو کہ ان
 جماعت کثیرہ علماء کے باطل ہو کہ ان میں جب اسکا بطلان بخوبی واضح ہو گیا و فساد واضح ہو گیا تو پس مثبت و لایبنا کی نسبت

یہی فاسد و باطل ہوئی اور یہ مقابلہ جماعت کثیرہ علماء مسلمین کی طرح طائفہ کے کہ جامع برائین کے نزدیک ایک مروجہ ہے
 اور ضروری کہ جامع برائین کے نزدیک فرقہ واپس ہی نہ ہونا واضح ہو گیا اور جامع برائین کو جسے علمی و منصبی معافیت کو یہی
 منصفین نے جان لیا اور یہ جو کہ ایک جب بدعت میں انکورد کردی تو اس کے عجیب نہیں اس کے مفہوم ہوتا ہے کہ جماعت
 برائین اپنی تقریر پر ترزویر کو مجروح و لغو اول سے ہی جانتا ہے اور اس کو خلیل کہہ اسکے اہل سنت و جماعت کے لئے
 اور اویٹنے اور باؤنٹور کر دینے اور بفضل تعالیٰ ایسا ہی ہو گا اس کی تقاریر کا ہم سنت جماعت فرخاکہ اور اویٹا
 اور اسکے عقیدہ فاسدہ و بغض قلبی پر جو اس کو ذکر ولادت و فضائل و تعظیم سے سہلے مسلمانوں کو نگاہ و حشر و ذکر و بیا
 یہ پاسہ حق میں جب بدعت کا قول کرتا ہے تو مرض قلبی کے سبب اس کو جب سنت جب بدعت معلوم ہوتی ہے کہ تیار نہیں
 لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی تھے زبانی مسلمان تھے اور ایسے اطمینان حق کے بارہ میں کر سکتے اور یوں کی افضال
 محمود کو ترجیح دیتے تھے اس زمانہ میں نہ بانی کا عجب ہے **قال** جامع برائین سو سنو کہ ان احادیث کو تو مراد یہ ہے کہ
 جس وقت میں کہ تمام دنیا میں جب دنیا دیدہ و تاباع ہوئی ہو جائیگا اور وقت میں وہی دو چار متبع سنت مقبول ہو جائیگا
 انکو طریق ہواستی **اقول** و بابتہ التوفیق ان احادیث کے معنی ہر نقل از احادیث معتبرین بیان کر چکے اور چونکہ
 معانی میں وہ خوب واضح ہو چکا کہ کوئی سفید کو دن ہو گا جو شریعت حدیث کے معانی بیان کرے کہ جسے کو نہ مانے گا اور جامع
 برائین کی مخرجات کی طرف جو کسی شریعت و فروع کا والہ نہیں دیتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث کے معانی جو چاہتا
 اپنی خواہش کی موافق بنالینا جو التفات کرے گا اور ایسے معانی دو چار واپس ہی سینے اہل سنت و جماعت کو پاسے
 جو شریعت سابقین نے مراد احادیث نبویہ بیان کی ہے کافی ہے یہ مخرجات جامع برائین کی سسے کی حاجت نہیں ہے
 مصرعہ چاہے جس کو تو خورشید بھر خورشید نہ کیا یہ گنگوئی طاعلی قاری و جلال الدین سیٹو و ابن حجر و ابن قسری جن
 جو زمری و ستاموی و ابوشامہ و سفلانی و محمد بن صاحب مجمع البحار و شیخ عبدالحق محدث دہلوی و دیگر محدثین اور
 فقہاء کو جو جو زمین محض مذکور کریں ان تمام کو متبع سنت نہیں جانتا ہے اگر انکو متبع سنت نہیں جانتا ہے چکی
 کہ انہوں نے تاجیک جہنا و جہاننا احادیث کا سو قوف ہو تو دوسرے کو منسے علی و کو متبع سنت جانتا ہے اور کو منسے علی و
 اقوال پر عمل کرے گا اگر متبع سنت جانتا ہو تو یہ تمام محفل سیلا و شریف کے قابل ہیں یہ تو دو چار سے ہی زیادہ ہیں
 بطریق اولیٰ اور چکا قول مقبول جامع برائین کو جانتا جائے اب یہ حضرت یہ جامع برائین پیش کرے کہ دو چار
 وہ مراد میں جو فرقہ واپس میں سے ہوں اور یہ علی و فرقہ واپس میں سے تھے بہر تو خوب حال جامع برائین کا کیا ہو گا
 کہ اسکے نزدیک امت محمدیہ صالحی ہو گیا کہ کو جب محمد بن عبد الوہاب بخدی بدو جوا لکن اہل سنت و جماعت کا بھر بھی
 وہی اقصیٰ باقی ہو گا کہ دو چار کو بمقام بدعہ غیر و جماعت کثیرہ علماء کے متبع سنت مقبول کہتا اور ہم غیر جماعت

کثیرہ علماء کو شیخ ہوی و نا حق پرستان عقیدہ خلاف حدیث کے اور بدعت ضلالت ہو اور بائیکا متبع سنت ہونا
 ہرگز محکم مسلم نہیں ہے مخزن و معدن و تائید ہی عن لاندہ نبوی و تحریک و آخر میں صیبا فی ہوجانا ہم نے انہیں
 میں دیکھ کر غلط واقف یا متعصب نگاہ کر سہ تو حمارا علم کسی نگاہ سے مرفوع نہیں ہوا جاتے ہیں مستین بدعت کو
 اہل سنت قرار دینا سہتر است کہ ساتھ کرنا ہوا اور اپنا ایمان بگاڑنا ہر جلیل و جانا و دعا بازی و باطل فریبی جامع ہو کر
 یہی چاہتا ہے کہ وہ باوجود بدعت نکالی ہے اسکا رواج ہو جاوے اور اہل سنت و جماعت انکی عمر کی حقیقت قابل ہر
 جاوین لکن کچھ نہیں جلتی جامع بر اہل ملتہ و القائل سے وہ کل مایہ منی اللہ علیہ وسلم تجوی المباح بالمشہور
قال جامع بر اہل اور حدیث ماراہ المسلمون اسکی ہی سنی ہیں اگر کسی امر میں نص صریح و قرآن و حدیث
 اجماع است ما بقہ سے نہو اور آج باشارہ نص و دلالت نص تمام اجماع ہو جاوین کہ نہ لام استفراق کا المسلمون
 میں موجود ہو اور اسلام مطلق سے فرد کامل اہل اسلام کی مراد ہو تو کل مسلمین علماء و مجتہدین ہی ہو فرما میں تمام
 علماء و کلام اور سکو دلالت الفصح سے ہوا اسلام کامل کے حسن اعتقاد کریں اور جانیں کہ نہ مستشرقین و مستشرقین معہم کہ ہوا
 میں ایسا امر عند اللہ ہی حسن ہوگا اور اسکے معنی بعینہ وہی ہیں کہ فرمایا لا یجتمع اعمی علی الضلالتہ اور یہاں وہ
 دونوں حدیث اجماع قطعی کو ارشاد فرما میں انتہی **اقول** و ما عندہ التوفیق یہ سنی ہی حدیث ماراہ المسلمون کے
 جامع بر اہل کے اختراع عرف ہو چکی ہے آج تک بیان نہیں کی میں اشارہ نص و دلالت نص کے ساتھ جمع ہوئے
 قید لگانا اور بدوں اوسکے اجتماع علمی کو محبت بجا تا باوجودیکہ کسی عالم تحقیق نے نہیں فرمایا ہوا اور کسی مجتہد سے
 یہ منقول نہیں ہوا اگرچہ کسی درجہ کا مجتہد ہووے یہ حدیث ماراہ المسلمون میں قید برائی طرف سے لگا کر نص پریش
 کو مقید کرنا راسخ سے ہر جامع بر اہل اول سے آخر تک بر اہل قاطع میں ہی گاتا ہر کہ قید مطلق جائز نہیں اور ہر
 کا مقید کرنا جائز ہے برہان غشاوہ نص کے سبب سب کچھ ہو گیا اور اپنی رائے ناقص و فاسد و باطل سے قید
 حدیث میں برائی جو کسی لفظ حدیث میں کی طرح مفہوم نہیں ہو اور لفظی محدود علی الاطلاق کو ہر جا یا لکتا
 چلا آتا ہو سبکہ بیان معہم کر گیا عجیب و غریب است کہ قیاس جلال الدین سیوطی و قیاس بن جبر و اقوال دیگر علماء متقدمین
 کو اس قاعدہ سے نہ کہتا چلا آتا ہو باوجودیکہ وہ ان ہرگز قید مطلق کو موجود نہیں فرماتا ہوا اور گندہ ہر بعد بیان
 بلا شرط قید مطلق کی ہونا واضح ہے اوسکا کچھ خیال نہیں مصنفین اس جامع بر اہل کی تعصب و بغی کی خواہش کریں
 اور اوسکی بغی کی وادوں سند جامع قیاس ہونا ہی تو جائز ہے اور دلالت نص و اشارت نص کو کوئی قیاس
 نہیں قرار دیتے ہو کسی نے ہمارے علماء و محققین میں سے اشارت نص و دلالت نص کو قیاس ہو نیکی تصریح نہیں
 فرمائی ہے اور سند جامع کا قیاس ہی ہونا تمام کتب اصول میں لکھا ہوا ہے اور ہر عبارت توضیح و تلویح کر گزری ہوگا

اور اس قول جامع براین کے مفہوم ہو کہ اجماع و استحسان تمام علما کی مستقباس ہو سکتا ہو وہ اجماع و استحسان جائز
 نہیں اس امر کا ثبوت جامع براین کے قول سے مفہوم مخالف کر ہے جو متعام عرف میں معتبر ہے اور جس عبارت
 شافعی سے گزرجکا ہے اور اعتبار قیاس کا انکار واسطے اجماع و استحسان کے مخالف ہے اقوال فقہاء کے پس مروج
 ہونا اس قول جامع براین کا ظاہر و باہر ہے بلکہ ترویج و ترویج سے اس پر گزر چکا ہے کہ اجماع امت لذاتہ تحت شریعت
 ہو موقوف و متنبی سند بر نہیں ہے اور یہ اعتبار رجحان و حجت شرعیہ ہونا اجماع کا سبب کہ امت کہ ہے چنانچہ عند
 عبارت ترویج و ترویج میں مصرعے جو اوپر گزری ہیں بطلان شرط جامع براین کا ظاہر ہو اور جامع براین تمام علما
 جمع ہونا بھی شرط کیا ہو اور قید ایک زمانہ کو علما کی نہیں لگائی ہے جس سے مفہوم ہو کہ ایک زمانہ کے علما کا جمع ہونا
 ثبوت اجماع و استحسان کی واسطے کافی نہیں ہے یہ خلاف نام جہاں کہ ہے کہ تمام محققین کتب اصول میں قید صحت و استحسان
 صحت قرین اور یہ جامع براین ہی ناوانی سے نہیں لگاتا ہے اگر جامع براین یا کوئی اور کچھ جدیدہ جو اب دیکھ کر ایک ما
 کہ تمام علما مراد ہیں تشریح اسکی واسطے ہی کہ کتب میں موجود تھی تو جو اب او سکودیا جا دیکھا کہ تم کو بک موافق
 کہان چلتے ہو اگر کتاب کے موافق تمہاری مراد ہوتی تو پہلا بناؤ کوئی کسی کتاب میں بشرط ولایت بعض و اشارت نہیں
 کی جو تھے بڑائی ہو کہیں ہے کیا افوضون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض کی مصداق اور مست ہو اقوال محمد
 اوپر گزر چکے ہیں کہ کتب سے بالکل خلاف ہیں پھر یہ کس طرح تمہارے حق میں مان لیا جاوے کہ تم کتاب کے موافق کہیں ہو
 اور مرادہ المسلمون میں لام استفراق کا جو یہ کہنا ہے جس سے تمام علما کا جمع ہونا شرط اجماع و استحسان کی ثابت
 کرنا چاہتا ہے تو استفراق کو تو قسم میں ایک حقیقی و دوسری صرفی قال فی المطلق و وہو لا خلاف استفراق (صحت
 حقیقی) و ہوا نیز اکل فرد عما یناولہ اللفظ بحسب اللغۃ لا نحو عالم الغیب و الشہادۃ ای کل غیب و
 شہادۃ (و عرفی) و ہوا نیز اکل فرد عما یناولہ اللفظ بحسب متفاہم العرف اقول لنا جمیع الامم الصا
 ای صاغہ بلکہ (او محکمہ) لا فہم المصنوع و لا الصاغۃ الدنیا انتہی اگر استفراق حقیقی لیا جاوے تو تمام مسلمان
 اولین و آخرین حاضرین و غائبین کو لفظ المسلمین شامل ہے جو کسی زمانہ اور کسی مکان کے ہوں اس پر تقریر ہے
 تو کوئی اجماع متحقق نہیں ہو سکتا ہو اور لازم آتا ہو کہ آج تک کسی امر پر اجماع متحقق نہیں ہو اکیونکہ اس اعتبار سے
 قیامت تک مسلمان پیدا ہوئے گی جب تک وہ کما ہی اتفاق نہ ہو سکے تو اجماع کا متحقق نہیں ہے اور بطلان اسکا بدیہی ہے
 تو پس واضح و واضح ہو کہ استفراق حقیقی مراد ہر نہیں ہے استفراق عرفی حدیث مرادہ المسلمون میں لیا جاوے
 تو استفراق عرفی کا متحقق اس طرح ہی ہو سکتا ہو کہ ایک زمانہ اور ایک مکان خاص کہ تمام مسلمان اہل علم و شاعری ہو
 اور مسلمانوں سے مراد فرد کامل عین جملہ ایمان و اسلام میں شک و شبہ نہیں وہ سوائی اہل سنت و جماعت و سوا

کولی فقه، واقض وخراس و معتز و جبر و قدر و مرجع و بایه و غیره بنین ہو سکتا ہے کیونکہ سبب وقوع و تکلیف
 کے بیان میں وہ فرقہ کامل نہیں ہیں اس سبب سے اجماع میں اونکا اعتبار نہیں ہے امام رازی نے نفس میں تحت
 آیت کے بابہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ہی فرقہ میں اور عامی کو ہی
 اسی سبب سے خارج کرتے ہیں کہ اطاعت اولو الامر کا حکم آیت میں ہے اور عامی امر و نہی فی الشرع نہیں ہے اور
 حملہ اور غیر مستنبطین کو ہی اسی سبب سے خارج کرتے ہیں کہ انکے امر و نہی کا شرعاً اعتبار نہیں ہے اور کلمہ میں اور کلمہ
 معنی علماء و مستنبطین کی ترجمہ و قول سے اجماع منعقد ہو جائے اور بعد خلاف کی یہی اجماع حاصل ہو جائے فرقہ
 اور انقضاض عصر شرط نہیں ہے چنانچہ عبارت انکی حسین نام امور مذکور میں سے مسئلہ الحادیۃ متفقہ
 قبلہ ولسنا علی ان قوله واولی الامر منکم يدل علی ان الاجماع متفقہ منقول بما انہ دل علی هذا الاصل فکذا
 علی کسائل کثیرہ من فروع القول بالاجماع ونحن نذكر بعضهما الفرع الاول منه بان الاجماع لا یستقل
 الا بقول علماء الذین یمکنہم استنباط احکام اللہ من نصوص الكتاب والسنة وهو لا یمکن ان یستقل
 باهل الحل والعقد فی کتاب حول الفقه فقولی لا یتبدلہ الله علیہ لانہ تعالیٰ وجب طاعة واولی الامر
 والذین لهم الامر والذین فی الشرع لیس الا هذا الصنف من العلماء لان المتکامل الذی لا یعرف ولا یخبر
 استنباط الاحکام من القرآن والحديث قد دل علی ما ذکرنا فاما دلالت لا یتبدل علی ان اجماع اولی الامر حجتہ علمنا
 دلالت لا یتبدل علی انہ یعتقد اجماع مجرد قول هذه الطائفة من العلماء واما دلالت لا یتبدل علی ان لعمامہ غیر
 و دخل فیہ فظاهر لانہ من الظاهر انہم لیسوا من کولی الامر الفرع الثانی اختلافی فی ان الاجماع حاصل
 عقیدہ اختلافی ہو جتوا الاصح انہ جتوا الدلیل علیہ هذه الکثیر و فالت لا یتبدل ان قولہ واطیعوا الرسول
 واولی الامر منکم یقتضی وجوب طاعة جملة اهل الحل والعقد من الامر و هذا یدخل ما حصل بعد الخلاف
 وما لا یرکز کذلک فوجوب ان یرکز الکلمة الفرع الثالث اختلافی فی انقضاض هذا العصر و هو شرط
 و اصح انہ لیس بشرط الدلیل علیہ هذه الآیة و ذلك لانہما تدل علی وجوب طاعة جمیعین و ذلك یدخل
 فیہما اذا انقضض العصر و ما اذا لم یقضض الفرع الرابع دلالت الآیة علی ان العبر فی جمیع المؤمنین لا یتبدل
 قال فی اولی الآیة یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فذلک هذا علی ان العبرة باجماع المؤمنین مع ما
 الفرق الذین یشاہ فی امامتہ فلا عبرة بجمیع المتقی الغرض استفراف عرفی کی تقدیر ہے جسے حدیث کہ ہے ہر مؤمن کی
 مکان کے علماء اہل سنت و جماعت کی قول و فعل کو حسن و نیک جانین تو وہ اندک کے نزدیک ہی حسن و نیک ہے اور تمام
 علماء اہل سنت و جماعت کی ہیست تمام مسلمانوں کی من جانین تو اس بطریق کو ہی حسن و نیک ہونا ثابت ہو گا خدا سبحان کی تائید

[illegible]

فرماتے ہیں اجماع فراز اور جامعین اتفاق بلکہ ماننے کے تمام مجتہدین کا شرط جو فقط ایک موضع کے علماء کا اتفاق کافی
 نہیں ہو اور استحسان میں ایک موضع کے علماء کو سکون کا اتفاق ہی کافی ہے چنانچہ اوپر عبارت رد المحتار سے واضح ہو گیا
 ہو پس اتفاق تمام مجتہدین کو استحسان کے تحقق کی واسطے شرط کہنا اور بدون اسکے ثبوت استحسان نہ ماننا دلائل
 واضحہ عدم علم جامع براہین پر کرتا ہے اور مسلمان کے فرد کامل مجتہدین کا طبقہ کو ہی بتا رہی ہے نہ اسے صرف ایک شخص کا
 ہی کوئی قائل نہیں جو اسے من اور جو فعلیہ یا لسانیہ کے الامور و اہل الذکر سے مراد تو مجتہدین ہونا لکھا گیا
 مسنونین سکون سے مراد مجتہدین ہونا یا ایجاد و بندہ ہے نہ تنہا خیال و روش سید محمد خان نقیہ محمدی مدرو و الح
 سبب کی ہے ہر ایک حدیث کے کافی تمام جہان سے علو ہے اختراع کیے جاؤں قرآن شریف و احادیث میں مؤمنین
 و مسلمین کی واسطے دخول جنت کی خبر ہے سب جگہ مجتہدین ہی ملو لیکر دخول کو ہی مجتہدین کے ہی واسطے ہے من
 کرے یہ جامع براہین کا ہی وانیہ جہاں کا حصر ان دخول جنت سے قبول کرے بلکہ فرد کامل اسلام صحابہ کرام میں بہ نسبت
 مجتہدین تابعین کے اور نسبت صحابہ کے انبیاء علیہم السلام فرد کامل اہل اسلام کو ہیں میں تمام امور استحسان و دخول
 جنت وغیرہ مخصوص انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کرتا چاہئے باقی نام کو خارج ماننا چاہئے ایسے جہات کا کیا شکنا ہو کہ
 میں سے تمام احکام شرعیہ درجہ درجہ ہو جائیں اور شریعت میں بعد اعلیٰ حکم ہو یا ہر یک میں بیان مبداء اسلام و اعتبار
 نہیں ہے اسلام کے مراد اجتہاد و لسانیہ و اجتہاد و فاسد و استنباط کا سد جامع براہین کا ہے وانیہ کے حق میں جنت کو
 جنت کو واسطے جامع براہین احکام جدیدہ کو نہ لکھو مجتہدین ہر اہل سنت و جماعت میں کوئی ایسے اجتہاد جامع براہین کی
 دوسرے وانیہ کو تسلیم نہیں کرتے اور اس حدیث میں سے علماء المسلمون اور لایجمع المعنی علی الفضلۃ کے
 معنی و ایک ہی بعینہ بتاتا ہے غلط محض ہے حدیث اول مفید استحسان کو جو محلی لا جامع و بمنزلة جامع ہے حکم میں
 اور حدیث لایجمع المعنی مثبت میں جامع ہے چنانچہ ان بعد اور جامع قطع کا ارشاد ہوتا ہے ان دونوں میں حکم
 غیر مستغرق فی اب تکفین غور فرمادیں کہ جامع براہین نے فقط الفاظ کسی سے سن کر یاد کر لئے اور معنی لکھ کر کسی
 نہیں پڑھی یا صاحب انہوس طبع نے اتنی اصاح براہین کو غریب نہیں کہ جو صاحب انہو کو یہ کہتا ہے وہ انجام کامیابی میں
 نکلتا ہے جسے آسمان کا تہ کو امنیہ پڑتا ہے قال جامع براہین میں مولفان لکھ کر لکھ کر دیکھ کر کہ اجماع کا معتبر ہونا
 اور اجماع کس وقت اور کس شرط سے قابل اعتماد ہوتا ہے اور یہاں قیود و وجوہ موجود ہیں وہ مشروط ہیں یا نہیں یہی
 بحث اہل اربعہ میں کہ گاہ کہ اگر مولفان کو یہ علم ہے تو دیکھ لیں تو شاید کچھ جاوے کہ یہی امر کہ منسجح کا طائفہ
 سن امتی اور مولیٰ الخلف یا موروہ و غیرہ مجلس مزید خارج از اول و بعد ہے زیادہ تطویل کرنا اور بار بار عاودہ کرنا
 مضامین کچھ ضرور نہیں اقوال و عبارتہ التوفیق اب ہی ہم لکھتا ہوں کہ اجماع معتبر ہوتا ہے ساتھ قول تفسیر

اہل سنت و جماعت اور مجر و قول والوں کی سے انفراد اور کما ہوا ہے اور کوئی وقت خاص اجماعاً نہیں ہے جس وقت تک
 علماء مستنبطین ہر گاہ اجماع ہوا اور برعکس و فاسق نہونا شرط ہے یہاں قیود و مردودین اتفاق علماء مستنبطین
 مانند جلال الدین و ابن حجر و ابن خلدون و سماعی و طحاوی و اعیان علماء و اصحاب علی محمد و اصحاب ابی حنیفہ و
 اگرچہ مجتہد مطلقاً نہ تھے لیکن اہل استنباط ہونے سے خالی تھے اسہی واسطے جلال الدین سبکی و ابن حجر نے استنباط
 و قیاس حدیث حقیقہ و عاشرہ پر کر کے محفک و ثابت کیا اہل استنباط میں سے یہ لوگ نہ ہوتے تو استنباط انکو کرنا ہرگز درست
 نہو تا یہ قیاس کا سند اجماع جانتا چاہئے اور مستنبطین انکر زمانہ اور زمانہ لاحق کے اس محفل کی جواز و استحقاق
 مستحق ہوئی تمام ملکہ میں لکن اس سے قبل بھی متفق تھے اور کسی اقل خلیل کا انکار یا مانع فاکہمی کر بلا دلیل اور سکا انکار
 معترض اجماع و اتفاق کو نہ ہونا چاہئے اور اگر گھر کا چور اور بالعمریٰ اگر اس اتفاق کو اجماع نہ کہو تو اتفاق تحقیق فی الامصار
 علی محمد و اصحاب و تبعین شک نہیں ہے منصفین کے نزدیک ہر ایسا اتفاق مانند اجماع حجت شرعیہ ہے چنانچہ اور گزشتہ
 چکا ہے اور استخوان علماء و اصحاب علی محمد و اصحاب کوئی جو ملحق بالاجماع ہے اب جامع براہین انکسہ کو نہ کر دیکھئے کہ یہ
 اولاً شرعیہ جواز قیود کے موجود ہیں یا نہیں اگر جامع براہین کو کہہ بھی علی تو دیکھیں گے یہی کہہ جاوے کہ مذہب اہل سنت
 و جماعت اس محفل کے بارہ میں حق ہے اور مذہب وادیہ باطل ہے اور یہ دسویں پنجاب کے وادیہ کا اہل سنت و جماعت
 چنانچہ علی نے اسکی تصریح کی ہے اسکا عقیدہ یہی ہے کہ سوائے جبر و زنا باج کے باقی کو مشرک یا مجرم میں ایسا
 عقیدہ خارج کا کج طرح فروغ کرنا چاہئے نہیں تو اس کے کفر کے مستحق ہوتے ہیں اور عبد الوہاب نجدی کے اتباع کا یہی
 حال ہے اور سہی سبکا اہل حرمین شریفین اہل سنت و جماعت اور دنگے علماء کے قتل کو مباح جانتا تھا خدا تعالیٰ
 لشکر اسلام کو مظفر و منصور اور نیر کیا اور انکی شوکت کو توڑ دیا چنانچہ اگر قاعدہ حرمین شریفین میں کشتہ میں ہو چکا
 ہو تو اعلیٰ و اعلیٰ حاکمان ہذا غیور شریفی معنی الخوارج بلہو بیان الخوارج علی سیدنا علی و اہل
 بیکی فیہم اعتقاد کہ کفر من غیر جو علیہ کما وقع فی زماناتی اتبع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد
 و قبلوا علی الحرمین و کانوا یفتخرون مذہباً لہما بلکہ لکنہم اعتقدوا انہم المسلمون و ان منہم
 اعتقاد ہم مشرکون و استنبطوا لذلک قتل اہل السنۃ و قتل علماء ائمہ حق کس آئندہ شوکت تمام و خیر
 بلا وہم و ظفر ہم عساکر المسلمین عام ثلث و ثلثین و ما شئین و الفاتحہ اور یہ جامع براہین کی قدرت
 اس حرمین شریفین بیان کر چکا ہے اور انکو فاسق و اہل بدعت بنا چکا ہے اور دیوبند کو اہل مرجع و بیجا ہر گاہ کے
 فضیلت قدرت میں اہل حرمین و انوکے علماء کا قتل کرنا نہیں ہے اس واسطے فقط زانیانہ لای کرنا ہے اور فرقہ
 کی نہایت احادیث نبویہ سے ہی مضموم و معلوم ہو رہا ہے اور آنحضرت مسلم نے مجاہد حق میں دعا فرمائی تھی

اسد عابدانکرا سحر بنہ کی اور وان زلازل و فتن کا ہونا اور وان سے طلوع کرنا قرآن شیطاں کا فرمایا گیا
بخاری میں روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قال ذکر البقی قال اللہم باؤک لنا فی شامنا اللہم باؤک لنا فی مینا
قالوا یا رسول اللہ فی نجدنا فافطنہ قال فی الثالثہ ہنا انزل لیل والفتن و ما یطلع فرد الشیطان
بیت سے فتنہ و فساد و مجہد کبیر سے برآمد ہو چکی ہیں اور روئے ہو گئے چنانچہ اجوج و ماجوج اوسہی طرف سے ہر
آوینکے اور واقعہ جل و صفیں و خروج خوارج و فتنہ مقل کبر سے قتل حضرت عثمان غنی اوسن جانب سے نکلا ہے
قال اللہ فی شراح البخاری فلیخرج الفتنۃ فکون من تلك الناحیۃ و کذا کانت وہی فافتنہ صفین ثم ظہر
الخوارج فی ارض نجد و العراق و ماوردہا من المشرق و کانت الفتنۃ الکبریٰ التي وہی کانت مفتاح
خسافات المبین قتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ و کما علیہ السلام یحذر من ذلك و یعلم بدقیل و قریب و قیوم
و قال من لا یؤت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الکوا فی فتنہ ان الفتنۃ یكون من ناحیۃ کم کما ان
الجل و صفین و ظہور الخوارج فی ارض نجد و العراق و ماوردہا من المشرق و کذا لیکون خروج
الذجال و ماجوج و ماجوج اتفق بقدر الحاجۃ و اخرج البخاری عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال خرج ناس من قبل المشرق یقرؤن القرآن لا یجوزون الفہام یمرقون من الدین یمکامق من السماء من
الوصیۃ ثم لا یعودون فیہ حتی یعودوا السماء الوفر قد قبل ما سبہا قال میما ہم تخلق و قال التمسید
اور راد مشرق سے اس حدیث میں مشرق مریدہ طیب ہے کہ وہ نجد و ما بعد نجد کا ہے قال الکوا فی مشرق لیکون
الفتنیۃ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ و التسلیم مثل نجد و ما بعدہ انہی کوئی بدگمان مکرے کہ خوارج اس حدیث
مرہون اتباع محمد بن عبد الوہاب جو ابیہ بن مرہون بن اوز کے قبوت کیواسطے کہ خوارج مرہون بن عبات علماء پیش
کرے کیونکہ ہم ہر شخص کیلئے کہ بن علماء و سنے لکھا ہے کہ خوارج مرہون بن لونکر زمانہ تک اتباع عبد الوہاب کا خروج وائستہ
نہو انہا اوسکے زمانہ میں ہو چکا ہوتا تو ان و ابیہ کو کسی لوغین وہ شمار کر سکتے اور علت و دینی و بدعت منکالات جو
خوارج میں ہے کہ سوا انہی کے ہر گز کے باقی کے کافر ہو چکا اعتقاد کر قرین اور اہل سنت و جماعت کے قتل و محال و مباح
جائز ہیں ہی اس فرقہ و ابیہ میں موجود ہے کہ اہل سنت و جماعت کو مشرک بتا دین اور قتل بھی علماء و حرمین شریفین
اہل سنت و جماعت کو یہ کہہ کر قرین اور خاص حرم محرم من خون بریزی انہوں نے شکی اور ایسے امور کی آیات کے
یہ قائل ہیں اور اقلیم عبد الوہاب کا یہ فعل بد کوئی و ابیہ نہیں کہتا جس پر اور خوارج و دونوں برابر ہیں اور عبادت
خوارج کی یہ ہے کہ جو جو آیات کفار کے ضمیمہ نازل ہیں وہ مومنین کے ضمیمہ قرار دے کر قرین اسلئے حضرت بن عمر رضی اللہ عنہما
برترین خلافت جابر تھے جمع الصحابہ میں تحت لفظ حدیث کی جلد اول میں موجود ہے یقطون لفظ خیر البیہ و ذی

صلی اللہ وھو القرآن کان ابن عمری الخواریہ شہد الخلق لانہم انطلقوا ای آیات تزلزلت فی الکفار
فجعلوا ما علی المؤمنین انتمی ہی حال وایہ کامی الخلق احبارہم وھبائہم اوابائہم من حوز اللہ
آیت ما الیقین علیہ اباہنا وغیرہما منزل فی الکفار کو حق مؤمنین میں بڑے عزیز ہیں چنانچہ مولوی اسماعیل مقتول اس
فرق کے سرگروہ جسے اسکان کذب بارہ تعالیٰ کا مسئلہ اختراع اور کفریات میں دوسرے جہاں وایہ کو ٹوٹا ہے
ایچ بعض تصانیف میں ان آیات کو حق مقلدین ائمہ میں بڑا پرہیز صفات خارج ملن وایہ میں موجود ہیں اور بعض
صفات دوسرے فرقوں بدھ سے بھی ان میں کہ تفصیل اس کی مقتضی طویل ہے اور اسکان کذب بارہ تعالیٰ اور
کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھائی ہیں یہ جامع برہمن صاحب بڑے برہمن اور دیگر ایک کثرت و تفرق ایسا نکالنا نہیں
بنا تو برہمن جس سے لازم آیا کہ نام الی خلیفہ حسن بھری و ستین اون کے بعض صحابہ کے ایسا نکالنا نہیں ہے اور
فرخلافات دوسرے اور بزرگ بزرگ برہمن اس طرح تبار کے مقتدی مولوی اسماعیل نے اپنے رسالہ ایضاح الحق میں آب
دہ درود کو جو تمام خلیفہ کے نزدیک معمول و مستحب ہے بر حدہ حقیقہ لکھا ہے اور طریق اولیاء است محمد یہ در باب اوکار
وخراب و جلالت کو ہی مولوی سرسلا میں بدعت کہا ہے فرات کہیں کہوں لکھو اور شرم کو کہہ دو لا تعظم یا شی کا جی
تبار سے زمین دلیر وی بزرگ کر گزیرین ان کے لئے ایک رکعت وتر کے انکار کرنا اور لکھنے یا ان میں شک کیا تو کیا تعجب
یہ مرض کو تبار امور سے ہو چکا ہے کچھ ایسی کو یہ تخی بزرگ نہیں اور شمس ہے مصنفین کے نزدیک بلاشبہ یہ احادیث
جو یہ بزرگ برہمن اور حق صادق برہمن ہیں اس اہل بدعت ضلالت ہونا اس فرقہ کا واضح ہوا اور اسکان کذب بارہ تعالیٰ کا
خائل ہونا تو موجب کفر ہے اور مولوی عبدالحکیم صاحب لکھنوی حاشیہ نورانہ میں او مصلح کالہ و افضل
و الخوارج والمعتزلة و نحوہم کی فرما تو برہمن کو لہ خوہم کالہ و ہا الی الذکر للشاعرا لمتی توحید الایمان
میں انکا بعض اقسام شاعت کا حق مؤمنین میں کیا ہے اور اقسام اپنی طرف سے بڑے برہمن انکار کرتے ہیں اسطرح
اس جگہ و بیجا تو یہ حال ہے کوئی سلطان یا وجود اطلاق کے اس جگہ و بیجا ضلالت پر دیکھو اور دھاندلہ
و محوی لکھا ہے کہ یہ فکر تصور کر سکتا ہے جامع برہمن لکھنوی اپنے منہ سے خود دھاندلیاں دلائل کے تو کو جس شہاد
تو تمام فرقوں باطل کی عادت ہے کہ اپنے کو ایسا ہی بتا تو برہمن حق پر ہی سوا اظم مؤمنین علماء کا ہی جواب مستحکم
نہ وایہ جو سوا اظم سے جدا ہو کر مصداق و محد من شل شذی الذل کہ برہمن اور دھاندلہ شمس اتنی محوی لکھنوی
کا حال اور بھائی معلوم ہو چکا ہے دوبارہ ذکر کی ضرورت نہیں ہے اب جامع برہمن انکے کہہ کر دیکھئے کہ بزرگ برہمن شذ
من شذی ان کا مصداق برہمنین خوب یمنین نظر کرے اور خوب سوچے کو برہمن نہ آئے تو بوقت تضانی خامس و اول
الذکر انکے تامل و عمل ان اہل بدعت و جماعت جو سوا اظم برہمن دریافت کرے اور مجلس عروج کی حقیقت کا حال

مقتدی مولوی اسماعیل

ہووے اور انکار سے تو یہ کہہ کرے **قال** جامع الزبائن مگر سترہ رجاقل کچھ ایسے کہ مارا ہلکے مسلمان اور وقت ہی کہ
 اول ثلثہ مشرعیہ سے کہہ دو گنا ہو نہ جب ان کو اس سے قح کسی شی کی ثابت نہ ہو تو منکر عند مشق قح جو چکی ایتھام دنیا کی
 حسن جان سے ہی وہ حسن نہیں ہو سکتی مگر ان جیہ اول ثلثہ من صریح نہیں تو ضرور ضعیفی طور پر کہہ ہوگا اور سو قح ب
 سب علما اور سچ منفق ہو جاویں اور کسی خفی امر سے استنباط کر کے جمیع ہو جاویں کہ ایک ہی او جس سے منفرد نہ ہو تو وہ
 عند ثلثہ حسن ہو گیا اجماع اسکا مطلب اور حکم کا ہو گیا تا مل و کار پر یہ بیان قوا اول ربع سے قح ان قیو کا ثابت ہو گیا اب
 مولف کو مسلمان کے جان سے قح کو سا قح نہیں ہو سکتا مولف زرا پرورش سے کہہ کر سچے **اقول** دلائل لغوی
 جامع بزرگ این تا قائل نہ کیا کہ مفرقات ابی بھما سے اہل سنت و جماعت تو ایسے دھمیان پر کسی کسی کان ہی نکلا تو
 قبول نہ کرنا تو چھ معنی دار و مطلقاً حکم کرنا کہ جب اول مشرعیہ سے کہہ ثبوت نہ ہو تو قح کسی شی کا اول ثلثہ سے ثابت ہے تو تمام دنیا کی
 حسن جان سے وہ حسن نہیں ہو سکتی جو سراسر بہر حال و سفاهت ہی ہو کہ ہجرت قرآن و فقہ و اذان پر شکار لینا بدلیل مش
 و اقوال امام حنفیہ و قول صاحبین قح سے مفرقات ہے اور باوجودیکہ متاخر و ان کو کو من جانا ہی اور وہابی بھی بلکہ
 گنگوہی ہی اور سوا جائز کہ اس سے اور دیوبند والے جنگو اہل حرمین مشرعیین پر ترجیح دیتے ہیں وہ تمام کھلم کھلم نہیں
 و حدیث و فقہ ہجرت لیت ہیں اب گنگوہی کا تلاش حدیث اور قول امام صاحبین جاننے عوم جواز ہجرت کا ثبوت بیان
 امور پر کر جاوے یا کہہ دے کہ ہجرت ان امور پر کیطرح اور کسی حیثیت سے قح نہ لے لکن آخفت مسلم نے اور امام
 و صاحبین نے غیر جائز کہہ دیا تو آنحضرت صلعم اور امام صاحبین کیطرح گنگوہی جیسو مسئلہ بالکی نسبت
 کر کے اپنے ابا کا حال ظاہر کر دی اور اگر متباہ حکم بسبب انشاء علت کو محبت قرار دیا اور وہ گزرا دیا تو اپنے منہ سے
 کہتے تو لگو اس پر دکر دیا کہ ان جہش کے کا اول مشرعیہ سے قح ثابت ہووے وہ ہی من جائز مسلم علی ہی حسن ہو جاوے
 جو قح اور وقت ہی کہ مسلمان نے اس کو حسن نہیں جانا ہے پس نہ کہ کسی چیز کا اول سے قح ثابت ہو جاوے تو کسی
 اور کا جمیع منفع نہیں ہوتا ہی اور حسن جائز سے وہ حسن نہیں ہوتی ہے اسی کا قائل گنگوہی ہو ایں اور سکا بطلان
 انظر من الثم سے اور سفاهت گنگوہی کی ظاہر سے اور بہر حال ثابت ہے اور یہ قول کہ (سب علما و منفق ہو جاویں اور
 کسی امر ضعیفی سے استنباط کر کے جمیع ہو جاویں کہ ایک ہی او جس سے منفرد نہ ہو عند ثلثہ حسن ہو گیا) اس سے ہی عدم علم
 گنگوہی ظاہر ہے کیونکہ کسی امر ضعیفی سے جب استنباط ہوا استنباط خود مستقل دلیل شرعی ہے مولف قبل اس سے بھی گنگوہی
 کیجھا ہو کہ اور سچ بہت نص و دلائل نص تمام علما جمع ہو جاویں انھو اسطرح و دلائل نص و اشارہ نص ہی بدلیل شرعی
 مستقل ہے اگر اشارہ نص قرآن ہو تو قرآن میں داخل ہے لو اشارہ نص حدیث ہو تو حدیث میں داخل ہے غی ہذا اشارہ
 دلائل نص قرآن و دلائل نص حدیث ہی قرآن و حدیث میں داخل ہے پھر جمہل استنباط سے ثابت ہووے قیاس سے ثابت

اور جو اس واقعہ و حالات نفس کا پیش ہی قرآن و حدیث سے ثابت ہے پس جو استنباط و قرآن و حدیث سے ثابت
 ہووے اسکے من ہوئے کیواسطے نزدیک اور تعالیٰ کے نام علیٰ جمیع ہونے کی قید لگانا باطلی صورت نہ کرنا ہے کہ بدون اجتماع
 تمام علما اسکے اگرچہ اکثر علما کا اتفاق کوئی بعض جو جا کا اتفاق ہووے تو وہ امر یعنی وہ امر جو استنباط و اشارہ نفس
 قرآن و حدیث و حالات نفس قرآن و حدیث سے ثابت ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک حسن نہیں ہے جسکا حاصل ہوگا فقط مطلق
 و اشارہ نفس و حالات نفس کے جسکا ثبوت ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک حسن نہیں ہے اور حسن اور سقوت ہوگا کہ تمام علما
 اجتماع ہی ہو جائے اس طرح سے ہر ایک ایک ہی منفرد ہووے حالانکہ کوئی ایک ایک اسکا خاص ہوگا فقط اشارہ
 نفس و حالات جو قرآن و حدیث میں ہی داخل ہے کسی امر کے جو از ہر حال ہووے تو وہ حسن و لذت مند نہ ہوگا اجتماع
 تمام علما کا ہی ہو سکے ساتھ مستقیم ہووے اور سقوت حسن خداوند ہوگا اور نہ یہ عقل سلیم و فہم مستقیم میں آسکتا ہوگا کوئی
 ادنیٰ طالب علم ہی نہیں ماننا کہ کسی عالم کی جان پہنچی صحبت کسی عالم کی ہنسیابی ہوگی کہ کبیر نہ ہو کر گناہ استنباط
 و اشارہ نفس و حالات سے جو اولہ شرعیہ میں کوئی امر ثابت ہووے اور استنباط اور سکنا اور اس سے معلوم ہو جاوے
 اور اجماع کامل ہو تو وہ عندہ ہر حد حسن نہیں ہے یہ امر یہی ہے کہ اولہ شرعیہ کے جسکا استنباط ثابت ہو اسکا حسن
 ہونا ضرور ہے ورنہ لازم آوے گا کہ استنباط ایسا ہی ہوتا ہو اور اسکا ثبوت قرآن و حدیث و قیاس سے ہوتا ہو اور وہ عندہ
 حسن نہیں ہوتا ہو جسکا استعمال و استعمال ہے ایسے اقوال باطل کہنی کی جڑات ان حضرت گنگوہی کی کہ خلاف عقل
 و نقل کے ایسے اقوال باطل کہ کچھ میں انکو کہتے ہو کہ مشرعی نہیں آتی کہ یہ اقوال لایق مضحکہ انگیز ہیں اپنے منہ سے
 اس طرح نکالوں اب تامل فرما ہونا جو گنگوہی مولف انوار کے حقیق کہتا تھا منصفین جو کرکین کہ خود گنگوہی کے عقین
 ہر یا مولف انوار کے عقین اور یہ امر معلوم ہو چکا ہو کہ استسنان کو ثبوت کیواسطے اور عرف و اہل کے تحقیق کیلئے تمام علما کا
 حسن یا حاضر و غائب ہے بعض نامعلوم بعض مواضع کے علما کا حسن یا غائب ہی کافی ہے چنانچہ اور عبارت رد المحتار سے
 واضح ہو چکا ہو اور اگر کسی پر تمام علما کا اجماع و تمام کا اتفاق ہووے کہ کوئی بھی منفرد ہووے تو سقوت حسن یا غائب
 ہوتا ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک و سقوت حسن ہونا ہی تو قیاس ہوئے کیواسطے ہی اتفاق کل علما کا کہ کوئی بھی منفرد
 ہووے ضرور ہونا چاہیے اور ایک ہی منفرد ہووے تو قیاس ہوئے نزدیک خدا تعالیٰ کے ثابت ہووے اسلئے کہ کوئی بھی
 یہ عن ابن مسعود قال ان اھد نظری قلوبا لعلہا فاختار محمد علی اللہ علیہ وسلم فبقیہ ہر مسالۃ ثم نظری
 لقلوب الباقی فاختار لھا اصحابہ لعلہم انصار وینبذ ورنہ نبیہ فصار الی المسلمون حسن اللہ وھذا اللہ حسن
 وھذا اللہ المسلمون ثم یحییٰ انھم عند اللہ وبقیہ من کما بن محمود وھذا محمد ورنہ الی الی الی اس حدیث پر میں جس طرح نظر مسلّم
 اہل علم میں ہونیکہ یہ میں ہر ایک ہر ایک مسلمان صرف با لام قیاس ہر ایک ہر ایک میں نازل صحیحہ و ان میں سے ہر ایک ہر ایک میں

واسطے ضرورتاً ہر ایک کو گنگوہی پر کیا ہوا ہے یہی فیض ہے جو کہ اس واسطے ہی لازم استغراق لیکر تمام علماء کا اس
 فیض ہونے پر بدوین انفراد کسی ایک کے بھی ضرور جلتا اور اگر ایک ہی عالم امن سے قیامت کا شمار کرے تو اس کی
 قیامت کا ثبات نہ ہوتا مگر جس قدر قیامت محض میلاد شریف خاکساری اور شریف چند جمال و دیگر
 قیام جانتے یا جو کہ اس کی قیامت کی ایک حالت کثیر و جم غفیر منکر ہے ہرگز ثابت نہ ہوگی اور لازم آئے گا کہ قیامت
 کسی چیز کی قیامت اور حالات نفس حدیث و قرآن و اشارت نفس قرآن و حدیث سے جس پر اجماع کل علماء کا نہیں
 ہرگز ثابت ہو سکتا اور اس کو گنگوہی بھی ہرگز قبول نہ کریگا پس یہ غم گنگوہی بخوبی باطل ہے یہ جمالت صرف ہے
 اجماع برائے ان کی کہ کہتا ہے کہ دین بیان تو اولہ اربعہ سے قیام قیامت ہو لیا اختیار کرنا چاہیو کہ اولہ اربعہ
 کج تو اس وقت ثابت ہوتا کہ قرآن کی آیت سے اس کا قیام ثابت ہوا ہوتا ایک آیت ہی گنگوہی نے مقید اس کی نقل کی
 اور ایک حدیث ہی مثبت قیامت اس کی موجود نہیں ہے اور اجماع سے اس کی قیامت ہونا تو کوئی بھی ہی جس کو غرض
 اجماع معلوم ہے تسلیم کریگا اور اجماع برائے ان کو جو مانا جائیگا کہ یہی تمام مجتہدین کا اتفاق بدوین اس کی ایک ایک
 منفرد ہوئے اور جدا ہوئے اس اتفاق سے استعمال کیواسطے اور اجماع کیواسطے ضرور کر رہا تھا اسی مقام میں
 اور یہ غرض خاکساری کے انکار سے اتفاق تمام علماء متفقین کو باطل بنا چکا ہے اور یہاں سب کچھ ہو گیا اور بدوین
 ہر کچھ کو قبول کیا اور اولہ اربعہ سے کہ امن اجماع ہی ہونا ضروری نہ کر کے نگار و غور حافظہ نباشد کو سننے زیادہ
 تمام مجتہدین نے قیام محض میلاد و قیام کہا ہے سچا تو ثابت کرے در نہ کذب صریح اس کا واضح ہے اور کوئی غلط
 قیاس صیح اس کے قیام ہونے میں موجود ہے پس جامع برائے ان کا کذب و بد بوشی واضح ہے اپنی بلا و سرکشتی
 کو مؤلف انوار محسوس کرنا سکتا ہے اور یہ جو گنگوہی نے کہا ہے کہ مولف کو مسلمان کے معنی جانتے قیام اس کا
 رفع نہیں ہو سکتا ہے ایسک مسلمان کو مؤلف کہیں اور غوث اسلامی مسلمان و مولف کو درمیان میں ثابت
 اور تمام مسلمانوں کا یہی حال ہے کہ باہر غوث اور کنگوہی و بیدار مسلمانوں کے بین اور مسلمان و بیدار کے بین کیونکہ
 وہاں میں اسلام نہیں تو وہ کس طرح مسلمانوں کے برہنہ ان اسلام ہو سکتے ہیں بین معنی گنگوہی کا کہ بدیع قول بتا
 برائے ان دست مستقیم ہو سکتا ہے اور مولف انوار و دیگر تمام اہل سنت ہم مشرب مولف انوار و دیگر علماء ایمان
 اور اسلام برہنہ ہیں اور انور الایمان ان کے دل و عین حاصل ہے وہ کلمہ کی نسبت جامع برائے ان کہتا ہے کہ کلمہ شریف
 معلوم نہیں جامع برائے ان کلمہ اپنا نہیں ہے جس کو پڑھنا چاہتا ہے شاید شیخ مجذبی کہہ کر جو ابویہ سے
 پڑھنا پڑھا سو وہ بجای خود طریقہ کلمہ شہادت کا پل اسلام ہرگز نہیں پڑھینگے اور ایمان و اسلام و ایمان کے معنی
 میں ہرگز فروخت نہ کرینگے اس کے گنگوہی خاطر ہے اور فکر یہ مراد جامع برائے ان کی کہ مولف انوار یہی کلمہ پڑھ کر

شہادت چکر مسلمان ہو کر سوچے تو جامع براہین کہ یہ بھی مشرعیّت جدید ہو کر موقوف انکار پر حدیث ماریہ السلولت
 استسنان کا اثبات کرتا ہے جسکی حقیقت اور پر معلوم ہو چکی ہے اس سے سلب ایسا حکم کرتا ہے جسے حکم کا جواز
 شریعت جدیدہ و تابعی میں ملے گا جو مخالف شریعت محمدیہ کہے و رد کوئی اہل عقل ایسا حکم نہیں کر سکتا بلکہ جسے حکم
 سولہ امّیہ کے فقہاء و مجتہدین استسنان کی دلیل اس حدیث کو گردانتی ہیں اور اسی حدیث سے ایک موضع کا تعامل متعارف کا
 مستنبط ہوتا ہے جو چنانچہ اور گرد بکا ہے بلکہ بعض فقہاء قائل ہیں کہ نص کی تحقیق سے تعامل متعارف سے ہوا جاتی ہے اگرچہ
 ایک ہی شہر کا تعامل اور بعض فرقہ بین کہ تعامل کل شہروں کی سی قیاس متروک ہوتا ہے اور بشر و حدیث کی تخصیص
 ہوا جاتی ہے ایک شہر کا تعامل سے نہیں ہوتا ہے قال فی رد المحتار فی القیین و مشائخ علی و النبی جو زون
 حصل الطعام ببعض المحمول من قبض الثوب ببعض المنسوج لتعامل اهل باء و هم بذلك ممن ایہوون
 قاسمہ علی الفقیر المظن و القیاس یقول بالتعارف و قلنا انما یسبب تطبیق القیاس بل
 یتناولہ ولا یتفرقا النص یخص بالتعارف الا ترى ان الاستصناع ترك القیاس فیہ و یخص من القیاس
 الشریعہ بالتعامل و مشائخنا رحمہم اللہ لیسوا بواحد التخصیص لان ذلك تعامل اهل بلاد و احد
 و یدلایخص الا فی خلاف الاستصناع فان التعامل جری فی کل بلد و یثبته یقول القیاس یخص
 اتخی بس جوہر فقہاء اس حدیث سے استسنان و تعامل ایک شہر یا کل شہر و مکرر فرقہ بین سب پر حکم سلب
 ایمان کر نیکی لازم آتا ہے اس سے پس جامع براہین کہنے ایمان کے خبری کہ یہ بھی برآیا نہیں اور اتخی خبر نہیں کہ
 اسخفت مسلمہ مسلمان سے ایمان سلب کر نیکی کے متعین کیا فرقہ بین کہ یہ سلب کرنے والے پر جو حکم کر
 قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من دعا رجلاً بالكفر او قال عدواً فلا یطیس کذا اللہ الاعا علیہ و خلق علیہ اب
 جامع براہین مستحق اسکا ہوا یا نہیں کہ جامع براہین و ازہر شمس کو علو رکھ کر بکر سوچے منصفین کو کرین کہ جو حقین
 مولفانوار کے زعم کیا نہادہ جامع براہین کی ہی حقین راست ہوا اور مولف اس سببری ہے حال جامع براہین
 صفحہ ۱۶ علی ہذا قول علیہ السلام علیکم بالسواد الاعظم کو مولف یہ سمجھا کہ اختلاف ساکنین میں جعفر بن زری
 او سکویہ اور نظیری و جد ہونی کو مولف فریقہ سنت کا چور کر اگرچہ ظاہر و باہر ہوائی حدیث و فقہ کے ہمارے
 برکت کو اختیار کیا اور تاویلات کیلئے بیدہ کو کر کر اس طریقہ کا اثبات چاہا لیکن اہل سنت اس حدیث میں کم ہیں اور
 خود مخرعاً نے فرمایا سید و غیر یا اسکا ظہر ہے اور اہل طغیان کے کثرت ہی مولف نے اسکو سواو اعظم مانگا لیکن
 کیا یہ حال اگر یہ معنی نہیں مگر زری قال لثو فیہ السواد الاعظم عامۃ المسلمین ممن ہوا مہد مطلقۃ الاموال
 بالامۃ المطلقۃ اہل السنۃ و الجماعۃ و ہم الذین ظہر یقام طریق الرسول علیہ السلام و الصحابۃ و من

اهل البدع انتہی اس سے معلوم ہوا کہ سواد اعظم اہل سنت میں بمقابلہ اہل البدع والا ہوا کہ نہ مطلق کثرت اور نہ
 جیسا کہ مولف نے سمجھا یا **اقول** و بادئہ التوفیق الاتین و علیہ الامتداد فی احقاق الحق الحقیقی جامع میں میں نے بھی
 دیکھا ہے کہ مولف انوار کو اٹھ کر پور کرنا ہی اور نفسانیت کو کہنے نامہ اعمال سببہ کراچی اور احکام شریعت کی تکلیف
 کرنا چاہتا ہے مولف انوار کا قول پورا اور پور گنجانے پر ناظرین ملاحظہ فرمادیں اور میں یہ کہان ہے کہ در اختلاف مسائل میں طرف
 بہت سے آدمی ہوں اور سکو لیجئے جس کی یہ ملامت کوئی قرار دیتے کہ یہ ہے آدمی غولہ کا فرہنگ حوالہ مسلمان غولہ جابن
 غولہ عالم کسی قسم کے ہوں مطلق ہو میں اور سکو لین چاہے مولف انوار سے تصریح کر دی ہے کہ جو معنی مجسمہ فیض
 کی نزدیک میں دوسری میں چھو مولوی احمد علی جابن قاری سے نقل کر تھیں میں سواد اعظم کے معنی تفسیر عن المعاصر
 والکلام علیہ انفس المسلمون اور مولف انوار سے جواب قطب الدین خان کے حوالہ سے لکھا کہ جو اعتقاد و قول
 و فعل اکثر علماء کے ہوں ان کی پیروی کو چاہنا پھر کج بارت مولف انوار کی اور گزند علی ہے اس کے اصرار و تصریح ہے
 کہ مولف انوار حدیث نہ کرے اکثر علماء مطلق ہوں ان کی پیروی کو نہ کرنا مولف انوار نے مطلق کثرت اور حال جیسا کہ
 جامع میں سمجھا ہے اگر کثرت علماء اور سواد میں کسی کو پسند نہیں ہے تو مولوی احمد علی و علی قاری قطب الدین
 خان شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے ساتھ ٹکریبی نفسانیت کرے اور اوٹلو کہے لکھا انہوں نے طریقہ سنت کو جو پور
 کریمت کو اختیار کیا ہے نہ مولف انوار سواد کو کہے لکھا مولف نے یہ اپنی طرف سے نہیں کیا ہے بلکہ سب سے متقدم مولوی
 احمد علی و قطب الدین خان ہی اس کی قائل ہیں اور صاحب مجمع بحار کا قول ہی دلیل سہی پر ہے کہ اکثر علماء مسلمین اور
 میں اور پور گنجانے علماء فراموشی میں سے کہیں میں ٹکریبی کسی پڑے جو جس سے دریافت کر لے جس مولف انوار پر ہے
 اعتراض محض یہ کہ وہ مطلق کثرت اور حال سمجھا ہوا ہے اور پور گنجانے یا جاکری مولف کی مراد کو مافی جانے و فرہنگ و نوکل قیامت
 ملا ہے اور مولف انوار کو کثرت نسبت ترک سنت و اختیار بہت کر لے ہے یہی پڑا ہے باطل ہے جہاں میں اور کا بھی ہے
 کج بارت جاکری اور کراچی سراسر نادانی ہے کہ اس دورہ میں اہل سنت میں میں نے سید سعید خیر سے مولیٰ نے معلوم
 ہی نہیں جوتا ہے کہ غلت اہل سنت کی معلوم بلکہ غلت اہل اسلام بہ نسبت کھار کھار کو چاہنے اور معلوم ہو چکا ہے دوسری
 کہ اگر یہ مولوی جہاں سے یہ کہان معلوم ہوا کہ اس دورہ میں کہ میں اور کی دورہ ہی ہے اور فرقہ قبل
 سنت و جماعت کا فرقہ مایہ کا ہی ہے جو اسکان کذب باری تعالیٰ کا قائل ہے اور حضرت مسلم کو مہمانی اپنا آدمی کہہ دی
 خوب جانتر کہتا ہے اور حضرت مسلم کی محض میلاد کا دشمن سخت و عود و دیگر غزوات و منقرضات اس کے عقیدہ و اعمال میں
 موجود ہیں جب تک ان تمام کثرتوں کو کاخص و جامع میں میں درگیر و یا باکر کو حاصل نہ ہوگا اور قریب میں کثرت میں میں سے
 قبل کہ حکم دیا ہو تو وہی قول ہے جس پر اکثر علماء ہوں بہ نسبت علماء دوسرے فرقہ مخالف کے اور سواد اعظم سمجھی

مرا ہے چنانچہ اوپر گزر چکا ہے ساتھ نقل علی کی کہ او میں بعض مقتدی دایہ کو بھی میں اور ہی منی سواد اعظم کی سولف
 و نوافل مراد لوگوں میں اور اس محفل میلاد میں ہی منی ثابت کر کے اسکا قائل ہوا جو جامع ہر میں انکار میں قول کیا
 تعصب کے کہنا ہے اولیٰ اپنے جعلی کا انھما را وافی و اعلیٰ پر کرتا ہے اور عبارت توضیح کی جامع ہر میں کو ہرگز مضیہ
 نہیں بلکہ مضیہ اور اہل سنت و جماعت مجوزین مفکر مضیہ اسلئے کہ اس واقعہ کے سواد اعظم عامہ سلیمین
 میں جو کفر کے میں اور وہ عامہ سلیمین کا کفر اہل سنت و جماعت میں منجنا طریقہ ہے جو طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور صحابہ
 اکرام و جگہ اہل بدعت میں اس کے صاف ظاہر ہے کہ اہل سنت و جماعت وہی ہیں جو اکثر مسلمین میں اور جو اہل بدعت میں
 وہ اکثر نہیں ہیں یہی ہم مشہد اہل سنت و جماعت مجوزین محفل کے میں جامع ہر میں اولیٰ معافی سواد اعظم کے مانگیا
 کہ مخالف سواد اعظم و اکثر مسلمین جو فرقہ پرستی نہایت سواد اعظم کے قلیلہ و اکثر سواد اعظم نے لکھا اور عبارت توضیح
 پیش کر دی تھی جنہیں کہ عبارت توضیح کو ملتی ہوئی ضم جامع ہر میں کہ ہے اور جامع ہر میں کہ ہے اس کے قاطعہ ہر میں جامع
 لوگ ہر میں کہ خود عبارت نقل کر دیتے ہیں اور معافی مطلب سے کہہ دیجئے کہ بحث نہیں ہوتی ہے اور ایسے حالات و مقامات کو
 علم جان لیتے ہیں اور اہل علم ہر میں دشمنی کو ہر میں بقول کسی خود فراموشی کند اسناد را بہت حردہ منصفین و اہل
 خرمایں کہ لفظی و در خفا تفریح ہر میں جامع ہر میں کے مطلب نو اساطع کو کہ حضرت رسان ہو سکتی ہیں اور یہ
 نو اساطع کے مقصود کہ کہاں ہو کر ہے اب اسکو سوائی تفسیر اوراق کے کہہ کیا کہا جاوے بلکہ اسکو نامہ اعمال
 سید کہ کہا جاوے تو کہا و درست ہے **قال** جاسع العربین اور سکی شہرہ دوسری حدیث کرتی ہے قال علیہ السلام
 من یحیی فیہ منکم فیدری اختلافہ فاکثیر افعلیہ مستحق و سنۃ الخلفاء الراشدین ائمہ الدین مسلمین و اہل ایمان و عتدا
 علیہما بالنوحد و ابیہم محمد ثبات الامور فان کل بدعت ضلالتہ و کل ضلالتہ کفر لہ انوار پس اپنے ایسے وقت
 اختلاف میں صریح اہل سنت کہ التزام کو نا کید فرمایا تھا کہ وہ سواد اعظم ہے اور بدعات کو اعتقاد کی نا کید کی تھی نیز
 کہ سب میں کو کثیر و کثیر کے اس کے ساتھ ہو جانا سو قصہ تفریح عالم کا تو یہ سنت کا راہ جانا تھا اور نہ حدیث فرمایا کہ کیا سنت
 ہو ویکہ انتہی **اقول** و بادہ التوفیق جامع ہر میں کو قہم پر اسوس سے کہ حدیث سواد اعظم کی شرح اس حدیث کو
 قرار دیتا ہے جس میں حدیث تفریح ہو گیا ذکر ہے اور سنت جو یہ دست خلفاء و راشدین کی تسک کر کے کا اور حدیثات
 اور سے چھینا حکم ہے اسکو شرح حدیث سواد اعظم کے کیا علاقہ ہے کوئی عاقل اسکو شرح حدیث کی ہر میں نہیں کہ
 سکتا ہے سواد اعظم کے منقشہ ہر میں واقع ہو جاتا ہے اور حدیث من بعض منکر ہر فرقہ پرستی کہ سکا کہ سنت آنحضرت صلی
 و خلفاء و راشدین کہ ساتھ ہر میں تسک کرتے ہیں اور ہم ہی موافق او کو ہر میں اور جب حدیث سواد اعظم کے معنی میں خود
 کیا جاوے اور جو معنی واقعی ہیں کہ مراد اسے اکثر علماء میں امت محمدیہ صلیہ کے توفیقہ ہو جانا ہے کہ کتب اکثر علماء

اصحت محمد بن مسلم کہ ہون وہ حق و ماسور بہ شارع قرار بنا ہوا بسین فرقہ قلیل کو گنجاہ پیش نہیں تھی کہ کبیر سکین کہیں
 ہی حق پر ہیں کیونکہ ان کا اکثر ہونا اوقاف ہونا اس کہنے سے مانع آتا ہے جس کی حقیقت خوب ظاہر ہو جاوے اور مناقشہ
 برپا ہو اس کی شرع وہ حدیث مجہولہ مناقشہ باقی رہے اور حقیقت اس کو خوب ظاہر ہووے کیونکہ اگر وہ سکتی ہے تو خوش
 فہمی گنگوہی جامع برائیں کی ہے کہ معافی احادیث نبویہ سے اس کو باطل میں نہ نہیں اور شرع حدیث نہ ہو کہ وہ
 حدیث کو جامع برائیں اپنے زعم فاسد سے بتانا ہی اور اہل سنت و جماعت کا اس دورہ میں کہ ہوتا اور بنا چکا ہو باعث اسکا
 جعلی ہے کہ معافی احادیث سواد اعظم کی جو علماء اور فقیہ ہیں اور اس کو معیار و مقررہ عمل قرار دیا ہے اور اس واقعہ میں ہے
 علیٰ تصریح میں اس کی کہ اہل بدعت کل تشہیر فرقہ میں تمام حکمرانی و جہل سنت و جماعت کہ اور کو نہیں ہو چکے اور
 نہ ہو چکے ہیں صحاح حاشیہ بن ماجہ میں ہے فلیکملہ یا سواد الاعظم امی جملة الناس من معظمہم الذین
 یجتہون علیٰ کافة السلاطین و مملوکاتہم المستقیم کذا فی الجمع لهذا الحدیث معیار عظیم اہل السنہ
 شکر اللہ سبحانہ فاما ہم السواد الاعظم و ذلک لا یحتاج الی ہذا فانظر لک نظرت الی اہل الاصل
 بالجمہ مع انہم شتان و سبعون فرقہ لا یبلغ عددہم عشر اہل السنہ و اما اختلاف المجتہدین فیما
 بینہم و کذا فی اختلاف الصوفیہ انکرام و الحدیثین العظام و انکرام الاعداد فیہو لا یضلل احدا من الخلق
 اس کے واضح ہو کہ اہل بدعت ہر اہل حق کے شفاقت کی معیار ہی حدیث ہے جس پر اکثر ہوں وہ اہل سنت کا طریقہ ہے اور خلاف
 اس کو اہل بدعت میں اور اہل بدعت دسویں صدی کہ ہی نہیں ہو چکے ہیں جو معافی نائیدیں نہ گنگوہی باطل ہے کہ
 وقت اختلاف میں طریق سنت کے القریب کی تاکید کی کہ سواد اعظم میں جو اکثر علماء و مین اور بدعت سے اجتناب حکم
 ہو ہی مقصود و مطلب اور کار کا ہو سکود میں مولف انوار سے ذکر کرنا کمال وافر ہے جس سے ثابت ہے کہ جامع فرقہ
 اگر مطلب انوار ساطع کا نہیں سمجھتا ہے تو فرقہ عالم مسلم تو بلا شبہ تصفیہ فرما گئے اور اتباع سواد اعظم کا حکم دیکھتے
 اور اپنے طریقہ سنت یا یا اور معیار حقیقت و بطلان کی پہچان کا یہی ضابطہ فرمایا ہے کہ جو مسلک اکثر علماء کا ہو
 وہ حق ہے و فرقہ اقل علماء کا اہل بدعت ہے جو مخالف اکثر علماء کہے کہ نیک یا اختلاف باعث تضلیل ایک دوسرے کا ہووے
 اور ایک دوسرے کو اہل بدعت و ضال قرار دینا ہووے بیچ تمام موافق ہم اہل سنت و جماعت مجوز ہیں محفل سواد سنہ
 کو جو جامع برائیں ابو فرح سے اس کو فتح کرنا چاہتا ہے اور حضرت کی معیار سے انکار کرتا ہے اور سواد اعظم کے معتقد
 اہل سنت کہ لیتا ہے اگرچہ وہ سکر فرقہ کے علماء سے وہ کم ہوں اور اہل سنت کو مٹھ لینے فرقہ کا یہ میں ہی جاتا ہے
 وغیرہ ای و تحریف مستوی احادیث کی کہ کہ کسی گنا نقصان نہ کرنا پہلے مذہب باطل کے بطلان کا اظہار اہل الضافت
 کہ نزدیک کرنا ہے اور اکثر علماء اور سواد اعظم کے ہر مخالف حدیث سیدہ فرمایا کہ ہم کرنا ہی ہر اسطے بنویان انوکھا ہے

اور حضرت غریبانی کی مدد پر لوگ حدیث خدا کو سمجھتے تھے اور پر علیٰ اشراج حدیث سے نقل کر کے کہیں کر فرما رہے
 مراد مسلمان لوگ ہیں جو بقاء کفار اور اسلام میں کربت سے مسلمان بنیں ہوئی ہے کہ تم سے بدست کفار
 اور کفار سے نڈا رہ سانی پر صبر کرتے تھے اس طرح اکثر مابین جو مسلمان بہت کم بقاء کفار ہو چکے اگر کچھ بہت تھوڑے
 انکو نہ ہوگی کفار کواذادہ چکے اور وہ صبر کرینگے اور فرما سے یہ مراد نہیں کہ کوئی فرقہ قلیل مدعی اسلام ہو بقاء ہو سکے
 فرقہ اہل اسلام کے جو جم غفیر دین و ملت کے لیے ناکہ جامع ہیں اپنے دواہیہ مقتدرین شیخ نجدی کو محدود حق صحبت کیا
قال جامع البرزخین ہیں اب سوچو کہ مولف اور رب اس کے مقتدری اس طریقہ مرد و مراد کو چھوڑ سکا یا چھوڑ
 نہیں دین پھر لو کہین اختلاف ہوا تو مافین کو طریقہ مرد و مراد صحت کے بہات کر آئیں اور اس بدعت مرد و مراد کو خلاف
 اوس طریقہ کے ثابت کر آئیں اور اس بدعت مرد و مراد کو خلاف اوس طریقہ کے ثابت کر آئیں اور مجوزین اس کے ہونا اقرار
 کر کے حسن کو بدعائی کیلئے اثبات کر آئیں میں سوا اہل مافین ہوئے ہر اقل جان سکنا اگر کوئی جاہل قاصد شیعہ
 انا سمجھ لو کہ اس فعل کے بدعت سنیہ و مسندہ ہو نہیں خلاف ہوا تو ترک ہے مناسب اور احوط یہ کہ نہ کرے
 فعل مند و بدی ہے واجب تو نہیں تو یہی کافی ہے متدین کو مگر جس کے دلیلیں بدعت شریاب ہو اور اس کا کیا حلال
 چ جائی کہ یہاں اولہ اربعہ سے اس امر مرد و مکی ضلالت ثابت ہو چکی ہو **قول** دواہیہ التوفیق چہ سو برس
 ایک امر مستحب و اجزا موجب اقتضار وقت و ماضی موافق ہو تو اس میں کوئی حذر و شری نہیں ہوا و یہ اس امر مرد و بدعت
 ہو کہ مافین اس بارہ میں طریقہ صحابہ کے بہات کر آئیں صحابہ کا طریقہ ائمہ مفضل سیلا اور بدعت سنیہ کہنا مفضل سیلا
 کہ ان تباہی مذہبی طرف سے نسبت اکثر ائمہ مفضل کرنا چھوڑنا بدعت مفضل سیلا و شریعین مکتوبہ کی اتباع سے
 جامع برزخین بدعت سنیہ بنا ہوا خلاف طریقہ صحابہ کے اس میں یا کسی اور سے دواہی سے آج تک ثابت نہیں کیا ہے
 اور کوئی دلیل عقلی و نقلی اس پر کسی نے قائم نہیں کرے جو کہ کسی نے اس کے بارہ میں کہا ہے وہ لیاقت دلیل
 ہونیکی نہیں کہنا چھوڑنے منع مافین بلا دلیل شرعی ہو کر مابطل ہے اور مجوزین مصنفین نے اس کے استحقاق کو بدل
 خصیہ ثابت کر دیا جو نہ کسی اولہ کی قوت کسی جاہل کو نہ معلوم ہو کہ تو لو میں مجوزین محققین کا کیا قصور ہے اور
 دواہیہ مکتوبہ نہات کو لیاقت و علم استعد کہ ان کی قوت و ضعف اولہ محققین مجوزین معلوم کر سکیں یہ شریعہ بیان
 خوب چسپاں ہے صلیانک کا کشف اسر سخی کہ ان کو اپنے دشمنان خلق علی است : جامع برزخین اولہ مجوزین محققین
 مائید ملا علی قاری و جمال الدین سیوطی و سخاوی دین جزیری و ابن حجرز و بسطوا بن جوزی و ابن حجر و شیخ عبدالحق
 و ترمذی و محمد بن طاهر و قسطلانی و ذہبی و قاضی و محمد شامی صاحب بہت شامیہ و غیر ہم علی ان کو کہہ کر بنا دے مولف انوار
 کی مراد کو سمجھ ہی نہیں سکتا ہوا یہ محققین علی ان کے اولہ کی راکت کو جانسیکا چھوڑنا مذہبی بات اور مرد و مفضل

کو فاعلین بنانا ہی سدا وافر از محض ہے جس زمانہ میں یہ محفل میلاد شریف ہوئی اوس زمانہ سے لیکر
 کہ جب تک کسی زمانہ میں سوا و اعظم مانع محفل میلاد شریف نہیں ہو رہیں بلکہ سوا و اعظم مجوزین اسکے اوس
 سوا و اعظم زمانہ تک رہیں اور اسکا بیان اور پیکر لکھنا ہی اور اس کے تعالیا و اہل اسلام میں اسکا تاج و تہن
 ہی ثابت ہو چکا ہو چنانچہ عبادت کا علی قاری وغیرہ سے ظاہر ہے پس سوا و اعظم کو فاعلین بنانا سدا و
 بصورت اور اہم فرمایا ہے اگر کسی کو حاجت ہو کہ سوا و اعظم فاعلین میں تو بقول علما و مجتہدین کے ثابت کرے
 ورنہ کہتے کہ بے پروا و بے پروا کہ جو کہ اور خدا تعالیٰ کا خوف ہو تو یہ کہہ کر کہ اور فعل کو کہتے محفل میلاد شریف
 کو جس کسی نے بدعت سمجھا ہو تو اسکا قول بلا دلیل خسر ہونا اور بدعت سمجھنے کے مولف کا دفع حکم قرآن میں
 یا حدیث یا اجماع ہو کہ اوس پر صادق نہ آتا اور جبکہ مریدانہ ہو چکا ہو اور سخن جو نا و اسکا بدلہ لیا
 معلوم ہو چکا ہو اور جوہر علی ہضے اسکا استحسان تسلیم کیا جائے جس مخالفین کا خلاف اس مجلسین بسبب بلا دلیل
 اور مخالف استحسان مجبور علماء کے ہوئی غیر معتبر ہے ایسا خلاف لینے جو بلا دلیل ہو اور مخالف استحسان ہو کہ
 موجود اگر گزشتہ میں ہو کہ ترک اس فعل کا مناسب و عوط قرار دیا جاوے ترک اوس محل میں مناسب و عوط ہو کہ دلیل
 منع دلیل یا بات و دونوں باقی جاوے تو قلبیا لایحوز مقتضائی اذا جمعت الحلال و الحرام و غلب الحرام
 اوس فعل کا ترک مناسب و عوط ہوگا اور یہی مطلقاً نہیں بلکہ اوی جگہ کہ دلیل حرمت و کراہت قوی
 ہو کہ دلیل اباحت کے یا یہ ہو کہ دلیل اباحت کے اور اگر دلیل اباحت قوی ہو کہ تو حرمت و کراہت
 کو ترجیح نہیں ہے اور وہ فعل ترک کرنا مناسب نہیں ہے چنانچہ کتاب البر الوفاء اللہ کے صفحہ ۳۸ میں ہے
 فان قیس بالنظر الى الخصال اصل في الصوف والشعور لا يجوز بهما متفاضلا و زادوا بالنظر الى الخصال
 مختلف فيحوز متفاضلا فيلحق ان لا يجوز متفاضلا قلبيا لايحوز متفاضلا في جواب ان خالف عندنا
 حليلهما و تساويهما في تجميع الخمر و هذا ليس كذلك فانه لا ينافي الصورة المعقولة بقدر الخصال
 اس کے واضح ہو کہ دلیل حرمت اگرچہ موجود ہو کہ لکن بسبب ضعف معارض و مبادیہ کہ تو حرمت کو ترجیح
 نہیں ہو کہ پس جب محفل میلاد میں دلیل حرمت و بدعت موجود نہیں ہے اور خلاف مخالفین کا خلاف قوی
 ہو کہ دلیل شکی بہر تو یہ قاعدہ اس محفل میں جاری کر کے ترک مناسب کہنا یا انصافی ظاہر ہے اور بالفرض اگر کو
 دلیل قوی ہو کہ دلیل قوی ہے فاکہانی معنی میں کہ ہو چکا بطلان وجہ معلوم ہو چکا کہ یہ قریبی و حدیثی ہی ہوتا
 و قیاس صحیح نہیں ہے مقتضائی عرفی و دلیلی کہ جو بہر تاج و تہن اس محفل کے جائز ہے دلیل استحسان و قتال علماء و بلا و جہل و
 اکثر علی ما ہر حال پر اور حسان و طریق اکثر کہنے کے متبادر غوط بطلان قیاس صحیح و نظریہ قیاس صحیح ہے چنانچہ ابوداؤد و ترمذی و

تا کہ علی علیہ السلام کی کرامت سے یہی حال ہو چکا ہو کہ اسکا ذکر و تعظیم

کسی حدیث کی دلالت سے یہی کہ امت اسکی مفہوم ہوتی تو اوپر معلوم ہو چکا ہو رد المحتار سے کہ قائل بلا درخص صحت
و حدیث کا ہو جاتا ہے پس کسی وجہ سے ترک کو مناسب اور کتنا درست نہیں ہے اور کوئی دلیل اس پر قائم نہیں
ہے فقط نقل بطل و کتب سے من عند فقہ سے جو شان اہل اسلام سے بعید ہے جسکے دلائل و اذات و محبت و اخلاص
صلح موجود ہے اور یہ خوب واضح ہے اور چکا دل بوقت سینہ و امانیت سے مظہر ہے تو سکا کیا علاج ہو اور اولیو
سہا بک ہو تا جو یہ جامع ہر این گنگوئی بتا ہوا فخر الرحمن قرآن و حدیث و اجماع و قیاس مجتہدین پر ہے کوئی
قرآنی اور کوئی حدیث و اجماع علماء و محققین معتبرین و قیاس کسی مجتہد معتبر کا اس جامع پر چونچ پیش نہیں کیا ہے
اور ضلالت کا ثبوت اور اربعہ سے نہ کرنا ہو اور یہ بھی فقط فاکہانی اور اسکے ہم مشر و نمکا انکار کے قول
سویسے جامع ہر این کے قول سے واضح ہے اور اس محل میں بھی خلاف کا قائل ہے اور یہ قول علامہ علی
قاری وغیرہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ اسکے ابا سے ہر حسان علماء کا واقع ہے اور شاید ہی موجود ہو کہ علماء و فضلاء
کی جماعت کثیرہ مملوک اہل اسلام میں اسکے جواز کے قائل موجود ہیں اور یہ جامع ہر این تمام کے چشم پوشی کے
اور اربعہ سے ضلالت کا ثبوت نہ کرنا ہو اسکو مستعد ہی خیال نہیں کہ اور اربعہ میں تو اجماع ہی ہو اور اجماع اسکی
ضلالت پر نہیں اور وہ کوئی نالائے واضح ہے ہر کوئی اور اربعہ سے ضلالت کا ثبوت بتا ہوا ہے جلد و دلت و نقلی کتب غیر
ہے کذب صریح یہ وہی کہ بیان جاننے ہو گا کسی مسلمان کے بیان تو درست نہیں ہے **بقول جامع الزہری** ۱۶
الحاصل مثل آفتاب نصف النہار کے واضح ہو گیا کہ اکثر المسلمین اور جماعت کثیرہ اور سواد اعظم اہل سنت و جماعت میں
اور انکا طریقہ موجب نجات اور سنت ہوا اور اسکی التزم کا حکم ہے جس پر جو اسکے موافق ہے اگرچہ ایک ہو عالم و دیگر
احق ہے اور جو اسکے خلاف ہے اگرچہ تمام عالم ہو باطل ہے اور اس سلسلہ کا اولہ اربعہ سے عدم جواز ان چیزوں کا ثبوت
ہو گیا پس ذکر ولادت و غیرہ غیر عالم کا مستحق اور جملہ امور عارضہ بدعت ضلالت میں اور کثرت و قلت جماعت کا اعتبار نہیں
مواظقت سنت طریقہ صحابہ و اہل بیت کے ہے و اہل البیاد **بقول** و اہل التوفیق سواد اعظم و اکثر المسلمین جماعت کثیرہ
بلاشبہ اہل سنت ہیں انکا طریقہ موجب نجات ہوا اور اسکی التزم کا حکم ہے اس قول میں جامع ہر این سچا ہر کان سواد
اعظم ایک عالم کو بتا ہوا جو کہ عامہ المسلمین ہوتا تو ضعیف سے ہی نقل کر چکا ہو اور اسکو ان چکا ہر جماعت و جماعت
صرف ہے اور منافق و منافقین انکا میں ہے جو شرع جماعت ہوا ایک عالم مقابلہ میں تمام عالم کے علی اور باطل ہر بتا ہوا
بدعت سخت ہر کسی سے اہل سنت و جماعت میں یہ نہیں فرمایا کہ ایک ہی ملکو و اعظم چلو اسکو مقابلہ میں تمام عالم کے
علما مسلمین باطل ہیں یہ عرب جدید گنگوئی صاحب کا یہ ہے ایسا قول کوئی علمی و دینی ہو گیا کہ جماعت کثیرہ
قائل کہ جماعت کثیرہ اکثر المسلمین ایک ہے آدمی میں ایک آدمی کو اکثر آدمی و جماعت کثیرہ کہنا یہ عقل و فہم جامع ہر

کہ ہے اسچ اسکورنا مناسبت اور اولہ اربعہ سے عدم جواز قیود بناو ہی ہمیشہ کی جہالت و نادانی صرف ہر پہلا کس نے
 میں اسپر اجماع وقع ہو گیا ہر اور دبا میرے مین تو ثابت کریں کہ فلان زمانہ میں قیود کی منسلکات پر اجماع واقع ہو چکا
 اور نہ افتراء اور رسول و اہل اجماع و اہل قیاس پر واضح ہے اور کثرت و قلت جماعت کا اعتبار نہ تو مخالف حدیث
 اعظم کرے کہ اوپر شرع حدیث سے معلوم ہو چکا کہ حالت اختلاف میں کثرت کا معتبر نہ ہونا اس حدیث سے واضح
 اور موافق سنت طریقہ جماعت کیسے مین ہے اور یہی معیار برکت و سنت کی شناخت کرے پس قول جامع بجا میں
 برکت منسلکات ہر جو مخالف حدیث و اقوال اہل سنت و جماعت کرے یہ تمام ہے میانین و پشتر میان و بے میان
 و کہ نہ افتراء اور نہ کلام اور اپنی طرف سے شریعت جدید نکالنا جامع براین سے صادر ہوا ہے اور ایسا اصول ہے
 اس کتاب پر ہم مین موجود مین کوئی جواب مؤلف انوار اس کے ہو سکا الزم سخت یا باؤرک فاش انتہائی ہی
 نہ مانے اور اپنے معتقدین عقائد کو خوش کرنے کو مؤلف انوار پر تبرا کرے ہر چنانچہ صفر ۱۱۰۰ مین کہتا ہے کہ مؤلف کو نفرت
 و شرم کا قیام و نشان نہیں اور اسی صفر مین کہتا کہ کچھ قشرم کے آدی کہتے اور ہر صفر ۱۱۰۰ مین کہتا کہ مؤلف
 کی ابل فرقی سے دودق کہانیکے سببا کر کے دعوی ثبوت کامل کرتا ہے اور صفر ۱۱۰۰ کہتا کہ مؤلف کی کب قہم فرقی ہے
 ایک ہی دلیل مری پر نہیں لایا اور دعوی ثبوت کامل کرتا ہے اب صفین عمر کریں کہ یہ جو شریعی جامع براین پر
 معلوم ہوئی ہے اور ابل فرقی جامع براین اور قہم فرقی جامع براین کی ظاہر ہوئی ہے با مؤلف انوار کے صفر ۱۱۰۰ کہتا کہ مؤلف
 انوار صفر ۱۱۰۰ جو آیت و دقتا لکھ کر کہ پیش سیکے اسکا جواب جامع براین سے برگزینوا اور محفل میلاد و ترسمان علماء کا
 قول ملا علی و غیرہ کے ثبات کیا جو صفر ۱۱۰۰ کہتا کہ مؤلف کا ہر اسکا جامع براین نکرسکا اور مستحسن مسلمین کا مستحسن بنا
 عند اللہ حدیث ماروا المسلمون سے ثابت کیا او مین جو کچھ دغا بایان اور ابل فرقی جامع براین کی ظاہر ہوئی ہے
 حال معلوم ہو چکا اور کہے دلیل مؤلف کا صحیح و سادہ شہادت سے رابعین کے خلاف سے نقصان جو محفل میلاد
 مین ہونا حدیث تبعوا السواء الا عظم سے ثابت کیا اور اگر کوئی نے بہت کچھ تھہ پاؤن اسہین تاکہ اور طرح طرح سے
 تحریف معنوی کی اور چالاک کی کو اور دیکھا کہ بانی کو کام فرمایا کہ پیش جلی مزہ کے بل گرجنا ہر چنانچہ اور حال معلوم ہو چکا
 مؤلف نے محفل سنازع فیہ کا ثبوت کامل دیا جامع براین دعوی پر دلیل انیکا انکار تصعب اور نہ پہنچنے حقیقت کے
 حسیبے کرتا ہر اور جو نہ کہانیاں یہ خوب پیش کرتا ہے اور افسانہ ہر معترض بیان مانند دیگر فرقہ باطلہ و میان
 مین لاتا ہے ایسے ہی اہل باطل کے حق مین اول ہی حافظ شیرازی فرماتے ہیں : بیعت ہند و ملت ہند عذر محمد
 چون نہ بد نہ حقیقت نہ افسانہ روئے اس دلیل اخصان کچھ طرح محفل میلاد و شریف کا قیود و سنازع فیہ انت
 ہوا ہر اسی طرح قیام میلاد و شریف کا بھی اس کے ثبوت ہو گیا کہ اگر نہ قیام میلاد پر ہی افسانہ مسلمین طرح

کہ غلط کرنا جائز نہیں مولف انوار ساطعہ سے آیت فا ذکر والد مقبلہ اور قومودان علیٰ جنہا کلمہ گرو نکرتے
 کہا تھا کہ ذکر کے جن شکل میں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ بالکل ذکر قیام میں ہو دوسری بالکل قومودان تیرے کہ تو کیا نہیں
 اور کچھ قومودان میں یہ مجنون شکل میں مضمون قرآن میں داخل ہیں ایک شکل یہاں منطقی بالکل ہے حلیہ و روایات معراج غلط
 بیشک برہمی جاتی ہیں اور درود سلام قیام میلاد میں مثلاً یہ مضمون داخل قرآن میں ہے میں سند اس قدر کہ
 قیام وقوعود میں ہوتا ہے قرآن سے ثابت ہوئے تو اطلاق بدعت، سچ درست نہوا اسلئے کہ بدعت وہ ہے جو کتب
 و سنت سے نہ لفظاً نہ اشافاً کسی طرح ثابت ہو دے ان اسوجہ سے کہ میلاد شریف کا ہی ذکر وقت قیام کرنا
 قبل و بعد کو نہیں کر سکتے و دوائی یہ قیام کیا جاتا ہے لفظ بدعت کا اطلاق صحیح ہے لیکن یہ بدعت سیئہ نہیں ہے کیونکہ
 سیئہ وہ ہے جو مخالف قرآن یا حدیث یا اجماع ہو اور یہاں کوئی آیت و حدیث و اجماع موجود نہیں جس سے یہ ثابت ہو سکے
 کہ سلام درود قیام وقت ذکر ولادت میں منع ہے بلکہ سیئہ ہرگز نہیں ہے یہ قیام اور چونکہ اکثر ضعیف و شافعیہ
 نزدیک اباحت اصل ہے تو قیام صبح ہوا اور جب اس صبح میں بہت اظہر شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی تو مستحب و مستحسن
 چنانچہ مولد کبریا میں خبر سیرت علیہ السلام اور تفسیر روح البیان و عقدة الجواہر وغیرہ میں استقامتی تصریح موجود ہے اور علی بن
 حصین شریفین و جمیع علماء اہل اسلام جن کو کچھ ذکر اس رب الدین عالمی قاری وغیرہ کے کلام سے نقل کیا گیا ہے
 جو عمل باقیات سوا معظم سبح نہیں ہوا اور سکود بدعت ضلالت کہنا انصاف و تعین کے خلاف و کفر کہنا جہتوں کے شرک
 عقائد میں مشرک وہ ہے کہ غیر اس کو واجب الوجود لائق عبادت کہ جائے اور قیام مولود میں یہ موجود نہیں یہ یہ غلط کلام
 الفوائد ہر اس پر نہایت و خلافات جامع ہر اہل میں کہ جنکو کچھ علاقہ اس کے جواب سے نہیں ہے سنو آپ فرماؤ مستحسن
 کہ مرفوع خاص قیام کے تعظیم غیر اس میں کہ حدیث مشرک و بدعت لازم آجائے اس کو منع کرتا ہے علی بن ابی طالب کہ فرما عالم بر
 بحث اور نہ اس کے قیام وقوع سے استفسار مگر ایک مرفوع خاص میں کلام ہے میں سب تقریر شریف کی فضول ہے جو اس
 کہ سبکو تعلق نہیں لہذا اس کو ترک کرتا ہوں مگر مطلق کسی فرد کو خاص کرنا بدعت ہے و ذکر اس میں یا ذکر رسول اللہ صلی اللہ
 خاص ذکر ولادت پر ہے قیام کہ مستحسن اس کو کہتا ہے اور مولف ہی مقرر کر دے مطلق مخصوص کرنا بدعت جواب
 مولف کے قول کہ ایک شکل قیام مولد پر منطقی ہے یہ کلام کی معنی ہے کلام خصوصیت معلومہ میں ہے ایک حالت اور ایک
 وضع میں اختیار کرنا کیا اعتراض ہے اس کا جواب درکار ہو مگر فہم مذا و مولف کو نہیں کہ سمجھ کہ جواب دیکھنا ہوتا ہے
 بدعت ہو نہ ہو کہ تو کیا یہ سیئہ ہو یا نہیں نا، **اقول** و باسند التوفیق مستغنی عن ذکرین یہ صاحب نوید کے اقوال
 مذکورہ کا کچھ جواب ہو سکتا ہے اور اس کے اقوال صاحب انوار کب مرفوع ہو سکتی ہیں مولف انوار بدعت سیئہ پر بنا کر
 سبب نہ صادق ہے کہ اس پر تعریف و تقریر بدعت سیئہ کے جو مخالف قرآن و حدیث و اجماع کے ہو دے باطل کر چکا

اصل اشیا میں اباحت ہونے کے ہونے سبب سے اباحت قیام وہ بنیت تعلیم شان آئینہ شام کا استیجاب استیسان
اور عمل اس پر ہونا بلا واسطہ کا چنانچہ اگر شرک ہونا یا جواز شرک نہ ہو تو دفع کر دیا جائے یہ تو ہوسکتا ہے
ذکر ولادت کے قیام کا ذکر پہلے ہی کر دیا یہ اوہی قیام کے جواز استیجاب کا ثبوت جو نہ مطلق قیام کا معلوم نہیں جیسے
برہین کو جسے فرد خاص قیام کے جواب کا طالب ہے اور اس کا معترض کو جسے قیام میلاد میں گفتگو کرتا ہے جو اس
قیام خاص وقت ولادت کے ثبوت سے اس کا ثبوت قبول نہیں کرتا اور وہ کو قیام قیام ہے جس میں شرک و عبت
لازم آجاتا ہے جو قیام میلاد و شریف کا ہے اور وہیں شرک و عبت ضلالت لازم آتا تو مولف انوار سے بتا دیا کہ مولف
انوار کے کلام کا وہ جامع برہین کرتا تو قیام مذکور بدعت و شرک ہونا میں اول سے رفع کر دیا ہے ہون اور کا جواز
دیباچہ گفتگو جو نہ شرع کر دیتا کہ یہی مولف کی تقریر کو فضول بنا کر اس کو ترک کر دینا گنتی ہے اور کسی اور کسی میں
گفتگو لا یعنی شروع کرتا ہے اور طرفہ تری ہے کہ مولف کو فہم ہونا بتا دیا مصنفین کے انصاف طلب ہے کہ جامع برہین
شعوبہ فہم ہے یا مولف انوار کو فہم ہونا نہیں ہے جواب سے جامع برہین عاجز آکر وہی تباہی شروع کر دیتا
یہ ایسے لاف کی گفتگو سے بھی بناء مانگتا چلتے جواب مولف انوار کا حضرت جامع برہین کے فہم شریف میں آیا نہیں
اور اس کے جواب میں جواب دہ کہ ہونا منہ سے نکال دیا اور بدعت کے سبب ہونا کو مولف نے دلیل سے دفع کر دیا تو کوئی
سید ہونا مولف تسلیم کوئے بلا دلیل سید ہونا کیونکر مان لے جامع برہین کے نزدیک سید ہونا بدلیل شرع
ثابت ہو کر وہ دلیل کیون نہیں ذکر کرتا ہے اور مولف قرآن و حدیث و جماع ہونا اور مسین آیت قرآنیہ یا حدیث یا
اجماع مانع جواز قیام وقت ولادت کیون نہیں بیان کرتا ہے اور قیام شرک ہے تو شرک فی الالہیۃ مستحق لعاب
غیر امت ہونا کیون نہیں ثابت کرتا ہے پس بلا دلیل بدعت سید و شرک کہتا ہے قیام کو دور سرانہ بیان جامع برہین
صفحہ ۱۰۹ میں تخصیص دینی قیام کو ہے کہ نہ انت اور اربعہ سے نہیں یہ محض غلط ہے کیونکہ اطلاقی کامقید کرنا کسی
فروع میں جب موصوفات ثابت ہو گیا تو محدود اور کلیات میں ظاہر ہوگا الخ بلا غرض تخصیص دینی قیام کی نہ انت قیام میں
اور اربعہ سے ثابت نہیں ہے اس کو غلط کہنا حماقت ہے غلط اور سوقت ہونا گفتگو یا پیش کر دینے ہوئی اور فقہاء
اس محل میں بنا ہوا سرانہ بیان ہے اس بارہ میں کوئی نص اور نہیں ہے جس طرح رقیہ وغیرہ کے بارہ میں
واحد ہونا اور اسکی اطلاقی کی تعلیم ہے اول تو نص ہونا اس بارہ میں ضرور ہے اور جس کو نص گفتگو قرار دیتا
ہو بعض بانی تو وہی فہم سے نص قرار دیتا ہے مسئلہ الفصوص جسکی اطلاقی کے تقدیر مبنی ہے اور تو شیخ وغیرہ سے
گذر چکی ہیں واسطہ علی بیان مثال چاہئے اگر عموم آیات و احادیث سے جو نفس تعظیم و توقیر تعظیم معلوم ہو
ہیں قیام مطلق کا ثبات یہ گفتگو یا دوسرے کوئی حکم کرنا جن سے فرضیت وجوب مفہوم ہوگا قیام کا تب ہی اس

مخلف میلاد شریف کا امور کو کوئی سو قوف علیہ جواز ذکر ولادت نہیں جانتا کہ امر مفسد نہ غیبی ہو سکے تو ذکر ولادت
جائز ہوگا اور قیام کو بھی کوئی سو قوف علیہ ذکر ولادت کا نہیں جانتا تو اس کے اولیٰ مطلق کا بھی یہ قیام
وغیرہ منافقہ دروغ نہیں ہے اور فقید مطلق بیرون اسکے نہیں ہوتی کہ غیر فقید کو جائز نہ جانا جاوے بلکہ
ضرور ہے فقید مطلق ممنوع کے تحقیق کیواسطے کہ فقید کا جواز اور غیر فقید کا عدم جواز جانا جاوے جتنا سنجیدہ تشریح
اور غور سے ادب گذر چکا ہے اور یہاں تک کہ اسکے بابہ میں یہ موجود نہیں ہے پس فقید بیان نہ جانا سراسر غلطی نہیں
گنگوئی کا یہ کسی نے نام فقید مطلق نہ سنا لیا تو اسکی حقیقت سے باطل گواہی نہیں پس یہ فقیر گنگوئی کی
مذہب ہے اور جلی سراسر بیان ہونا واضح ہے اور مسلم و شریح العلم سے اوپر واضح ہو چکا کہ فقید کا مطلق
شخصی زائد علی المطلق ہے حدیث قلا لیتقید من حدیث ہو وہو یقتضی ایجاب شخصی زائد علی المطلق انتہی یہ
بھی گذر چکا ہے فقید و محل الفقید مطلق پر ایجاب میں ہوتا ہے نہ مذہب و اباحت میں حدیث قال فی شرح المسلمین
اشارۃ الذان لحدیث لفظا اذا کان الحدیث الا ایجاب دون الذنب والاباحت والامتناع فی اباحت المطلق
والقید انتہی پس یہ قول گنگوئی کا جب یہ حکم ہو کہ کسی جگہ مطلق کو فقید مت کرو تو یہی حکم ہو گیا کہ
حکم مذہب قیام کو فقید مت کرو تو ثابت ہو گیا کہ مذہب قیام فقید مذہب ذکر ولادت مت کرو اس سراسر غلطی ہے کیونکہ
اصول سے معلوم ہوا کہ مذہب و اباحت میں فقید نہیں ہوتی اور یہ گنگوئی مذہب اباحت میں فقید ماثلاً ہے اور شرع
پر افراط کرتا ہے کہ شارح کا حکم ہو گیا کہ مذہب قیام کو فقید مت کرو اینہی جہاں ہے ورنہ علماء و فقہاء و اصولیین
معلوم ہو کہ مذہب و اباحت میں یہ ممکن نہیں ہے ایسے افراط و دروغ کاں لکھا نا ہو خواہ مخواہ حکم شارح تباہی و تباہی
اور اپنے رائے سے خلط بخلط احکام شرع گہرائی کو کسی مسلمان تو ایسے بے باکی نہیں کر سکتا ہے یہ خامس و نیکو کامی ہے
اگرنا بغرض و التقیر یہ بیان فقید بھی ہو کہ تو یہ فقید حدیث سے ثابت ہے اور احادیث عامہ کی فقید حدیث
سے حدیث ما رواہ المسلمون و التبعوا الحدیث الا اعظم و دونہی مصداق یہ فقید قیام وقت ذکر ولادت کرے
کیونکہ استحسان اس پر واقع ہونا اور سوا اعظم کا استکسار ثابت ہو گا اور استحسان مسلمین و سوا اعظم کا دلیل
شرعی مدیثین مذکور سے ثابت ہے پس یہ فقید حدیث سے ثابت ہوئی اور ا قیل قال منصفین کا مسودہ
اور قیل گنگوئی کا مسودہ و مطرود ہوا اسکے بعد جو تیرے مولف اندر کہے ہے اور وہی تباہی کلمات فتے نکالے
اون سب کا جواب اس قول ہا کے ہوا اور یہ قول گنگوئی کا ہے صفحہ ۲۰ (۲) میں قیام مبارک تو تھا مطلقاً اور یہ
شان ذکر فقیر عالم علیہ السلام کے واسطے مستحب بھی تھا مگر جہاں کی فقیدہ تخصیص و عموم کے سنت و وجوب
برعت و ذکر وہ ہوتا تھا اسے ملائکہ میں تو سب کیا چیز ولادت ختم ہو گئی پس اصل اباحت و مذہب مبارک میں عن عائشہ

نہیں اور مولد کبر وغیرہ میں جو تحسین کہا ہے تو اصل مطلق کے دو سکے کہیں بظن غالب وہاں عرض اس قیام
 و تاکر لا نہوا تھا، ایک ہذا ان کتب و ابانت کو قبول کرتا جائے اور مولد کبر وغیرہ میں خاص وقت ذکر ولادت کے
 قیام کو نیکو تحسین کہا ہے اور سکو بھی تسلیم کرتا ہے پس گنگوئی نے ان کی بیان و ابانت و استحباب قیام وقت ذکر ولادت
 خدا تعالیٰ سے نکلا دیا لیکن عارضہ مکر شری قبول سے گنگوئی آتی ہے اور عاریہ سولے ناقہ قبول کرتا ہے اور لفظ
 اپنی منہ بدعت و مکروہ بلا دلیل کہتا ہے یہاں سے مسلمانوں پر انشاء و بہتان سنت و وجوب و تاکر لا کرتا ہے حالانکہ
 یہ بظنی قرآن و حدیث و اقوال فقہاء اہل علم سے حرام ہے گنگوئی حضرت بدگانی ساتھ اہل اسلام قرآن و حدیث و
 اقوال فقہاء سے معلوم نہیں کہ کسی پر اسے کفر یا کفر سے روک دیا کرتے تو لا اذما مستحقون ظن المؤمنین و المؤمنات فی
 کفر تقاسیم کو و یکم اور تبت میں مکر کر کے وظیفہ المؤمنین خیر المؤمنین حدیث تو زبان اور یہ خاص و عام کا یہ نہیں
 و شرع و عادیہ کو قبول و فعل عاقل کو حتی الاکان صلاحیت پر فقہاء جمل کر آ رہیں اور باوجود افعال حرام کے اور اس
 بجا کر رہیں ان تمام امور کو کہیں مثبت و الودیہ و قرآن و حدیث و اقوال فقہاء سب کا اعراض کیا اور نفس کے اتباع کو کہ
 بدگانی اہل اسلام کے ساتھ کرتے تھا، جیسا کہ ثابت قیام کی ثابت کی کہ خود مکرکب حرام قطع کا پر مثل مشہور ہے کہ
 دوسری بدگانی کو سولے اپنی ناک کنا نا کوئے عقلی بات ہے الغرض ثبوت کراہت اس گنگوئی کے نزدیک کفر و تقیید
 و تخصیص اور عوام کے سنت و وجوب کے جانی کے سبب کفر و تخصیص کا جواب تو بخوبی ہو گیا اور جہالت
 و سفاہت و بعلی گنگوئی کی ظاہر ہو گئی و وجوب و سنت کو اعتقاد کر کے نسبت طرف عوام کے کرنا بہتان و افتراء
 اور نہ جو حرام ہے پس یہ نسبت کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے اور کسی نے آجنگ مجوزین میں سے اور سکو واجب سنت
 سو کہہ نہیں کہا ہے اگرچہ وہاں یہ بدعت حسنہ کو کسی سنت کہہ نہیں جو ان کے نفس کے موافق ہوتی ہے اور بعض
 باوجود دیکھ محافل سیلا و شریف میں ہم جاتے محافل میں کہ سوائی اسکے کسی کسی عام مقام کے زبان سنت و واجب
 کہہ نہ سنا گنگوئی کسی ذکر ولادت آنحضرت مسلم جہنم کنہیا کہتا اور ماتہ فضل و مخلص کے بنانا ہے اور قیام کو مکرکب
 ترک کہتا ہے اور سننے عوام مجوزین سے سطر بدو ان اعتلاط کے سن لیا کہ وہ سنت واجب بنو کا اعتقاد کرتے
 ہیں گنگوئی ہے تو کسی عام و محرم یا دین میں بیدہ عوام سے پہلا تو دے کہ وہاں باقی اعتقاد قیام مذکور کو سنت
 و واجب کہتا ہے مکرکب یہ حشر شک و اس سہنو سیکھا میں افتراء محض و بہتان صرف گنگوئی یہ ایسا بہتان جیسے
 بعض ہنود سے زعفرانے بگوش خود سننا کہ وہ کہہ ہیں کہ مسلمان لوگ حشر سیکھی یہ مجدہ مکر فرہین مسطر بدو
 بت کو کہ قرین وقت گنگوئی کے بعض ہنود سے بت پرستی کی مساوات نماز سے ثابت کر کے پکڑا تھا، یہ طرح یہ
 گنگوئی افتراء و بہتان و بدگانی سے قیام کی کراہت و بدعت ثابت کرتا ہے مگر کوئی دہائی کہو سے حدیث قیام وقت

ذکر ولادت کرنا سوچا اسکا ہی ہے کہ عوام کو وجوب دست مؤکد کا اعتقاد ہو جاوے اور اس قدر کہ دست مؤکد کا نام ہے
 تو جو اس کا ظاہر ہے کہ استیجاب قیام مشہور و معروف ہے یا وجود مشہرت استیجاب کی وجہ وجوب دست مؤکد
 کسی کو ہونا امید ہے عند العقل اگر بالفرض ہزاروں ایک دو کو یہ وجہ ہو دے تو تاہر حکم شرعی نہیں لگا
 اگر تاہر الفائدہ کا معدوم شائع و ذائع ہے و سیکرہ افعال کراہت استیجاب نماز میں بھی قائم ہے مثلاً نماز میں حالت
 قیام میں سو طرح مجبور کو دیکھنا اور حالت رکوع میں ظہر قدیم کو دیکھنا اور حالت سجدہ میں طرف ناک دیکھنا یہ تمام
 استیجابات میں ہمیشہ کو یہ افعال کہ اسکو حرم دست واجبہ لاحق کر جاوے مگر وہ بدعت کہہ دینا چاہیے اور
 اسطرح واجبیات کو فرض قطعی دست کو واجب اعتقاد جاننے کے احتمال اور ایہام سے سبکو بدعت و کراہت
 کہہ دینا چاہیے جو حماقت تو سوائے دیکھنے کے کسی سے نہوگی اور قیسیری کہ غایت یہ کہ دلیل قیاسی ہوگی میں
 بمقام استحسان مسترد کہ ہوتا ہے چنانچہ بالتفصیل اور گزرجاہ اور قیام ہزارستان واضح ہے جس میں مسلمین پر دلیل
 معقولہ ہزارستان ہو سکتی ہے لیکن قول انگلی کا صفوی پہلی و ثانی ہونا ظاہر ہوا اور قول انگلی کا صفوی ۲۰۰
 میں قیام دست بستہ بخبر چراغ ایک رکن نماز کہ ہے کہ حق کے دوہر دست بستہ کہنے سے ہوتا ہیں تو اگر اسطرح
 فرض عالم کو حاضر یا عالم مستغابی محض ہو تو میں جائز دست بستہ کہہ کر اگر گایا جلا کا عقیدہ ہو تو لایب مشرکہ ہوگا
 پس مستحضر میں گایا کام جلا کے عقیدہ پر ہے اگر چہ ہمیدہ کی نسبت مشرکہ حقیقی نہیں مگر بدعت سے غالی نہیں کیونکہ
 بدوین اس عقیدہ تخصیص مطلق تو حاصل ہی ہے پس وقت ولادت دست بستہ بین عقیدہ مشرکہ ہوا کہ گفت
 عالم خاصہ حق تعالیٰ کے فرض عالم میں ثابت کی سراسر پہلی جہان اہل اسلام پر ہے قیام دست بستہ بخبر چراغ
 کو رکن کہنا سراسر پہلی ہے فقط قیام نماز کا ہر وہ بھی اندرون نماز کہ ہے نہ باہر نماز کے دست بستہ ہو نہ کوئی رکن
 میں داخل کرنا سراسر جہالت ہے دست بستہ تو رکن میں اور وقت داخل ہونا کہ فرض ہوتا ہے جب تک کوئی بہتر چیز
 فرض تو نہیں دست بستہ کی فرضیت کوئی فاعل نہیں ایسے پہلی کو کیا کہا جاوے کہ انہی خبر بھی نہیں کہ دست بستہ نماز کے
 رکن میں داخل نہیں ہے اور معروف قیام نہیں ہوا وہ مفہوم قیام سے جو رکن اندرون نماز ہے شرعاً حاصل نماز
 ہر معلوم نہیں کہ بلاوت انگلی میں اور پہلی اس قدر کہ ان سے آگاہی ہے کہ کوئی اہل عقل اہل اسلام آج تک
 خواہ باطل خواہ سلسل کا فاعل نہیں ہوا کہ آنحضرت صلوات اللہ علیہ مستغالی و آزل صبر جاتا ہے کہ تمام اوصاف آنحضرت
 صلوات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر جوئی میں علم ہی آنحضرت صلوات اللہ علیہ مستغالی و آزل صبر جاتا ہے کہ تمام اوصاف آنحضرت
 طرف سے حاصل ہو ہے اور ہوتا ہے کہ کوئی فرقہ و بیہودہ ایسا جاہل ہو دے کہ علم مستغالی کا کسی پہنچنے
 مقتدی مانند مولوی اسمعیل مقتول و شیخ بخدی حق میں فاعل ہو دے تو اسکو بدوین قیام کو ہی کافر ہم

کہہ دینے کو بھی اہل اسلام میں ایسا نہیں ہے کہ علم استقلال کا غیر خدا تعالیٰ کے حق میں قابل گنگوئی اپنی ہی فرقہ بندی
 سے صحبت و ملاقات رہتی ہے اہل اسلام وہاں سنت سے تو گنگوئی فرمن العصور کا مصداق سے اہل سنت کے
 جہاں وہ علم اسکے وہ ایسے خبردار کہاں ہے جیسا کہ اپنے جہلا و علم اسکے خبردار ہے پس یہ اعتقاد علم استقلال کا
 اسکو معلوم ہوا تو وہ یہ کہی جہلا کا حال معلوم ہے نہ اہل سنت کا اور اہل سنت کے حق میں یہ کہاں اسکو معلوم
 ہے کہ ہے تو ثابت کرے ورنہ کذب و منہ ہے اور فہمیدہ کے حق میں بدعت سے خالی ہونا جو کہتا تو بدعتی غرافات
 اسکی قدیمی و دائمی ہے کہ بلا دلیل شعر و عقلی مسائل گہر کر شرع بنتا ہے اور آخرت برباد کرنا ہے حق بنی لغو فقر و جہلا
 ابطالان اور پھر جہلا جو کہ تخصیص مطلق ہی بیان ہی پیش کی ہے افادت بدعت واسطے اسکا ابطالان کے مایہ ناز ہوتا
 تو جہاں سے اقوال سابقہ کی طرف رجوع کر کے معلوم کرے اور عقلی گنگوئی پر یہ واقع ہو جاوے کہ یہ تخصیص مطلق
 جو ممنوع ہے ہرگز نہیں ہے گنگوئی سے تقریر مولف انوار دیکھ کر سختی ہو گیا اور قیام کے رویہ کی ہنوس کا تو
 او سمین قید علم استقلال کی خاصہ خدا تعالیٰ زیادہ کر کے اسکا رد کرنا شروع کیا جس طرح ہمیشہ اعتراض ہو کر
 جہاں سو کا کہ فرمیں اور بت پرستی بنا تو زمین یہ قید زیادہ کر کے کہ بطور عبادت پتھر کے اسکا بوسہ تم لیتے ہو یا تہات
 جہاں لیتے ہیں یہیں سبط پر یہ قید زیادہ کر کے قیام سیلا و کا شرک ہونا گنگوئی بتاتا ہے شاید معتزین بوسہ
 حجر اسود سے یہ ٹونگ سب گھوٹا اعدا اسلام اور یہ حال کہ خواہ مخواہ اہل اسلام کو کا شرک بتاتا ہے مضمون حدیث
 مذکورہ پر اعتقاد و اعتبار اسکو نہیں کہ کفر و شرک کہہ کر اسے کی طرف رجوع کرتا ہے مولف انوار سبطہ فرمایا
 تقریر فرمائی کہ ان قیام اختصاص بہ نماز بلکہ عبادت ہم مذکور عبادت شرعیہ کی کی دو القیام لم یشرع عبادہ و حق
 اس امر کی ثبوت کیوں اسطے پیش کی تھی کہ قیام فی فہمہ عبادت نہیں ہے اور نماز عبادت کے ساتھ اسکو خصوصیت
 نہیں ہے گنگوئی کی تقریر فہمہ میں یہ دیکھو لکھتا ہے قیام ہی مصلوہ دکن فرض ہے اور طاعت اور عبادت
 قیوم و لحدہ قانتین پس نفس قیام اگر یہ خاص ہے عبادت و غیر عبادت سے مگر قیام دست بستہ بخشوع و قنوت عبادت
 ہے اور تفسیر عزیزی میں فرماتا ہے کہ قیام اختصاص بعبادت نہیں کہہتا ہے یعنی قیام بطور عبادت کو ہی شر
 ہے مگر قیام دست بستہ بخشوع کو نہیں فرماتے ہیں کیونکہ وہ عبادت ہے اور شرع میں قیام قیام کو عبادت مطلق
 سمجھا جائے بقولہ لم یشرع عبادہ و عمدہ نہ عبادت ہو مگر اسطے یہ نفس قیام غیر کیوں اسطے جائز ہے خلاف
 قیام موصوف کے پس قیام موصوف کی عبادت غیر موصوف ہوتے یہ لازم نہیں کہ غیر کیوں اسطے جائز ہے پس قیام
 موصوف کیوں اسطے اگرچہ حقیقی ہنوس کرنا ہے تو ہے بقول علیہ السلام ان کذبتم افکارا فاعلمون فخلوا
 والوہ یقومون علی ملوککم و ہم قعود فلا تفعلوا متفق قال النوی خیر التخصیص قیام الغلمان التباع

علی داس متبوعہم الجالس (بغیر حاجت) متصفین غور کریں کہ کیا پورے لغو تقریر لنگوٹی کے ہے قیام کو کرکے اور عبادت
 و طاعت بتاتا ہے اور قرآن کی آیت پیش کرتا ہے حتیٰ فہم و کجاہیں نہیں کہ سولف اندر سے نفی خصوصیت کی لگی ہے
 کہ قیام ساتھ عبادت کے خاص نہیں ہے اور یہ کہ سولف سے کہا ہے کہ غار کے اندر کا قیام فرض و کرکے نہیں
 آیت کو بے محل پیش کرتا ہے اور اس کے یہ کہاں مفہوم ہے کہ باہر غار کے ہی قیام خاص ہے خدا تعالیٰ کے عبادت کے
 ساتھ اس کے یعنی آیت سے غار کے قیام کا ثبوت ہے اس میں اثبات خصوصیت قیام ساتھ عبادت کو کہاں ہے
 اور غیر غار کے قیام سے اس کو کیا علاقہ ہے اور اس آیت میں کوئی سا کلمہ صراحتاً موجود ہے کہ قیام خاص خدا تعالیٰ
 کی واسطے ہی ہے جو خصوصیت ثابت ہو کر معنای مفہوم سولف کہ ہووے اور غار میں قیام خاص اور دیگر کے عبادت
 ہو گیا تو اس سے یہ کہاں مفہوم ہوا کہ بدون غار بدون وضو بدون رو قبیلہ بدون وسیلہ الی السجود کے ہی
 عبادت ہے نہایت درجہ کا کوئی احمق ہوگا وہ بھی اس آیت سے یہ خیال نہ کرے گا کہ بدون غار بدون ان اس کے
 ہی قیام عبادت پر اول کلام سولف اندر کو سمجھ لیتا اور وقت کہہ کہنا ہے کہ سوچے وہی نہا ہی کہنا شروع
 کر دیا یہ اہل عقل کا کام نہیں ہے یہ نام لنگوٹی کی لٹو لٹو ہے اس کو سولف اندر کے قول کے جواب سے کہہ
 علاقہ نہیں ہے اور قیام دست بستہ بخش و قنوت کو باہر غار کے عبادت کہنا بھی بلا دلیل ہے کسی دلیل شرعی سے
 اس کا ثبوت نہیں ہے اور آیت سے جو کہ ثابت ہے وہ اندرون غار کے قیام کا جو خاص واسطے خدا تعالیٰ کے
 مع وضو و رو قبیلہ کیا جاتا ہو ثبوت ہے مفید اس قدر کہ سولف کے ساتھ ہے ایک اندرون غار کے دست بستہ وضو و سجدہ
 رو قبیلہ جو جسے واسطے اللہ کے یا بخیرین مع قنوت کے فرمانبرداری کے و جوشی اوسمین قرأت قرآن حقیقتہً یا مکمل
 اور دست بستہ ہونا تو قرآن سے برگزنا ثابت ہی نہیں ہے بلکہ بقول علما و محققین کے حدیث صحیح سے تحت سجدہ
 کا ثبوت نہیں ہے جس جس قیام پر تمام امور مذکور ہیں اس کو عبادت کہنا اور اس آیت کو اس کے ثبوت کی واسطے پیش کرنا
 کمال ناواقف ہے قیام میلاد میں قیود اندرون غار کے ہونا اور خاص واسطے خدا تعالیٰ کے ہونا اور با وضو ہونا اور
 رو قبیلہ ہونا ہرگز موجود نہیں ہیں پھر صدیقی آیت قرآنید قرار دینا سرسہر سفاہت و حماقت نہیں ہے اور کیا
 اور ایسے قیام آج تک کسی نے عبادت نہیں قرار دیا بلکہ نفی کی ہے چنانچہ قول شارح سینہ بحثہ عبد الغنی سے
 مفہوم ہے اور قیام دست بستہ کے عبادت ہونا نہاد و جسے بلا دلیل ہے زبردستی غیر عبادت کو عبادت بنا کر ہے
 خوف خدا کا کہہ نہیں ہے نفس قیام کی عبادت ہونے کی تو یہ لنگوٹی ہی مانتا ہے دست بستہ شروع ہونا اور اس کے ساتھ
 تم کہ اس کو عبادت بنا کر ہے متصفین کو چاہے کہ اس قدر جواب اس کا کافی جائیں کہ عبادت کا ثبوت بلا دلیل حشر
 معبر کے نہیں ہو سکتا ہے آج تک کوئی اس کا قائل ہوا نہیں ہے اور دلیل کسی معبر عالم کی اس پر پیش کی نہیں ہے

انگوی سے مطالبہ کیا کہ چاہئے کہ قیامِ خارجہ نماز کو بدوین قید و ضرورہ بقبلہ کے بدوین اس کی کو خدا تعالیٰ کی پناہ سے
 کسی امام نے ان کے رعب سے یاد و سرکاریے محققین امام جو معتبر ہو سکا سکو عبادت قرار دیا جو بدوین جو معتبر ہوئی اور
 علماء و فضلاء جو قیام مولد شمس جاتجین او سکوی کسی دلیل و کسی معتبر کے قول سے یہ معلوم ہوا کہ ایسا قیام عبادت ہے
 اور جو جب شرک و اور اس انگوی کو جس کے علم حال پر جگہ معلوم ہوتا تھا، پر اور اس کی جنسی ظاہر ہو جاتی ہے ایسے قیام
 کا عبادت ہونا معلوم ہو گیا جب فقہ اس قدر سے عبادت پر قیام ثابت ہو گیا اس انگوی کے نزدیک کہ مستحبہ بخیر شروع ہو کر
 اور یہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کیسے کیا جاتا ہے تو عبادت بغیر اس کی جاتی ہے جو کوئی ایسا قیام کرے وہ شرک حقیقی ہونا چاہیے
 پر اس انگوی کو نادان نے ایسے قول میں جو اس سے پہلے گذرا ہے کہ وہ قول صفحہ ۲۸۰ میں شرک حقیقی کرنے کیواسطے قید
 و استقلال کی کیوں لگائی اس قید لگانے سے ظاہر ہے کہ بدوین اس قید بیٹھے علم استقلال کی شرک حقیقی نہیں ہوتا
 اس انگوی کو کہ بلکہ وہی قول میں تصریح انگوی کی ہے کہ بدوین اس عقیدہ کو بدعت و شرک حقیقی نہیں اس میں قول
 میں فقط اسکے قیام دوسرے سبب سے شروع اگر یہ عقیدہ نہ کہ وہ عبادت ہو گیا جس کے کرنے سے واسطے بغیر اس کے شرک
 حقیقی لازم آئے اس دونوں قول انگوی کے باہر منافی و متکلف ہوئی اقوال باطل ایسے منافی و مخالف باہر ہوا کہ ان کو
 من عند غیر اللہ لوجہ و افتد اختلاف کثرتا قد استعالیٰ فرمانا پر اب ماننا چاہیے کہ شروع بغیر اس عبادت کی
 امر فرما کر نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کیسے حیات میں و بعد ممات کے شروع کرنا موجب ثواب و اعمال صحابہ و تابعین
 پر اور طریقہ عمل تابعین ہے بلکہ تعقیب اسے تصریح فرمائی ہے کہ واجب پر مسلمان پر کہ جب آنحضرت صلی علیہ وسلم کو گورود
 کی کسی سے سنے تو حضور ظاہر میں اور حضور باطن میں کرے نہ تکلف و تلو و نہ انتہائی بیعت میں کرے اور ان کی سزا
 کو ساکن کو سے اور شروع و مکرمیت و اجلال میں تمام تعظیم و اکرام میں بطرح فرضا اگر وہ بدوین آنحضرت صلی علیہ وسلم کو
 تو ویسے تعظیم و اکرام بیت و اجلال کرتا ایسی سبب سے جب بنا طور کی ابو جعفر منصور علیہ السلام نے عباس نے امام مالک کے
 اور آواز بلند کیا اس بعد آنحضرت صلی علیہ وسلم مالک روم نے رفع آواز سے منع فرمایا اور فرمایا کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم
 و عزت حیات و ممات میں ایک ہے تو امام مالک کہنے پر ابو جعفر نے حضور و شروع کیا اور امام مالک نے
 منع فرمایا پانچ بیٹھا، قاضی و مشر خطا علیا کی علیہ زانی میں یہ موجود ہے و علم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم بعد موتہ و توقیرہ و تعظیمہ، بشعرا اعی جعلہ و فائدہ لازم ای علی کل مسلم ان کان، اعی اللہ و علیہ
 و حال حیات اعی اللہ ان لکن حقیر یز فی علوہ و جاتہ و فقہہ حالۃ و ذلک، اعی التعظیم و الا کو امر
 عند ذکرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام و ذکرہ حدیثہ، اعی کلامہ و سنتہ، اعی حکمہ و فقہہ و جمیعہ
 و کذا انقہ (و سیرتہ) اعی فی جمیع ہباتہ من حرکاتہ و مسکناتہ (و عملہ آئمہ) اعی اہل بیتہ

نماز میں کسی آتھ باندھنا جائز چنانچہ امام ابن الہمام جبکہ مختار میں مجتہد لکھا ہے زیر ناف آتھ باندھنا صحیح ہے بارہ جو
 مذہب معشر ضعیف کا ہے فرماتے ہیں کہ احادیث سینہ پر اور زیر ناف باندھنی کے دونوں ضعیف ہیں موجب عمل
 نہیں ہیں اسلئے حال کیا جانا ہی مفاد و معبود پر کہ عادت آتھ باندھنی کی حالت قصد تعظیم فی القیام کہاں ہے
 یا زیر ناف یا سینہ پر معبود و متاد شاہدین باندھنا آتھ کا زیر ناف ہی تو زیر ناف باندھنا چاہئے بلکہ پھر عبادت اس
 مضمون کی یہ ہے فتح القدیر شرح ہدایہ میں وکوة تحت السرة او علی الصدر کما قال الشافعی کہ یثبت
 فیہ حدیث بوجوب لعل فی حال علی المعبود من وضعہا حال قصد تعظیم فی القیام والمعبود
 اشد اھد من تحت السرة انتہی اور امام ابو محمد محمود بن حسین بھی نہایت مقرر ہدایہ میں نماز میں زیر ناف باندھنی
 تعظیم پر یکثرت اس میں حوالہ سے ثابت کرتے ہیں کہ بادشاہوں کے روبرو ایسے ہی کیا جاتا ہے یعنی زیر ناف ہی تعظیم
 کی واسطے اوقت قیام کے آتھ باندھنا یا قرین قلت الوضع تحت السرة الى التعظیم و بعد من التنبہ باھل الکتاب
 واقرب الى سرة العورہ و حفظ الازرع السقوط و مقالة الماوردی ممنوع و وضعہا علی العورہ
 لا یضرب فوق الثیاب و کذا لو کان بغیر حائل لان العورۃ لیس لہا حکم العورۃ فی حق نفسہا و لہذا
 یضع المرأة یدہا علی صدرہا و ان کان عورۃ و ما قلنا اقرب الى التعظیم کما یفعل بن ید علی الملک
 انتہی ان دونوں مضمون مسزین کے قول سے واضح ہے کہ نماز میں تعظیم قیام کی حالت میں زیر ناف آتھ باندھنا ہے
 اس سے ہی مفہوم ہے کہ بادشاہوں کے روبرو ایسی ہی کیا جاتا ہے اس سے واضح ہے کہ دست بستہ قیام نہ فقط تعظیم کی واسطے
 ہے اور تعظیم کی واسطے ہی نہ صرف نماز میں ہی ہے اسلئے نماز میں کیا جاتا ہے پس دست بستہ قیام کے ساتھ اور عبادت
 کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اصل اس کی ہی ہے کہ فقط تعظیم میں عبادت کی واسطے ہے گو نماز میں بسبب امور دیگر عبادت
 میں شمار ہووے تو ہووے لکن خارج نماز کی وہی فقط تعظیم ہی ہے یہی عبادت کی واسطے کہ علاقہ نہیں ہے
 اور غیر کی واسطے قیام دست بستہ مشروع کے عدم جواز کی واسطے حدیث و عبارت امام نووی میں ملتی ہے یہ اس کی قیام
 و علیہ نقصان کی دلیل واضح ہے اس کو قیام دست بستہ مشروع سے کیا علاقہ ہے اس سے تو مراد ظاہر ہی ہے
 کہ مشروع میں ہے اور عدم و بعینہ کے بیٹھے بھی تنگ لایز جاہت کہ اسے ہر نماز میں چنانچہ امام فروسے رحم کی عبارت
 یہ واضح ہے اور یہ کہ اگر ہاں امام مال و منصب دینا وہی کے سبب کہ ہووے چنانچہ عقیقہ عبارت جمع اجماع میں
 یہ آتا ہے اور یہ قیام بھٹہ و قوف ہے جو معنی عذہ نہ معنی ہنوس کی کہ اہل علم و فضل کی واسطے قیام کیا جاوے وقت خلل
 ہو تو میں مشروع و دست بستہ ہی ہووے تو کہ یہ نہ تھا کہ کہ کو معنی علیہ نہیں ہے معنی تو قوت کہ اگر چاہنا یا بلکہ
 مشروع کی واسطے دینا کہ اور حضرت مسک کے واسطے قیام کرنا امر آخرت مسلم فرماتے اور قول سیدکم شش بن

اور شش مبداء علت حکم ہوتا ہے چنانچہ گنہگار بھی اسکو تسلیم کرتا ہے جو اسکی سیادت ہو کہ نہ کوئی اور
 اور یہی کہ بعض نے وہم کیا ہے اور اسحضرت صلوات اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسکو بطور نبی عن افلاک کے نہ تباہ نہ بطور شفقت و اتحاد
 موجب لطف الشفیع کے نہا اور یہی علمایہ فرمایا کہ اگر اہل فضل کسی عبادت کی حجت حدیث قرآن والی سید کہ کسی قرآنی
 میں قال فی جمع البحار و قومی الی سید کہ فیہ استجابہ الی القیام عند دخولہ الفضل و هو غیر الی القیام لہذا
 لان ذلک بمعنی الوقوف و ہذا بمعنی القیام و لیس ہوا القیام الذی یتعاہدہ الہ عامہ تعظیفا
 و انما کان سجدہ و جماعا ای فی اکلہ و خادہم بالقیام لیسوہ عن النزول من الجمار للسلامت عرقہ
 یا لا یضطر لہ الا انہ القیام لہ قال قومی الی سید کہ وفیہ نظر فان الی القیام نہ قیل قومی انہ ہوا
 الیہ تلقیا و کواستدشیر و وصف لسیادہ و اختج بہا لجماعہ لہذا کہ اہل الفضل بالقیام اذا
 اقبلوا القاضی و لیس ہو من القیام الہی عنہ و انما ہو فیمن یقومون علیہ و ہو جالس یستلوا
 طول جلوسہ و لہ لا یقوموا کالہ عامہ یعظم بعضها بعضا ای لا یعظم لاجل مالہ و ینصیب لہ لہ نظر
 اصلاحہ و عملہ و ح کانتوا اذا راہ لہ یقوموا لہ و ذلک للاتحاد الموجب لرفع الخشوع و ہما
 صفت القلوب استغنی من تکلف اظہار ما فیہما و الحاصل ان القیام و ترکہ بحسبہ لافراد و
 الاحوال و الاشخاص انہی اور رد المحتار میں شکل الآثار عامہ ہادی سے منقول ہے کہ قیام بکر و نہیں ہے
 مکروہ محبت قیام اس کے واسطے قیام اس کے لئے کیا جاتا ہے اور بن و بن سے منقول ہے کہ کبار و زائد میں سے
 قیام مستحب ہونا چاہئے اس لئے کہ اس کے ترکہ سے کینہ بغض خلوت پیدا ہوتی ہے خصوصاً جبکہ عادت اس قیام پر ہو
 اور قیام مذموم منی عنہ اس شخص کے حق میں ہے جو اپنے روبرو کھڑا رہنا جلوس تک دوست رکھتا ہو اور غیاب
 وغیرہ میں سطح حکیم ابی القاسم سے منقول ہے کہ غنی کیواسطے قیام کر سکتے اور فقیر کیواسطے اور فقیر
 و طلبہ کیواسطے نہیں کرتے ظاہر حال سے سوال کی گئی تو جواب دیا کہ غنی ہی تعظیف کی توقع کرتے ہیں
 ترک سے ضرورت تکلیف پارتے ہیں اور فقیر و طلبہ فقط طرح جواب سلام و کلام ہوتا ہے و فی شکل الآثار القیام لغیرہ
 لیس بکر و بصینہ انما لکروہ بحبہ القیام لمن یتقام لہما من لا یتقام لہ لایکروہ قال ابن حبیب
 اقول فی عمر بن یحیی ان یستحب ذلک ای القیام لما یورث ترکہ من الخلو و البغضاء و العدل و لا
 سیمنا اذا کان فی مکان اعتد فیہ القیام و ما و من التوصل علیہ فی حق من یحب القیام بین
 یدیکما یفعل ما الترتک و الاعام او قلت یزید ما فی العنایتہ و غیرہا عن الشیخ الحکیم ابی القاسم
 الخاندخل علیہ غنی یقوم لہ و یعظمہ و لا یقوم للفقراء و غنیۃ العلم فقیل لہ فی ذلک فقال لغنی

یجمع التعلیم فلو کرے تنصیر والفقراء والطلبة أما یطعمون جواب السلام والکلام معہم
 فی العلم وتمام ذلک فی رسالتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیخ عبدالحی محدث دہلوی ترجمہ شکوۃ من فرما بہ
 وہم بنی از فی السند نقل کردہ کہ جامع کردہ اند جاہلہ وایان حدیث بہذا کہ ام اہل فضل از علم صلاح یا شرف بقیام
 جمی السند ہی الامین خودی رحمتہ اللہ علیہ کہ این قیام مہربان فضل و وقت قدم آوردن ایشان سبب است حاجت
 درین باب و درود یافتہ و در ہی از ان میرجاپور سے صحیح شدہ و در مطالب المؤمنین از فقہیہ فقہ کردہ کہ مکروہ نیست قیام عاکم
 از برای کسیکہ و آمدہ است بروی بہت تعظیم و قیام مکروہ بعینہ نیست بلکہ مکروہ محبت قیام است اگر کسیکہ قیام
 کردہ نہ است برای وسے و اگر وی محبت قیام نہ کرد و قیام برای وسے مکروہ نہ و قاضی عیاض مالکی گفتہ کہ قیام
 مہربانی عندہ یقینی است کہ نشستہ باشد و ایستادہ باشند پیش وی مردم ہا نشستن و ہی چنانچہ حدیث باب
 و در قیام تعظیم برائے اہل دنیان محبت دنیائی ایشان و عید شہید را در شدہ مکروہ است و رغبت داشتہ فی
 ان عبارات نقباء و محدثین و محققین خبریں سے جواز استحباب قیام واسطے فکرے ثابت ہوا و قیام مہربانی حدیث
 نزدیک وی کہ جسکے واسطے قیام کیا جاوے وہ دوست رکھتا ہو و سے کہ دوستکے روبرو اوگ کہلے رہیں اور جسکے
 پیشی رہنے تک و حدیث جو گنگوہی نے نقل کی اوسکے سبب معنی علم و محققین فقہاء و محدثین نے قرار دی ہن او مہربانی
 قیام کو اوسہی مہربانہ جانا ہ گنگوہی دست بستہ قیام کرنے کے ہم جواز کیا واسطے ان حدیث کو پیش کرتا
 قیام بستہ بستمہ بمشروع و مغرب کے تحقق کیواسطے یہ لازم نہیں کہ جلوس جالس تک ہو و سے اور قیام کردہ
 شدہ کی محبت ہی ہو و سے اور واسطے دنیا دار کی محبت و دنیا کے ہو و سے جو ممنوعات ہن ایس حدیث
 ثابت ہو و قیام دستہ بمشروع مین لازم نہیں اور قیام دستہ بستمہ بمشروع مین اوسکے نفی حدیث مذکور سے
 ثابت نہیں گنگوہی ایسے ہی بے محل عادت و اقوال علمائے پیش کردتا ہوا و بلا علی قاری کا قول جو شہرہ
 عین العلم سے نقل کیا بد تعظیم نقل کی ہو سکتی ہی وی معنی مین کر یا جلوس جالس قیام کیا جاوے اور اوکی
 محبت و دنیا کے سبب کیا جاوے تاکہ تمام علماء کے موافق قول ملا علی قاری ہو جاوے اور امام تودہی نے
 علامون و تابعین کے کہے ہو بغیر الونکی کہے ہو نیکی ممنوعیت کو مقید ساتھ غیر حاجت کے اس سے واضح
 کچھ حاجت و مصلحت ہو و سے تو جلوس جالس تک ہی کہو اور دستہ بستمہ جواز سے فقہاء حنفیہ ہی اسکے قائل ہن
 چنانچہ ابوہن قاضی کا بڑا رہنا قاضی کے دور و واسطے تحقق نیست کے دستہ بستمہ مین اور فرما مین کہ قاضی حکم کے
 واسطے مہربانی تو ایک شخص واسطے مین کرنے کو گوئی تقد مے طرف قاضی اگر ارے اور سختہ صہین و برون
 قاضی کے کہ اگر سے اور خصوصیت کیواسطے قیام محلات مین ہے واسطے حاجت کہے ہن عمر نہ وقت سفر کے

ایک شخص بدوہ ہوا ہے اور فرما رہا ہے کہ شکر کو ساتھ شکر کے دفع کیا جاتا ہے الغرض لوگوں کی حالات و ادواب
 مختلف ہیں اور ان زمانوں میں امور و مضامین پیدا ہونے کے موافق مقتضی حال و فکر چاہئے اور ارادہ ایسے امور سے جو کامیاب
 نہ ہوتے ہوں چھوڑ کر کسی طرح سے جو کامیاب ہو سکے قال فی فتح القدر و یقف اعوان القاضی بین یدوں لیکن
 اہیب الی ان قال قیل لیستی ان یقوم بین ید یدہ اذا جلس للحکم لعل ینفع الناس من التقدم الیہ
 مدد سوط یقال الجلواد صاحب المجلس یقیم الخصور بین ید ید علی البدل والشہود و قریب
 من القاضی و اعلم ان القیام بین ید ید القاضی للصورۃ یندریکون معروف قابل ان یجلسہم علی ما ذکرنا فہذا
 ایضاً من المحدثات بقیہ من الحاجۃ الیہ و من ابن عمرو رحمہ اللہ کان اذا سافر استحب رجلاً سیئ
 الادب فقیل لہ فی ذلک فقال اما علمت ان الشر بالشر یدفع و المقصود ان الناس یتخلفوا الی
 حوالہ الادب و قد حدث فی ہذا الاثر ان امور و سفہا فیہل بمقتضی الحال بولہ الخیر لا شتمہ الغرض
 المودعی الی لا عجیب اتفق وقال الامام العینی فی شروح الہدایۃ و یقف اعوان القاضی بین ید ید
 لیکون اہیب فی اعین الناظرین فقہ و کتاب فقہانہ رد المحتار میں بھی موجود ہے قیام آخرت
 صلہ کے واسطے کرنا انگور کی جائز جانتا ہے چنانچہ اس کے اقوال پر اس سے خارج ہے شروع و دست بستہ کہ
 ساتھ کلمہ کر کے اسکو عبادت بنانا بدلیل شکر کے چاہیہ واضح ہے کہ اگر شروع بدون حب و کثرت نہ ہو تاہن
 یا سادق و طراز عبادت کا ہو اور دست بستہ بھی ایسا ہی ہوتا تو اس کے انضمام سے قیام کو عبادت کہہ جاتا
 اور جب معلوم ہو گیا کہ شروع واسطے آنحضرت صلعم کے وقت ذکر اسم مبارک و دست و حالات کبر سلمان
 کو کرنا لازم ہو تو یہ عبادت بغیر اہد نہیں ہے اور خیر انما ہے کہ بعد ماندہ کے کبر میں نظم معلوم کر کے غازیہ
 بھی ماتہ ماندہ ہنیکا جواز علامت ثابت کر تو میں اور یہ بھی عبادت بغیر اہد نہیں ہوا پس ان دونوں کے معنی شروع و دست
 بستہ کے انضمام سے قیام عبادت ہوا پس عبادت کہنا اسکا باطل ہوا اور جو قیام کے منع ہو نیکی واسطے لنگری
 پوش کیا اس سے قیام ہو اور نہیں ہوا فقط ایک قسم خاص قیام کی ہے جو بیان صادق نہیں ہے ممنوع
 بلکہ وقت حاجت و محصل کے خصوصاً اس زمانہ میں جلوس جس کی بھی قیام کا جواز عبادت علماء سے
 معلوم نہیں قیام میلاد و شریف کے محفل کا حرام و مکروہ ہونا شکر جو نہ کسی دلیل قابل قبول سے وہ کسی
 معنی کے قبول سے ثابت ہوا ہی جو مولف النوار کی تقریر کے موافق صحیح دینا و تعظیم آنحضرت صلعم سبب بنا ہر
 شخصان علماء و فضلاء بلاد اسلام کے ستمیں را مولف انوار نے کہا تھا کہ قیام دست بستہ شرک ہوا تو علماء وقت
 آنحضرت صلعم کو کچھ نہ کہہ کر اس پر عبارت جذب القلوب نقل کے در وقت سلام آنحضرت صلعم خوف و رجا بنات عظمت

سناظرہ کی اپنی ہانگ اڑادی ہے یہ جو گنگوہی سے کہا ہے کہ زیارت کا مسئلہ مختلف ہے بعض مختلف ہو سکے تو قیام دست
 بستہ کیواسطے عبادت کا لزوم وغیرہ کیواسطے قیام دست بستہ کرنے کے شرک کا ثبوت اہل خلاف نہیں فرماتے ہیں یہ
 مختلف ہو سکے مولف ان کو کیا نقصان اور گنگوہی کو کیا فائدہ ہوا اور مسئلہ کے خلاف جو یہ کہ دوسرے درجہ میں یہ نقل
 یہ عبارت نقل کی ہے ہل یضع یمنہ علی شمالہ ام لا یضعہ خلاف تہمتی قال الکر صافی یصح وقال غیور
 اور سال لیلۃ لا یضرب باللسان تہمتی یہ عبارت گنگوہی سے برابرین کے صفحہ ۲۱۲ میں نقل کا گنگوہی کی خیانت کرنا عبادت
 کتب اور یہ معلوم ہو چکا ہے اور کہ ب درجہ میں اس وقت موجود نہیں ہے معلوم نہیں گنگوہی سے اس عبارت میں یہی
 خیانت یا مخالف عادت کے پوری ہے زیارت و کمی کے نقل گروہی اس کے دیگر کر کے کتب میں کہ لفظ انتہی
 عبارت کے موجود ہے اس کے واضح کہ لفظ انتہی سے قبل کی عبارت کسی دوسرے کے مولف درجہ میں نے نقل کی ہے اور
 اوس میں لفظ قطبہ خلاف واقع لفظ انتہی کے مولف درجہ میں اس خلاف کو بیان کرتے ہیں کہ کرمانی نے فرما دیا کہ کتب
 پر لکھا صحیح کہا ہے وغیرہ کرمانی سے ارسال لیکن تاہم جوڑ رہا کرمانی کہا ہے تاکہ مشابہ تازی کی جو ہے اس بیان
 خلاف سے جو مولف درجہ میں نے بیان کیا ہے واضح ہے کہ خلاف کو لیت میں ہے اور کرمانی نے ما تہ نہ با تہ نہ
 اولی کہا ہے جس کے ثبات کے مخالفین ما تہ نہ با تہ نہ اولی نہیں جاتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ کرمانی نے اس سے عدم جواز
 محبت نہیں ہوتا جو کرمانی کے نفی مشہور جواز اولی کے ہے پس خلاف جواز میں نہیں ہے اولی وغیرہ کرمانی میں
 ما تہ نہ با تہ نہ جاز دونوں فریق کے نزدیک ہے اور ملا علی قاری کا قول شرح عین العلم سے صفحہ ۲۰ گنگوہی نے یہ
 نقل کیا ہے فک لا یجوز ان یسجد لاحد لاحد لا یجوز ان یکلم وکذا لقیام علی ہاتھ الموقوف علیہ اصل
 الحدیث من مسندہ ان تمثیل لہ لرجال فلیتوا مقعد فی النار انتہی بعد فیض نقل بلا تغیر صرف کہ وہاں
 اس کا ہی ظاہر ہے کہ جب ملا علی قاری نے قیام دست بستہ کو زیارت کیواسطے احصا کر لیا ہے جیسا کہ خود گنگوہی
 اقرار کر چکا ہے تو شرح عین العلم میں ان کا یہ قول ہے اس سے مراد کسی محل خاص کا قیام ہے کہ وہ قیام کسی محل
 جلوس تک فقط واسطے شمت و عجب کے ہو سکے جس طرح سنکین کیواسطے غلام و تابعین ایک کمرے میں اور جس
 اسبق استعمال حدیث سے جو ملا علی قاری نے کیا ہے اور اس حدیث تمام علماء محققین معتبرین بھی قیام مذکور ہے
 میں جو ہم نے ذکر کیا ہے نہ نچ عبارت مجمع البحار و مجمع المحدث و دعویٰ سے مہنوم ہے پس ملا علی قاری
 قیام زیارت و قیام میلاد کو حرام نہیں کہہ رہے ہیں گنگوہی اپنی خوش فہمی سے ان کی نقل سے یہ خیال پر اختلاف
 کر کے ملا علی قاری کا اسمین کیا قصور ہے جب گنگوہی اردو عبارت سلیس مولف انور کا مطلب نہیں سمجھتا ہے
 تو شرح عین العلم کی عبارت کا مطلب کس طرح سمجھ سکتا ہے پس جب قیام دست بستہ زیارت آنحضرت

صدم کا عدم جو از کسی معتبر کے قول سے ثابت نہوا فقط اوستیت میں خلاف ہوا تباع نظر اس کے بموجب استدل
علیٰ وصرحتاً دیگر بلاویں ہے وہی اولیٰ نہ غیر اسکا تو قیام دست بستم بختوش و خضوت کا عبادت وغیر میں پایا
چنانکہ شکر نہ ہونا منقوض ہو گیا مفسود اس عمل مولف افواجی تھا وہ برقرار رہا اور گنگوی نے جو کہ
بیضم سے کہا تھا ہر روز اور گنگوی جو قیام زیارت قبر آنحضرت صلوات اللہ علیہ کے جواز و سلطان شکر ہونے پر جواز
لذا راہی کہ استقبال قبلہ یاں بنین ہوتا ہے اور حیوة النبی موجود ہیں تو ہی مولف افواج کو مفسد نہیں ہے کہ گنگوی
خلاف قیام دست بستم بختوش کو جو حدیث گروہ سے کیا ہوا ہے اور اسکا عبادت لغیر اللہ ہو چکا اور شکر ہونے پر
جیسا کہ گنگوی کہنا چلا تھا یہ سفر میں کرنا جو یہ بیان حاصل ہے کیونکہ قیام دست بستم بیان موجود ہے اور جرات
لغیر اللہ شکر کہ نہیں ہے اور گنگوی نے فقط اس قدر کہ شکر کہ تھا وہ باطل ہو گیا اور اسوجہ سے جو قیام دست بستم
زیارت قبر آنحضرت صلوات اللہ علیہ کے مجوزین کے نزدیک جائز نہ ہو سکی نہ وہی نے ان کے خلاف فی ہذا کتاب سے اسوجہ اسباب کے
مجوزین کے نزدیک جائز نہ ہو سکا تو گنگوی نے مجوزین سے ثابت ہے کیونکہ نہیں جائز کہ عدم استقبال قبلہ و وجود حیوة النبی
ان کے نزدیک وجہ جواز ہے نہ کو نہ ہو سے فقط اوپ وجہ ہو ہے یہی وجہ اوک سے سبب قیام میلاد کو ملانے
اس حیثیت سے کہ چاہے اور کسی نے عدم استقبال قبلہ کو شکر نہیں کیا ہو گنگوی اگر سبب کے استقبال
و استدلال قبلہ موجود کی حیوة النبی و عدم موجودگی وجہ جواز عدم استقبال دست بستم سے تو علم تحقیق کہ
تقریرات اس بارہ میں دیکھا ہے وہ گنگوی کی ہدایت کو نہ تسلیم کرتا نہ وہ بلا دلیل شیعہ و عقلی یہ وجہ جواز دیکھ
جو ایک طرح کو ہی عاف مانیک اور فرق بیضم سے جو باطل ہے یا یہ کوئی دلیل شیعہ نہیں ہے کیونکہ فرق یہ مسلم ہوا
اور یہ جو کہا کہ خلاف قیاس ہے کیونکہ حیوة جہاد شکر گنگوی نے آنحضرت صلوات اللہ علیہ کے ہاتھ جاز ہے
خلاف قیاس کہنا اور غارت جہاد شکر گنگوی نے وجہ سے ام واجب کے نزدیک غارت ہونا اور غارت
نا جائز ہونا سراسر جہالت مسائل فقہ سے ہے قیام زیارت کو خلاف قیاس جائز گنگوی کہتے ہیں جو جواز اسکا
ظاہر ہے کہ کسی نص مرتکب قرآن و حدیث و اجماع مجتہدین سلف سے تو ثابت ہوا ہی نہیں ہے نہ ان مفسدان
صریح و علما سے ثابت ہے جس پر ہی وجہ قیام میلاد شریف میں موجود ہے یہ معنی خلاف قیاس ہیں تو خلاف قیاس
صحیح ایسے سے خلاف قیاس سے قیام میلاد کا ہی ثبوت پر فرق کرنا گنگوی باطل ہے قیام میلاد کے اجازت کو مست
کرنا تھا وہی شکل فی اس کے لکن ماخذ غارت کے خلاف قیاس ہوا کیونکہ غارت جہاد فریق کفار سے قرآن شریف
و اجماع مفسرین کے ہوا سکا یہ فریق لو کسی آیت قرآن و صل علیہم ان حلو تک سکون لہم سے ثابت ہے
چنانچہ فریق القدر میں موجود اور احادیث اس بارہ میں ہے شمار وار ہیں اور اجماع میں ہونا واضح ہے مگر اس

کا فرض نہیں ثبوت اس کا فرض غیر معقول سے ہے اور عقلی اور عقلی کا مقتضی نہیں ہے و قیام دست بستہ کے جواز کو عقل
 و عقل مقتضی ہے اسبی واسطے علامتے ناز میں حالت قیام میں دست زیر ناف بستن کو اس سے ثابت کیا کہ اگر شا
 ہوں کے ساتھی قیام دست بستہ زیر ناف کرے ہو تو قرین واسطے قیام کے یہاں ناز میں ہی جو عمل اختیار ہے اس سے
 چاہے جس قیام قیام قائم نہ بناو واسطے ادب و تعلیم کے ہوا یہ امر معقول ہے بسط طرح زیادت کو قیام میں ادب و تعلیم کو
 جانتی ہے قیام میلاد میں اسکو مقتضی ہے پس خلاف قیاس باین معنی نہیں ہے ان اس کے اعتبار سے اگر
 گنگوی خلاف قیاس بناوے استحسان سے ثبوت ہوا ہے اور یہ امر عقلی و قیاس اور کے فہم ناقص میں آتا ہے
 تو حکم حضرت نہیں ہے لکن گنگوی کا عقیدہ نہیں بلکہ حکم عقیدہ ہے کہ اس کے خلاف قیاس کے اعتبار سے قیام میلاد کی
 ثابت جرت ب حال گنگوی کا معلوم کرنا چاہئے کہ امام صاحب کے نزدیک ناز جنازہ غائبانہ اور نہ کرنا کاعدم جواز بنا کر
 گنگوی کے مسائل فقہیہ کسی سے سنی ہی ہوتا تو ایسا وہی تباہی نہ کہتا بدیہ میں موجود ہے واسطے عدم جواز نہ کرنا ناز
 جنازہ کی فرض اول ناز کے ساتھ ادب و ادب اور فضل ناز جنازہ کے مشروع نہیں ہے واسطے کہ آنحضرت صاحب
 کی قبر بالکل بطور فضل ناز گزارنا یہ چیز کہ ہے تمام اہل اسلام نے نہ کرنا جائز و مشروع ہوتی تو کیوں چھوڑ دیتے
 لازم القرض بناوی بالاول والثقل بما غیث شریع و هذا انما انما من غلو کون تفہم انصلو علی قیام
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ہوا لہم و کما اوضح اتمی اور غائبانہ اس واسطے جائز نہیں بلکہ مشروع و محبت ناز
 جنازہ میں ہے یہی ایک مشروع ہے کہ محبت کے روبرو ناز کی ہر وہ چیز جو خیر الفیہ میں ہے و شریعت صحت
 اسلام الحیات و جہاں یہ مکتوب وضع امام المصلی علیہ السلام القید لا یجوز علی غائب و لاحاضر محمول آتمی اور
 شتا بشرک ہونا علت عدم جواز نہ کرنا و غائبانہ کو کسی نے نہیں قرار دیا اور کسی امام سے یہ نقل نہیں کیا کہ نہ کرنا
 شرک علت عدم جواز نہ کرنا و غائبانہ کہ یہ سراسر سخن سازی گنگوی کی ہے جو یہ وجہ قرار دیتا ہے کتب فقہ بڑی غلط
 یا محبت کسی عالم فقیہ کی ہوتی تو ایسے مضرات سے امن اسکو ہوتی یا نہ کرنا جہاں ہے یہ جو کہ گنگوی سے کہ
 اجازت ہوگی تو اب امام صاحب غائبانہ صلوات جنازہ کو جائز نہیں کہہ رہے ہیں اور نہ کرنا کو کون قرین تو وجہ معنی کلام
 ہر جس کو مضامین کہ اجازت سبب جائز نہ کہہ کر منس کا ہر غیر غائبانہ و غیر نہ کرنا کہ ہماری اجازت غائبانہ نہ کرنا جائز نہ کرنا
 کہ مقتضی ہے یہاں اس طرح کہنا کہ اجازت ہونے غائبانہ و نہ کرنا کہ موجب جائز نہ کہہ کر منس کا ہر قدرت ہوتا یہ قول
 گنگوی کر یہ فہم کہ ان ہے گنگوی کو صولف انوار ساطعہ سے قیام دست بستہ زیادت قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ
 و آتہ وسلم و شافعیہ کے جواز کذب جذب القلوب و فتاوی عالمگیری سے ثابت ہے کہ کہتا ہوں کہ اس قیام دست بستہ
 و احتمال میں ایک کہ علمائے اسکو واسطے جائز نہ کرنا کہ قیام دست بستہ محمول نہیں ہے بلکہ مخصوص فی ضلالتی ہے

نہیں جس کا شاہ عبدالعزیز فرم سے منقول ہوا پس آنحضرت مسلم کے واسطے قیام کر نہیں مضائقہ نہیں ہے
 اور دوسرے احتمال یہ کہ شاید یہ بھی ہوں آنحضرت تعظیم کے واسطے ایسا قیام کرنا غیر اہم کے تعظیم نہیں ہوا اور
 اس پر مولف انوار سے آیات من یطیع اللہ فقد اطاع اللہ ان الذین یبايعونک انما یبايعون اللہ وترجمہ
 شاہ عبدالقادر صاحب عبارات تفسیر روح البیان لفقہر کے کہا کہ یہ قیام دست بستہ عبادت ہو ایسا مذہب
 علی و فقہا کے ہے تو محفل مولد قیام شرک و کفر ہرگز نہ ہوا اس پر گنگوہی کا ہدیان ج ۲ صفحہ ۲۰۲ میں ہے
 احتمال نہیں مولف کی خطا و غلطی کا یقین ہے یہ اختلاف قیاس ہے کہ ہوند مطہرہ پر سلام کرنا عین منقول ہوا ہے
 وہ علی قاری کی کہ بیان جائزہ کثیرین وہی اوسکو اور مواقع میں حرام نکتہ عین صلوۃ جنازہ میں مردہ کو تسکے
 کہ کھڑا نہ ہو نہ دست پر حال اگر دوسرے جگہ درست نہیں نو لا نور میں کہتا ہے و کذا لک صلوۃ الجنائز
 فی نفسہا بل شتمہا بمتہا بعبادۃ الامصاص قول و بامدہ التوفیق مولف انوار کے خطا فہم کا یقین تانا ہے
 یہ گنگوہی مولف انور خطا فہم کا یقین ہو گیا وہ ہم ہی کسی شخص کو نبو کا گنگوہی کی جیل مرکب کا یقین عالمین کو
 ایسے وہی تباہی اقوال گنگوہی سے ہی خلاف قیاس ہونا جو ہوا ہے وہ قیاس کسی شخص غیر منقول سے تو
 ثابت ہی نہیں ہے اقوال علماء سے ہی اوسکا ثبوت ہوتا ہے اور کسی نے اس سے کہ میں کوئی نص قرآنی و حدیث
 نبوی و اجماع مجتہدین سلف ہی نہیں نقل کیا ہے پھر اسکو خلاف قیاس نہ لانا کہ سکی کوئی علت و وجہ نہ ملے
 اور احتمال کسی علت و وجہ کا نہ ہو کہ سراسر جہالت ہے اور نہ فاسد علی القاسد ہے بچہ ہی جانتا
 کہ اگر اس طرح قیام واسطے ادب کے ہونا ہمیشہ میں اسلئے نادرست بسنن زیر ناف قیام ہی شاہد ہے علی
 کا ثابت کرنا اور یہ گندہ ہے خلاف قیاس لفظ گنگوہی نے سنلایا ہے معنی سے وقوف اوسکو نہیں ہے پھر علیہ السلام
 صحرا کہ کہ کو ذکر کرنا ہی ملا علی قاری نے قیام دست بستہ کو آنحضرت مسلم کے کہیں حرام نہیں کہا یہ خطا ہی
 سخت گنگوہی کی ہے اور جب کہ گناہ وہ دوسرے جہزے اور طمان محبت قیام اور اہل دنیا کے واسطے بغیر حاجت
 حفظ عیب کے واسطے ہوئے مراد ملا علی قاری کی جیسا کہ اسکی تصریح اوپر دوسرے علماء کے اقوال سے گزرجی
 حتی الامکان تطابق کلام علماء میں اسب ہے اس مراد میں تطابق ہے پس باوجودیکہ یہ ممکن ہے بعض اہل علم کے کہنا
 داب محصلین کے خلاف ہے اور صلوۃ جنازہ پر قیاس کرنا قیام کو سراسر نادانی ہے کوئی وصف جامع قیام صلوۃ
 جنازہ میں موجود نہیں ہے جس کے سبب قیاس جائز ہو قیام کا صلوۃ جنازہ پر تو اس کے گنگوہی عدم ہو کر
 وہ عدم جواز ثابت نادر منانہ نام صاحب کے نزدیک سبب ثابت شرک کہ بیان کر چکا ہے اسکا سنی ہی قیام
 نو لا نور میں نے غم کیا ہے یہی سراسر نادانی ہے کیونکہ عبارت نو لا نور میں نادر جنازہ کو جو مشابہ عبادت

اصنام کہا تو اس سبب سے کہ ہر کمیت حاضر ہوتی ہے ورنہ غازیون کے کہ وہ مانند پتھر کے ہے جیسا پتھری
 حرمہ حاشیہ فرماتا ہے کہ قولہ مشابہۃ الخ حضور المیت الذی ہوا کالجورین بدی المصلین انتہی
 پس اگر غازیانہ عدم جواز غازیانہ کی ہے و مشابہت عبادت اصنام کی ہوتی تو وہ جو عدم جواز کو مقتضی
 نہیں ہے کیونکہ غازیانہ کی حالت میں مشابہت عبادت اصنام مفتوحہ ہے بسبب عدم ضرورت کے کہ وہ مانند پتھر
 کے ہے پس چاہی تبارک جائز ہو جاتے و حالانکہ جائز نہیں ہے اگر گنگوی کے جاری غرض یہی کہ قیاس تو جانتا ہے کہ
 جائز ہو جائے بسبب فقدان وجہ مشابہت عبادت اصنام کی کہ وہ عبادت شریکہ ہیں بد خلاف قیاس کے اس واسطے
 جائز نہیں ہے اور وجہ مشابہت اصنام کے قیاس چاہتا ہے کہ جائز نہ ہو بلکہ خلاف قیاس کے بسبب جازت شائع کے جائز
 ہو تو وجہ یہ کہ توفیق اللہ علیہ ہے کہ لکن الوجہ فاجزائہ قیاس نہیں ہے بایں معنی کہ کوئی وجہ جواز کے قیاس میں آوے بلکہ
 فقہاء جوازہ جہاد فہر قرائن چنانچہ گنگوی کی عبادت منقولہ از انوار کے متصل ہے تو انوار میں وجہ جواز نہیں
 ہوئے کے موجود ہے کہ نہ جوازہ اس وجہ سے حسن برکتہ کہ اس میں قضایا حق مسلم کیا جاتا ہے چنانچہ یہ ہے و انما خلقت
 لاجل قضاء حق المسلم و هو عصل عجز و صلوة الجناۃ لا یفعل بعدھا انتہی پس جب وجہ جواز
 فقہاء فرماتے اور وجہ معتدل ہے پس خلاف قیاس نہ ہوتی پس خلاف ہر ایک وجہ عدم و عدم جواز نہ ہوا بلکہ ٹکرا کر
 شریعت و دلیل شرع سے ثابت نہیں ہے اور نماز روزہ کے امور مثلاً حضور و محمد و دین برون توقیف کے ثابت
 نہیں ہوتی ان میں سے نہ ٹکرا جائز نہیں ہے درنا بندانہ واسطے فقہاء حق میت مسلمان کے ہے وہ ایک بار سے اور
 ہر ایک بار شریعت کے کیا ہے الغرض عبادت غیر الا انوار کا بیان نقل کرنا اور اس حوالہ دینا کی وجہ سے راست و مقیم
 نہیں ہے گنگوی سے کسی کے عبادت منسلکی ہوگی بلکہ موقع دینے محل ایسی جگہ و منلو گہ یا اس سے کچھ بحث کہ
 مناسب ہے یا نہیں الغرض گنگوی سے قیام نہت بستہ کے عبادت ہونیکا اور غیر اس کے واسطے کیا جاوے
 تو اس قیام کے شرک ہونیکا اور ادا کیا تباہ مولف انوار کے تقریر و دل پذیر سے باطل اور گنگوی نے بہت کچھ
 اعتراض اور قیام میلاد کا عدم جواز ثابت کرنا چاہا کچھ ہو سکا اور سے دلیل شرعی قابل قبول سے عدم جواز
 ثابت کر سکا اور مولف انوار سے مباح ہونا اور مقصد تعظیم جو لگا کیا جاتا ہے اور تعادل و اتحسان علماء بلاد اسلام
 کا اس قیام پر واقع سے تحب و تحسن جو ثابت کر دیا اقوال علماء بھی اس کے استحسان کے بارہ میں نقل کر دی
 اور شکوہ شک و شبہ کو کسی اور ثبوت یا جو کہ مولف کے اقوال روح شن دل نور کے آفتاب پر خاک ڈالنا
 اس گنگوی سے چاہتا ہے کسی خاک اس کے منہ میں ڈرنا ہمارے اقوال سے واضح ہو گیا وہ آفتاب و لباسی
 شعاع زہرا و قوی البطلان کو فیفسان رہا اگرچہ شہر عثمان مانند گنگوی اس سے محروم رہیں تو زمین

آفتاب کا سر میں گناہ ہو اور کئی بصارت کا نقصان و قصور ہے اگر ہمیں برادر شریف حسین بن حنیفہ آفتاب راہ گناہ
حمقاء و نابینا برت سیرت شامی جرت عادت کثیر من الحیین اذا سمعوا ذکر رضعه صلی اللہ علیہ وسلم
ان یقوموا تعظیماً المعصی اللہ علیہ وسلم و هذا لایقام بدعتاً الا اصل لہا سے قیام میلاد شریف کا کثرت
سید ہونا ثابت کر فرمیں اور کئی جواب میں مولف انویسے کہ کیا یہ قیام سبب عدم وجود زمانہ اسخفتہ مسلم و غیر مسلم
برائی کی بدعت ہو یا مسلم ہے لیکن یہ ضلالت کو مستلزم نہیں ہے مجتہدین و محدثین کے نزدیک بدعت مستند و مقبول
بدعت حسنہ کے ذہب پر اتفاق ہے اور اصل مولد ایسے ہی بدعت حسنہ ہے سیرت ملیہ جن کے قول قال ابن حجر
التمیمی الحاصل ان المدینۃ الحسنۃ متفق علیہا و عمل المولد و الاجتماع الناس کذلک اعی بدعتاً
حسنۃ انتہی و ابن حجر ہی قائل من تمام مروج میں اور کئی مولد کیسے کہ عبارت عثمان بن مسعود بھی شامی نے
انقل کی ہے اس فصل سے اسیام قیام بدعت حسنہ ہوا بال اتفاق اسلئے کہ اشارہ فرمادے کہ مذکورہ کافر و منافق عین بدعت
کی ہے جس طرح بدعت حسنہ کے طرف ہے پس سیرت سے جو بدعت سید ثابت کر فرمیں اس قاطع ہوا اور لفظ لا اصل لہا سے
ثابت بدعت سید کر فرمیں تو اس کا جواب یہ ہو کہ لا اصل لہا کو بدعت سید مراد ہونا لازم نہیں ہے جمع النہی ہوں
سو لکھنے کی نفی درود پر ہونا لا اصل لہا کو کفر کہا ہو کہ وجود اس کے مکروہ نہیں اما الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم عند ذلک و نحوہ ملا اصل لہا دفع ذلک فلا کی جہت ہی ذلک عند الخ و مراد ہی شامی
اربعین کے مسئلہ مبارک دم میں فرمیں کہ نوشتہ کو بطریق سلامی کہہ دینا اور دل میں کو منہ و کہانی و دنیا شریعت
میں انگلی اصل ثابت نہیں مگر یہ صحیح ہے جواب و شریعت محمدی اصل میں چرچا یافتہ غیثہ و مکرر بر حال ابن حجر
کہ دون سلامی و روحانی است صحیح باشد نہ ہی این عبارت سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کے بدعت ہونے و اصل بنیاد
جاف سے حرمت و کراہت نہیں لازم آتی پس قول سیرت شامی لا اصل لہا سے قیام بدعت سید ضلالت ہونا اس تقریر کے
مولف انوار سے دلیل باغین تو اگر چند فرقین میں نہ ذکر کئے کہ سیرت شامی کے عبارت سے بدعت حسنہ مراد ہوا
قرینہ یہ کہ لفظ جرت عادت کثیر سے قیام پر اجزاء عادت واضح ہے اور یہ ایک جہت شریعت شریعہ میں سے ہی الاحرام
ہوایہ میں ہے و بذلک جو متا لعادة القاشیہ وہی من احدی الخ اگر یہ عادت صحابہ و کبار کو نسبت
بڑی محبت ہے اگر عادت من بعد ہم ہے تب ہی محبت ہی بریل مارا المسلمون حسناتہ و عند اللہ حسن
مسلمون سے مراد صحابہ ہی لینا کف فتاوی و شروح ہر ایک اکابرین فقہاء اسے من بعد الہی
اس کے مراد فرمیں اور فقہان فرمیں باجایا علیہ العمل علی المسلمون و بجوی لاعتادہ و هو التواتر کثیر
اور عام قرآنی فرما فرمیں و لکن اذا ثبت فیہ کھن علیہ علم ہی بدعت باساقی ابدال انتہی جو متا لعادة علیہ

بالکرام الداخل بالعلوم و دوسرے قرینہ یہ کہ شامی عادت کثیر کے گہبی اور کثیر کا ایک امر جو باقی سہ سہ شامی
 شایع و منتشر رکھا ہے والا اعتماد علی ما علیہما لکم الکثیر اور حدیث من اقبلوا اسواذا لا اعظم ہے
 بسبق ہی دلیل شریعہ بوی تیسرے قرینہ یہ کہ وہ کثیر نہیں ہیں اور عادت صحیح ثابت ہو کہ کامل الایمان وہی ہیں
 محبین آنحضرت صلی علیہ وسلم کے من لا یؤمن من بعدکم حتیٰ اکون حسب الله من ولده والذوالد والناس لاجلین
 کامل الایمان جماعت کثیر کے عادت جس کے اوپر جاری ہو وہ بدعت ضلالت کیونکر ہو جو نہا قرینہ کے شامی
 اس قیام و وجہ بیان کی کہ تنظیم آنحضرت صلی علیہ وسلم کے کثیر نہیں نہ واسطے سے دوسری فرض کے اور یہ ظاہر ہو کہ تنظیم
 آنحضرت صلی علیہ وسلم کی مطلوب شریعہ ہی ہے پس قیام بالفضل مستحب مستحسن ہو یا بخوان قرینہ یہ کہ منکرین قیام
 عبارت کا طریقہ جو ہے وہ طریقہ شامی کا نہیں ہے منکر قیام عاہلین قیام جہاں و عوم کیونکر تعبیر کر سکتے ہیں اور قیام
 کو میں شیخ نے ذکر وہ کہ نہیں اور عاہلین محبین نہیں کہتے ہیں چنانچہ جو نبوری کی و کثرت کی عبارت و کہہ کر کثرت
 کو کلمات جو تین ہیں تمام قرآن مثبت اس کے من کر قیام مذکور شامی کے نزدیک بدعت حسنه ہے اور سابق بقی
 عبارت شامی سے یہی ہی مضموم ہو کہ اہل اسلام کثیر نہیں تنظیم قیام کیا کر تھے پس شامی کے قول سے قیام
 قیام مضموم ہوئی نہ انظار اور محبین نے یہی ہی قول شامی کے شرح بیان کیا ہے کہ بدعت حسنه ہے فوالدین جلی عبارت
 شامی نظر کر کے لکھتے ہیں لیکن ہے بدعت حسنه لانیس کل بدعت ظہور سے جانیچہ یہ سیرت علی مطہرہ معصومہ
 میں اور علامہ جلی نے دیا جو میں لکھا ہے جس جگہ من کے کوئی عبارت سیرۃ النبی صلی علیہ وسلم کی شروع لفظی
 لایا ہوں اور بیان کی طبیعت لفظی ذکر کیا ہے پس معلوم ہوا کہ سیرۃ النبی صلی علیہ وسلم سے یہ اس طرح لیا جو پیش
 تفسیر پر دو گنا اتفاق ہوا اور یہ شامی ابو نصر عبد الوہاب نے ہی اپنے پر جبکہ کلام کی یہی تفسیر بیان کی ہے وہ
 برعل سہ قاف و غزالیہ میں ہے بطور عثمان کے اسیر سے شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن علی نے لکھا ہے اما القیام لظہ
 باء و ذکر ولادۃ عند قراءۃ المائدۃ و فی تہذیب الامم لا یصلح و لا قراءۃ الامم لا یصلح اور بعضی کہ شریف عبد
 الرحمن سیرج محفل میلان مع القیام کے حق میں فرما تین و علماء العرب و مصر و الشام و انہ قد نس کلام مذکور
 سٹائن زمان السلف علی الان و لہذا یہ ضرور عبارت مولف انوار کا ہو لنگوی کا ہذا بیان اس پر سنو فرما تین
 جب شامی نے اصل لکھا کہ بدعت ضلالت اس کی نزدیک ہوئی اور بدعت ضلالت ہونا اس کا اس رسالہ سے
 یہی محقق ہوا اور توجیہات دیکھو اب یہ مولف کا جواب اثبات قیام میں لکھا گیا پس یہاں عادت و مبلع سے ضلالت
 ہونا ثابت ہو گیا اب تین جہوشی یا کسی عالم کا قول معتبر نہیں اقوال و بادئہ التوفیق اس لنگوی کی عادت تہذیب
 و عوم سے بخلا دلیل کے جو محافل اسفا کسی عاقل کے نہیں ہے مولف تو لفظ لا اصل لکھا ہے لزوم بدعت سیرۃ

انکار کرنا ہے اور اس سے نفی شر تو اہل علم اسے پیش کرتا ہے جو طریقہ جواب کا منطوق میں ہے کہ دلیل شش پر اہل عقل سے
 لزوم ثابت کرنا گنگوہی کو ضرور تھا وہ تو دوسرے ہر نہیں کا مقام دلیل میں وہی دعویٰ ہے بزرگ کر دینا کہ اصل کیا
 برکت ضلالت ثابت ہو گئی یہ بیان نہیں اور عدم توقف علم مناظرہ اسکو نہیں ہے اور تو اور کیا ہے اور تو دینا
 صرف کا گنا جاننا ہے معلوم نہیں توجیبات مواضع سے کہنے توجیبات مراد لیا ہے اگر ہی توجیبات مراد لیا ہے تو اس
 محملین واسطے دفع بدعت سیکنے اور اثبات بدعت حسنہ کے کام شامی میں مواضع خود ذکر گزشتہ میں تو ظاہر ہے کہ اسکا جواب
 اثبات قیام میں اس گنگوہی نے نہیں دیا منصفین خارجہ اثبات قیام دیکھ لیں وہ ان توجیبات کا جواب
 کیا ہے اور اگر دوسرے توجیبات مراد لیا ہے تو اس محملین کو کہنے کیا علاقہ ان توجیبات کا جواب چاہے اور جو کہ اس
 گنگوہی نے اثبات قیام میں ذکر کیا ہے اور اسکا حال منصفین کو خوب معلوم ہو گیا کہ سوائے پیغمبر و علی و اہل بیت کے اور
 کچھ ہی جواب نہ دیا اپنے منہ بیان مشہور ہونا اچھا نہیں ہوتا ہے اور اتفاق و عادیث سے ضلالت کا ثبوت جو ثابت ہے
 یہ ہی کذب صریح و علما و فضلاء و اہل اسلام کا متفق ہونا محض مولد و قیام کو اوپر گذر چکا ہے باوجود مخالفت و
 انکار لاکھوں علما کی اجماع ضلالت پر بتا دینا و غلوئی واضح ہے اور یہ ایک عالم کے انظر اسے اجماع کا محقق ہونا
 بیان کر چکا ہے بیان لاکھوں بلکہ کروڑوں ضلالت کو مستحکم میں اور اجماع ضلالت پر جو ثابت ہے اس کا غبار کیا
 شک کا ہو ایسے مضمرات صریح و محرمات فقیر سے غلوئی کو گناہ کرنا اہل اسلام کا کام نہیں ہے اور ایک حدیث سے
 یہ ضلالت محض قیام کسی دینی کے آجنگ نہ ثابت کی اور یہ گنگوہی معاویہ سے شہرت ضلالت بتا دینا وہ
 معاویہ فقیر نہ ہو گئی وہ معاویہ بخدیہ و اسماعیل ہو گئے اور علامہ میں فقیر و دوسرے عالم کے تو گنگوہی معتبر نہ دیا
 گستاخی سخت ہے ابن حجر و دیگر معتبرین کا قول معتبر نہ ہوے ایسے خیال نہ گنگوہی اور اس کے مقتدوں کا مستحکم
 ہو جاوے کہ اہل اس شہر کے بیان کا اعتبار کر لیا اسکے کہ گنگوہی صاحب فرائض میں صفحہ ۲۸۰ ہوں کہ اس
 وفیم کا قصور ہے ہوش کر کے سنئے کہ جہاں بدعت کے ساتھ اصل ملتا ہوتا ہے وہاں بدعت کے مراد ہوتی ہے اور جو
 بغیر لفظ بدعت کے لا اصل ہو تو نہیں تو وہاں دوسرا احتمال ہی ہو سکتا ہے پس بیان بدعت شامی میں بدعت
 لا اصل لیا گیا ہے پس یہ باطل و اسید ہے **اقول** و بادئہ التوفیق یہ جواب گنگوہی نے کیا دیا وہی غلوئی فقیر
 یہ قاعدہ جو اپنی طرف سے گزرتا کہ بدعت کے لا اصل جہاں ہوتا ہو بدعت سبب مراد ہوتی ہے اس ہی کا توفیق
 شک ہے اسکے لزوم کا انکار کرتا ہے گنگوہی بار بار وہی ہی گنبد کبیر کو پیش کر دینا جو متنازع فیہ کو ہی دلیل قرار دینا
 اتنی فقیر کو وہی دعویٰ وہی دلیل مصادہ ہر ان کو ہی دلیل نقلی اس پیش کرنا اقوال فقہاء و محدثین و ائمہ
 کہ فلاں فرقہ علامہ سے یہ قاعدہ لیا ہے تو قابل قبول جواب تک کسی نے معتبرین میں اسکی تصریح کی ہے جو تو گنگوہی

کا قول اس میں کہ کرنا علیا جاوے معنی ناقصی کرنا کہ مگر تفہیل ہووے کوئی دلیل کوئی شاہد نہ ضرور ہے کہ گنگوی پر اکثر
 اس کا جوہر ہے ورنہ سلطان اسکا واضح ہے گنگوی کے خود ہوش و فہم میں تفہیل ہے اور بولنا پر ہوتا ہے اس کے لئے گنگوی
 صاحب فرماتا ہیں تیس کے عبارت میں بدعت کا لفظ نہیں فرماتا اصل یہ اور قرینہ مابعدہ موجود کہ اصل مراد حدیث و اش
 صریح ہے مطلق اصل کہ کرنا کہنا یہ فلا کر اہتر فی ذلک عندنا فقط قال الخلیجی من ائمتنا الشافعیہ
 ابو داود الصافعی نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بقول انسان حنڈ مجاز ابدیہ لا الہ الا اللہ
 لا الہ الا ہی ایلیا ہی بالذکر اللہ تعالیٰ والا کو اہتر فیہ انتہی پس جبکہ اصل مملوہ سے وقت امر جبکہ علی
 قول سے ثابت کرتا ہے تو قیاس اور قول فقہیہ تو اصل موجود ہے مسریر قیاس ایان کو کیا مگر حدیث و اش نہیں پس
 اصل سے مراد بیان حدیث و اش ہے نہ کہ کوئی دلیل صراحتہ و لا الہ الا اللہ ہی نہیں بلکہ لفظ لا اصل کہ مطلق خبر
 سے خصوصاً صاحب بدعت کا ہی ذکر ہو و ان حضرات ہی مراد ہوتا ہے **اقول** وہاں التوفیق جس طرح عبارت بمع
 الی این مراد اصل ہے حدیث و اش صریح ہے نہ مطلق اصل اس میں صریح عبارت سیرت شامی میں ہی حدیث
 و اش صریح ہے جس طرح وہاں قرینہ مابعدہ میں مراد ہے گنگوی تب ہی اس طرح عبارت شامی میں قرینہ اجزائی عادی
 و قرینہ کثیرہ و قرینہ مجملین و قرینہ تفسیری الفاظ کا جیسے منکرین قیام ذکر کر فرمیں کہ کسا تھ فقط حال
 و علوم میں شامی و کتبہ و معزمہ کے تعبیر کر فرمیں اور قرینہ سیاق و سباق قرینہ ذکر کرنے تفاسیر سنیہ
 سے تہہ برون حسن کے نام قرآن اس پر دلالت کرے مراد میں ہے کہ کسی صراحتہ و لا الہ الا اللہ و اشارہ و غیرہ
 یہ اصل اسکی بات نہیں اور صریح قول فقہیہ علی کو اصل بنانا یہ گنگوی اس طرح بیان تمام قیام مباد میں قول
 غلط صریح و ان خبر و سیرت شامی و لا صاحب سیرت و غیرہ علی کو اصل جانتا چاہئے و قرینہ است برائی جمالت
 و حاجت ہے کہ ایک جمع غیر کا قول تو اصل نہ مانا جاوے اور فقط ایک فقہیہ کا قول جو علی اصل قرار دیا جاوے پس اس
 فقرہ گنگوی سے تو ہمارے ہی ثابت ہوا کہ گنگوی کا یہ طریق بخوبی صحیح میں جاری ہے اور بدعت سید مراد ہونا عادی
 شامی و بریلوس فقرہ گنگوی کے رفع گنگوی سے فقہ میں کہ فقرہ کس کو حق بات ایسی ہی ہوتی کہ مخالفین کے فقرہ کے
 ثابت ہو جاتی ہے و ان کے مستند خدا تعالیٰ اہل حق کو پائے کہ ان کے ادب کی وجہ سے جو حجتیں و حدیثیں مابعدہ الی الہ
 کتب اور کیا ثابت ہو گیا اور یہ قول جاری ہے ہی موافق ہے لفظ لا اصل کہ مطلق قرآن میں خصوصاً صاحب بدعت
 ہی ذکر ہو و ان حضرات مراد ہوتی کہ چونکہ عبارت شامی لفظ لا اصل کہ مطلق قرآن سے نہیں ہے چنانچہ قرآن
 ذکر ایسی موجود ہے حضرات موقوف اس پر کرتے کہ گنگوی کے قرآن سے مطلق ہووے اس سے ظاہر ہے کہ قرآن مطلق
 نہ ہوئی کسی حالت میں حضرات ثابت نہیں اگرچہ بدعت کا لفظ ہی و ان موجود ہو پس ایک فقہ گنگوی ہی قرآن

اسطرح ہونیکر بیان اور زیادہ کردی جس سے اسکے وہ قول خاصہ گہرا ہو وودو گویا کہ لا اصل ہوا۔ بدعت کے
ساتھ ہر وہ کے ساتھ یہ حق ہے کہ ہر اس سے ثابت ہوا کہ فقط اس قدر یہ اختلاف کا ثبوت نہیں ہے بلکہ اسطرح
نیز ان سے ہی ہونا ضروری ہے کہ بعض باتوں پر لنگوی کے پاس سے معاف ہوئی نہایت ہر اگر یہ لنگوی کو خبر ہو سکے اب
کیوں ہوش و فکر تصور کس میں ہے لنگوی نے یہ سب سے پہلے کہا تھا وہی لنگوی کے پاس سے معاف ہوئی نہایت ہر اگر یہ لنگوی کو خبر ہو سکے اب
نہیں کہ یہ کس کو اختیار ہو کہ اسکو ضرر ہے اب لنگوی کا چند دے جس قدر یہ مستغرق کرنا کہ بدعت سے مراد ہی
باطل ہو گیا یا انچہ منصفین اور کیا یہ واضح ہے اسکے کہ لنگوی ہی سنو ۱۲۹۰ میں یہ فرما توین علی بن ابی
سائل بن اصل سے مراد نص صریح ہو نہ اصل کے عطا و ہدیہ کے انصوح میں اسوجو ہے تھا وادو تحاد
تحدیث وغیرہ اقوال و بامد التوفیق ہیں جواب ہر اسطرح ہے کہ اصل سے مراد نص صریح ہو نہ اصل کی تعلیم
و توقیر و وضع و قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور لکھتے اسکا ثبوت ظاہر ہے صریح اسلامی و روحانی اصل کی
پر یہ دو چیزیں داخل یہ قیام و توقیر و تعلیم کی میں داخل ہے صریح اس جبری خاص اسلامی و روحانی میں نص
صریح نہیں ہے ہر اسطرح اس جبری خاص قیام صریح نہیں اس جبری خاص کے اعتبار اسلامی و روحانی میں
اصل ہونا مراد ہو اور باوجود اسکے وہ جائز ہے اور اصل کی میں داخل ہے صریح قیام کی سنت جانتا ہے کہ ہر
خاص میں حدیث و اثر صریح نہیں ہے اور اصل کی میں داخل ہے یہی جائز ہو کہ ہر قدر قبیلہ اسکے جس قدر
جو از معلوم ہو سکے بلکہ بطریق اولی جائز و خوب ہونا چاہئے کہ اس میں تنظیم تکلف و علم کرے اور وہ ان فقط نہ اچ
یا ہی و بنا دی ہے ان کے علی نزدیک یا تنظیم درست نہیں اور روح و دست ہو کہ کوئی تنظیم نہ کرے اور اس قیام کو تمام
جہان کے علماء صالحین درست سیکڑوں برس کے گہری میں تو اس فرقے اب کے نزدیک درست نہیں ہر لاول
ولا توتوا الا بامد العلی العظیم صولف انوار سے جو قرآن یا لنگوی نے اس قرآن کی جوابات میں جو لنگوی کی صاحب
کی بیانات میں اسکا حال کسنا چاہئے میران عادت کہ جواب میں لنگوی کا یہ بیانیہ انکد عادت فاشیہ کے نہیں
کہ کسی قرن میں اسکا قتال لائیک ہو جو سو قرون قبل میں اگر پیشین ہو تو وہیں شیعہ سے ورنہ نہیں
خروں تلمذ کے شیعہ ہو تو شرط اسکی یہ ہو کہ کوئی عالم میں ہی اسکا خلاف ناسے اور کوئی حجت مشرعی ہی اس کے
خلاف ہو، اقوال و بامد التوفیق عادت فاشیہ کے یہ سنی کہ کسی قرن میں اسکا قتال ہو لیکر ہو جو کسی
عالم کے قول سے جو لائق قبولیت ہو جو اسکی سہ گندہ لنگوی کو ضرور تھا اور کسی کتاب معتبر سے ان کی کثرت
کرنا لازم تھا بعد ان اسکے قابل اعتقاد و ایمان بقول یہ قول لنگوی کا ہر نہیں ہر ان معنی یہ لفظ عادت
یہ لفظ فاشیہ کا فاشیہ شیعہ سے جو بعض تصور کرے علامہ عینی نے مشرعی ہر میں مشرعی مشہور کہ

[illegible]

کہ جو بن جانی درویشی سے فریت والی واسطے ایسے لوگوں کو کیا پروردہ ہوں تمام امور کے بعد ہم کہتے ہیں کہ صاحب سیرت
 شامی حسن عادت کی جہان کا قیام میلاد کے بارہ من و کر کر رہا ہے کس طرح معلوم ہوگا کہ امور عادت کے دلیل شامی
 ہونے کی واسطے فی الواقع ضرورتیں یا بزرگ گنگوئی ضرورتیں کر دیک عالم ہی خلاف نکمے اور کوئی محبت شامی
 اسکے خلاف صاحب سیرت شامی کے نزدیک ہونے کے زمانہ میں یا ہونے کے زمانہ سے پہلے کسی زمانہ میں اس عادت
 میں نہ تھی ان امور کا ان کے زمانہ میں خندان کا گنگوئی معنی ہے قنات کرب ان امور کے خندان کو ورنہ یہ
 لغو و بیکر تقریر معنی مولف انوار کے لئے معزز نہیں ہے گنگوئی پران و باد ثابت ضرورت ہا کہ جو گنگوئی
 ذکر کیا ہو اس کو کتاب کے حوالے ثابت کرنا دوسرے خندان ان امور عادت میں جن کا بیان شامی نے کیا
 کیا ثابت کرنا جب یہ ہوا تو جواب فرمایا مولف انوار کا یہ نہیں ہو سکتا جس قریب صحیح و سالم ہوا اس
 اور حال پر باقی گنگوئی کو خندان نصیب گنگوئی امام غزالی کے قول کا جواب کہ خوب فرمایا میں کھنڈ ۱۳
 میں درود احوال العلوم میں خود بدعتی کہتے ہیں اور بلاد کا جہان تعارف اعتبار کرنا واسطے کہ اصل قیام
 تو درست ہی ہے شبہ تخصیص کا تعارف بلاد سے رفع کر دیا کہ وہاں ہے (اقول) و باد التوفیق ہی غزالی
 مولف انوار کی کہ جس طرح اصل قیام واسطے خام کے دست ہی اصل قیام واسطے نظم و عنقرض صلعم کے دست
 اور شبہ تخصیص کا جس طرح امام غزالی نے تعارف بلاد سے رفع کر دیا وہی طریت یہ ان قیام میلاد میں شبہ
 تخصیص کا تعارف بلاد سے رفع ہے گنگوئی کو رفع کر دیا کہ وہاں ہے تو مولف انوار کے تقدیر کو سمجھا اور جو
 قیام کو مانتا ہے اگر انصاف ہی ہو تو تخصیص یعنی جہان انصاف دو لون کے لئے کہوں صحیحہ کر دیا ہو تو ان
 حق امر کو مہربانی کے کیا معنی ہیں و حدیث مارا المسلمون کے معنی اور اسکا حجت ہونا تمام مسلمان ہم اوپر
 بیان کر چکے ہیں یہ ان دو بابہ قول گنگوئی اس لئے میں نقل کر کے جواب مرگور بال اعادہ نہیں کرتے ہیں اس
 مقام میں دیکھ کر مسند اہلین کہے اور گنگوئی کے علم فہم کا حال معلوم کرے گنگوئی فریاد دوسرے مولف
 انوار کر بیان کئے کا جواب فرمایا میں دو دفعہ جو خاک کو صفائے کر کے کیا نام دیا کا ہی تعارف معتبر نہیں ہے اور اگر
 اعظم سے مراد اہل سنت ہیں اور ہم غیر کا قول جب معتبر تھا کہ فریق کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے تو اگر کہہ قول
 معتبر جانتے ہیں اور نص جہان جو واقعہ نص کے کہے اگرچہ دو میں ہی جو ان لاکھوں کے مقابل میں ثوبہ دوسرے
 اور سوا دھرم کا (اقول) بابہ التوفیق پہلے واقعہ جو چکے کا حوالہ دیتا ہے نصف میں کو معلوم ہو چکا ہے کہ
 قول گنگوئی بطلان ظاہر ہو گیا ہے تعارف متنازع فیہ تعارف مسلمان علماء کا یہ کہنا بجا حال کیس تمام دنیا
 مسلمان علماء کے تعارف کو معتبر تا جہالت و سفاہت ظاہری تمام دنیا کے علماء کو مخالف نص ذکر کرنا انکار

مضمون حدیث لا یتجمع استی علم الفضل کا ہر اور مخالفت و تہجد غیبی دلیل الموصیین الایہ کر کے جس
 نصحت اہل اجماع کا منہ سے اور منافق عقل سنیہ کو جسے امت صالحہ کے نام دیا، علماء مسلمین مخالفت نص کے
 کوشش کوئی مدعی ایمان ایسا کہ مذہب میں نہیں نکال سکتا ہر اہل بدعت ضلالت فقیہ الحاکم کفر سے بعید ہے
 اس قول میں جو قباحتیں ہیں منصفین ان کو برباد نہ کرے کہ کسی آیت و حدیث کو بیخود فاسد کے مولف کی حکمت کے نص
 قرار دیکر مخالفت اجماع کرنا اور یہی کہنا کہ بمقابلہ افسی تمام دنیا کے علماء کا قول ہی مقبول نہیں ہر فرقہ و جماعت کا
 اور پیار سے زیادہ حرمین کا کھانا اور حضرت مسلم کے نبوت مخصوص ساتھ عرب کے جوابی اس کی برائی ہے
 چنانچہ اوپر لکھا جاتا ہے ایسے قول سے ضلالت و کفر میں براہ نکلتا ہے اور خصوصاً آیت ان دین سے پیش کر کے جلوں کے
 ایسے وہابیات و ایلات کیسے جیسے گنگوہی اپنے مذہب فاسد کے اثبات کے واسطے کرتا اور قتالہ کا فو
 بھی کر کے اپنے مذہب کے موافق بنا سکتا ہے پس جو فساد و رس قول گنگوہی کے کہ تمام ضلالت و بعض
 کفر یا کئی جملے و دوسرے قول کا ایسا فساد نہیں ہے ایسے فاسد قول سے جواب فریڈ سولف انوار کون غافل
 گمان کر سکتا ہے ان وہابیہ کر کے نہ کوئی مسلمان اور سواد اعظم سے مراد سونا مسلم ہے لیکن یہ مسلم نہیں کہ
 ایک دو آدمی کسی حدیث و قرآن کے موافق اپنے مذہب بتا دیں اپنے زعم فاسد کے موافق اوس کے معانی دیگر
 خود اہل سنت بنا کر تمام علماء، جہان کے علماء مسلمین خلاف کریں اور ان تمام کے مقابلہ میں دو تین سواد اعظم
 ہو جاویں اور یہ دو تین جم غفیر سواد اعظم و دو تین یہ معنی سواد اعظم کے جو گنگوہی بیان کرتا ہے اور بمقابلہ
 لاکھوں کے دو تین سواد اعظم دیگر غفیر قرار دیتا سراسر جہالت و حماقت ہے یہ معانی نہ لغویہ ہیں نہ شرعیہ
 نہ عرفیہ فقط جہالت و دہیان سے کہہ سکتے ہیں سواد اعظم کے معانی اور کتب محققین سے گذر چکی اور جماعت
 کثیرہ بمقابلہ جماعت قلیلہ جو ہر دورے اسکو سواد اعظم کہتے ہیں اور تاریخ علیہ السلام کی مراد ہی جماعت اکثر مسلمان
 جو اہل علم ہوں جنکے مقابلہ میں جماعت قلیلہ ہو ملو کہ جو نہیں کہ امتیام ہو نہ حکم فرمایا ہو اور جماعت قلیلہ
 مخالف جو اپنے ہوائے حقین فرمایا ہو کہ وہ بطرح ان جماعت کثیرہ سے جدا ہو تو میں ایسے جدا کر کے ناجائز
 داخل کے جاوے شکوہ کے ترجمہ میں تحت حدیث اتبعوا اسواد الاعظم فاندھن متہ شذذ الشذی
 عبدالحق دہلوی کہتے ہیں سواد اصل مجھے سیاسی است و بعضی جمہور و اکثر از مردم نیز یا بد جہانکے سیاسی
 گویند کثرت و زیادت و در وقت و در غیب است بڑا تبار انچہ اکثر علماء و دین جانب اندہ انتہی اس کے واضح ہے
 کہ سواد کو کہنے سیاسی کی ہی میں سیاسی سے ملو کہ کثرت دریافت ہوتی ہے سیاسی لشکر کو کہنے سے ہی
 کثرت و زیادت مراد ہوتی ہے اور مجھے جمہور و اکثر از مردم کی ہے سواد کہ سننے تو نہیں مراد اس حدیث میں اکثر

علماء میں جب سواد کے معنی جمہور و اکثر و مردم کے ہوئے اور فقط اعظم و بڑے اور عظیم و عظیم سے کہ صیغہ فضل و تعظیم
 کا ہو جس کے معنی یہ ہوئے ہیں کہ یہ نسبت دوسرے چیز کی زیادت و عظمت اور میں موجود ہووے جو باطنی نہ کہ ظاہری
 کہ اپنے مقابل و مخالف سے عموماً اور سکو زیادت و عظمت ہووے اور جب علماء امر اور ہوئی تو باطنی و ظاہری میں مردود
 اور جماعت العلماء کے جو دوسری جماعت مخالفین سے زیادت و عظمیٰ ہووے کہ دوسری حدیث میں ہی وارد و قال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشيطان قبيح الايمان كذلك الغنم يلحن لشدقة والفاصية والناصية والباكية
 وعلیکم الجماعة العامة رواه احمد اس حدیث لفظ جماعت کا امور عامہ کا واقع ہے اس میں اشارہ اس کی طرف
 ہے کہ مستتر جمہور و اکثر کے ہوا ہے اتفاق کل کا جسے احکام میں واقع نہیں ہے بلکہ ممکن نہیں ہے عامہ و اکثر کے لئے
 یہ بھی ہی جاتا ہے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے حدود زائد ہووے تو وہ عامہ و اکثر کے لئے جماعت کا اطلاق بہ نسبت
 دوسری جماعت قلیل اس پر اولیٰ واقع ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اس حدیث کے تحت میں ہی
 ہی وجہ و اکثر اعتبار ہونا کہتے ہیں برہنہا ما ذکرنا من کثیر جماعت را و اکثر اشارت است بہ یکو معنی اتباع
 اکثر و جمہور است چہ اتفاق کل در ہر احکام واقع نہ بلکہ ممکن نیست متنبی اس دو میں کہ بمقام بالا کہوئے سواد و جمہور
 غفیر فرارینا اور ایسے احادیث سے جنہیں لفظ سواد و اعظم و جماعت عامہ وارد ہو میں لا کہوئے مخالفت کرتے ہیں
 اعظم یہ معنوی احادیث کی کرنا اور خلاف شائع علیہ السلام کے الدین جو موجب مخالفت ہے اور مخالف عقل نقل
 و عرف کرے کہ جہاں ہی اس خندہ زن ابن یگنگوی اسہی واسطے تحریف احادیث کے معنی کرتا ہے
 کہ گروہ و ایہ مخالف جمہور و اکثر علماء و سواد اعظم کے ہے اور مانند اس نکتہ پر لانا صیح کے معنی کا ہے دوسری وجہ
 کہ ہے اور مثل بکری خاصہ ایک جانب میں پڑی ہوئی کے ہے اور یہ کہانوں پہاڑ میں جماعت اکثر علماء و دوسرے
 جہان والی سے جو اگر انسان میں شیطان جنگ میں آئی ہوئی ہے موافق اس حدیث کے اور سکو مصداق
 ایسے احادیث سے کہ ہے اور اپنی شہرت میں مشاوسہ جہاں وہاں کے سواد و ایہاں سنت تو گروہ و ایہ کے مستند
 سے خوب واقع میں وہ اچھی طرح اسی گروہ کو حاکم و متبعین تو کسی دوسرے گنگوی یا کسی دوسرے وہابی کے قول سے
 شکا و گئے اور ایسے لائق مضحکہ کہ باتیں گنگوی کے دیکھ کر کس طرح کوئی وہابیہ کو حق پر سجاوہ و بات جانیگا
 اور اکثر کے تو گنگوی سے اس وقت کہنا کفر یقین کے پاس کوئی دلیل نہ ہو فقط رائے ہوسکتا ہے کہ وہابیہ نے
 کی پاس دلیل نہ ہوئی کہ کہنے میں اگر یہ مستغنی کہ لولہ را بعد سے کوئی نہ ہو تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ دلیل جنابی
 ہی کسی پاس نہ ہو اور دونوں فریق مسائل شرعیہ میں اختلاف کریں وہ بیرون کسی دلیل شرعیہ حاضر نہ جانیگا
 اور اگر یہ معنی میں کہ اگرچہ دلیل جنابی ہووے لکن اولہ ثلاثہ ثابت صریح و حدیث صریح و اجماع نہ ہو کہ ثلاثہ

شکر کا قول معتبر ہے تو یہی وہ بات ہے جس سے اختلاف میں ایک دوسرے کی کوئی تفصیل نہ کر سکے اور برقی ایک
 اور برقی دوسرے فرق نہ ہو سکے تو یہ اکثر کا قول کا یہی معتبر ہے چنانچہ امام عاصم بن ناجیہ سے یہ اوپر گزر چکا ہے
 اور مجمع الباری کے عبارت میں ہی یہ منقول ہو چکا ہے بلکہ اعتبار اکثر ایسے حالت میں اور اتباع اکثر کی ہے
 اس اٹھارہ سین میں کہ ایک فریق دوسرے کو جہاں برقی قرار دے ویسے جیسا کہ یہ متعارض و میان ہم اہل سنت
 ہو جماعت و فقہ قدابید کہے اور ایسے وقت میں ہی اکثر کا قول معتبر ہو سکے واسطے اور ائمہ کا نہ باشد و نہیں ہے
 یہ ظہر فاسد گنگوی کا اگر وہ دونوں فریق ایسے حالت میں اہل قرآن پیش کریں یا احادیث نبوی اعتبار
 اکثر کی کہے اور قول اکثر ہی حق ہے اور دوسرے فریق کا آیت وحدیث کو پیش کرنا موجب اسکی حقیقت کا نہیں ہے
 اور ضانی و مطالب آیات و احادیث جو فریق دوسرے جو مخالف قول جمہور کے ہیں فی الواقع وہ نہیں ہیں بہت جگہ
 ہیں اہل سنت و رافضی کے متعارض ہے اور انہوں نے اس آیت قرآن کو جو ہے وہ ان اہل سنت و جماعت کے
 ہی قول جو سواد عظیم و اکثرہ نسبت علماء ان فرقوں میں چنانچہ اوپر جاسٹیکہ کا یہی سے گزر چکا ہے کہ باوجودیکہ فرقوں
 پر عید کے حد و بہرین تب ہی علماء اہل سنت کے دوسرے جھگڑتے ہیں سو سختے ہیں معتبر و واجب الاتباع نہیں
 اور شاکا نہونا اعتبار اکثر کی واسطے کرنا ہی جہالت میرے ہے یہ قول ہی گنگوی جہالت پر مبنی ہے اور حق نہیں
 اسو ہم نہیں کریں کہ کس طرح معلوم ہوا کہ صاحب سیرت شامی کے قول میں جو فرقہ دوسرا کہنا ہے عت سے ہر فرقہ
 موجود ہے تو یہ کثیر صاحب سیرت شامی سے وہ کثیر ہیں جنکی پر کیا جکا اعتبار صاحب سیرت شامی کے موجود نہیں
 اس پر نہیں قائم کرنا ضرورتاً کاشمیر کے نزدیک ان کثری عادت کا اعتبار نہیں ہے جب تک اس میں برہان قائم
 نہ ہوگی یہ فرقہ باقی اسکا اور اس لغوی تقریر سے یہ ثابت ہر فرقہ اکثر شامی کے کثیرین فی معتبر میں میں جو یہ موقف
 انوار کا لغوی ہے قول جو ہرگز منظور نہیں ہے کہ لغوی ہی معتبر نہیں گنگوی میں کہاں سے اکثر میں اتنا خیال نہیں
 کہ ان تقریر کو جواب سے کیا علاقہ ہے پس اس قول کا یہی بڑا ہونا ظاہر ہوگا اور تیسرے فرقہ کے جواب
 میں جو کچھ گنگوی کا بنیان ہی بابتا چاہئے جیسا کہ گنگوی صاحب شرف فریقین اگر کسی امر بدعت اور
 مذہم کو نہیں مانتے کریں وہ بھی بدعت ہے اور جب شامی نے بدعت الاصل کہا کہ یا تو کس طرح جائز ہو
 اور فعل مجس کا محبت ٹھکر گیا نہیں ہے خطا کا کوئی امر سرزد ہو نہ ہے پس یہ خطا صواب نہیں بن جائی
 لیکر آج تک یہ تعامل ہے کہ مولف کا یہ عقیدہ کہ کچھ خطا ہی بدعت نہیں ہوتی مردود فی خصوص قطع ہے
 یہ سچ ہے کہ بدعت اور مذہم مجس کے کرنے سے بدعت نہ بنے لیکن اسکو اس محل میں ذکر کرنا لغو و بھلا ہے
 کلام تو قیام بدعت مذہم کے ہونے میں ہی بدعت و مذہم ہونا اہل سنت و جماعت مولف انوار وغیرہ کا

کہ کب تسلیم کر دین اور کوئی دلیل قابل قبول سے لگنوی یا کسی دوسرے دلیلی سے ثابت کر دیا یا پیغام مذکور غیر
 مرموم ہو یا پس جو چیز مشائخ فہم لگنوی سے اور نہ خصوص بر دلیل قابل قبول سے اور نہ چیز کو لازم کر دیا ہو
 فہم او کا منکر ہے اور نہ صرف استدلال میں فہم کے لانا اور نہ کسی قرینہ سے جو کوئی ثبوت و بیان
 صرف ہو اور علیٰ ہذا القیاس قیاسی دلیل اصل لیا کہ فہم اوس سے بدعت سید کا لازم آتا تسلیم نہیں کرتا جو لگنوی
 اور نہ یہ مراد شمس کی ہونا مانتا ہے اور لگنوی سے نہ کسی معتبر کے قول سے یہ ثابت کر دیا کہ لوشامی کی اس سے بدعت
 سید ہے اور نہ کوئی دلیل قابل قبول اس پر لایا اور نہ بدعت اصل لیا کہ سید کا لازم ہونا کسی محقق کے قواسم
 ثابت کیا خود ابو حامد جعفر بن زبیر عت کے ساتھ اصل لیا ہی جو بدعت سید ہی مراد ہوئی ہے اس دعا و مولانا
 سر اٹوئی سلمان کیونکہ بدعت اقل معتبر کے قبول لیا گیا اصل لیا قول شامی سے بدعت سید ہی مراد
 میں بھی کہ بمقابلہ منکر و فہم اوس کے پیش کرنا مخالف و اب سناہرہ کو بت سناہرہ کا کوئی مسئلہ اور جو ہی اس سے
 فہم نہیں ہوا اور ایسے اقوال یا افہام اوس سے صادر ہوئے کہ موجب لگنوی سے کہ وہ سناہرہ کو محض لکنا بدعت
 سید اور شرک خیال کرنا ہو سہا ہی لئے محفوظ نہیں لکنا ہے نہ سے خط نوی محض بزرگ بدعت و غیرہ صادر ہو سہا تو
 اوس کا آثار کرب مولف انوار سے کیا ہے اور یہ عقیدہ مولف کا کہ لفظ لفظ لفظ کے ثابت ہوتا ہے کہ کتب سے خطا ہی بدعت
 نہیں ہوتی ہے کوئی لفظ مولف انوار کا اس پر دل نہیں ہے مان لائی دین میں لگنوی یا مانند انبات اغوال کے لفظ
 اعتراض کر کے اوس کے یہ ثابت کیا اور مولف یہ بتان لگا یا مولف انوار سے تو قرینہ یہ بین ہون چھین کا ذکر کیا
 اپنے جریان عادت کا قیام میلاد و شریف کے واسطے لفظ اعتراض تمام کے محدثی رخصت بیان کی ہے اور ایسے
 چھین کثیر و رحم غیر اہل دین کے سے ارتکاب بدعت سید کا مولف انوار و دیگر تصنیف تیسر نہیں کرتے ہیں اور ایسے
 کثیرہ کا قائل و عادت کا محبت اور معبود و سواد اعظم کا ہی اعتبار ہونا اور پیر شیخ عبدالحق دہلوی وغیرہ سے یہ بیان
 معنی حدیث کے ثابت ہو گیا مولف انوار کیا کہتا ہے لگنوی لیا بہتان لگات ہو مولف چھین کثیر نہیں بدعت
 سید کا ارتکاب ہونا لکھا ہے اور لگنوی سے فقط ایک مفروضہ لیا کہ مولف یہ بتان لگا یا معلوم ہوتا ہے کہ لگنوی
 کو یہی نگ اتنی غیر نہیں کہ مفروضہ کا وہ حکم سے وجوہات کا وہ حکم ہے یہی حجت ہے کہ ایک ہاں سے ایک کوئی
 نہیں کہیں سیکتا ہے اور ایک جماعت ہاں کے غایت سے جو اوس کے ایک مسئلہ کی کتب کا ہو اور گہرا و دانی اس سے
 بندہ سخت بخود محدث مشہور کیا تھا آج تک ہاں کہ حدیث احاد اور سنن و تہذیب حکم ایک قوت میں نہیں ہو اور یہاں
 فوق الجواز حدیث آنحضرت صلی علیہ وسلم اب یہ عقیدہ مولف کا فہم سے قطعیت سے مراد ہے لگنوی کا حکم مفروضہ
 وجوہات کا ایک ہی جائزہ اگر ایک ہو سیکتا و انکار ہے تو کون مولف کے قول میں تبدیل و تغیر کی مولف سے

جبین و کثیر کلمات انگوی سے محبت فقط جو غرض سے لیا گیا ایسے تغیر و تبدل کر دینا اور کسی کچھ کہا ہوگا
 اور کچھ اور اس پر کما فیہ انگوی کے عقیدہ میں درست ہو اور یہ عقیدہ کیا انصوص قطعہ کے درود و نہیں کچھ
 انصوص قطعہ سے درود انگوی کا اور یہ بیان جو لغو پر لکھا ہے نیز کہ میں کہ شامی کے قول میں
 واقع ہیں یہ کس طرح معلوم ہو کہ شامی کے نزدیک ایسے جبین ہیں کہ اس کا فعل محبت نہیں ہے جب تک یہ
 ثابت نہ ہو کہ تو قرینہ میری کار قطع جو علامت بدعت حسد ہو نیکی ہے نہیں ہو سکتا ہے اور بدعت حسد
 سر لوشالی کے ہونا جو لغو بدعت لا اصل لکھا انگوی درود کے حقا ثابت کر فرمیں باوجود احتمال عدم
 اس درود کے تا برقرینہ لکھو کہ ثابت ہو سکتا ہے جائز نہ ہو کہ شامی سے جواب ایسے الفاظ جو زمین تو سوسوٹے
 ہو جو میں کہ ان کے نزدیک ہی سر لوشالی جو مولف انوار کا بیان ہے کہ شامی جو باوجود بدعت حسد سر لوشالی کے
 جو اس کے رفع پر برائے وانیہ قائم کریں پر درود شامی کے بدعت لا اصل لکھا سبب ہوتی نام لیں اور بدعت
 اس کے جہالت صرف ہے و بیان محض ہے جو شامی جو زمین جو زبان انگوی کا اور اس کو سننا یا بخیر یا
 تعظیم قابل اعتبار کہ وہ ہو کہ موافق قاعدہ شرعیہ کہ درود درود ہو لی اگرچہ جب فعل اعلیٰ میں کہن غرض تعظیم
 واجب فقر عالم کا ہونا اور غرض نفسانی مرفوع ہونا حضرت معاذ صحابی سے محض جب تعظیم فقر عالم کی وجہ سے
 سجدہ آپ کو کر کے اجازت جابی تیسے رو کر دیا اور بہت دلائل کے احادیث میں موجود ہیں میں یہ قرینہ محض
 خطا و اضلال ہے بلاشبہ تعظیم مرفوع فقر و شرعیہ جو ہو وی جائز ہے لیکن اس عمل میں مخالفت کہاں اور
 کوئی قاعدہ شرعیہ اس قیام میلاد کے عدم جواب پر وال ہے جو کچھ انگوی سے اوپر بیانات بیان لکھیں
 ان تمام بطلان ظاہر ہو گیا اور بیانات ہونا کب لکھا اور قیام میلاد بقاعدہ شرعیہ انعام و تکلیف و استئذان
 تعالیٰ علم و ثبوت ہو گیا اور تحقیق کے عبارت صریح اس قیام میلاد کے بارہ میں کہ مستحسن علی و فضیلا و
 ائمہ کا یہ اور گزرتہ چکیں ہیں یہ تمام قواعد شرعیہ مثبت جو از قیام میلاد میں تمام امور سے قطع نظر کر کے اور زمین
 جیسا کہ یہ لغو فقر پر کرنا شرع و حکم دہی اور سجدہ حضرت معاذ صحابی سے لکھا جاتا تھا آنحضرت صلعم سے روایت
 اس سے اور اس قیام کو کچھ علاقہ نہیں ہے سجدہ تعظیم منسوبیت پر حدیث صحیح و روایت اور اجماع قائم است
 اس کے منسوبیت پر واقع ہے اور یہ قیام میلاد کے استخوان پر ائمہ مسلمین و علی و معتبرین کا ہونا واضح ہو چکا ہے
 عبارت مذکورہ بالا سے اوسن برا سو قیاس کرنا محض جہالت و ایسا قیاس ہے جیسا کہ سجدہ مامور بہا اور
 علیہ السلام کی سے غرض ازل قیاس کر کے انکار کیا تھا ایسے فقر پر سے قیام میلاد و شریف رو جو باوجود
 تو ہر تعظیم حضرت صلعم کی یہ فقر پر انگوی کی کر کے اور لغو مجوزہ اس تعظیم سے اعراض و غماض کر کے ناظر

ہو جاوے گا اور کہہ دیا جاوے گا کہ غفرلہ وہ جائز ہے جو موافق قواعد شرعی ہو سکے اور یہی مثال اولہ بعد حنا و زکوٰۃ
 کر رہا ہو گی سب عام تقظیات آنحضرت صلعم باطل ہو جاوے گی اس کے برعکس اولیٰ بات کو منسحب اگر نگویں
 تقظیات کے دلائل کچھ پیش کر دے اور کہیں یہ تقریر جو بیان قیام بنے جاری کی ہے وہ ان جاری نہیں ہے
 اور جواز کے موجود ہیں اور یہ تقریر ان جاری ہوتی ہے جہاں اولہ جواز کے موجود نہ ہوں تو یہی جواب ہمارے طرف
 سے ہے قیام میلاد شریف کے جواز اولہ بھی موجود ہیں استسنا و تعامل عادت کثیر حسین کا اس پر جاری ہونا اور ہوا
 اعظم علیہ السلام جسٹان جانا اور تمام بلاد اسلام میں مشرق سے مغرب یونان تمام اور جواز کے میں اور اسکا جسٹان
 اور تمام اکثر معتبر ہونا اور یہ عادت علیہ و غفلت معلوم ہو چکا ہے ان امور کے اولہ شرعیہ ہونیکا حکم ہر طرف
 دعوت و محض ہے پس تقظیہ ہی مانند دیگر تقظیات اور سے ثابت ہوتی اور اس تقریر نگویں کا بیان ہونا واضح ہوا
 اور اس قول نگویں کی زبان ہونا ہی معلوم ہو گیا اور کلام تو اس میں ہر کہ محض ہر کہ شامی نے اس لفظ تقظیہ کا بھی
 واسطہ ذکر کیا سو دے کہ دلیل جواز مباح اس کے میں ہر دے اور بدعت کا اصل لہا سے کوئی حق نہیں
 نجا ہوا ہے اس تمام کے معنی پر بیان غلط و دلیل مباح کوئی نگویں نے بیان کی ہوتی اور سوقت بدعت کا
 اصل ہما ہی بدعت سیدہ امرومانہ سے نکالا ہوا اور یہ جو نگویں کی یہ کسی دوسرے کو ابی جہل نہیں بھر کوئی
 سرور ہے ہونا بلکہ نکال دیا اور اس تقریر نگویں سے اس امر کو کہاں ثابت نہیں رخ قرینہ مگر ہوا اور قرینہ
 محض اختلاف قرار دینا خود گراہ و غلطی ہونا کیونکہ قرینہ مذکور یہ بیان تقظیہ آنحضرت صلعم کہے اور تقظیہ آنحضرت صلعم
 کی یہ ایسی ہے جسکو محققین محسن فراترین اور تمام بلاد اہل اسلام میں اسکو نیک یا تہمین اور کر تہمین میں اس تقظیہ
 غلط و اختلاف بنا نام جہاں کے علماء صاحبین کو معضل و غلطی کہنا خود غلط و محض و غلطی بنا ہے اور یہ ان
 حضرت کی تقظیہ کو ایسا کہنا ہے وہی ساتھ آنحضرت صلعم کہے فی الواقع کیا ترے مولف انور نے کہا تھا اور
 یہ بات سب اہل اسلام جانتے ہوئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تقظیہ شرع میں مطلوب یا نہیں اور کہ یہ
 بنیت ادب کہ ہونا مقدمہ تقظیہ ہے یا نہیں یہ ہر کہ قیام اور کما صحتی ہوا تقظیہ ہونا با ضرورت ہے جسٹان جو نگویں
 صاحب فراترین اسکے جواب میں کہ تو کہہ محض عیسائے اندر دیکھا کہ نام عالم کے طرف سے اس علم میں مولف کو نہ
 ہر خود آپ ہی عالم ہے آپ ہی محب ہے اور جواب قیام تقظیہ کے جواز کو اس قیام خاص کے عدم ہونا کو خوب حق
 سو یہ قیاس مولف کا خاص ہے کیا حاجت اعداء جواب کے انتہائی اقوال و بادئہ التوحیق عجب جہالت ہر کہ اس کلام کو
 کلام عجب اندر دیکھا ہر نگویں لکھا ہوتی محض دلائل و اسکو کلام عجب کا نہیں کہہ سکتا ہر کہ علماء و فضلاء کا مقلد و اسے یہ نگویں
 خود مولف غفایت و مہر سے مولف انور پر مایا بہتان لگاتا ہر اسکو خدا کا خوف نہیں جہاں جہاں شریعت نہیں

جو ایسے و امیات بائین کرنا یہ بہن جاتا کہ کوئی اردو دان بھی اسکا ایسے اقوال دیکھیکاتو بے ساختہ لگتا کہ
کوئی ناوان و حاسد و باغض کہہ دیکھنا کون سے زبان کے محاورہ میں اس کلام مولف انوار سے نام عالم کی
علم مرد ہو گیا اس عبارت میں تو کوئی کلام و ال تردد و عدم قطع پر نہیں ہے و جاتر پر گنگے کا لفظ مستلزم ہمارے
کو یہ مسلم نہیں ہے کہہ نہیں سکتی و یقینی امر میں بھی یہ لفظ بولد یا جانا ہی چاہئے اہل لسان و قاف میں اگر بالفرض
و التقدير علم میں تردد ہونے پر ہی ولالت یہ لفظ کرے اور عدم جزم کا موجب ہووے لفظ ہر تب ہی اسکا لفظ
عدم جزم اور کسی اصل سے مقطوع یعنی ہر واسطے اعراض متعددہ کے کہہ دیا جاتا ہی چاہئے اصل لفظ ان شریعہ
کو عدم جزم ہے سادہ و قوی شریعہ کے فی تخصیص المتعارفان و اذا للشرط فی الاستقبال لیکن اصل از عدم
الجنہا لوجود الشرط انتہی کن کہیں واسطے تمایل یا واسطے عدم جزم مخاطب کے واسطے تنزیل مخاطب کے
ببذل جا بل تحقیق علم کے وغیرہ من الاعراض جزم تعین کے مطلب یہ مسئلہ ہونا ہی و فی ذلک کتاب و قد یستعمل
ان فی الجنہ تجاہلہ او لعدم جزم مخاطب کقولہ لیکن ذلک ان صدقت مما و افعل ان تنزیلہ
منزلتہا لجاہل مقتضی العلم او التوہین و تصور ان المقام لا اشتغال علی ما یقع الشرط علی اصلہ
یصلح الا لفرض کیا یفرض الحال خوف نقص عنک الذکر صفی انکدام قوما مسرفین او تطلب غیر
بطل انتصف و قولہ تعالیٰ و انکدام فی رب ما نزلنا علی عبدنا قطعا و التعلیل باب واسع یجوز
فی فنون کقولہ تعالیٰ من القاسمین و قولہ تعالیٰ بل انتم قوم مغفلون و کما بیان و نحو الخائن جرم
مذکور میں سے بعض وجوہ اس محل میں مستقیم ہو سکتے ہیں ایس اگر مولف انوار نے بالفرض و التقدير لفظ تردد و عدم
جزم کو ہی کہا تو ممکن ہے کہ سب اہل اسلام میں و ابیہ کو ہی داخل کیا ہو کہ مولف انوار نے تقییر قیام سیلا و شریف
میں و ابیہ قیام تقییر سیلا و شریف کے نو سنگری ہیں ایس و ابیہ کا تقییر کو مطلوب شرع میں جانا جو کہ تقییر
نہیں ہے متردد ہے انقلابیاد و سر و نگاہی و ابیہ کے حکم میں و انکار کے کلمہ تردد کا داخل کر دیا یا کر دیا ہو
انوار کو و ابیہ کو کہ قیام کی تقییر سیلا و شریف کو نہیں چاہی چاہئین جاتر میں اور ابیہ کو اس بارہ میں جزم
نہیں ہے اور مخاطب مولف انوار کے و ابیہ ہی میں نہیں بنا بر عدم جرم و ابیہ اس امر میں کلمہ تردد و مولف و ابیہ
کہ سب ایسا ہوگا کہ سب اہل اسلام جانتے ہوئے انم تو جو جرم و ابیہ کیا کر دے اور محبت ہماری تمیر قائم ہوگی تو
تہا را کیا جواب ہوگا چند وجوہ وستی کلام مولف کے سر جو میں واقعہ پر نظر کر کے گنگری تقصیر و صدور و بعض
یا بے میلی سے کہ اردو عبارت کے فہم میں اور سکون میں ایسا مولف انوار کہتا ہے اب یا جوین قرینہ کے بارہ میں جو زبان
گنگوہی کا ہے جانا چاہیے گنگوہی صاحب سفر ما جوین لفظ بدعت لا اصل لہا سے زیادہ بڑے بڑے کونسل کلمہ کا ہوگا

کہ خود مختار عالم فرما رہا ہے کہ بدعت ضلالت و کل ضلالت و کفری الہی اور شامی کا تعبیر کرنا اہل قیام کو بلاشبہ ممکن
 یا بوجہ دعویٰ انہی کے ہے جو واقعی یا حسن ظن سے انکو محب جانتا ہو اور خطا سے مبتلا اس فعل کا سمجھا جو بدعت
 قرینہ بعض سے فہم ہے اقول وہاں بدعت و تقویٰ لفظ بدعت لا اصل لہا کو لکھتے ہیں جو ایسا ہے کہ گنگوہی قرار دیتا ہے کہ گنگوہی
 مستلزم بدعت سیدہ کا ہے نہ کہ گنگوہی کے زعم میں اور یہ قول ہی مراد ہے کہ اسکو نہ گنگوہی کے حکم سے کہا ہے اور نہ
 مکرر نہ کسی دلیل سے ثابت کیا ہے اور نہ کسی کے قول سے بیان کیا ہے یہی دعویٰ بلا دلیل سے یہ دعویٰ مستلزم مذکور کا
 مکرر ہے اور اس مستلزم کے رفع پر ہر حال صحت مذاکرہ ہے کہ نور الدین حلبی و صاحب سیرت شمس و نور محمد شامی کے
 ابو نصر حیدر الواب عبارت شامی بدعت لا اصل لہا کے تحت میں یہ حدیث حسنہ لکھتے ہیں میں لفظ بدعت لا اصل لہا
 مستلزم بدعت کو علماء کے نزدیک ہونا تو اسکو مینے بدعت لا اصل لہا کو بدعت حسنہ پر کہہ کر علماء کو محمول کہنے
 میں مستلزم کا ادا ما باطل ہے جب بدعت لا اصل لہا کو بدعت سیدہ لازم نہ ہوئی تو اسکو کلامہ خوب تا نہایت درجہ
 سرفہمی ہے اور دعویٰ کو یہ کہ گنگوہی نے کہ لفظ بدعت لا اصل لہا سے زیادہ بڑے مکر کوئی لکھتے جو کہ انہیں اور
 اسکے اثبات کیواسطے قول آنحضرت کمال بدعت ضلالت الہی پیش کیا یہ حدیث گنگوہی کا کہان وال اور اس حدیث زیادہ بڑے مکر
 کیواسطے ہونا کہان ثابت ہو اور دعویٰ کو یہ دلیل کہ گنگوہی مراد گنگوہی ایسے کہ بدعت لا اصل لہا مشتمل لفظ بدعت ہے کہ
 اور بدعت کو آنحضرت صلعم نے ضلالت فرمایا ہے جب ہر بدعت ضلالت ہوئے تو یہاں جو بدعت مذکور وہی ضلالت
 ہوئی یا نہیں مسمیٰ یہ کہ گنگوہی جو ہر جواب یہ ہے کہ مسمیٰ اس مراد کا ہے کہ جہالت صرف ہے اور ہر عبارات علی و حسن المقصد
 میں گزرجکا ہے کہ علی فقہا یا شاک نام شامی بھی بدعت کے دو قسم ہوئے کہ فاعل ہیں ایک مذکورم مفسر غیر مذکور
 اور بدعت مفسر یا مفسر کہ گنگوہی نے واجب سبب مباح مراد مکرر بدعت ضلالت ہوئی اور اس حدیث
 اہل بدعت ضلالت کو عام مخصوص البعض شرار حدیث نے لکھا ہے چنانچہ نام خود سے شرح مسلم کی کتاب الحجۃ
 تحت خطبہ آنحضرت صلعم بطور ہند صفحہ ۲ میں فرماتا ہے کہ بدعت ضلالت ہذا عام مخصوص
 والمراد غالب البدع قال اهل الفتنة كل شي عمل على غير مثال سابق قال لعلنا البدعة خمسة انفسا
 واجبتو مندوبو مندوبو مكرهتو مباحة فمن الواجب ان نظم اوله انشاكل من اللزوم على املا احدا
 المستدعين وشبه ذلك من المندوبية تفصيل كتب العلم ونباء المداوس والخطوط وغير ذلك من المباح
 البسط في الواو الاطعمة وغير ذلك والمواد المكرهه ظاهر ان قوله او ضحت لا تستلزم بادلتها اللبس
 في منبدا الاسماء والصفات فلا يعرف ما ذكرته علم ان الحديث من العام ان مخصوص كذا ما لم يشهد
 من الاحاديث الواردة وقول ما قلنا ان قول عمر بن الخطاب رضي الله عنه في التواضع حديث لا يثبت

ولا یمنع من کوفہ الحدیث علما مخصوصا قولہ کل بدعتہ موبکہ بل یدخل التخصیص مع ذلک کقولہ
 تعالیٰ قد مکرر کتبہا انتہا اس عبارت امام نووی سے واضح ہے کہ حدیث کل بدعتہ ضلالہ مخصوص البعض ہے
 ایس بدعت لا اصل لہا کو شامل ہوتا لازم نہیں ہے ایس جو کلام کلمہ ہوتا لازم نہیں آیا اور زعم گنگوہی باطل ہوا پس
 حدیث سے کچھ ثابت نہوا ہے محل حدیث نبوی صلیم کو اس گنگوہی سے نقل کیا اور شامی کا تعبیر کرنا اہل قیام
 بلطف مجاہدین جو بدعتی انکے جو رہا تا یہ تو موسس ہے یہی سبیل گنگوہی ثابت ہے اسلئے کہ جو بدعتی وہ انکے مجاہدین کہنا ہوتا
 تو یہ مطلب ہوتا کہ مجاہدین میں سے وہ قیام کوئے والے نہیں مگر بلطف خود کو اہل جب طار کر کرین تو اس حالت میں شامی
 اور کو بلطف مجاہدین جو مشفق تھے کچھ تعبیر کرنا محاورہ ہی ہے کہ اسے کو بلطف مشفق بنفس فعل مجرد الیٰ مختلفہ یہی تعبیر
 کر کرین چنانچہ جو بدعتی بلطف طار کر سے اونی الواقع صوفی بنو ہو جو کوئی خود کو فقیر طار کر سے اور فی الواقع فقیر
 نہ ہو فقط متصرف و مشفق کے نقطہ سے اس کو بیان کر کرین پس انکے دعویٰ کے سبب مجاہدین کہنا شامی ہی کے منکر
 نہیں ہے ہاں واقعی انکو مجاہدین جلتا شامی مسلم کریم میں نہیں ہے بلکہ یہ ممکن خطا سے اس لئے کہ انکو ان مجاہدین کا شامی کے
 کسی نقطہ سے منکر نہیں ہے یہ زعم فاسد تو ہم کا سد گنگوہی کا کہہ کر قول کرنا ہے کہ شامی خطا سے مسئلہ اس فعل کا اور انکو
 کہنا ہو سلطان اس لئے کہ گنگوہی واضح ہو گیا اور اس قول کی زبان ہونا لاغ ہو گیا پس یہ قول گنگوہی سو بدعتی
 محض سو فہم ہے اسی زبان پر نہیں ہے پس نہ فاسد علی الفاسد و سو نہ گنگوہی بدعتی ہوا ہے بلکہ مولف فہم
 بر سو فہم کا کہہ کر کہہ بیان ہے یا چون قرآن بیان کئے ہوئے مولف الفاضل و سادہ و سادہ گنگوہی کے ہے اور
 اور کسی زبان گنگوہی نے اور کو کچھ نقصان نہ ہو چاہا اور گنگوہی نے ہر طرح ضرر پایا کے انکے جو صفوہ ہوں
 گنگوہی سب قرآن مولف کو جمل و سو فہم بتا تا یہ اور کہتا ہے کہ بدعت لا اصل لہا کہ معنی تمام اہل علم دیانت کہ نہ ہو
 بدعت سیدائے ہر قرآن اور مولف انہ کو مادہ علمی کہنے کلام علی راہ دیانت نقل ہے ہمارے بتا تا یہ اور فاضل کہتا ہے
 اور دیانت رد تھا کہ اتفاقا کہ بیتان گناہ اور مولوی احمد علی سہارنپوری کے حق مولف بدعتی گناہ الاقرار
 اور تاہم اور آیت و من کان فی ذلک فاعلم انہ علیہ الامور و فضل مسیلا مولف کے حق بتا تا یہ سب کا
 و تاہم گنگوہی کی ہے قرآن کا حال تو بخوبی معلوم ہو چکا تو نہیں گناہ انکے عقید دار عاقل کو چون وہ کہہ کر کہہ کر
 اور ضیاء و حقا و جسے دین تو کلام خدا رسول میں ہی گفتگو کر قرآن کسی یہ دین کی گفتگو و اسی بنا ہی حق
 نہیں ہوتا اور آفتاب پر خاک نہیں ہر بی ہے کہ سب کو اہل سے مولف قرآن کے حق کو اسطے بہت ہی کچھ ناچھایا ان گنگوہی
 مادے سولے کہہ کر انکے کچھ ایسے ناچھایا یا ہے جا ہی ہے کہ کیا کہہ کیا سو تاہم وہ قرآن حق مانند آفتاب روشن
 نور افشان دین منکر کے جمل کو لوگوں پر جو مضامین میں ظاہر کر رہے ہیں ایک اہل علم دیانت کے قول ہو چکی

گفتگو ہی سہا بہت کیا کہ بدعت لا اصل لہا کہ معنی بدعت سب کے میں اور یہاں موافق عادت قدیم کے جو ثبوت بولیا
 کہ تمام اہل علم و دیانت کے نزدیک معنی بدعت لا اصل لہا کے بدعت سب کے ایسے خلاف کو آدمی کیا کہ تمام
 اہل دیانت میں نور الدین جلیلی صاحب سیرت شمس شامی و ولید محمد شامی ہی تو ہیں وہ تو سبھی قبول سیرت
 شامی کے تفسیر سیرت بدعت حسد کے کر فرمیں چنانچہ اوپر گذر چکا ہے کیا تمام گفتگو کے نزدیک نور الدین جلیلی و صاحب
 سیرت شمس و ولید محمد شامی اہل علم و دیانت میں سے نہیں ہیں بہرہ چون تمام علماء و محدثین کی طرف نسبت
 کرتا ہے کہ بدعت لا اصل لہا کے معنی اون کے نزدیک بدعت سب کے ہیں کہ یہ شرم و غیرت ہی تو دور جا علماء و علماء
 دینی و تحقیق کے اقوال و تفکر دے ہوتے کہ جن سے یہ ثابت ہوتا بدرونی نقل جو ثبات نام لیدہ نے میں شرم
 و حیا نہیں خود کا ماحہ و ان سے یہاں اس رسالہ سے واضح ہے دیانت و امانت لایع ہر کہ ایک قول ہی منہج
 اور صراحت چنانچہ خلاصہ مولا کا ماحہ و ان کے واقعات و آیات کے بیان کی اور حیات عبارت کو مکی و توضیح سند
 اجماع کے بارہ میں کی اور بڑے میں لفظ عا لغو الیہود عبد عاشور کے بارہ میں زیادہ کر دیا اور حوالہ جاری اول
 کا ویریا اور والدین عیسا سے اجرت مدرسین کو ثابت کیا تمام جہاں کے خلاف اور ابن حجر و جلال الدین کے
 مقابلہ میں کیا ابلہ فرمایا کہ ابن حجر و ثناء بنی بات اس کے قیاس کو باطل اپنی جہالت سے بنایا اور صراحت
 ملا علی قاری و ابن حجر و ابن جزری و ستامی و غیرہ علماء کے اقوال و فرمودات کو ناگہانیکہ قول ساقط و لا دلیل
 کو جو اپنے سوائے نفسانی کے پایا اوسکو معتبر و قوی قرار دیا اور صراحت کیا کہ جو کثرتوں علماء کا تعامل ہی معتبر
 نہیں ان تمام امور کا خود مرتکب ہے اپنے گویاں میں منہ ڈالکر نہیں دیکھتا ہے اور اپنے افعال و عیادت و ہر
 دیانتی وجہ زبانی و زبانی نہیں جانتا ہے اور ہم غیور و سزا و عظیم کے حمل کو خلافت بتاتا ہے اور کذب و بدعتی کے
 اسکا کلی طریقہ ضروری کرتا ہے اور بالاسکان خدا یعنی کو کاذب گو یا کہتا ہے اور انکار ایک کلمت و ترسے ایمان کا ٹھکانا
 ہونا دیکھ کر تاجرت جس کے لازم آتا ہے کہ بعض صحابہ کرام رضوانہ علیہم اجمعین صریح و ظہر و فضلا و ائمہ و
 مشائخ و فقہاء و حنفیہ کسی کے ایمان کا ٹھکانا نہ ہو جسے اسلئے کہ یہ تمام حضرات ائمہ ایک رکعت و تہنہ کر فرمیں اوسکو
 اگر ای خود کی خیال نہیں کرتا ہے اور مولف انوار جو بات حق کہتا ہے اور جو مسلک جمہور علماء کا ہے بھلا کتب ثابت کر
 سائی اور اس گفتگو کی حیات و بدو باتی مکی اور کے متعین بدو باتی اوسکو کرنا منظور نہیں فقط اٹھیا و منظور ہے
 اوس کے حق ایسے وہیات و طرفات زبان و قلم سے بھلائی ہو مولوی احمد علی سہارن پوری کو مولف انوار
 میلاد شریف و قیام نہیں جانتا ہے بلکہ اوسکا محل اسی شام میں ثابت کیا ہے مولف نے چنانچہ اوپر گذر چکا ہے کہ
 صفحہ ۱۴۰ پر ابن میں کہتا ہے کہ لہذا مولف نے جواب کہنا شروع کیا ہے اور حاشیہ پر مولف صاحب کے نسبت شرکت

مجلس مرواد قیام کے نہایت اہم و گنبد سبکی کہ یہ فتویٰ اونکا چار و شہادت مانظ عبد الکریم خان کے کہتا ہوں
 جواب میں کہ میں نے یہ دیکھا ہوں کہ کثرت علی الکاذبین اس عبارت صاف ظاہر ہے کہ مولف انور شریف
 احمد علی کو شکر سیلا دینا جانتا ہے اور یہ فتوے مولوی علی کا جو بعد وفات اونکی واپس سے طبع کرنا ہے
 سیلا دو قیام میں جو اقوال جہالت و بے علمی سے مملو ہے اور سکودہ مولوی احمد علیکا نہیں جانتا پس جبکہ
 فتویٰ مولف انور مولوی احمد علی کا نہیں جانتا تو اس فتوے پر کام کرنا مولف کے نزدیک مولوی احمد
 علی کے اقوال پر کیا کرنا کلام ہوا اور اس فتوے پر طعن کرنا مولوی احمد علی پر طعن کس طرح ہوا پس یہ جہالت
 و نادانی صرف جو گنگوہی مولف انور کا بڑا بڑا کرنا مولوی احمد علی کے حق میں جانتا ہے مصنفین نے جہالت
 کہ جہالت و ضلالت سبکی ہے اور جو آیت مولف کے حق میں گنگوہی سے لکھی ہے اور اسکا سزاوار گنگوہی ہے نہ
 مولف انور اور یہ نقل کر چکے ہیں کہ خارج کو ان عمر اسلئے برترین ضائق جانتے آیت منزل حقوق کفار
 میں مسلمان کے حق میں قرار دینا یہ آیت خاص کفار کے حق میں جتنا بظہر قاضی میں برہنہ ہے وہ بے شک
 اہل سنت و جماعت کے حق میں اس آیت کا پڑھنا وہی خارج کا پڑھنا ہے کہ بعض اقوال موجب کفر ہیں
 میں جتنا بظہر امکان کہ مذکورہ فاضل جہالت و بے علمی سے لکھی ہیں وہاں اس آیت کا مستفیہ ہو سکتا
 ہے نہ کسی مسلمان کے حق میں مولف انور نے علامہ ابو الدین علی و سیرۃ الخیر سے ثابت کیا تھا قول محمد علی
 کہ فتویٰ کرنا ساتھ بدعت حسنة تو اسکا جواب میں گنگوہی صفحہ ۲۲۱ میں اپنی فکر پر مستقیم کی مولف اسقول
 علی کو جو بعد نقل عبارت سیرت شامی کے لکھا ہے ای لکن فی بدعت حسنہ فلا یسئل کل بدعت خلافت
 مروا قرار دینا کہ علی سیرت حسنہ قبول ہو تعاقب کیوئے لایا ہے کہ بدعت نہ ہو قبول لکھتا ہے اور اصل یہ ہے
 تعاقب کرنا جو پس علی و صاحب سیرت حسنہ قیام کو بدعت اور شامی کہتا ہے اور گنگوہی اپنی جہلی ہے یہ
 کہتا ہے یہ قول شریع کے مروا سے نہیں کہو کہ لکن لفظ شرع کیوئے نہیں ہے اور ای حرف تفسیر کے مکرر استعمال
 علی سیرت کے عبارت کی نظر کرنا نشان ہے کہ وہ منزل تفسیر کے موقع ہو جاتا ہے کہ گنگوہی عجیب جہلی کہ شامی کا قول
 مخصوص ہے مخالفت کسی اور سکودہ نہیں مگر تاویل علی کی یہ کہ وہ مطلق کے وجہ سے قیام کو قرآنے تفسیر
 مطلق کا وجہ اس قیام میں تھا اور علامہ اندیشہ تہا لبذا جائز نہ تھا جو میں نے لکھ چکا و جواب قیام و انوار
 عرب و مصر وغیرہ کا جو عبد السمیع سراج اور عبد الرحمن بن عبد مدین سراج کے فتویٰ سے لکھا گیا ہے یا پہلے
 لکھا تھا قول و باجہ الترفیع میں نے ظاہر ہو بدین قرینہ کہ فہم میں تو ہیں وہی میں کہ قول علی از سیرت
 شمس سراج قول شامی کی ہے کوئی قرینہ بیان نہ کا موجود نہیں ہے جس سے رو قرار دیا جاوے قیام و غیرہ

محتاج الی القریۃ کی طرف جانا بدون لغز معنی قبلہ و ملا وجود قریہ غیر مباحہ کے سراسر استعلا ہے اولیٰ قریہ
لینا اور جلیبی و صاحب سیرت شکر فائل بدعت حسنہ اور شامی کو قائل بدعت قرار دینا کھلف باہر و جو قائل استقامت
خودی العقول نہیں ہے لیکن لفظ شرح کی واسطے ہونے یکبارہ نام آتا ہے کہ وہ جو صاحب کو یہ خوب ثابت ہو جو
کوئی لفظ شرح کی بنا ہوا کرے تو اس کو رد بنا دیا کریں البتہ ایسے عجائب امور گنگوئی سے مساوی ہیں
جو موجب مضحکہ ہر ادنیٰ واسطے کے ہیں لفظ لکن رو کی واسطے ہی موضوع نہیں جو گنگوئی قرار دینا ہو لکن کسی
و نحو کے جاننے والی سے دریافت کر لیا ہونا کہ لکن کس معنی کی واسطے موضوع ہے تو وہ بتا دینا گنگوئی صاحب
یہ واسطے تو یہ کہ ہے جو کلام سابق سے ناشی ہے یہ صرف تعاقب و رد نہیں ہے اور لفظ ای صرف تفسیر کے
مابینہ کور ہوگا و اسکو تفسیر کے ماقبل قرار دینے اور سیرت شمس کے عبارت کی نقل کا نشان ہونا منافی ہے کہ نہیں
کہ اسکا بعد تفسیر و شرح ماقبل کے ہووے ہو سکتا ہے کہ اپنے قول سے تفسیر و شرح جلیبی سے قول شامی کی بیان
کی سیرت شمس کے قول کو بطور شرح و تفسیر کے بیان اور جو جلیبی اس شرح کو تفسیر کے ساتھ راضی ہو جس کی
موافق اپنی اصطلاح کے بعد لفظ ای قول سیرت شمس کا بطور تفسیر و شرح قول شامی کے ذکر کیا تو اسکا
ہی اسکی ہو گئی اور یہ ذکر کرنا اسکا تفسیر و شرح ہی قول شامی کے ہو گئے گنگوئی نقل قول سیرت شمس کی اسکی
شرح سو نہیں منافات اپنی فکر ناقص ہے خیال کر لی ہے اس واسطے اس شرط ظاہرین کے رد اور شامی کے قول
منصوص کہنا اور مخالفت کسی اسکو مضمر ہونا ہی گنگوئی کے فہم پر وال ہے یہ سراسر ادنیٰ ہے کہ شامی کو
منصوص قرار دینا ہے کہ جسے نقل قیام کی بدعت سید ہوئی و آمد جو قول شامی اسکے خلاف مردود ہے محاکمہ اسکے
مضبوط ہونا بدعت سید قرار دیکر اسکو منصوص زعم کرتا ہے لہذا نہیں جانتا کہ منصوص بتانی سے لغز و خطو
رسول پر ہونا ہی منصوص قیام میلاد کا بدعت سید ہونا اور سوقت ہونا کہ بدعت سید ہونا قیام کا ضد اور رسول
ہوتا اور باوجود فرقہ فتنہ کے کہنا صراحتہ افکار و خدا و رسول کرنا ہر ایسے بے باکی ایسے فرقہ بدعت و باہر و غیر کا ہی
خاص ہے لغز و با بعد میں ذلک تاویل جلیبی کی خوب گہری ذکر مطلق کے فرکیو جس سے قیام کرنے سے تفسیر مطلق
اور جس قیام میں نہ تھا اسکی مراد ہو سکتی ہے کہ جلیبی صاحب فرات میں کثیر جمعیں جو قیام کرنے سے تو مطلق کیا
فرکیو جس سے کرتے تھے او انکی قیام میں تفسیر مطلق کا رد نہ تھا اور اس کے فرض ہی ہوگی گنگوئی کی کہ جلیبی شامی کو
جواب دینا ہے کہ او انکی قیام میں بدعت سید تھی بسبب ہونا تفسیر مطلق کی تاویل و جواب جلیبی کو گنگوئی صحیح
جانتا ہے جب ہی جلیبی کے قول کی تصحیح کی واسطے ذکر کرتا ہے یہ تو ظاہر ہے جو قیام ہے کہ جس پر عادت جاری ہونا
جمعیں کا وقت ذکر و اذات آنحضرت صلیم کے بطور تعظیم کہتا ہے اور عادت کو بدعت نہیں ہر فرقہ میں کہیں ہی مصل

سیلا وقت ذکر ولادت شریف کے کر فرمے عادت سیوقت قرار دیا جی کہ ہمیشہ کرتے ہیں قیام مذکور کو محفل
 سیلا میں وقت ذکر ولادت شریف کے اور اس قیام ہمیشہ کا وقت ذکر ولادت شریف محفل سیلا و جابر درست ہو
 اس تاویل سے لنگوی صحیح و درست گرای کہ مطلق قرار دیکو جو کر فرمے تقیہ مطلق جب اوس میں نہ تھا پس اس
 تاویل سے لنگوی کے نزدیک قیام سیلا و شریف ہمیشہ کرنا ہی جائز و درست ہو گیا اور یہ ہی ثابت ہوا کہ ہمیشہ قیام
 کر کے سیلا و شریف کہیں تقیہ مطلق کا درجہ نہیں ہے اب تقیہ مطلق لنگوی کے نزدیک ہی ہی ہو گا کہ کوئی فرض
 واجب مع ان خیرو کر جائے اور بدون ان خیرو کے جواز قیام قطعی واسطے آنحضرت مسلم کے جائز جانے پس اس
 ایک تو ثابت ہوا کہ اب جو قیام اسلام میں جاری ہے وہ ہی جائز ہے کیونکہ کوئی ان خیرو کو واجب فرض
 واسطے جواز قیام کہ نہیں جانتا اور غیر تقیہ بقیود مذکورہ کو نیز جائز کوئی نہیں کہتا ہی پس تقیہ مطلق بیان
 ہی نہیں ہے اور دوسرا امر یہ کہ یہی امر قول محمد شامی کیجی ہو سکتی ہے اور ممکن ہے کہ محمد شامی ہی ہی یہی
 قیام کو جائز جانتے ہو جن اس جواز کی طرف اشارہ کرنا کیا ایسا کلام فرمایا ہو کہ حسین قریشی جواز کے جو
 انواز سے ذکر کو نہیں موجود میں پس بدعت لا اصل لہا اور نہ نزدیک بدعت حسین پر وال نہوا اور نہ جو لنگوی
 کا لنگوی کی تقریر مطلق ہوا اور قول لنگوی کا کلام وہ امر نہ مذکور ہو گیا اپنے عدم اندیشہ علوم و عدم
 تقیہ مطلق نہوا تو مذکور ہو گیا پس اسر مطلق ہے کیونکہ علوم میں ہی کوئی واجب و ضروری قیام کو واجب نہیں
 جانتا اس اعتقاد کو لنگوی طرف نسبت کرنا محض افتراء ہے اور اندیشہ و احتمال کا تو اس حالت میں ہے نہا
 جس حالت بشر جمیع کا قیام درست ہونا قول لنگوی سے ثابت ہوا ہر زمانہ میں علوم و خواص ہوا اگر فرمایا اور
 اہل عالم ہر زمانہ قیام پس نہا سے شروع ہوا اس زمانہ سے لیکر آج تک حرام ہی موجود رہی میں پس پیش
 حرام کہ یہ اعتقاد کا اور احتمال اور نہ واجب و سنت مومکہ جائیگا اور سوقت میں ہی پر اندیشہ عوام ہر زمانہ
 جو لنگوی بتا جو سر غلط و خلاف عقائد ہے اور تقیہ حسن ہے کہ منہج ہے وہ اب ہی پایا جانا مسلم نہیں ہے
 محض دعویٰ سنی لنگوی کا ہے اور خوف بد اعتقادی حرام موجب عدم جواز ہونا ہر جائز مسلم نہیں ہے بعض
 ابی خوف ہوئے ہوتے ہی علماء جواز جاتی ہیں اور ایسے خوف بد اعتقادی کے سبب اس امر کو ناجائز
 و مذکور ہوتا ہے قرینی دیکھو علماء و اولیائے سادہ عوام کا اعتقاد زیارت کا ایسا ہوتا ہے جو شایع شرع ہے
 اور جو قبر کے پاس نماز پڑھی جائے تو خوف فساد اعتقاد عوام کا ہے اور باوجود اسکے قبور اہل علم و اولیاء نزدیک
 نماز پڑھنے کو قبیحہ جائز فرماتے ہیں اور خوف بد اعتقادی حرام سے ناجائز نہیں فرماتے امین فی العینی
 الہدیٰ فی باب الجہان زمان قلت قولنا الناس المصلو علی قبر النبی انما کان خوفامن ان یخلف قبر

علیہ السلام مسجد و لم یکر فلک لا علم مشر و عیة المفلح بما قلت لا یلزم من الصلوة علی قبره
 ۲ افتخاف المسجد لایری انهم جوزوا ان یصلی عند قبر و اهل العلم والا ولیا مع من یزید اعتقاد
 الدائم فی التعظیم لہم الخارج عن الشرع انتہی پس یہ کلیہ مستوفی ہو اگر خوف بر اعتقاد ہی عوام کے ہے
 کوئی امر مکروہ ہو جاوے پس بالضرر اگر خوف بقید و ناگہر علم ہو تو یہی تب ہی چونکہ علما سے اس خوف کا
 اعتقاد نہ کیا اور قیام کو مستحسن جانا قیام مذکور مکروہ و حرام ہرگز نہ ہو گا اور بیت سے مسائل موجود ہیں کہ
 فقہ ثنائیہ قیاس وہ جائز نہیں اور مقابلہ استحسان جائز و درست ہو کر کے سبب ہو کہ فقہاء درست ہی کہیں ہیں
 اور استحسان کے مقابلہ میں دلیل قیاس کا ساقط و حدیث و اشراک مخصوص قرار دیا ہو پس یہ خوف بد اعتقاد
 یہی بمقابلہ استحسان کے ساقط ہو اور ضعیف تر ہے کہ عمل اس پر درست نہیں ہے مان استحسان جو دلیل ہو
 نہ تو تا خوف بد اعتقاد ہی موجب کراہت قیام ہو جاتا ہے اور استحسان کے ہوتے ہوئے ہرگز موجب کراہت
 نہیں ہو سکتا ہی پس قول گنگوہی باطل و ساقط بلکہ بنیان پر اور توارث و تنازع کا چند بار جواب پہلے گزر جانا
 گنگوہی بتاتا ہے مصنفین و فکیا یہ خوب روشن و ہرید ہو گیا کہ کوئی دلیل شرعی ایسے جو رخص توارث و تباہ
 و تعامل کی دلیل ہو نہ ہو گئی کہ کوئی دلیل شرعی ایسے جو رخص توارث و تباہ کی دلیل ہو نہ ہو گئی کہ کوئی دلیل شرعی ایسے جو رخص توارث و تباہ
 گنگوہی سے صادر ہوئی کہ تعال لا کہوں کہ و زون علما کا یہی معتبر نہیں اور مل علی غایہ و سخاوی و ابن جریر
 و ابن جوزی کا قول اس امر میں معتبر نہیں ہے اور قیاس بن حجر و ابوالدین سیوطی باطل ہے ان مخرقات کو کون
 عاقل و دلیل شرعیانہ و ان سے اسناد تعال علما کا قبول کیا جائے بے اوبانہ کلمات تمام ملحدین ان کے
 مقابلہ میں مکبر ترین یہ جواب چند بار گنگوہی کا گذر ہے جس کا اعلان ہی اوپر معلوم ہو چکا ہے پس نجات فضل سیوطی
 قیام میلاد شریف جو مولف انوار سے کیا تباہ و باقی راہ حق کا حق ظاہر ہوا اور مخرقات گنگوہی اس بار
 سبب انمشور ہو گئے اور کچھ پیش نہ چلی اور سوائے خسار نصیب و حرمان کے گنگوہی کو کچھ حاصل نہوا
 اور فرقہ اہل سنت مظفر و منصور کا انھیں مد علی ذلک و لا حول و لا قوۃ الا باللہ گو تا می ختم گنگوہی کی
 یہ دیکھو کہ جو اول قاعدہ ساتھ ناز و روزہ کر اور انکو سبب ناز و روزہ کی کراہت فرمائی ہے انکو یہی تو کہی کہ
 سوائے عام جانا کہ خارج ناز و روزہ و عبادات مخصوص کی ہی مذکور دلیل کراہت جانتا ہے اور شدہ کفار کو ہی
 ایسا عام کیا کہ خواہ وہ مذموم ہو خواہ نہ خواہ او سکا شاعر خواہ نہ خواہ کامل تشبہ ہو خواہ نہ خواہ فضل ہو
 کہ ایک جز میں تشبہ ہو خواہ اسکی دلیل جو انکی اصل اسلام کے نزدیک موجود ہو خواہ نہ ہو عام کو موجب کراہت
 و حرمت جانتا ہے اور کہیں باوجود کہ تشبہ ہوتا ہے اسکا جواب اس کے نہیں ہو سکتا ہی تو اپنی جہالت سے

کہہ دیتا ہے کہ یہاں تشبیہ معتبر نہیں نام رسالہ برائین کا حار ان دو اصل فقہیہ طلق جو اول مخصوص نماز زورہ
 مغنوم ہے اور تشبیہ کفار کو فی بران سے رکھا اول سے آخر تک اکثر جائز ان ہی دوہر سے استدلال
 کرتا ہے اور اکثر ہی زبان قلم پر نے آتا ہے کہ فقہیہ مطلق تشبیہ کفار جو خواہ یہ وہاں ہو یا نہ ہو ایک ہی جگہ
 آتا ہے اور سب کو یکجہ بحث نہیں اپنے صفحہ ۱۱۱ سے لیکر صفحہ ۱۱۲ تک ان دو اصل کی اثبات میں اور اسی جگہ افانہ
 سیاحہ کے اور آخر میں بہت خوش ہو کر کہا کہ یہی دو اصل رسالہ مطلق کفر و قلع کو کافی وافی ہیں اور آخر میں
 کلام کے سوائے انوار کثیر نسبت کی غیبی و کلمی اور کو تشبیہی وجہ مرکب و دعویٰ بے سند و اضلال خلق
 پر ہے بالکل صحیح کہ ان دو اصل پر کنگوی ایسا غرہ ہے سیدھے کچھ کلام امین کیا جاتا ہے اور کچھ کچھ کچھ کچھ
 علیٰ ارا اضلال خلق تشبیہ کرنا بدین کنگوی کو لایا جاتا ہے تا نیدر اس کے وقوف کنگوی ہی کہتا ہے کہ یہ
 تخصیص کے عافیت کے یہ حدیث پیش کی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تختصموا الیئہ الجمعۃ بقیامہ میں
 اکیلیا ولی لا تختصموا الیہ الجمعۃ بقیامہ میں الا یام الان یکنون فی صومہ صومہ واحدکم الحدیث اور
 کنگوی سے کہا کہ ہیں اس حدیث میں یہ ارشاد ہوا کہ تم جمعہ و شب جمعہ کو صومہ و صلوة کے واسطے خاص مت کر
 کیونکہ صومہ و صلوة نوافل مطلق ہیں کیساں میں خصوصیت کسی وقت بدو ان ہمارے حکم کے دست نہیں ہے پس
 مطلق کو مقید کرنے سے منع فرمایا ان قال الکنکوی اور قول علیہ السلام لا تختصموا بطلاق دامہ و تخصیص خواہ
 اعتقاد و علم میں ہو خواہ عمل میں دونوں ناجائز ہو ونگوی کا یہ تخصیص فعلی اگر مخصوص مطلق میں
 واقع ہو ونگوی وہ ہی بدعت ہے اور داخل نہیں کہ ہے علیٰ ہذا مطلق کرنا مقید کا عام ہے کہ علیٰ ہذا مطلق ہو یا دونوں میں
 عزیزین جو کہ یہ قاعدہ اس حدیث سے بوضاحت مستنبط تھا تو امام نووی شریح اس حدیث میں فرما تو ہیں
 احتج بہا العلماء علیٰ کراہۃ هذه الصلوة المستند علیٰ التی فی الغایب قاتل فی مواضعها وخصمہا
 فی بدعتہ متکررہ من البدع الیٰ اللہ فی الصلوة المستند علیٰ التی فی الغایب قاتل فی مواضعها وخصمہا
 اور سب اوقات مشروعہ میں افضل ہی القربات ہے سب تخصیص کے بدعت متکررہ ہو گئی کیونکہ اطلاق منکر
 نہ مقید وقت تک کہ مخصوص ہو گیا تو اس قید کو جس سے سب مقید بدعت بن گیا انتہی اقول و بدعت انتہی
 کنگوی احادیث نبویہ صلیہ کی سرخلاف تمام جہان کے لیتا ہے جو کسی حق و امام سے نہیں کیا ہے و کنگوی
 اپنے ذیل ملامت عباد و دلدار ہے کہ مابہ و جمیع تخصیص بات جہر کے ساتھ قیام کے دن بعد سا لحد بدعت کے
 یہ بدعت نہیں کہ مطلق کو مقید کرنا لازم آتا ہے یہ حالت صرف کنگوی کی ہے اور ہر اور ہی علماء نے نہیں لی ہے
 کسی سے کہ کہ جمعہ کا روزہ سوائے عادت کے جائز نہیں ہے اور تخصیص فعلی بدعت و نوافل میں ہے بلکہ یہ مخصوص

کہ سب سے بعض علما اسے مکروہ کہا ہے اور حکمت اسلامی ہی کہ جو اس حدیث میں وارد ہے یہ فرمائی کہ دن میں
 دن دعا و ذکر و عبادت و غسل کا پہلا اور اول جانا چاہئے تاکہ اس سے اور اس کا انتظار کرنا چاہیے اور خطبہ سنا جائے
 اور اس دن جمعہ میں کثرت ذکر اس کی کرنا چاہئے بقولہ تعالیٰ فاذا قضیت الصلوة فانتشی فی الارض
 واتبعوا من فضل اللہ واذکروا للہ کثیرا اور سوائے اور عبادت کا دن یہ اس لئے انتظار اس دن سبب ہے کہ یہ
 عبادت و وظائف خوب چھی طرح لذت و حلاوت و قوت کے ساتھ ہو دین اور طلال و انتظار و فتور روزہ
 رکھنے سے پیدا ہو جائے اس حکمت پر یہ اعتراض ہو کہ اس حکمت کے سبب سے ہی و کرامت پر تو یہاں یہ حدیث سے قبل
 و بعد کا روزہ جمعہ کے روزہ ساتھ رکھا جاوے تب بھی یہ فتور طلال ہوگا پس چاہئے بعد قبل و بعد روزہ کے
 بھی جمعہ کا روزہ مکروہ ہو جسے اور حال انکہ مکروہ تو اس کا جواب یہ دیا ہے کہ روزہ قبل کبر جمعہ نقصان ثواب
 جو فتور کے سبب ہوئی ہو جو ہوگا پس کرامت مرتفع ہو اور کرامت خوف مبالغہ تعظیم جمعہ کے سبب قرار دیا
 حلال و ضعیف و منقوض ساتھ نماز و غیرہ وظائف جمعہ و تعظیم جمعہ کے فرق میں اور اس وجہ سے کرامت و شہونا
 یہی کہ اعتقاد و جواب کا لکھا جاوے تحقیق کے ضعیف و منقوض ساتھ صوم دن پیر کے ہونا فرما تو میں کہ اس دن کا روزہ
 تنہا رکھنا مستحب ہے پس یہ احتمال بعید قابل التفات کہ میں اور روزہ دن عرفہ دن عاشورہ و غیرہ دن کو اس
 یہی یہ منقوض ہے انام لہی کی عبارت لنگوی صلوۃ رغائب کے بارہ میں نقل کی ہے اسکے ساتھ یہ عبادت
 سوچو یہ جو مخالف ہو لنگوی کے جس کا مطلب یہ ہے کہ لکھ دیا ہے الفاظ اسکے میں قال العلماء و حکمت فی حق
 ان یوم الجمعة یوم دعا و ذکر و عبادت من الفضل و التکبر الی الصلوۃ و انتظار و احوال و استماع الخطبہ و التلا
 الذکر علیہا القول اللہ تعالیٰ فاذا قضیت الصلوة فانتشی فی الارض و اتبعوا من فضل اللہ و اذکروا
 اللہ کثیرا و غیر ذلک من العبادات فی یومہا فاستحب الفطر فیہ لیکون اعون لمرحلہ هذا لوظائف
 اداہما بنشاط و انشراح لہا و التلاذ بہا من غیر ملال و لاسامہ و هو فطر الحاج یوم عرفۃ فالسنۃ
 بہا لفظ کا سبق تقریر و لہذا حکمت فان قبل توکان کذلک لیزال النبی و لکراہۃ بصوم قبلہا و
 بعدہ لبقاء المعنی فالجواب فیہ یحصل للہ بفضیلۃ الصوم الذی قبلہ لولہا ما یجیب ما قد یحصل من
 فتور و تقصیر فی وظائف یوم الجمعة بسبب صوم فیہا و لعلہ فی حکمت فی النبی عن انزال
 الجمعة و قبل سبب خوف اللہ فی تعظیم بحیث یفتن کا افتخار خود یا نسبت و ہذا ضعیف
 منقوض بصلوۃ الجمعة و غیرہا ما و التلاذ بہا من وظائف یوم الجمعة و تعظیم و قبل بسبب
 التلاذ بمعتقد و جوہر ہذا ضعیف منقوض صوم لاثین فانیہ بید بصوم و لا یلتفت الی هذا

ہوئے اور بعض اہل علم کو میں نے دیکھا کہ روزہ جمعہ کو سفر درگت سے جانا بخرام نووی سے ایک
بر قول شریح مسلم میں نقل کیا ہوا موقوفہ مال نصف الموطا میں اسمع احمد من اهل العلم والعقود من وقت تک
عن صیام الجعفر و صیام حسن وقد رأت بعض اهل العلم يصومون اواداکان بخلاف هذا الذي قاله مالك
هو الذي رواه وقد رايت غير خلافت ذلك الخ اور یہ کہ امام نووی کا کہ امام مالک معذور ہیں حدیث انور
نہ پہنچے اور قول داودی کا نقل کیا کہ انکو حدیث پہنچتی تو مخالفت کرتے یہ اس وقت مستقیم درست ہونا کہ امام
مالک صاحب کے پاس کوئی تاویل اس حدیث کی نہ تھی جائز کہ امام مالک کو حدیث پہنچتی ہو چکی ہو کہ اور ان کے
اندر ایک شفقت پہ عمل ہوئے کہ آنحضرت صلعم نے شفقت فرمائی کہ جو روئے کہ اس قدر امور عبادات در وظائف
مجدد کے ساتھ صوم یوم جمعہ میں تکلیف ہوگی جتنا فی بعض صحابہ رہا کو قیام تمام لیل سے منع بطور شفقت کر فرمایا
تہا احادیث وان بخلاف شیخ امام مالک رحمہ اللہ میں انکو حدیث کا عدم موقوف کیونکہ تسلیم کر لیا جاوے اور جب امام
مالک ان کے زمانہ کے تھے اہل علم و فقیہ مقتدی گو یہ حدیث نہ پہنچے تو انکو زمانہ کے بعد کہ انھیں آئیں یہ کیونکر ہو سکے
کہ امام مالک اور دوسرے مقتدی علماء و فضلاء فقہاء کو ان کے زمانہ کو تو نہ پہنچے اور میں بعد حکویتی ہو چکا اور
انکو دیکھا کسی فقہاء و علمی و معتدلی کو نہ پہنچے اور معنی اس حدیث کی کہ است صوم مستقیم ہوتی اور قابل
مذکور یا دوسری تاویل فعل اسکی نہ ہوتی تو وہ روزہ جمعہ کو مستقیم طرح جانتے جس حدیث انکو پہنچتی ہوگی لیکن
اوں کے نزدیک جانتا و بل مذکور باوجود کہ ہوگی پس اس حدیث کو است و بدعت سمیہ کا ہرگز ثبوت نہیں ہوا اور
قیام لیا یا الجعفر کے جو یہی یہی ہو سکتی ہے کہ جب رات جمعہ کے روز وظائف و عبادات میں گزرتی تو انکو بسبب
شب بیداری کے وظائف میں مشغول ہوگا اور دشواری پیش آوے اسلئے خفیفہ تسبیح فرماوے جو کہ اس بدعت
و موافق ثبوت اس حدیث سے ہرگز نہوا میں گنگامی سے عبارت نووی رد المحتار و فتح القدیر کا اختیار کیا
یہ خیانت حق پر اور ان عبارت کو خلاف حدیث شریعہ میں جس میں حدیث سے وہ جہلانہ و ذریعہ عنارف و بدعت کی جو عبارت
رغایک با میں نقلی اور میں ہی عبارت نقل کی کہ حدیث نقلی کے منسلکی عبارت جو بعد کو یہ ہے و فیہا منکر اختلاف
وقد صنف جماعة من الائمة مصنفات تفتیہ فی تقبیہا و تفضیل مصلیہا و مبتدعہا لا یشاہدوا
و یبطلانہا و تفضیل فاعلموا اکثر من ان تحصى و الله اعلم الخ انتہی اس عبارت سے واضح ہو کہ اس ناز
میں منکرات و غیر مشروعات منوطاً ہو موجود ہیں اس میں اس سبب یہ غار صلوة رغائب ناجائز اور گہری
و ہو کہ وہی گو یہ عبارت تو چھوڑی اور گلد یا کہ قید وقت و تخصیص کے لئے یہ غار بدعت بلگنی ہے جس سے
ناواضع لوگوں کو ہو کہ بعد حدیث و کتاب میں ہی تخصیص ہے تاکہ جائزین کیلئے تخصیص مسلمان خدال ہو

ہر اور اہل سنت و جماعت ہر طرف سے کھل جاتا ہے اور سختی ناکارہ ہوتا ہے یہ اضلالِ حق گفتگو ہی سے نہ کیا
 اور نہ کہا گیا جو خود میں موجود ہیں وہ مولف افکار پر زبردستی لگایا ہے باوجودیکہ ایسے امور کے بالکل انقضائے
 پاک و بری کے مستحقین پر خوب واضح ہو گیا کہ اس حدیث سے تقدیر مطلق کا منہج نہ ہونا اور تنہیض جابرین
 ثابت کرنا جابرین ثابت نہوا اگر فی نفسہ یہ مسئلہ ثابت ہو کر تقدیر مطلق بعض مفسرین کے نزدیک نا جائز نہ کہن
 اس حدیث سے جو گفتگو ہی ثابت کرنا ہے یہ محبت اس کرانا اور اسکو اپنا تسلیم نہ کرنا یہ سراسر سکی ناواقفی و
 تحریف معنوی حدیث کہے گفتگو ہی عامی محض ہے اقتداء فقہاء اسکو واجب ہے اسکو ترک کر کے جو تہ مجتہد کہے
 کہ اجتماع حدیث سے اثبات قاعدہ کے بارہ میں کر کے اور عین اس سے درست اندازی کی اور حدیث پر اعتماد کر
 بارہ میں تارک و واجب علیہ کا ہوا موافق فرماتے امام ابی یوسف رحمہ اللہ کے ایسے کے حق میں اعتماد حدیث پر کرنا
 موجب سبب کا ہی نہیں ہوتا ہے جس کے کفار مفسر ہو سکے کوئی عامی جماعت کر دے اور موافق حدیث اتخلف
 سے اظہار ہو جائے یہ حدیث کو مفسر جانے کے بعد تصدیق کیا کہ یہ کفار اور اس پر آدین کا اور عمل و اجتہاد نام نہاد
 اسکو حق میں مشتبہ ہونا جس کے کفار مفسر ہو کر اسی سبب کے اس پر ترک واجب کیا ہے اور ترک واجب سے سقط
 کفار نہیں ہے فی فتح القاری وعن ابی یوسف لا یسقطہ الا علی العامی لا اقتداء بالافتداء بالافتداء
 لعدم الاختلاف فی جہتہ لای معرفۃ الاحادیث فاذا اختلفت کان قارکاً للوجوب علیہ و قولہ لا وجوب
 لا یقوت شہدہ و مفسرین علیہا انتہی امام نووی سے تحت حدیث اذ حکم الخاکم فاجتہد ثم اصاب فلا اجر اذا
 حکم فاجتہد ثم اخطأ فلا اجر کی شرح مسلم میں فرما تو میں کہ یہ حدیث علماء نے فرمایا ہے کہ اجماع مسئلہ کیا
 ہے کہ یہ اوس حکم کے حق میں جو اہل حکم کا ہے یعنی مجتہد سے اور جو اہل حکم یعنی مجتہد نہیں ہے اسکو حکم کرنا
 محال نہیں اور اس کے حکم میں اجر نہیں بلکہ گناہ ہے اور حکم اسکا موافق کے ہر یا نہ موافق نہیں ہے کیونکہ اوسکی اصابت
 حق کو دلیل شرع سے نہیں ہے وہ تمام احکام میں عامی ہے اور سب سے تمام احکام مردود ہیں اور وہ معتد بہ نہیں ہے
 عبارت یہ ہے قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ حکم الخاکم فاجتہد ثم اصاب فلا اجر و اذ حکم ثم اخطأ فلا اجر
 بعرفان العلماء اجمع المسلمون علی ان هذا الحديث في حكم حاكم عالم اهل العلم فان اصاب فلا اجر
 ان اجر ما جسد مادہ و اجر ما صابہ و ان اخطأ فلا اجر ما جسد مادہ و فی الحديث محدوف فقدرہ
 و اذا اراد الخاکم فاجتہد فالوفاء ما من لیس باهل الخاکم فلا یجل له الخاکم فان حکم فلا اجر له بل ہوا
 آخر ولا یفتد حکم مردہ و اتفق الحق امر لا لان اصابتہ اتفاقیۃ لیسست صادرۃ عن اصل شرعی
 عاصی فی جمیع احکامہ سواء وافق الصواب ام لا و ہی مردودہ لکنما ولا یدلہ فی شیء من قولہ

اور علم اصول فقہ میں ہرگز تحصیل علم پر واجب علیٰ ہر مسلم غرض خاصہ مجتہد کا ہے اجماعاً کہ نصیب بہین مقلد
کا بہین ہر مقلد کی دلیل و مستند قول اور اس کے مجتہد پر مقلد کا ظن یا اس کے مجتہد کا ظن اور اس کے دلیل و مستند
نہیں ہے فی سلسلہ الثبوت و شرحہ لبحر العلوم تحصیل علم پر وجود دلیل و مستند الظن من خواص الخیر
بعد غا لا حظ للمقلد فیہ و اما المقلد فمستند قول مجتہد لا ظن لہ فی ظن المقلد مستند اولی الخیر
ای ظن المجتہد لانتہای پس اجماعاً کہ ظن لہ فی ظن المقلد مستند اولی الخیر
مردود و ناجائز ہے اور اگر نگویں اجماعاً و عامی ہے اس قول گفتگوی کا نہ بیان ہونا معلوم ہو گیا اب بھی
اکیسویں گفتگوی اس قول مردود کے بعد شرح میں المصلی الکبریٰ صلوٰۃ رغبانہ کے کرامت کو جو
پانچ وجہ ایک جماعت کے پڑھنا و سکر تخصیص سورہ اخلاص تبرک سے تخصیص لیلة الجمعة پر بھی اعتقاد
کرنا ہوا کہ اس نماز کو سنت پانچویں صحابہ تابعین و من بعدہم نے مقبول ہونا فقہ کے صنف میں نہیں
مجتہد سب کا وجود عدم لیاقت و تعلیق کے ان وجوہ کو ایسا غلط قرار دیا کہ امور ثانیہ و غیرہ غایہ میں یہ کہا گیا
کہ سب کے ارادہ سے ان وجوہ کو قواعد مثل النوع تحت جنس کے طور اگر صمدیات کا حکم حاصل ہونا غلط
کہا اور اس بنا پر فاسد ہے فاسد بنا کر حسین بن علی کا حکم شائع ہونے فرمایا اور اس میں جو کچھ نہ تھی
عرض اس کے کہ نماز و غیرہ نماز سب میں یہ حکم ہے اور جسکی تخصیص فرماوے وہ تخصیص شروع و نہ بدعت یہی عام
ہو دیا اور یہ کہ حسین بن علی نے فرمایا وہ میں اور نہ بدعت ہی عام لیا اور یہ جس کے اصل مقرون اشارے نقلی وہ
بدعت اور ان سب علما و علماء حکم ہے اور یہ کہ تلامذہ و من بعدہم سے عام نہاد و فقہہ عام ہو تو ہرگز اس کا
واجب ہر اسکے بعد یہ نہ بیان شروع کیا کہ پانچ قاعدہ کلیہ شرعیہ میں کہ شارع فیہ سے استفادہ فرماؤں اور میں
سب فقہاء کے نزدیک مقررین کہ ان ہی قواعد سے فائدہ سوم و چہم و غیرہ فقہین جمہورت کا اور محض سیلاب
مردود کے سب بدعت ہو گئی ہیں اور تمام سب موقوف کار ہو گیا اور گفتگوی بعضی ۱۲۳ صلوٰۃ رغبانہ
و شب بروتی رد جو عبارت شارع میں کہ ہے ہر یوم فی ظنک وہ یہ ہے و بعد فلا فالصلوۃ غیر موضوع
اسلام بلکہ منہا آن کتاب کہ لہذا علم ان النقل بالجماعۃ علی سبیل التداخی مکروہ علی ما تقدم من عدل
اتراویح و صلوٰۃ الکسوف و صلوٰۃ الاستسقاء فذلک ان کلام من صلوٰۃ الرغایب لیلة اول جمعة من
رجب و صلوٰۃ آراء لیلة النصف من الشعبان و صلوٰۃ لیلة القدر و لیلة السابع والعشرون
من رمضان بدعت مکروہ و لہذا قال ابو الفرج بن الجوزی و ابوبکر الطوطوسی صلوٰۃ الرغایب
موضوع علی رسول اللہ علیہ و آلہ و سلم و قد ذکرنا الکلیۃ و جہا منہا فعلہ بالجماعۃ

وہی نافلہ و لم یوجبہ الشریع ومنها تخصیص سورۃ الاخلاص والقدر لم یوجبہ الشریع
 منها تخصیص لیلۃ الجمعة دون غیرہا وقد ورد الہی عن تخصیص یوم الجمعة لاصیاء لیلۃ
 بقیام ومنها ان العامة تصعد منها انما سئل من سئل فی صلی اللہ علیہ وسلم ینزلون فیہا
 سبب الکنز ہم علیہ علیہ السلام قلت بل کثیر من العوام یلاد الروم یتقند و نما فوضوا کثیر
 منهم یتکلموا القرآن ولایت کو نما و هو الصیبة العظمیٰ منہا قبلہا یختص فی خاصہ وضع الاحادیث
 بالوضع والافتراء علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومنها ان الاشتغال بعد السواجل
 بالخشوع والتدبر وهو مخالف السنة ومنها ان فی صلوة الوغائب مخالفة السنة فی
 الجعل الخیر ومنها ان سجد بہما مکروہتان اذ لم یشرع القرب سجدة منفردة بلاد کو ع غیر سجدة
 التلاوة عند ابی حنیفہ ومثلک عند غیرہا غیرہا وغیرہا سجدة شکر ومنها ان الصلوات والصلوات
 ومن بعدہم من الائمة المجتہدین لم یقل عنہم ان الصلوات فلوکا تشرع وعین لمافاتا
 عن السلف راوی حدیثا بعد الاربعاء و لیس لاحد ان یستدل علی شرعیہا بما روی عنہ
 علیہا السلام انہ قال الصلوة خیر موضوع فان قلت یختص بصلوة لا تخالف الشریع وجوب
 من الوجوب وقد حکم انہی عن الصلوة فی الارواق المکروہة انتہی انک بعد لنگوی سفیر
 زبان شریع کیا کہ نفس کہ مولود مندوب و تحسن بکسر صلوة نفل اس کے اعلیٰ و افضل ہے مگر وجوبہ علی
 و اتمام کی کہ بدعت کثیرین ذکر مولود نہ اسی و اتمام سلف سے ثابت نہیں بدعت ہو گیا و عذر ورس میں
 تداعی ثابت ہے کہ بکسر فرض ہے جیسا کہ فرض صلوة میں نہ اسی ضروری ہے اور تعین سورس صلوة میں
 بدعت لکھا ہے مولود میں بھی تعین بنیات مباح کا جو معلوم میں بدعت ہو گیا اور تعین وقت اس کی غاڑ میں مکروہ
 ہر شبہ بریح الاول کی کوئی تاریخ مقرر کرنا الزامیہاں بھی مکروہ ہو گیا اور کوئی امر مکروہ جیسا کہ روایت
 زائدہ از قدر حاجت مثلا اور سب ممنوع امر اس مجلس میں ممنوع ہو گیا اور جیسا کہ علم اس صلوة کو سنت اعتقاد
 کرنا باعث کراہت ہو ایسا ہی اس مولود کے مجلس کو ضروری مضموم ہونا جائنا عوام کا مولود کراہت کا
 اور جی طرح وضع حدیث کراہت اس صلوة میں ہے اور سی طرح و ضاحین روایات مجلس مولود کے
 یہاں اعراض حاصل نہ ہو ہے اور جیسا کہ دفع خشوع بسبب عذر اس غاڑ میں موجود ہے شب بدیاری
 مجلس سے صلوة غیر من بسبب بل نرم کہ دفع خشوع جیسا کہ تائد موجود ہے اور جی طرح اس صلوة میں تعجب
 صلوة غیر سے سنت وقت کی فوت ہوئی ہے اس مجلس کے اکثر حاضرین کے خود صلوة غیر کی فوت ہوا ہے

اور اس صلوٰۃ کے سبب سجدہ خارج غازی کی کراہت حاصل ہوئی اس مجلس مولود میں بیٹھنے شروع
 اور لباس منوع اور روشنی اور سرف روشنی کی کراہت موجود ہے یہ مجلس مولود مرد و عورتوں کے
 ساتھ بالکل مطابق ہے مع شیئی زائد فی وجہ المنع اس قسم کی مضرخفات و اسباب کی ہیں ایسے
 اقوال احکام شرعیہ کو رفع کرنا چاہتا اور اٹھل بچو حرام و مکروہ امور مستحکم علماء بنانا ہی اور پیشانی سے مذکور
 ہو چکا ہے کہ ایسے جرأت کو کوئی شئی کر گا کسی مسلمان کا یہ کام نہیں ہے بطور اشارت و اجمال کہ ان احکام
 و معنی ظہور فرمائی گئی ہیں کہ اقوال و باشند التوفیق و یدہ از منہ التوفیق ومنہ الا عانت فی اعطاف الحق الحق
 مستفیض کیا جانا چاہئے کہ اگر یہ وجہ جو صلوٰۃ رغائب میں موجب کراہت و عدم جواز کی ہے اگر اس مجلس میں
 شریعت پائی جاتی اور موجب کراہت و عدم جواز کے اور صلوٰۃ رغائب کے ساتھ بالکل یہ مجلس بیلا و غیر
 مع شیئی زائد فی وجہ المنع ہوتی تو جسطرح ہے شہار علماء نے صلوٰۃ رغائب کو رو کیا ہے اور کتب متداولہ مشہور
 میں اسکا رد موجود ہے اس طرح اسکا رد ہی بنے شمار کرتے امیری وجہ اس مجلس میں جاری کرتے جسطرح
 گنگوہی اپنی سبیلی سے جاری کرتا ہے اور جسطرح اس نساہت کی عدم وجہ از من کہ کئے رسائل لکھی ہیں اور
 ایسے دیر سے ہوئی ہیں کہ بلا و معروضات و غیر سے قلع و قمع کر دیا اور نام و نشان اسکا بخیر و ایسے ہی کے
 اور پی ہوتی نہ کہ برعکس اس کے بڑی فضلاء و علماء و محققین مانند ابن حجر و ابن جریر و ابن جریر و ابن جریر
 ابن جریر و سکاوی و ملا علی قاری و جلال الدین سیوطی و شیخ عبدالحق دہلوی و محمد بن طاہر شافعی صاحب
 مجمع البحار و صاحب سیرت شامی و صاحب سیرۃ الشمس و نور الدین حلبی و قسطلانی و زرقانی و امام شافعی
 و غیر ہم علماء اس محفل کی تصدیق کریں اور علماء اسلام کا ستمس جانتا اس محفل کو تا دین اور اپنی نصیحت کا
 ثبوت دین اور خدا پرست کے سبب و جلال اسکو قبول کریں اور جب مجلس بیلا و مشرف مانند صلوٰۃ رغائب کے سبب
 و ناجائز و بدعت منکرات ہوئی تو تمام مجوزین اس گنگوہی کے نزدیک لغو یا بدعت منکرات و فک خصال و فک
 و مرکب حرام ہوئی اور جیسا کہ وائے احکام شرعیہ بلکہ تبدیل کر کے والے ہوئے اور ایسے لوگوں میں کہ
 ان کے اقوال پر اعتماد و اذیت و غیرہ کے بارہ میں کیا جاتا ہے جب یہ لغو یا بدعت منکرات و فک خصال و فک
 و تبدیل کرنے والی احکام کے شرع کے جو جو صلوٰۃ رغائب کے عدم جواز کے ہیں اس محفل میں اس کے زیادہ
 بحسب قول گنگوہی کے موجود ہیں تو انہیں وجہ سے صلوٰۃ رغائب کو تو نا جائز کہیں اور اس مجلس کے باوجود
 میں مع پائی جانے ان وجہ کے کچھ بھی نہیں میں اسکا یہ حال ہو تو دوسرے مسائل کا بھی ایسے کے سبب
 اعتبار ہو گا ایسے ہی جیسے یہاں ایک امر منکرات کو مستحسن کہہ دیا ہے دوسرے امر منکرات کو بھی ایسے مستحسن

کہد یون یا سخن کو ضلالت کہد یون کیجہ اعتبار نہونا چاہی اس بنا پر ہر تو قنودنا بدست ذلک جب کسی
 لوگو محققین معین کا یہ حال ہوا تو حق قول گنگوی کا ہونا لازم آیا تو دین میں نسبت ہر افتور ہو گیا اور اعتبار نہونا
 یہ قیامت و طرانی اس پر لازم آئی کہ گنگوی وجوہ ممنوعہ محرم جسے بدعت ضلالت ہونا صلوة و غائب کا
 بقوت دہی مجلس میں ماننا ہو پس ہر عاقل جانتا ہو کہ یہ وجوہ ہرگز نجس مسئلہ اور شریف میں موجود نہیں اور مجلس میں
 بدعت ضلالت یعنی گنگوی کی ظاہر ہے یہ کوئی مسئلہ دلیل سے بیان کر دی ہے کہ ادنی عقل والا منصف
 گنگوی کا قول اخبر ہونا چاہو اسے اور دوسری یہ خاکہانی کے زمانہ آج تک صد بار برس گزر چکے ہیں خاکہانی
 فرمیں اپنے زمانہ میں انکار اس محفل کا کیا اور سوائے اس دلیل کے کہ کتاب و سنت و جماع سلف صالح میں سے
 اصل میں نہیں پایا اور انحصار بدعت کرنا بدعت میں سے کوئی دلیل پیش نہ کر سکا اور یہ قول جلیلا
 یوح و دیگر خاکہانی ہے اس کا حال معلوم ہو چکا ہے اس لئے کہ زمانہ آج تک کسی معتبر محققین اور سکوقیل تکلیف
 بلکہ محققین یعنی تصانیف میں اسکو رد اور اسکا نکال دیا اور بدعت کا انحصار کراست و بدعت میں جو سمجھا تھا
 خاکہانی اور بدعت مکررہ مجلس کو فرمایا اس انحصار کو محققین و مجتہدین کے اقوال باطل کر دیا اور بدعت
 کا واجب کو حجب و مباح ہونا ہی ثابت کر دیا اگر یہ وجوہ ممنوعہ صلوة و غائب مع شیشی زائد اس محفل میں موجود
 میں تو خاکہانی سے با کسی دوسرے صد بار برس کیوں یہ پیش کن اور بدعت و بدعت ان اجوبہ محققین غائب
 کچھ کہہ دہی تباہی بائیں کرتے رہے اور منکرین کہے ہی کسی تو یہ پیش کنیں ہر تین مقتضی ان وجوہ کے ہیں
 موجود تھا کہ انکو کا حق و مجلس مباح و ضرورتاً اوڈان وجوہ کا وجود ان منکرین کے نزدیک محفل میں پایا جاتا
 ثابت تو انکی بہت اچھی اولد ہو تین انکو جو ذکر دوسرے طریقہ کیوں جاتے ہو کہ کسی مانع ہی ان وجوہ کو پیش
 کرے موجود نہ تھا اس صورت میں ہی انھوں نے یہ وجوہ پیش کنیں تو سوائے احتمال کی کہ انکے نزدیک ہی
 یہ وجوہ اس مجلس میں موجود نہیں ہیں پس جن وجوہ کو صد بار برس کے مخالفین نے پیش کیا اور انکے اعتراض کیا
 باوجود حاجت کے اس قسم کے اولد کے تو یہ اعتراض ہی اور کتابت ہر بی وجہ اس امر کی ہے یہ وجوہ مجلس
 میں قابل اعتبار کے نہیں ہیں اگر گنگوی یہ دہو کہ عوام دیوسے کہو ہوں نجی یہ وجوہ پیش کی ہیں کہ تخصیص
 اس محفل میں اور سلف صالح کو کا عدم فصل ہے مثلاً نہ جواب یہ کہ تمام وجوہ میں کلام ہے ان دونوں میں کلام
 یہ تمام وجوہ کسی پیش کنوں تو ثابت کر ورنہ دلیل مذکور اعتراض مذکور سے قوی باطل ہے اور دوسرا کہ
 تخصیص عدم فصل میں ہی کلام ہے صلوة کی تخصیص ہر بی حاجت صلوة کی اور ہے اور منقول ہونا ناکار
 سلف صد و چہرے اور غیر ناکار نہ منقول اور چہرے دو نوٹا ایک حکم ہونا مسلم نہیں نجی الف تخصیص صلوة

رغائب و عدم فعل صلوٰۃ رغائب کو وجہ عدم جواز مجلس نہیں کرتی اور تم ای گنتوں ہی کو وجہ بنا کر
 اگر دوسرے کو بھی یہی اسے بنایا ہو وہ تو ثابت کر دو رزہ شمار قبول تمہارے موافق و مخالف کے سب
 مخالف ہو کر ساقط ہے اب یہی سنو کہ تخصیص صلوٰۃ رغائب مجلس میں اور عدم فعل سلف صالح صلوٰۃ
 میں کیا فرق ہے صلوٰۃ رغائب میں تخصیص لیلۃ الجوع ہے اور اسکے مخالفت حدیث صریح سے ثابت کر دین
 شہر پہنچ الاول معین اس مجلس کے واسطے بالضرر ہے جو وہ بھی صوم اثنین سے جو شکہ و دلتا میں آخرت
 رکھتے ہیں انوکھے ثبوت مفہوم ہے جہاں بخیر حاج کے قول سے بھی گزر چکا ہے پس صلوٰۃ رغائب کو تخصیص
 مخالفت اور اسکی اجازت دونوں ایک نہیں اور تخصیص سورہ اوس نماز میں ہوتی ہے جس کے بجز ان بتی
 قرآن لازم آتا ہے یہاں اسکے مقابل میں کوئی تخصیص ایسے نہیں جس کے یہ لازم آوے پس تخصیص میں فرق
 ہو گیا اور صلوٰۃ رغائب نافرہ ہے اور روزہ وجہ و دیگر عبادات محمد صمد راول سے قیامت تک ایسی ہیں
 اور ایک ہی حالت پر برتری ایسے امور میں صحابہ و قیامت کے مسلمان برابر ہیں یہ امور توفیقہ میں بنا کر
 زیادہ حکمی و ابتداء کی قابل نہیں ہے اور مانند اس محفل میلاد شریف و میلاد ذریعہ واسطے محبت و تلافی
 آنحضرت صلعم کے ہیں اور یہ محبت و اخلاص موقوف علیہ اتباع کا ہے ان الحکم لمن یکب مطیع اور تبدل
 و تغیر مسائل فل ائح کا تبدل ازمان و اشخاص ہوتا ہے سلف کے واسطے اور ذریعہ و وسیلہ تھا اس زمانہ
 یہی مانند آلات حرب کے کہ جب اور تھے اور اب اور ہیں انہیں عدم فعل سلف مانع جواز نہیں اور نماز
 روزہ میں مانع جواز ہو سکتا ہے پس تخصیص صلوٰۃ و عدم فعل سلف صلوٰۃ اور تخصیص اس مجلس میں فرق
 ہو گیا یہ تیسری وجہ ہوئی اسکے وجہ صلوٰۃ رغائب اس مجلس میں جاری نہیں ہیں جو پہلی وجہ ہے یہ عبادت
 کما ارکان و شراط و سنن و ادواب و مخطورات علیہ ہیں نماز کے اور میں روزہ کے اور میں جو ایک کارکن
 و شراط و ادواب و کمالات و حرمت ہوں دوسرے میں جاری ہونا ضرور و لازم نہیں ہے قیام ذات و رکوع و سجود و قعود
 نماز میں فرض ہیں مثلاً اور روزہ میں یہ فرض نہیں روزہ سلام کرنے و قبلہ سے منہ پرفہ نہیں جائز
 جاتی رہتی اللہ اکبر اعظم و اجل وقت تکبیر تحریر کے کہنا مکروہ ہے روزہ میں مکروہ نہیں ایسے ہی جو ایک عبادت
 کو اندر ممنوع بن جائے ممنوع نہیں اور جو عبادت کے اندر فرض ہے وہ باہر فرض نہیں قیام و قرات و رکوع
 و سجود و بیات قرآنہ فرض ہیں باہر نماز کے فرض نہیں نماز میں کہا یا مینا و کلام کرنا حرام ہے باہر حرام نہیں
 مگر فاتحہ کے نماز میں مکروہ تحریر ہے باہر نماز کے مکروہ تحریر نہیں اللہ اکبر اعظم و اجل باہر نماز کے کہنا مکروہ ہے
 نماز میں مکروہ نہیں بدن اچھا نا کبریا کرنا نماز میں مکروہ ہے باہر مکروہ نہیں اور بہت سے ایسے امور

غازی کے ہیں کہ اندر اس کا ایک حکم اور باہر غازی کے دوسرے حکم ہیں جب یہ معلوم ہوگا تو آپ جانتا جائے
 کہ گنگوہی جو غلط بات صلوٰۃ کو غلط بات مغل سبب جانتا ہے اور صلوٰۃ غلو کے ممنوعات اور میں یہ جاری کرتا ہے
 اور اپنے ممنوعیت مجلس ثنابت کرتا ہے تو یہ باوجود ثنابت ہو سکے کہ یہ امر ثابت ہو جاوے کہ چیزیں
 باہر واجب کر است و حرمت کے ہیں غازی تو وہ خارج میں بھی ناجائز و موجب حرمت و کراہت
 کے ہیں تو یہ نتیجہ ہو سکے کہ یہ چیزیں جائز و موجب حرمت و کراہت کے ہیں غازی میں ہی اور اس امر
 یعنی دلیل کا غیر ثابت و ناقص ہونا ظاہر ہے کیونکہ کبریٰ اس دلیل کا جو چیزیں ناجائز و موجب حرمت و
 کراہت کے ہیں غازی میں وہ خارج غازی میں ہی ناجائز و موجب کراہت و حرمت میں منقوض ہو سکتا ہے
 معلوم ہو چکا ہے کہ بعض امور اندر غازی کے ناجائز و موجب کراہت و حرمت ہیں اور خارج غازی میں نہیں ہیں کراہت
 کبریٰ جو شرط اعتنا ہے جو موجود نہیں ہے پس جب یہ ثابت ہوا تو مجلس میلاد شریف جو خارج غازی ہے اور
 اس امر کا جو اندر غازی کے موجب کراہت و حرمت ہے موجب کراہت و حرمت ہونا ثابت ہوا اور یہ فقیر
 پر ضرور گنگوہی کی لغو و بیزاری ہو گئی یہ روگو گنگوہی کے اقوال کا بطور اجمال کے کیا اب کچھ بطور تفصیل
 کہا جائے اور بالآخر جو شرع منہ کی ذکر کئی ہوئی صلوٰۃ غائب کے بارہ میں نوٹ کیا ہے پیش
 کرتا ہے اور انکو قواعد کلیہ قرار دیتا ہے اندرون غازی و خارج غازی کے سب میں ہی حکم انکار بھی جاری کرتا ہے
 اور اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک شرع حنفیہ یا کسی دوسرے فقہ کے قول سے یہ ثابت ہو جاوے کہ یہ قواعد کلیہ غازی و خارج
 وغیر غازی و دونوں میں ان کا حکم برابر ہے جب اس گنگوہی کے زعم فاسد سے کہ یہ ثابت ہو گا قرآن شریف میں
 قواعد و احکام ثابت ہیں اور خاقانی و شافعی و مالکی و حنفی و اہلک و اہلک و اول فریضیت قیام و وقت و کراہت
 و کج و کسوچ و میں اور ان میں قید غازی میں ان امور کے اور اگر کسی کی نہیں ہے مطلقہ میں ان فیہ سے اگر
 انکو یہ فہم ہو گیا ہو کہ باوجود غازی و خارج و دونوں کو مشمول انکا معلوم ہوتا ہے اور باوجود اس کے مقید ہونا
 میں غازی خارجی طریقت ان امور کے نہیں ہے یہ تلاوت و مسجد و شکر کا ثبوت خارج غازی میں دلیل ہو گا
 سے ہو گیا اور سوکت ان دونوں کی مشروریت مافی کئی اگر چہ ان اور کو دیکھنے سے اطلاق و عموم ان سے مفہوم
 ہو لیکن مفہوم جو کہ است محمدی سے اطلاق و عموم نہیں مراد لیا ان سے اور انکو مخصوص ساتھ نہ کہ کیا تو اپنے
 وہ حکم جو اندرون غازی کے ثابت ہوا ہے خارج غازی کے ثابت نہیں ہوتا پس اس طرح ان مکررات صلوٰۃ
 کا حل جانتا چاہئے کہ جب تک علماء کی تصریح نہیں کہ یہ خارج غازی کی موجب کراہت و حرمت میں کیونکہ مانا
 جاوے کہ خارج غازی کے ہی ایسے ہیں اس طرح کہا نا ویدنا کلام کرنا غازی ممنوع ہے تو اس معنی سے ہوتا ہے

علم کو ہی کہنا کہ اندرون نماز کے ممنوعیت سے خارج نماز میں ہی ممنوعیت ثابت اور قرآن و ہیکل
 پر مبنی نماز میں ناجائز ہے اسکو ہی ایسا علم کسی نے نہیں کیا کہ خارج نماز کی ہی ناجائز ہونا اس سے ثابت
 کر کے جہر کے بسم اللہ و عجز بائند و امین کہنا نماز میں ہمارے نزدیک مکروہ ہے تو اس کے خارج اندر مکروہ و
 سو کوئی خارج میں مکروہ ہونا ثابت نہیں کرتا یہ بدن کھانا نماز میں اگر کچھ لیے مٹی جھاڑا اور سترحت ایک پون
 سو روپے یا دس کی طرف نماز میں مکروہ ہے اور خارج نماز کی مکروہ نہیں ہے ان بعض مکروہات و محرمات عامہ
 کہ نماز و خارج نماز کی ہی مکروہ ہیں لیکن بعض کے عامہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر مکروہ نماز کو عام
 جانلیا جاوے اور خارج نماز کے ہی اور کسی کراہت ثابت کی جاوے الغرض بعض مکروہات و محرمات
 عامہ میں بعض خاص ساتھ نماز کی ہیں لیکن یہ مکروہات نماز کے جو گنگوی سے ذکر کئے ہیں ان کا عموم مشک
 کسی فہم معتبر کے قول سے ثابت نہ کئے تو روائی گنگوی کا کچھ اعتدال نہیں ہے اور شراج منبہ کے قول سے نماز میں
 مکروہ ہونا فقط ان امور کا معلوم ہے عموم مفہوم نہیں ہے بایں کہ نماز و خارج دونوں کو شامل ہو کر اور قیام
 کلیم میں تو یہ نسبت نماز میں نہ خارجی اس لئے کہ خارج میں لٹکا سو جب کراہت و حرمت ہونا صریح نہ ہو
 معتبر کے قول میں ہے نہ کوئی آیت قرآنی و نبوی صریح اس پر دال ہے اور عقل سلیم و فہم مستقیم اسکو
 جانتے ہیں اور مکروہات معلومہ جو خاص مکروہات ہیں اور نماز میں ہی ان کا مکروہ ہونا فقط خارجی میں یہ غلط
 نماز کی تو مٹنے اور نہ عامہ کے کراہت پر دلیل پائے جاوے جو خارج نماز میں اس کا ثبوت ہی سلف سے
 خلف تک نہیں ہے گنگوی کو جو دوسرے ہے یہ منع اس کا جاری تو ثابت کو کہ اس سے نماز کیا ہے کہ نہیں
 اور گنگوی باکرہ عورت کی سکوت کو جو بسبب شرم و حیا اس کے نہیں بولنے اجازت نکاح میں رضا مندر
 ہونا معلوم کرے چنانچہ کتب حنفیہ میں موجود ہے تہیکہ حق میں ہی جو باکرہ سے زیادہ حیادالی ہو کر
 سکوت قرار دے اور حیا کو عام لے خواہ باکرہ میں ہو و غولہ طیبہ اور خواہ اس کے عام حکم کہ سکوت ثابت
 کا ہی رضا مندی ہی ثابت کو کہ اور سفر میں مشقت کی وجہ رخصت افطار معلوم کر کے مقیم میں مشقت
 پائی جاوے تو عموم مشقت کو جو باکرہ رخصت کا حکم مسافر و مقیم دونوں کے واسطے کردی ایسے عموم ثابت
 عقل سلیم اور احکام شرعیہ ایسے عموم درہم برہم ہو سکتے ہیں اگر ان امثال میں جو بننے ذکر کرئی یہ کہوے گنگوی
 کہ سکوت بسبب حیا رضا مندی باکرہ میں ثابت ہوا ہے زہد و مشقت کی سبب رخصت مسافر میں ثابت
 ہوئی نہ مقیم میں اس واسطے کہ عام نہ ان میں ہو سکتے ہیں تو یہی جواب اکثر خرافات کا ہی جانتی کہ ان امور کا موجب
 کراہت و حرمت ہونا نماز میں ثابت ہونا غیر نماز میں اس واسطے عموم یہاں ہی مراد نہیں لے سکتے ہیں اگر

اوقات معین نہ ہونی اور اساتی اور وقت کیلئے یا کسی مصلحت کیلئے کسی دن میں کر لینا معین یا معینی
 لفظ کو کر سست تر نہیں ہے پس معین ہونا اوقات کا یہی مانع نہیں ہے جو سختی قاعدہ گنگوئی کا کہ
 جس کے اصل قرون ثلاثہ میں نہ ملے وہ بدعت ہے (بعد تسلیم کے کہا جاتا ہے کہ فاضل مرحوم طعام پر دھکا اور
 آنحضرت صلعم نے غزوہ تبوک میں طعام دیا کی یہ اصل فاضل مرحوم کی کافی ہے اور جو حدیث و نسیم و صلعم
 صدقات و اتفاقات میں داخل ہیں یہ کلیہ صدقہ و اتفاق کے یہ امر زمین اور غیر شروع کوئی تفسیر نہیں موجود
 نہیں ہے اور صدقات و اتفاقات قرآن و احادیث و اجماع سے ثابت ہیں پس اصل قرون ثلاثہ میں جو
 جو کلیہ یہی کافی ہے کہ متنبہ لافروکے سر قرون ثابت ہو چکا اس کے اصل وجود و خوف نہیں ہے بعض وجود
 کافی ہے بعض افزائے قرون ثلاثہ میں پائی گئی بعض بعد کو پائی جانے کے حکم میں فرق نہیں آتا ہوں اور
 فعلیہ البیان یا بچوان قاعدہ کہ تداعی یا دوام سے فساد عقیدہ حاصل ہو تو ترک اور کا واجب مایہ ہی حکم
 نہ ضرر نہیں مانع فیما بین تداعی و دوام سے فساد عقیدہ عوام لازم نہیں آیا کوئی استنباط کے وجہ سے زیادہ
 نہیں جانتا کوئی معاند تعصب و عناد بناوی کہ عوام واجب سنت ہو کہ وہ جانتے ہیں تیرہ مرد و القول ہے
 پس یہ پانچوں قاعدہ موجب کراہت و حرمت مانع فیما کے نہ ہوتے اور ان امور سے قطع نظر مانع فیما
 مستحکات علماء و فضلاء جمہور کے ہیں اور مستحسان علماء ملحق بالاجماع ہے اور دلیل قیاس کے مقابل میں
 ساقط ہے یہ تمام اولہ ہے بالقرائن ان امور کا مکروہ ہونا ثابت ہو جاوے تو مستحسان کے مقابل میں ساقط
 ہیں اور اثر وحدیث مخصوص ہے ساتھ مستحسان کے پانچ قواعد سے رہنما فاضل مرحوم و سوم و چہارم
 وجہات و محض سیلا و کا تو ظاہر ہو گیا اب گنگوئی صاحب نے جو عبارت تشریح منہج کے نقل کی کہ مطابق
 ہونا وجہ صلوٰۃ غائب محض سیلا سے زعم کیا کہ اس کا اطلاق معلوم کرنا چاہیے گنگوئی کا یہ زعم کہ اصل
 تعلو تداعی یا دوام کے سبب بدعت لکھتے ہیں و اگر مولود میں تداعی یا دوام سلف سے ثابت نہیں ہے بدعت ہوگا
 غاسد و باطل ہے سلف و خلف سے کسی نے تداعی کو خارج نماز کی ناجائز و مکروہ نہیں کہا ہے کہ امر تداعی
 یہی حکم شرع ہے اسکا ثبوت ہی سلف و خلف سے ہونا چاہئے مابعدت مکروہ کہا چاہئے نماز میں اس کے
 یعنی تداعی کی کراہت حلا سے ثابت ہوئی و مان مکروہ ہوگی اور اصل اشیا میں اباحت ہونا مذہب جمہور
 حنفیہ و شافعیہ کا یہی مسلم الثبوت ان اصل الافعال لا باعترکما ہو مختار اکثر الحنفیہ و اکثر الشافعیہ
 اتنی و کثافت و طعنات و حاشیۃ الذم و المختار اور کسی امر کے فعل و ترک میں تدارک شرع و دلیل شرع
 ہونا ہے دلیل شرع و تدارک شرع ہے اس امر کی حکم شرع اس میں ساتھ تخیل کی ہے فی سلم و شرع و طعن

الاحاطہ حکم شرعی لانه خطاب الشریع تخیر و الا باحاطۃ الاصلیۃ ترفع عنہ ای تختیار بالخیار لانه کل
 صافیۃ المدردک الشریع المحرف فی فعلہ و کہ فی الذلۃ ای المدردک الشریع مدردک الشریع حکم الشریع
 بالخیار و الا باحاطۃ الاصلیۃ لایکون الا فی موضع عدم المدردک الشریع فی الفعل و الذلۃ لایستحق
 پس خارج غار کی تداعی کے صریحت قوی علم اسے ثابت نہیں اور کوئی دلیل خاص ہی وال نہیں تو اب
 بنا بر ذہب جمہور اور اکثر ثابت ہے اور کوئی دلیل صریح جواز و عدم جواز اس کے بارہ میں نہونی ہیں
 اسکی یہ کہ مکلفین اس میں مجتہدین جانب شارع سے اور دوسرے دلیل اس تداعی محض سیلا د کے جواز کے
 استسنان علماء افضلہ تمام بلاد اسلام کا یہ بدون انکار ایسے منکر کی کہ اس کے انکار ایسے منکر کی کہ اس کے
 انکار شرعاً اعتبار کیا جاوے اور فاکتائی وغیرہ کا انکار مخالف جمہور و دلیلی ہونیکے سبب باطل
 و ساقط ہے جس کے دلیل یہ کہ تداعی عبارت اس سے ہے کہ بعض بعض کو ملاوین اور اجتماع کرین اور محض
 سیلا و دین ذکر آنحضرت کا ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم کے ذکر میں باہم ملاوینا و اجتماع ہونا ثابت ہے چنانچہ
 حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ذکر اوصاف آنحضرت صلعم کیا اور عرض اوس کے سنائی تیار وہ بلاد تداعی
 و اجتماع مستقر نہیں اور اجتماع صحابہ کا اوس میں ہوا بیان سننے تداعی کے راست آئی انکار اس کا یہ صرف
 یہ چوتھی دلیل یہ کہ اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں اس محض کلمے سے یہ کہ لوگ اوصاف و حالات و اخلاق و کمالات آنحضرت
 کی سنیں اور عاوت قاضیہ یہ کہ کمالات و حالات و اخلاق حمیدہ و سکر محبت و اخلاص پیدا ہوئے اور یہ
 نہ تنہا عشق از دیدار خیر زوہ لہا کہیں دولت و کفایت خیر زوہ اور اخلاص و محبت موجب اتباع فرمانبردار کیا ہے
 اور فرمانبرداری نبی علیہ السلام لایسے طریقہ و سبیل ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے واسطے مقرر فرمایا ہے
 اس کے بلا نیکیا خود خدا تعالیٰ حکم دینا اصح الہدیل و ہدایت و الحکمتہ و الوعظۃ الحسنیۃ یس تداعی ثابت
 قرآن سے واضح ہے و ابیہ کہ فہم عن نہ اوسے تو اوسے فہم کا تصور ہے اور یہ فعل مجلس جو داعی طرف
 محبت و اخلاص آنحضرت صلعم کے ایسا فعل ہے کہ اس کہنے سے کہ شایع آنحضرت کی کہو اور احکام شریعہ
 کو مانو بہتر ہے لان البیان بالفعل اظہر من القول چنانچہ نام شافعی نے واسطے قہار شریعہ و منع حاسدین
 ابی حنفیہ کے طعن کرنے تمام صاحب یہ ترکہ قنوت و عدم جہر بسم اللہ کو اختیار کیا تھا جبکہ نماز امام
 صاحب رحمہ کی قبر کے پاس نام شافعی نے پڑھی تھی رد المحتار میں ہے ان بالشافعی صلی الصبح عند
 قبرہ فلم یقنت فقیل لہ قال ناد بامع صاحب هذا القبر و زاد غیرہ اندکیم سر یا البسملة و اجابوا
 عن ذلک بانہ نقل یعرض المستعبر ارجح تکلم عند الاحتیاج الیہ لکن غم انفس حاسد و تعلیم لہ

ولاشك ان ابا حنيفة كان له حصاد كثير من رواكيبان بالفعل اظهر منه بالقول ما فعله الكفا
 افضل من فعل القنوت والجهر انتهى اهل فقه كوني اسكا انكار برگز نكر كذا كذا طريق بلايكا طرف اتباع
 اخفرت صلعم كى نهايت عمره ہے متعصبين و سبھا كا انكار لعید نہیں ہے امام شافعی ہوتے تو بتا دیا اپنی
 نزدیک سنت لغویا اوسکو ترك و با بیان گستاخ اخفرت صلعم كى ذكر كى فصل جو شخص بڑی كركا كركا
 انكار حرام و مكروہ تحریر كینا چاہئے اسكو ہى ترك نہیں كرتے اور ادب نہیں سیکھتے ایسے بے ادبوں كے
 خدا تعالیٰ بچا دے مسلمان كو كنگوی كا یہ قول دو عطف و درس میں تداعى ثابت ہو كركے فرض جو جیسا
 فرض صلوة میں تداعى ضرور ہے ہى سفاہت حرف ہے آیت ادع الی سبیل ربك الاية سے وعطف
 كیواسطے ثابت كرتا تو كنگواش عقی فرض نماز پر قیاس كرتا ہر اول خود ہى بحث بطلان قیاس میں كیجا
 ہو كركے جس كى نفس نام ہو كے تو قیاس باطل ہے اور یہاں فرض نفس پر قیاس كرتا ہو كركے قیاس
 كام مجتہد كا ہر اورد كنگوی تو پیاہ عالم ہى نہیں قیاس كركے دوزخى بنتا ہر اورد معلوم ہو چكا ہو كركے مجتہد
 حكم میں مصیب ہو كركے تباہی اقم ہے پس اس قیاس كے ہى استحقاق عذاب نار ثابت ہوا تیس كركے وعطف
 و درس فرض كفايہ ہے نہ فرض میں اور فرض عین افضل ہے فرض كفايہ كے فى رد المحتار و حاصل ان
 فرض كفايہ كفايہ فیہ اقامۃ البعض عن الكل لان المقصود حصول فی نفسہ من مجموع المكلفين
 كتنسبيل الكفايت و تكلیفہ و ربط السامہ بخلاف فرض العین لان المطلوب اقامۃ من كل عین اى ذات
 مكلفۃ بعینہا فلا یكفى فیہ فعل البعض من الباقين و انما كذا افضل تمام انہى پس جو امر فرض عین
 كروہ افضل ہى فرض كفايہ میں ہونا ضرور نہیں ہے پس اس قیاس كے ثبوت تداعى و عطف میں نہیں ہوتا
 ہر اگر چہ عین نفسہ ثبوت ہو كركے لکن كلامہ بیان او عین كركے جس كے كنگوی ثابت كرتا ہو كركے ثبوت عین
 ہوتا ہو چوتی كے مجلس میلاد شریف ہى مجلس وعظ میں داخل ہے مجلس وعظ سے اتباع اخفرت صلعم
 كے طرף كو كو كنگوی تا غرض ہوتا ہى ہى غرض اس مجلس میں وہاں قول صحیح سے بیان اس فعل تداعى
 پس تداعى بیان ہى ثابت ہے یہ قول كنگوی اور عقین سو اس نماز میں بدعت كہا ہر اورد میں ہى
 عقین بیانات مباحہ كا جو معلوم ہى بدعت ہو كركا اور عقین وقت اس صلوة میں مكروہ شہرہ ریح اللہ
 كو كنگوی تاریخ مقرر كرتا السنۃ بیان مكروہ ہو كركا كا ہى وال تا و فی پر ہے عقین سورت بطور طاعت كركے
 جب كے اوس سورت كى غیر كے جواز كا قائل نہ ہو كركے ہمارے امام اچى حنیفہ كے كركے كركے مكروہ ہے اگر
 اوس عقین كى غیر جواز كا معتقد ہو كركے اور باوجود اعتقاد جواز غیر كے كسى سورت معینہ لازم كركے كركے

آسانی و سترک و غیرہ کے تو کمرہ نہیں ہے چنانچہ علی شریعہ برابر میں یہ صریح ہے قلت الاختلاف بیننا
 و بینہم فی الحقیقۃ لا با حنیفۃ راغاکو الملازمۃ اذا لم یعتقد الجواز بغیرہ الشافعی ردو ایضا بکہو مثل هذا
 اما اذا اعتقد الجواز بغیرہ ولازم علی سورۃ معینۃ لاحد الوجوہ الکی ذکرنا لان فلا بکہو انہی اور تعین
 سورۃ عشت ذکر اور سواطے متبع ہر کہ باقی قرآن سے ہجران لازم آتا ہے اور ہجران قرآن و اعراض اوس
 نا جائز ہر بقولہ تعالیٰ وقال الرسول یا ربی ان قومی اتخذوا ہذا القرآن مہجورا قال العینی فی شرح البیان
 اور دوسری وجہ یہاں تفضیل اوس سورۃ معین کی ہے دوسری سورۃ قرآن ہر اور قرآن کل برابر ہے
 تفضیل میں اس قول صاحب کے تحت لیکھ ان یوقت شبی من القرآن شی من الصلوٰۃ تلافیہ من
 ہجر الباقی و ایہا من تفضیل امام عینی عرفا قرین من مہجور الباقی ش لان الواضۃ علی تعین
 شی من القرآن شبی من الصلوٰۃ ہجور باقی القرآن من غیر المعین فیدخل تحت قولہ
 وقال الرسول یا ربی ان قومی اتخذوا ہذا القرآن مہجورا ای مہجور ای متروک و عرضا عندہ و امام تفسیر
 ش ای و تلافیہ من ایہا من تفضیل المعین علی غیرہ و القرآن کلام اللہ تعالیٰ کلام سوا علی التفضیل
 پس سورۃ کی تعین لازم میں اس سبب کہ وہ ہر کہ ہجور و اعراض باقی قرآن لازم آتا ہے مہجور منع ہے یا یہاں
 تفضیل اوس سورۃ کا غیر لازم آتا ہے یہی منع ہر کہ کل کلام الہی برابر ہے تفضیل میں اور یہاں ہر کہ
 اعتقاد فوت ہوتا ہے اور جب تک یہاں ہووے کہ کوئی جاہل عجمی یا بیگم کہ قرآن سورۃ کا جائز نہیں ہے
 یا بدون اس کے لازم نہیں ہوتی ہے جیسا کہ شافعی کے سورۃ مجیدہ کا التزام کرنے سے اکثر علما کا
 یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ بدون سورۃ مجیدہ باطل ہے تو وہاں اسوجہ سے ہی تعین سورہ مکروہ ہے اگر کہی
 دوسرے سورۃ نہ ہو بیگم تو بدو ہر بقراءت و دون و جہوں کی فی العینی قال الامام جابی و الطحاوی ہذا لک
 ذکر اظہار حقا و وجبا لاجزی غیرہا او ای القرآۃ بغیرہا مکروہۃ اما الوقراءۃ فی ناک الصلوۃ
 بترک اقرآۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اوقاسیا و لاجل التبر علی فلا کر تہ فی ذلک
 لکن بشرط ان یقر غیرہا احیانا لئلا یقتل الجاہل العجمی امتلا بجوز غیر ذلک و غالب العوام
 علی اعتقاد بطلان الصلوۃ بقراءۃ سورۃ الحجۃ دون سورۃ ہل اتی و اعلم علی ہذا الا التزام
 الشافعیۃ قراءۃ سورۃ الحجۃ انہی میں اول یہ نادانی کہ تعین سورۃ قرآن جو نماز میں مکروہ ہجران
 وجوہ ممنوعہ کے سبب اوس پر قبضہ بیات مجلس تاریخ شہر ربیع الاول کو یہ لنگوی کرتا ہے کجا
 و کجا بیات و تاریخ کوئی وصف ان مدنون میں موجود نہیں اور جو وجوہ ممنوعہ لگاتی قرآن جوایت

منہج ہے اور تفضیل ایک سورت کے دوسرے سورت پر جو اعتقاد بربرہی تمام قرآن کے خلاف ہو گا کمال
 نبی کا کمال کرنا کہ بدین اس کے غار نہیں جوتی ہے اس بیانات و تاریخ میں کہاں پائے جاتے ہیں جو دونوں
 کو اس وصف میں شریک مانکر ایک حکم و تاریخ لنگوی کو خوف خدا سے منع نہیں ہے زبردستی تحریر حلال کرتا
 ہے اور اوجہ اشارت کرنا ہے دوسرے یہ ایک کسی بیانات خاصہ کا التزام ہونا ہی اس محفل میں مسلمین
 کو کسی بیانات ایسے محفل میں نہیں کہ بدین تبدیل و لغوی باقی رہتی ہو معلوم نہیں بس چیز بیانات میں
 لنگوی اپنی بنیاد کرنا ہے اور شہر ریح الاطال کی کوئی تاریخ معین ہے میلاد شریف کی محفل نہیں
 کرتا ہے کوئی کسی تاریخ میں اور کوئی کسی تاریخ میں کرتا ہے بلکہ کوئی کسی بیعت میں اور کوئی کسی بیعت میں کرتا ہے
 اقرار بعضی کہ کذب خالص ہے جو تاریخ شہر ریح الاول تعین مانند سورہ کا بتاتا ہے اور بغیر انگریزین
 ہو کر بھی کفر خرافی نہیں ہے وجہ تعین سورت سے واضح ہے کہ تعین سورت ان وجہ کتبہ کسی سے کفر
 اگر لڑا تعین منع ہوتا تو جہ باقی قرآن و تفضیل سورت غیر کہ ان دونوں میں وجہ قیامت شرعیہ موجود
 میں جو مذکور میں علماء کیوں پیش کرتی اور تاریخ و بیانات اگر معین بھی ہوں تو ان میں جب تک کوئی وجہ
 منہج مانند وجہ مذکور تعین سورہ موجود نہ ہو گے نفس تعین ممانعت ثابت نہ ہوگی اور ہر ہم کہتے ہیں صوم ہوم
 الاثنین سے تعین یوم شکر و لذت و انصاف صلوات کا مفہوم ہے ہاں ہر ہم کہتے ہیں کہ استسنان فضل و عطا
 و صلوات سے ثبوت اسکا ہوا تو یہی تو دلیل شرعی ہے یا وجہ جہاد یا اسکا دلیل ہوا بقول علماء انھوں تو ان
 علماء بطول ثابت ہوا ہے پس یہ تعین تخصیص بدلیل شرعی ثابت ہے اور بدلیل دیگر لنگوی کی کہ خود قول صاحب
 شرح مہذب سے جو در باب کرامت صلوات غائب ہے منہا تخصیص سورۃ الاخلاص و التقدر لہ و ہ
 بالشمع تخصیص کے ممانعت پر دلیل پکڑنا ہے اور صفحہ ۱۰۲ میں لکھتا ہے اس عبارت کی تحت میں کہ کسی صلوات
 میں کسی سورۃ کو مخصوص کرنا اطلاق شایع کے خلاف ہے مگر جہاں تخصیص واجب ہوگی جیسا سورۃ جمعہ
 اور سورۃ منافقون صلوات جمعہ میں مثلاً اپنی جمالت سے سورۃ جمعہ سورۃ منافقون کو اطلاق شایع
 خلاف مستثنیٰ کرنا ہوا اور ان کے تخصیص کا قائل ہونا اسکا ظاہر ہے اور حال آنکہ ان سطوت تعین و تخصیص
 کرتے کہ علماء تصریح فرما رہے ہیں تحت قول صاحب ہدایت دیکھ ان یوقت بخشی من القرآن عن الصلوۃ
 کہ علامہ عینی تصریح ان سورۃ کی کہ تم میں اپنی اس عبارت میں مثل ما الخلقۃ العبدۃ و ہا لہ فی
 علی الانسان فی جملہ کل جمعۃ و مثل تعین سورۃ الجمعۃ و المنافقین فی صلوۃ الجمعۃ اسی جس سے
 ظاہر ہے کہ تعین ان سورہ کی مکروہ ہے یا زمین او یہی علامہ عینی تا خلاص من الطحاوی فی زمان سورہ کا بھی جمعہ

حمید بن اسحق بن مسلم کا بڑا فرقہ قرآن میں قال اتھاوی قرآن فی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجعۃ وغیرہ
 لیسوا عن النعمان بن بشیر عن علیہ السلام کان یقرأ فی الركعة الثانیة هل اناک حدیث لغابیہ
 فیعل علی انہ قرأ ہذا مرة ویسأل اموی اتھی اس کے واضح ہوا کہ جمعہ میں ان سورتوں کے سوا اور سورت
 ہی اسخفت مسلم نے بڑی جس سے ہوتا ثابت ہوا اگر ہی سورتیں میں جمعہ کو اسطے ہوتیں تو انکو سوا
 دوسری سورت اسخفت مسلم نے بڑے جب دوسری ہی بڑے تو تین کا شبہ اور ٹکایا یا پھر
 فقہاء کی عموماً و خصوصاً موجود ہیں کہ کوئی سورت کسی نماز کو اسطے نہیں کرنا مکروہ ہے اور اسکی
 مثال میں سورت جمعہ و منافقون وغیرہا خاصہ کے ذکر کرنے میں اور ایسے عبارت سے عدم تین
 عدم تخصیص کی گنگوہی دلیل پکڑتا ہے اور ہر سورت جمعہ و منافقون کے تخصیص شائع سے وارہ ہو چکا
 قائل ہے یہ جب ثابث میں تخصیص نہیں اپنے نزدیک عدم تخصیص میں عدم ایسے زعم کسی چیز کا اس
 نام رکھا ہے اسکی اس حالت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بالکل تخصیص و تعین معنی سے واقع نہیں ہے جیسا
 اس نے تخصیص کو وارد ہونا شائع یہ جانتا ہے کہ شائع علیہ السلام نے اسکو کر لیا ہو کہ گو ہمیشہ
 لکھا ہوا اور اگر اسکا کرنا اور اسکی چیز کا کرنا دونوں برابر جانا ہو و سہا ہی واسطے سورت منافقون
 و جمعہ کے بارہ میں تخصیص کے رد کا قائل ہوا ہے اور اتنی نمبر نہیں کہ تخصیص فقط شائع ہی ان سورتوں
 کو ہر روز جمعہ پڑنے سے کبھی ثابت نہیں ہوتی ہے بڑی دور ایسے کھنکھائی یہ ہے کہ کوئی حدیث میں
 میں اسخفت مسلم کا ان سورتوں کو ہر روز جمعہ پڑنا ثابت ہے پیش کر دینگے اور بہت خوش ہو کر کہ
 تخصیص و تعین ان سورتوں کی حدیث سے ثابت ہے اور ان جملہ مقتقد اور تادمہ غیر نہیں
 کو یوں یہ سمجھائی کہ حدیث سے یہ ثابت ہو گیا اتنی فہم نہیں کہ یہ اہل فہم کے نزدیک موجب مضحکہ ہے
 اچھا پڑنا تعین و تخصیص کو معلوم نہیں ہے تا وہ فیکہ ان بیروام اور ان کے یہ کلام جواز اسخفت
 مسلم کے نزدیک ثابت ہو جاوے اور یہ حدیث مذکور پیش کر دینے نہیں ثابت ہو سکتا ہے جس
 یہ چار کا کوئی تخصیص و تعین کہ معنی جانتی کے ہوا اسکو کہ گنجائش ہو کہ وہ تخصیص و عدم تخصیص ثابت کرے
 اس پر وقوع عدم جواز محض میلاد وغیرہ کو کرے اب گنگوہی اور انکی مقتدین کو اپنے گویان میں منہ
 ڈال کر دیکھنا چاہئے کہ یہ حال اور افکار محض میلاد وغیرہ امور سخند امور کا مثل مشہور ہے کی آمدی و کے
 پر رشہ ہی اول کلام طحا کو تو سمجھنا چاہئے ہر کسی بات میں دخل دینا چاہئے ان سورتوں میں دو تخصیص
 شائع سے بزرگ ثابت نہیں ہے جیسا کہ گنگوہی جعلی سے در تخصیص جانتا ہے اور یہ قول گنگوہی کا کہ

اور کوئی مکر وہ جیسا کہ روشنی زائد از قدر حاجت مثلاً اور منع مضموم ہونا اس مجلس میں منع ہر وہ
 اقوال فقہار سے بہ نگوی بالکل بے بہرہ ہے کسی محفل میلاد میں روشنی زیادہ از قدر حاجت اگر بانی جاوے
 گو وہ فی نفسہ قطع نظر از عواض نہایت سوگئی لکن واسطے قصد تعظیم کے عوام کو کوئی انگلی نہیں تاکہ آنحضرت
 صلعم کے محفل میلاد کو حقیر بنائیں اور اپنی فکر کی شان و شوکت دیکھ کر معلوم کر کے طشوع انکو ہو اور بعض
 غافلین اور بکیرین روشنی و عمدہ فالین وغیرہ امور رونق و شوکت محفل کے اقوال فقہار سے درست معلوم
 ہو تو میں چنانچہ کتاب المظاہر الاثر فی فصل لیس میں تحت اس سلسلہ در مختار زولایکہ خرقہ لہ نور بالغنی بقصد
 بیکہ اومحافل و طرقات کو احادیث و روایات مکررہ الکی رواحتار میں ہے کہ یہ دون وعامون و کپو نکار کنا فقیر
 صالحین و اولیاء بر بعض فقہار سے مکررہ جانا ہم ہم باس زمانہ میں تعظیم و عدم حقارت کے سبب کچھ
 عوام اور جلب شیعہ اور اب زائریں کے جائز کہتے ہیں اعمال نیت کے ساتھ یہ عبارت یہ ہے کہ بعض الفقہار
 وضع الاستودار لہما و التثاب علی قبول الصالحین و الاولیاء فال فی فتاویٰ النجہ و تکرر الاستودار
 علی القبول و لکن یمن تقول الآن اذا قصد بالتعظیم فی عبود الالہام حتی لا یحقر و
 صاحب القبر و یحب الشیوع و الادب للغافلین الزائریں فهو جائز لان الاعمال بالنیات و اعلم
 بل غیر فهو کقولہم بعد طواف لوداع النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم حتی یخرج من المسجد اجلال الالہیہ حتی
 قال فی منهاج السالکین انہ لیس فیہ ستر مریت ولا اثر محکم و قد فعلہ اصحابنا ارحمنا فی
 کشف النور من اصحاب القبول و لا اسناد عبد الغنی النابلسی قدس سرہ امتی جب
 امور زیادہ قدر حاجت کے واسطے تعظیم صالحین کے کرنا درست ہو تو واسطے تعظیم ذکر آنحضرت صلعم
 کرنا ساتھ قصد و نیت مذکورہ بالا کے جو صالحین بدرجہ افضلین بطریق اولیٰ جائز ہوگا پس بخوبی
 بدلائل لوقی اس عبارت ثانی سے ثابت ہو جسکو چشم حق نہیں اس کے انکار سے کیا ہوتا ہے اولیٰ
 الالبصا کجا لئلیا کافی ہے اور نقشی نگار مساجد کی باوجود مکر قدر حاجت سے زائریں اور نظام حریث
 سحر محافت ہی معلوم ہوتی ہے اور محافت اقوال بھی سلف کے علماء ذکر کرتے ہیں یا ابن جہر ہارے
 علماء بعضہ لا باس من قرأ من اور بعضہ قرئہ قرآن من اور قولہ تعالیٰ فی بیوت اذان اللہ ان تشرع
 کو اسکی حجت قرار دیکر دفع ہو سکا تعظیم اسکی ہے اور سلیمان علیہ السلام سے بنا بیت المقدس کو تمام کیا
 اور زینت او سکود دی بہا تنگ یا قوت مسیح کی بلند و لا اقد بفسب کیا کہ سات میل اور بعض کو علی کہا
 بابہ میل سے وہ چلتی تھی موسیٰ روشنی شہوت کافی جاتی تھی اور کعبہ شریف کا باطن منقش و مرصع

۱۰ زینب اور ظاہر اسکا ستور سیاح کرتے اور عمر بن خطابؓ نے کعبہ کو لباس پہنا یا اور یہ وجہ ہے کہ شریعت میں
 میں نماز جاہلیت کی رغبت دلاتا تو کو کو کعبہ کو تعظیم بیت اللہ کی ہے قال فی الغنی شرح الہدایہ
 فی الآثار ان من اشر اطلساۃ قرین المساجد وصر علی مسجد مران بالکوفۃ فقال عن
 هذه البیعة فقیل نقول للمسلمین فقال هكذا ما ینکون مسلمین وبعث وبعثین
 عبد الملک جمال قرینہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرینہ عمر بن عبد العزیز
 فقال المساکین اخرج من الاساطین الا ان محمداً انقی الیاس بقولہ لا یاس بل الال
 لاحت عندا فیہا قولہ تعالیٰ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ورفعا تعظیما وروی عن
 داؤد علیہ السلام بنی مسجد بیت المقدس واثم بناء سلیمان علیہ السلام وزینہ حتی
 فصبت علی قیۃ بالکبیرۃ الاحمر وکافضی من سبعہ تمیال وقل اثنی عشر تمیال وکانت
 الفرات ینزل فی ضوہا قلت الموارث الیاقوت الاحمر وکذا الکعبۃ باطنہا من شر
 ہماء الذہب ظاہرہا ستور بالذیلیم وکساہا عمر رضی اللہ عنہ ایضا و فی تشریح
 المسجد غیب الناس فی الجماعۃ و تعظیم بیت اللہ والدخول فی امر من دعوہ اللہ
 تعالیٰ بقولہ تعالیٰ انما یرسلناک من امن باللہ والیوم الآخر ثم ان زینب المسجدا لما
 واداعہ بین الاستحاب و بین الکراہۃ قال اصحابنا بالجواز ولم یقولوا بالاستحاب کما
 قال بعضهم ولا یلفظوا الکراہۃ لما ذکرنا کما قال بہ بعضهم وریل ہو قرینہ نفس ای
 زینب تقریبا لی اللہ تعالیٰ لما ذکرنا من الدلائل لد التعلیٰ اند قرینہ و اجاب ہؤلاء عن الاثر
 المذکور بان کوثر من اشر اطلساۃ لا بدل علی البطلان وعن قول علی رضی اللہ عنہ محمول
 علی انہ کان فیہ تماثل او اعاجیب نفس یشغل المسلمین عن الخشوع والخضوع وعن قول
 عمر بن عبد العزیز انہ کان من مال الصدقات والمسجد لا یصلح مصرفا کذلک ومع ابو جعفر
 المروزی بحلیۃ الکعبۃ والمسجد والمشاهد بقنادیل الذهب والفضۃ قال الفراء
 لا یسد الخافۃ حملا علی الاثر کمافی تحلیۃ المصنف ذکرہ فی الوسط و ذکر صاحب الطرار
 عن الماکبۃ کراہۃ فذلک کلمہ وفکر فی الرعاۃ عن احمد ان المسجد مفیان من التور ووقتہ
 و ہر مجوون ہما ذکرنا من اجماع المسلمین فی الکعبۃ انشی بس نفس و نگار مسجد کہ قدر حاجت
 باوجودیکہ زیادہ ہیں لکن تعظیم کبر اسطے جائز و قرینہ قرار دینے میں اور مجلس انحضرت صلوات اللہ علیہ تعظیم

کم کسی مسلمان کے دین میں نہیں ہے در صورت زیادتی کی بدلات اولیٰ تعظیم کو واسطے وغیرہ زائد قدرت حاجت
 سرکار درست ہوگا اور در صورت مساوات تعظیم کی بدلات مساوات ثبوت ان امور کا اس سے ہوگا اور
 جس طرح قول تعالیٰ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع سے دلیل اور پروردگار نقش و نگار سجہ کی باطنی طور پر
 ہو کر رفع میں بیوت کا تعظیم انکی ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذکر کے حق تعالیٰ فرمانا ہو ورضا اللہ علیہ
 رفع سے مراد تعظیم ہے اور تعظیم یہ تصور زائد قدرت حاجت سے کہ نقش و نگار میں داخل کیے ہیں ایسے اس ذکر کی
 محفل میں روشنی زائد قدرت حاجت کے مثلاً داخل تعظیم میں ہوگی اور جس طرح کعبہ شریف کو مرفوع کرنا
 اور لباس پہنانا تعظیم کعبہ میں داخل ہے باوجودیکہ قدرت حاجت سے یہ زائد ہے اس طرح یہاں محفل ذکر
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جانتا چاہئے اور جس طرح ذینیت دینا مساجد کو غنیمت دلانا ہو لوگوں کو جماعت میں کثرت
 کیلئے کہ آئین اس طرح یہ ذینیت محفل ذکر آنحضرت میں ذینیت ساتھ و تفرع و شریعت وغیرہ کے ساتھ کرنا غنیمت
 دلانا ہو لوگوں کو کہ اگر ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معجزات و معانی و اخلاق و علو و شرف علی الامت و جلال و کبر
 اخلاص و محبت پیدا کر کے اتباع اختیار کریں اور اوپر شرفا قاضی و شرف مد ملا علی قاری سے گزرجوگا
 کہ جیسے تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلمان پر حالت حیات میں واجب تھی بعد حیات کی بھی وقت ذکر آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اور وقت ذکر کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وقت ذکر طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وقت سننے اسم مبارک
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر جمیع حرکات و سکنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی و تعظیم آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی واجب ہے اور وقت ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خالص ظاہر میں اور خالص باطن میں اور حرکات کے سبب
 ہو جانا اور محبت میں اور خوف میں آجائے واجب جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موعود ہوتا اور ایسا کرنا اور
 واجب ہونا اس سے واضح ہو کہ آپ کی ذکر تعظیم ایسی ہے جیسی آپ کی ذات تعظیم اس قیام وقت ولادت کا جویا
 ہی ظاہر ہو گیا کہ جب ذکر کی تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ہوتی جیسے ذات تعظیم تو ذات آنحضرت
 کی ہمارے رو برو ہوتی اور اس ہم ایسے ذات ولادت سے تو قطعاً قیام کرتے ایسی ہی ذکر ولادت کی
 تعظیم محکوم ذکر چاہئے اور جب مستحسان ہی علماء کا اس میں ہو گیا تو اب کچھ حیران و حیران کی گنجائش مسلمانوں
 باقی نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و شوکت و عظمت کی واسطے انکھن عوام جیسے ذات تعظیم جب معنی تو
 ہم ایسے کرنے کہ خوب دونوں محفل کو انکی ذات کو واسطے تو اب یہ سعادہ ذکر کی ساتھ ہم ایسا کریں تو جو بڑا
 اسکا عاقلین کے نزدیک ظاہر ہے صاحب مجمع البحار ناقص الکرام فی فرمان میں کہ اگر کوئی کرے کہ جو بڑا
 مسجد کے اور زندہ کرے اس مسجد کے تو وصیت او سکی نافذ ہوگی اسلئے کہ لوگوں کو واسطے قیام و شرف

پیدا ہوئے بقدر غنی انور پیدا کرنے اور نگر کے اوپر ان کے اپنے گرو کو بلند دیا و محکم بنانا مجلس کلمہ انگیزت
 دی اگر کسی جبرگبی اور بیکی اور پست و غیر محکم بناوے گی در میان بلند کانون کی کہ بسا اوقات اہل دنیا کو ایسے
 سکافات بلند دیا محکم ہو کر بن تو البتہ ان مساجد کی جو ایسے بنائے جائیکے امانت و حقارت ہوگی
 چنانچہ لفظ زعفر کی نعمت میں یہ فرما تو اوصی بقتشید مسجد شجرہ و فذات لاندہ قلعت
 للناس فتاویٰ بقدر ما الحد ثلثا و قد لحد ثلثا تشید بیوتہم و توینہا فلوینہا مساجد بالابن
 اقطاع مین الد و شاہفہ و دریا کانت لاهل الذمہ لکانت مستہانتہ انتہی بقدر الحاجت
 پس بیان ہی یہ دلائل ثابت ہیں گو کوئی نئی باتیں حواشی کی ہیں کہ اپنے مجالس روشنی زائد و روش
 و غیرہ سے مزین کر تو ہیں اگر رسم آنحضرت مسلم کی ذکر کی مجلس کو ایسے امور سے آراستہ نہ کرے تو آنحضرت
 مسلم کی حقارت و امانت علوم جہاں کی لوین ہو و بنا پس سنے آراستہ کرنا ساتھ روشنی زائد و روش
 و غیرہ کے ساتھ کرنا چاہئے جس امر سے علم کی دلورین حد شہید اور بیجا خوف ہو سکے اور اصل خود سکا اثر
 و گنہ و مین واقع ہو سکے اگرچہ وہ فعل جائز ہو سکے تو اس امر کو نگرنا بہتر ہے چنانچہ آنحضرت مسلم
 بنا کبر بر شریف ہی خیال کی باوجودیکہ بناوے آپ چاہتے جانشینی ایسے ہی چنانچہ قرآن و قرآن جو
 عوام کے نزدیک عزیز ہوں نہ پڑھنا اونی ہے واسطے خیانت دین عوام کی فی ہر لمحہ رجحان و رجحان
 السبع لکن الادویٰ کن لا یقر بالفریۃ عند العوام خیانتہ لدینہم الامنی و فی رد المحتار اجماع بالوکی
 الغریۃ والامالات لان بعض السلفاء یقولون ما لا یعلمون یتقون فی الامم و انشاء و
 یتنبی الامم ان یجملوا العوام علی ما فیہ نقصان دینہم ولا یقر عندہم مثل قرۃ ابو جعفر و ان
 علم و علی حوزہ و الکسافی جہانتہ لدینہم فلعلہم اویضحکون و ان کان کل القراءات والوداع
 حصیۃ خصیۃ و مشائخنا اختاروا قرۃ ابو عمرو و حصص عن عاصم وہ من الشارحین فتاویٰ
 الحجۃ انتہی ہی احتمال بیان موجود کہ اس نامہ اگر محفل سیلا شریف ہوگی اور دوسرے محفل لوگ
 آراستہ کر تو ہیں تو عوام کہ دلورین شہادہ کشف واقع ہو سکے اور آنحضرت کے ذکر کو حقیر جانیں اور کما
 مین ثبین عاقلین انصاف خود کر سکتے تو اسکی بظاہر شروع مین جے شمار یا وکی کہ بالعرض ان امور کا جو ان
 انگہ ہی ان عوام میں مجروحہ چشم پوشی کر کے زبان نہ انداز قدر حاجت عدم حراز ذکر است کے ثبوت کے
 واسطے لانا ہی اور جائز بالعارض کو جائز بنا تا ہی اہل علم کو واضح ہے کہ عوام میں سے امر جائز ہی جائز ہو
 جائز ہو امر جائز نا جائز ہو جائز ہی جائز ہی کے واسطے قیام کی منہ ظاہر حدیث سے مفہوم ہے لکن اس نامہ میں

قاضی مکرر رہتا کہ عوام و سفہاء و اشعار کی فقر و غن میں معلوم ہووے اور برقع القدر و عینی کے گذر چکا
 الغرض تبدیل علت سے احکام بدل جائیں اور جیسے علت موجود ہوتی ہے اس کے موافق حکم شروع ہوگا
 علماء پر یہ واضح ہے اور محققین اس کو خوب جانتے ہیں اس واسطے کہ ان فیوض کے گنگوئی یہ سلیبی سے ناجائز
 اس زمانہ میں جائز و ناجائز ہیں بلکہ سنسن جاتوں میں ہر ستر خط و ضلع کے تمام جہان کے علماء و فضلاء
 کو نا حق یہ بتانا اور اپنی گروہ کے چار سنگین کو یہی برحق جلتا اور ایسے علماء محققین کے اقوال جس کا شرع
 میں اعتبار کیا جاتا ہے چنانچہ اوکے اسی بار کا گذر کیا میں مانتے ہیں حجر و جلال الدین و ملا علی قاری و غیر ہم
 مذکورین والا کے سکونہ ثناء اور ان تمام اول کو پس پشت ڈال دینا ایسے آدمی کو کون ماقول کہیگا اور یہ قول
 گنگوئی کا ہی ہے جیسا کہ عوام اس صلوٰۃ کو سنت اعتقاد کرنا باعث کراہت ہوا ایسا ہی اس مولوی کی مجلس
 کو ضروری جانا عوام کا موجب کراہت کا ہی (مفسر بات سے کہ عوام کی طرف نسبت ضروری جانینی
 کرتا ہے اگر عوام ضروری جانے تو ہمیشہ کہتے کہی ترک نکھتے اور مانند روزہ رمضان یا عیدین ضروری
 عمل میں حال بلکہ اکثر عوام کو گوئیں نہیں کرتے ہیں بعض کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں ان کا ضروری جانا ہی
 ان کے منہ سے نہیں سنا گیا اور نہ کسی نے کسی رسالہ و کتاب میں خواہ کسی زبان میں ہوا اور خواہ کسی
 صریح گمانی میں اس کو ضروری لکھا ہے اور ایک فعل ہمیشہ سے کوئی کرے تو اس کے معنوم ہونا کہ یہ ضروری
 جانتا ہے مستحب ہونا ضرورہ میں اور کو کوئی ہمیشہ کرے تو اس کا یہ فعل کفر ہے اس پر وال فہم کہ یہ اس کو
 ضروری جانتا ہے ہمیشہ گناہ کہ خواہ اس کو کوئی یہ کوئی عاقل فقط اس کے فعل کفر ہے استدلال اور کسی ضروری
 جانتے پر نہیں کر سکتا بہت سے عوام لوگ انگریز کہہ ٹوپی ہمیشہ پہنتے ہیں اور ان اس فعل سے یہ کوئی بہت
 نیت کر سکتا ہے کہ اس کو ضرورہ جانتے اور کرتے محامہ کو پناہ مکرہ جانے ابام بعض وعاشورہ و عرفہ کا روزہ ہمیشہ
 رکھنے سے کوئی یہ خیال نہیں کر سکتا ہے کہ اس کا حال ان کو ضروری جانتا ہے الغرض ہمیشہ کسی فعل کے کفر سے
 یہ لازم نہیں آتا ہے کہ یہ خواہ لا انکو ضروری جانے جب تک اس کے قول سے اشارہ لگنا یہ تو صراحتہ بہ معنوم ہوا
 جس جب عوام کا یہ قول نہیں اور نہ کسی کتاب و رسالہ کے گنگوئی اس کا دیکھتا اور اہل سنت و جماعت کے
 عوام و جاوے ہی نہیں کہلا سکتا ہے تو اور ہمیشہ کرنا اس کو ضروری جانے کو مستلزم نہیں ہے تو یہ افتر بعض
 گنگوئی عوام پر ہے ایسے مفسر بات سے محض میلاد شریف کو روکنا ہی بالغرض و تقدیر اگر لاکھوں میں
 ایک دعا دے ایسے بالکل احمق ہووے کہ کسی صحبت ہی ان کو نہ ہووے اور صحبت یافتگی بات ہی ہونے
 کہی نہ سنی ہووے وہ اپنی جہالت و سفاہت ضرورہ پناہ سمجھ جائیں تو ان کو فہمائش کرو دینا ضروری کہ ضروری

فرض واجب نہیں اور مستحب مستحب ہے نہ کہ ایک دوسرے کے ایسے قول حاجت کے سبب تمام جہان کی محافل کو کھڑا
کبیر بنا چاہئے یہ کوئی عقل و حکم کی بات نہیں سدوم کے پوتے یا مدبر حکم نہیں پوتے یا النادر کا معدوم نہیں
معدوم ہے غالب حکم لگایا جائے آدمی کو ضمیر چاہئے یہ کوئی محافل گنگوہی کی بات کو تسلیم کیونکر لگا سکا عوام
اسکو چاہتے ہیں بس یہ نظم گنگوہی کا باطل ہے اور یہ جو گنگوہی سے کہا کہ ضبط طرز اس وضاع کے اعزاز اس
صلوۃ میں ہے اور اوصی طرز خضر شاعین روایات مجلس مولود کے بیان اعزاز حاصل و موجود ہے اس کے
اسکی پہلی پر وال ہے صلوۃ رغبان کا نوادر ہے حدیث موضوع پر ہے اس صلوۃ کے عمل سے حکم کرنا
حدیث موضوع پر لازم تھا کہ ممکن نہیں ہے کیونکہ اسکی اثبات کے حدیث موضوع ہے چنانچہ یہی
عبارت مشرع منہ المصلیٰ ہے ہی واضع ہے اور مولانا میں اس پر ہی تحت قول صاحب دھنیا کی روایت
مستندہ بخلاف تفتہ و کذا اصلوۃ رغبان و راقہ قدر کی یہ موجود ہے قال لومحق ہونہ الحواشی
الموشتر و منع التوثیق بذلک الخلف اجماعہم علی حرمتہ العمل بالحدیث لموضوع و لا فصول
علی وضع حدیث ہذہ الصلوۃ والفقر لا یقل من الموشتر اجماعہ و لکن سبب کان فساد ظاہر
انتہی پس صلوۃ رغبان پر عمل کرنا تو حدیث موضوع پر عمل کرنا ہے منک برگز نہیں ہے اس پر کیا دلالت ہے
قیاس کرنا ہے اگر کسی کوئی روایت کہیں موضوع بالفرض اس مجلس میں ذکر کر دی تو اس مجلس کو خط
لزم تو روایت نہیں ہو گیا اور تمام مجالس کا ایک حکم تو نہیں ہو گیا بہت سے کتب و رسائل مولود
محققین سے مانند ابن حجر و ملا علی قاری و ابن جوزی وغیرہم لکھے کیا تمام میں ہی روایات موضوع ہیں اور
کوئی محفل سیلا و ضالی روایات موضوع کیا نہیں ہوتی ہے جو علی الاطلاق تمام محافل بلا تخصیص محفل
کی یہ ایک حکم یہ گنگوہی دی اگر ایسا ہی کہ کسی نے کہیں کوئی روایت موضوع کسی کتاب میں لکھ دی اور
کسی نے اسکو بیان کر دیا تو ان روایات کو ان سے تمام محافل مکروہ ہو گئیں تو یہی حکم تمام محافل
و عطف کا دینا چاہئے کیونکہ وہ عطف کا بین ماہد و اعظین وغیرہ کے جو وعظ لوگ لکھے بہترین بہت سے
روایات موضوعہ ان میں موجود ہیں اور قدیم و ہمیشہ واعظ ایسی روایات بیان کرتے رہے ہیں مجمع الباری
صدابر سکی کتاب بنی ہوئی ہے اوس خلاصہ سے نقل کیا ہے اور واعظ کو گنگوہی واضعین شمار
کیا ہے اور صاحب خلاصہ فرماتے ہیں کہ اکثر مجلس وعظ میں ایسے احادیث و بیچ پیش ہوتی ہیں واعظ کو گنگوہی
کہہ کر میں میں رو کرنا ہوں تو کینہ و حسد مجھے کرتا رہن کما قال ومنہم انقصا ص لانہم پرید و انشاد
ترق و یغزو فی الصحاح یقل مثله ثم ان الحفظ یشق علیہم و یمنق عدم الدین و یحقہم جمال

بلکہ مکروہ فرما تو جسے کہ بعد نصف شب کے نماز عشاء کو مکروہ فرما تو زمین لگن یہ مکروہ فرمانا سبب عدم مشروع
نماز فجر میں نہیں ہے بلکہ اس سبب ہے کہ نصف شب کے نماز عشاء پر جسے تفضیل جماعت میں ملتی
ہوتی ہے چنانچہ اسہی عبارت در مختار سے یہ اور برگدہ نکاحی پس نصف شب کے بعد تک یہی مجلس میلاد
شریف رہے تو نماز فجر میں کچھ خبری نہیں مان شب بھر جاگنے میں یہ خوف ہے اور شب بھر جاگنا یہاں
ہرگز نہیں ہوتا ہے لکن یہ بھی اوس شخص کی واسطے جسکو عادت جاگنے کی نہ ہوئے اور جسکو عادت ہوئے
انکو یہ خوف ہی نہیں امام صاحب و دیگر بزرگان دین تمام رات جاگنا اور فجر کی نماز میں کھڑے ہونا
اور ایک غم فرما کر تاہر رات میں ثابت ہے ایسے صاحبوں کو کیا ہی ایسے نہیں ہوتی کہ نماز صبح میں
غشوع جاتا رہے اور غم سو تو جسے غشوع اوسہی نماز کی میں فرق کہتے ہیں جس میں غم سو رہا جاتا ہے کہ نہ
اوس وقت تھا کہ ابھی لحاظ کرنا اور حضور قلب و غشوع ہی اوس وقت ہونا وغیرہ اسے غالب فرق حضور قلب
و غشوع میں ضرور آوگا اور مجلس میلاد شریف اور وقت میں ہوتی ہے اور نماز فجر و سحر وقت میں
اس میں غالباً ایسی کاپی کہان ہوتی ہے کہ جس سے حضور قلب و غشوع نماز فجر کے میں فرق آجائے یہ امر تو
سر فرود بشرط و واضح ہے کہ نصف شب تک یا کچھ زائد تک جاگنے کی تو اکثر لوگوں کی عادت اس زمانہ میں ہے
اسکو بعد سونے سے نماز فجر میں کاپی ہرگز نہیں ہوتی ہے پس یہ قیاس لگلو گی کاپی اوسکی جنم و علم
ماقص سے خبر دیتا ہے اور چند گونہ رفع غشوع جانا لگلو گی اس پر طرہ ہے اور یہ قول لگلو گی کا اور طرح
اس صلوة میں تعمیل صلوة فجر کے سنت وقت فوت ہوتی ہے اس مجلس کے اکثر حاضرین کے خوف
نماز فجر ہے قوت ہو جاتی ہے اس پر اکثر افراد ہر کہ حاضرین مجلس کے حق بسبب حضور مجلس کے اکثر حاضرین
کہ نماز کا قوت ہونا تاہم ہے حیوٹ بوسے کسٹرم نہیں آتی وہاں یہ کہ تو وہاں خروج تعلی نور ملا کہ حاضرین
سجدہ کرے کہ ذکر خیر کی مسجد میں آنا اٹھا احادیث سے ثابت ہے چنانچہ میں اور اس مجلس کا نام سنا مانتا
شیخ نجدی نہایت غم و اندوہ انگیز ہوتا ہے اور وہاں جاتے ہوئے درتہ میں کہ وقت قیام قیام کر کے تو
اہل سنت و جماعت کمترین ذکر و جمیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی جائے ہم اس لگلو گی سے
کے طرح جانا کہ نماز حاضرین مجلس کی قضاء ہو جاتی ہے وہ بھی ایسا تفصیل سے کہ اکثر کی قضاء ہو جاتی
اور ہو جائیگا لفظ استمرار پر دال ہے جو شعر اس امر کا ہے کہ ہمیشہ کا حال لگلو گی بیان کرتا ہے اور تمام
مجلس کا یہی حکم دینا اس پر دال ہے کہ تمام جہان یا ملک مخصوص مانتہ بند یا دم یا شام وغیرہ کا حال
اسکو معلوم ہے کسی وہابی کو دعوے سے قویہ ثابت کر دے کہ ایک مشہرین جو مجلس ہو تو زمین اوسکے اکثر

حاضرین مجلس کے سبب حضور کے غار خوت ہمیشہ ہو جاتی ہے یا توں میں ہی وہ فوت ہوتا ثابت کر دی
 غیر ایک دفعہ دیکھا وی کہ نام اوس شہر کے مجالس کا یہ حال ہے یہ تو کسی وانی سے حشر تک ہی نہیں
 ہو اور نہ ہوا ہے قاتل النار القودھما الناس والحجۃ پر عمل کر کے وہابیہ کو تو یہ کہ لازم ہے
 اور آیت لئن لئن علی الکاذبین کی وعید سے انکو بچنا ضرور ہے ایسے معتزلات کرنا ایسے ہی ناجائز
 کا پیشہ ہے بلکہ ایمان کے ہی کچھ علاقہ نہیں ہے یہ جو کہا گئی گویا سنے کہ اس صلوة میں جس طرح
 سبب سجدہ خارج غار کی کراہت حاصل ہوئی اس مجلس مولوی جن سبب بساط غیر مشروع کی اور لباس
 ممنوع کی اور سرفروشی کی کراہت موجود ہے اس سبب سے انصافی و تعصب ہے کجا سجدہ غیر مشروع
 کجا لباس وغیرہ مجالس کے اور کے اوس سجدہ کا جواز تو بالعرض وبالذات کی طرح معلوم ہی نہیں ہوتا
 اور روشنی زائد از حاجت و فروشی کا جواز واسطے نہ ظہر مجلس کے اور عدم حقارت و امانت کی نظر
 علوم اور رضا ملک و کرکٹ سے معلوم ہو چکا ہے پس کجا جواز کتب و غیر سے بطور ولالت کی معلوم ہو گیا
 ایسے چیز پر کرنا جو کی طرح جائز نہیں سزا سزا داتی ہے اور گنگوہی جو فروشی و بساط کو غیر مشروع نہ مانا
 شکل بیکر ہے اس کے بساط محافل و مجالس میلاد و کھانا دیکھئے اوس میں کوئی چیز نا جائز ہے وہ فرشتہ
 چاند سونے کے ہوتے نہیں بن ریشم کے ہی نہیں قالین سوت یا کسی جگہ صوف کی اور دربان سوت کے
 اور چاند نہان و سونہان یہ تمام سوتی ہوتی ہے گاؤں کی وہ سی روتی و سوت کا پرہ اوغین کوئی چیز
 غیر مشروع نہیں بعض جگہ پر یہ عام امور سوتی ہیں اور اکثر جگہ نہیں ہی ہوتے ہیں اگر بالعرض
 ریشم کا ٹکڑہ و فرش ہو سکے تو کچھ بھلائے نہیں ہے پر ایہ میں ریشم کا ٹکڑہ اور ریشم کے فرش پر
 سونا لا باس یہ لکھا ہے امام صاحب کے نزدیک و لا باس بتومسد و التوم علیہ عند الحاج حنیفہ
 وقال یکرہ او یحیی اختلاف ریشم کے پردہ میں ہے اور اسکے لشکان میں دروازہ پر وکذا اختلاف ہے
 ستر الخوی و تعلیقہ علی الالباب مفتی صاحبی الہدایۃ اور در مختار میں جو کہ پردہ رقیق واسطے
 بہکافی مجہور کی ہو سکے اوس میں سونا مرد و نکو درست ہے و لا باس بلکہ الدراج و ہوا سادہ و محنت
 اب ریشم مشرق و ہبانہ و لکڑی حال ، لاندین میں نظر شرع الوبانیہ فقال مفتی کلمۃ الدیاج قال نوم
 جائز اتنی اور تحت قول صاحب در مختار کی و لکن الذی یعلق ، رو لکھتا میں ہی دفع اللہ والمنقح ولا
 لکھہ اصلوۃ علی جمادۃ من الودیم لان الحرام هو اللیس اما لا استقام بسائر الوجوہ غلیس
 بانفی الصلوۃ الجواہر اتنی دیکھو فرش کی ویکر پردہ لشکان کا اور پردہ واسطے نگہبانی مجہور کی اور

نماز کا یہ تمام ہمارے علماء کے نزدیک جائز ہیں میں فرمیں جس مجلس میلاد کی اور تکیہ و بیروہ ریشم کی ہونا
 تب ہی غیر مشروع نہیں ہیں معلوم نہیں کہ اس کو کنگوی فی شرح النہج بتا کر اور کنگوی کے
 زیر دوستی ایسے بائین کرنا یا اگر کسی سے سننا ہی ہو سکے تو بلا تحقیق چلنے کی ایسا کہہ دینا بدلیل حدیث نبوی
 صلعم کہنی بالمرء کذباً ان یحدث بکل مسمع کی جو ٹہرے یہ خالی نہیں ہے اور بعض لوگوں کی ہلک
 غیر مشروع ہو سکے بالعرض تو اس کے مجلس میلاد کو کیا نقصان ہے جواز مجلس وعظ و تذکرہ
 یہ نہیں ہے کہ تمام لوگ موافق لباس پہن کر مجلس میں تو مجلس وعظ و دست ہو سکے ورنہ نہیں ایسے طرح
 کہیں کسی عالم متعلق وقفہ قابل قبول کے قول کے پیش کی جوتے کنگوی نے تو اس وقت ایسے لوگوں کی ضرورت
 سمجھ کر است و عدم جواز مفہوم ہوتا اس زمانہ میں یہ ہی جواز کے واسطے ضرور ہو گا تو کوئی مجلس وعظ و
 تراویح و عید و مستقار و نکاح و غیر ماہر و ن کر است ہو گا اور ایسے ہی لوگوں کی فہمائش اور تالیخ آنحضرت
 صلعم کی رغبت دلائیکو مجالس وعظ و مجالس میلاد و شریف کو جاتر میں اور انہیں لوگوں کے افادہ و احاطہ
 کی واسطے یہ مجالس ہوتی ہیں جب پیش شرط ہوتی کہ لوگ ہو سکے تو انکو ترغیب و ترہیب کے سبب سے
 ایسے امور کو چھوڑ دینے تو ایسے کے تو کس طرح ہوگی اور تمام لوگ من کل الوجوہ یا شرعاً ہونگے تو انکو ترغیب
 و ترہیب کے جو عرض ہے کہ اتباع شریعت حاصل ہی ہے پھر انکو جہان فائدہ ہونا متصور نہیں ہے
 انبیاء علیہم السلام کی گفتگو کرنا کفار اور فہمائش اور آنحضرت صلعم مجلس میں کفار کا انانیت سے انکار
 آؤں گے تو مکروہ ہو سکے ناں مسلمان لوگ کو فاسق ہوں جو بد رحما کفار سے بہتر ہیں بخارہ راست
 آنا یہ نسبت کی بہت آسان انکو آؤں گے و نابہ کے نزدیک مجلس مکروہ ہو جاتی ہے اگر ایسا ہی ہے
 تو مجالس وعظ وغیرہ کو بھی مکروہ کہنا چاہئے یا مجلس میلاد کے حادثہ کی وجہ عدم جواز اپنی رائے
 عام سے اس مجلس کے سامنے کی ہے اور دوسرے مجالس میں اگرچہ ایسے وجوہ موجود ہوں وہ مکروہ نہیں
 ہوتے اس پر وال کسی عالم محقق کا قول لانا چاہئے ورنہ معاندت صرف ہے اور روئے غیروہ
 کا جواز ہم اقوال فقہاء سے ثابت کر چکے ہیں پہلی کنگوی کی ظاہر سے پس یہ قول کنگوی کا
 یہ کہ مجلس اس صلوة سے بالکل مطابق مع شئی زائد کے ہے غلط و موع ہو گیا اور بخوبی معلوم ہو گیا
 کہ یہ مجلس ہرگز مطابق صلوة رغائب کے متصفین خود فراموش کر جو بالکل مطابق بتائے تو اس نماز
 رغائب کے بارے میں علماء سے یہی کہا ہے کہ یہ نماز موعودہ آنحضرت صلعم اور کذب ہے یعنی نماز پیشینہ
 یا فریاد کی نسبت آنحضرت صلعم کی طرف کرتے ہیں اور آنحضرت صلعم کذب بتاتے ہیں اس محفل کو کس کی کسب

کہا ہے انحضرت صلی علیہ وسلم نے یہ محفل بایں قیود کی ہے یا اس لئے کر نگاہ فرمایا جو میں ہی مطابق نہیں ہیں اور
 صلوة رغباً کو یہ ہی عمارت قرار دین کہ اسکو عوام سنت سنن نبی صلی علیہ وسلم سے جو چیزیں اور یہی فرقہ قرین سنت عوام
 اسکو ہر دروم میں فرض جاتی ہیں اور یہی فرقہ بایں ہے عمارت و افغان کو چھوڑ دینا اس ناکہ نہیں چھوڑتے اور تمام
 وجوہ کا ذکر جو جتنے کین عبارت شرح بہر منقول اس گفتگو میں موجود ہے اور ان وجوہ میں مطابق
 موافق زعم فاسد اپنی ہی گفتگو میں بیان کر سکا جیسا کہ اوپر جوہ میں زعم فاسد کیا ہے اور بالکل مطابق
 بتائے گئے کہ کذب ہے یا نہیں انصاف طلب مسلمانوں سے اس میں اب یہ تو خوب ظاہر ہو گیا کہ گفتگو میں باطل
 قواہر شرح میں سے کچھ ہونے کے موافق فاتحہ مرسوم و مرسوم و جعل و تعیین جہات و مجلس میلاد و بدعت
 ہونا ثابت ہے اور نہ محفل میلاد و شریف مطابق صلوة رغباً کے ہے اس میں تمام جافضانی گفتگو
 کی برباد ہے الخیر اللہ فی وجہا لہذا اب پر صفحہ ۱۰۸ طرف ہم رجوع کریں یہ تو قاعدہ جو لینے قرین میں تمام
 سبب گفتگو میں غامض لہذا اب پر صفحہ ۱۰۸ طرف ہم رجوع کریں یہ تو قاعدہ جو لینے قرین میں تمام
 اونکے روئے واسطے کافی ہے لکن کچھ اور تیس اس گفتگو کی غلط فہمی پر سر دیا ہے تو فاضلین سے جتن
 مولف انوار ملتے واپس کے اس بات کے جواب میں کہ تعیین سورت نماز میں مکروہ پس ایصال قرآن
 وغیرہ میں ہی تعیین ہونے مکروہ کہا گیا کہ تمنا اقول ہر کو قیاس کرنا مجتہد کا کام ہے اور اپنے مطلب کی
 تم جہاں قیاس کرتے ہو جہاں نہ ہے ہم اس سے قطع کر کے کہتے ہیں مقتضین ہونے فاتحہ وغیرہ کو قیاس لازم
 کرنا صحیح نہیں ہے اور تمہاری دلیل تمام نہیں سورت کی کہ سب تو جب کہ ایک ہی سورت پڑھنا
 واجب جانتے ہو کہ یہ کہ جابل کو اعتقاد ہو جاوے کہ ایک ہی سورت واجب دوسری نہیں
 میں کہنا جو نوری دہر کر است کے اول ہے گفتگو میں لایہ بیداروں اس کے جواب میں ہے دفتر مختصر
 یہ کہ مقتید کر کسی معلق کا شرعاً بدعت و مکروہ سے جیسا کہ فقہار نے اس قاعدہ کے سبب لکھا ہے کہ کسی
 نماز میں کسی سورت کو وقت نگرہ اگر لیا کہ گا تو مکروہ و بدعت ہو گا پس جب صلوة میں نہ حسب قاعدہ کہ
 تعیین سورت مکروہ ایصال قرآن ہی حسب قاعدہ کہہ کے تعیین وقت اور پشت کے ہو گئی خلاصہ
 دلیل مانع بدعت لایہ تھا جسکو مولف نے اپنے حوصلہ کے موافق نقل کیا اب جو کہ مولف فراس
 مسئلہ تعیین سورہ میں اپنے حوصلہ علم کا ظہور ظاہر تو اسکو ہر کہ بدیع میں لکھا ہے ویکو فان بوقت بشی
 من القرآن شیعی من الصلوة لان ہجرات الباقی وایما ما التفضیل انہی سورہ جزیرہ ایک لایہ
 ہر کہ موس میں تمام عبادات عادات مطلقہ کا تعین کرنا شرع نے منع کر دیا ایک جزئی اسکی تعیین

سورہ ہی ہے جیسا کہ اوپر واضح ہو گیا تو مولف اس جزیرہ کو مقس علیہ اور سیوم کے مسئلہ کو مقس بحض رہے
 کر سچ کر گیا فہم ہے یہ نہیں جانتا کہ جب کلی امر کا ارشاد ہو تو اس کی جملہ جزئیات حکوم ہو گئی اور یہاں تک کہ
 جب یا ایہا الناس فرمایا تو ریزہ و بکر عبد المسیح سیکو نام نام حکم ہو گیا کسی جزئی کو مقس نہیں کہہ سکتے
 اس طرح جب فقہ مطلق کو منع فرمایا تو سب جزئیات اس کے خلاف تھیں سورہ ہو خواہ تعین دور سیوم
 ہو خواہ تعین نہ خود سب منع باللفظ اٹکی ہو گئی یا تعین بدعت کے کلام قیاس نہیں بلکہ جو جزئی اس کلیہ میں
 مشور اور ظاہر متفق علیہ ہے اس کے نظیر دیگر اور امثال سے فرمایش کر کے دوسرے مسند رجہ اس کلیہ کے خلاف
 اور الزام کرنا کہ بہت عین نے اوسل انبیاء تحت ہندہ الکلیہ نہیں سمجھا تھا پس قیاس کہاں کے مولف کو
 عقل نہیں کہ کلیہ کو اور قیاس کو مقید کر سکے (اقول) و باسند التوفیقی و میدہ از مہ تحقیق الابن سلاطین
 نہیں گنگوہی اس قدر بے فہمی کہانے لگئی ہے ایسے لغو و کجہ نظیر کرنا قیاس سبب کہ کہنے مطلق کو
 مقید کرنا بدعت ہے سورت کو بوقت کرنا بدعت لکھا ہے یہ کلام گنگوہی بفضل غیر تحصیل ہے خود گنگوہی
 عبارت ہدیہ کی تفکلی اور اوس عبارت میں وجہ کراہت صاحب ہدایہ بجران باقی قرآن کا اور تفصیل سورت
 سیمہ ایہام ہونا فرماتی ہے اور اوپر پر مبنی شرح ہدایہ سے گذر چکا کہ بدلیل آیت قرآن بجران باقی قرآن
 ممنوع ہے اور تفصیل قرآن کی بعض آیت و سورت کو بعض دوسرے پر ناجائز ہے پس تعین سورت کے
 کراہت کی یہ وجہ فقہاء فرماتے ہیں کہ کسی مطلق کا مقید کرنا درست نہیں یہ گنگوہی بے فہمی سے واسطے بناء
 خاصہ علی الفاہد کرنے کو سورت کی کراہت بوجہ فقہاء کے نزدیک ہونا بیان کرتا ہے اور سبب کراہت
 فقہاء کے نزدیک ہونا ثابت کرنا اس عبارت ہدایہ میں تو اسکا ذکر ہی نہیں اور یہ ہمیں اطلاق ہی غلط
 فی نقضہ کہ کسی مطلق کو مقید کرنا بدعت ہے یہ فقط بعض مطلق کے بارہ میں کہ اسکا مقید کرنا درست
 نہیں ہے اور مقید مطلق کا و رد معاہدہ اور دونوں مثبت ہو ورنہ ملے ہو دوسرے مع اتحاد سبب ہے
 تو مطلق کو مقید کرنا حکم کرے میں اور قید یا ملتزم میں فی مسلم و اشخان مشہدین فان و رد امثا و السبب
 واحد حمل المطلق علیہ ضرورة ان السبب لا یوجب للمتبعین والمعدی قرینۃ البیان لکقولہ لغا
 فصیام ثلثۃ ايام مع قراءۃ ابن مسعود فثقلوا من ثم قال اصحابنا بوجوب التتابع فی صوم کفار
 الیمین وان حمل التنازع فکذا لک لعدم التوجیم فی ترجمۃ البیان انتہی اس گنگوہی کے کلام
 سابق میں گذرا کہ فقہاء مطلق کے ناجائز ہونے پر اجماع ہے اسکا ابطال ہی ہو گیا اور یہ تو سب سے
 نزدیک ہی فقہاء مطلق جائز عام شاہی رحم بعض ایسے جاہلین میں جائز فرماتے ہیں کہ ضعیف کے نزدیک جائز

بس اجماع بنائے جن ہی حیالت اسکی نظر ہو گئی اور علی العموم کہنا عدم جواز تقید مطلق کا ہی غلط
 ہوگا اور فقہاء نے وجہ کراہت تعیین سورت جو بیان کی وہ یہ نہیں ہے جو گنگوہی بتانا براسمین ہے
 بیعلی ثابت ہو گئی اب اس پر بنا کر کیا تھا کراہت تعیین ہر سیوم کو اور کراہت ہی ہوا اور سورت کے
 تعیین جس وجہ سے مکرر ہے کہ پھر ان باقی قرآن و ایہام تفصیل بعض سورت کے بعض پر وجہ تعیین
 سیوم میں موجود نہیں کیونکہ تیسرا دن معین کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ بعض قرآن کے بعض
 و پھر ان ہر دو کے اور تفصیل بعض سورت کے بعض پر کیونکہ یہ وجہ لازم آتا کہ پورا قرآن نہ پڑ جائے
 سیوم میں جب پورا قرآن پڑنا جائے تو یہ وجہ معقود ہی جو کراہت کے لئے اور گنگوہی جو تقید مطلق کو
 کلیہ بنا کر عام عبارات و عادات مطلقہ کا تقید مطلق کو شارع کا منع کر دینا بتانا اور تعیین کو ہی اوسکی
 جزئی قرار دینا ہے غیر مسلم ہی شارع نے عام عبارات و عادات مطلقہ کا تقید یا معنی کی آسانی کیوں
 یا کسی دوسرے مصطلح کے واسطے وقت معین کرنا عبارات کا یا عادات کا منع کیا ہے غلط محض ہے اور
 نہ کسی فقیہ نے یہ عام قاعدہ بیان کیا ہے گنگوہی سچا ہے تو جو الکتب یہ ثابت کر دی ورنہ کذب محض ہے
 اور تعیین سورت تو پھر ان باقی قرآن ایہام تفصیل کی جزئی ہے ایسے تقید مطلق جو گنگوہی نے اپنے وقت
 گر لای ہے اوسکی جزئی ہونا ہرگز مسلم نہیں ہے اگر ہی ہے تو تفصیل ہر سورت دیروز ماہ رمضان اور
 جماد میں اور رمضان ہونا شعبان میں اور شعبان ہندی ضعیف ہونا اور گنگوہی کا جیسے تمام توقیت و تعیین ان
 اکلی جو ان کے ہی کوئی بعض موجود نہیں یہ ہی کلیہ گنگوہی کے خبریات ہیں تمام مکرر و حرام ہو جائینگے تمام
 تو کوئی بعض توقیت و تعیین کے جواز کے پیش کرے اور فی الواقع جو تقید مطلق کی فقہاء کے نزدیک ثابت
 گنگوہی بعض مطلق میں کوئی قید لگائی جاوے کہ اس قید ہونا جواز اوسی فعل کے واسطے ضرور ہوگا اور
 بدون اوس قید کے عدم جواز اور نہ ادا ہونے ناممکن کیا جاوے جیسا کہ امام شافعی صاحب کفارہ
 یحییٰ بن جو غلام آزاد کرنا حکم ہے اور قرآن شریف میں غلام نمون جو نیکی قید نہیں ہے کفارہ قتل
 پر قیاس کر کے نمون جو نیکی قید لگاتے ہیں اور ہر قید نمون ہونے کے کفارہ ہیں اور ہونا جائز نہیں جاتا
 ہیں ایسے تقید مطلق ہی روز سیوم پہلہ و جمعرات و نحو میں موجود نہیں کہ کوئی مسلمان یا اعتقاد کرتا ہو
 کہ وہ اوقات اور نحو ہونے کے تو صدقات و انقباض کا وجود و ثبوت ہرگز نہ ہوگا اور نہ خودیر گم نہ پڑا جاوے گا
 تو ایصال ثواب گنگوہی کا ہونا گایس جو فی الواقع تقید مطلق ہے اوسکی وجود ہی نہیں اور جس وجہ کراہت
 تعیین سورت فقہاء فرماتے وہ ہی نہیں ہے ایسے لنویات یا توں گنگوہی سے کیا ہونا ہے اور کلیہ بتا

اصل فرض گنگوہی کے یہ کہ مؤلف الفوار کا اعتراض کہ تعین سورت پر قیاس سیوم کو کر کے ہو اور
 تم خود کہتے ہو کہ قیاس کام مجتہد کا ہی مرتفع ہو جاوے اور اس اعتراض کا جواب ہو جاوے اور لا اضر
 اس کے کہ تعین سورت پر یہ قیاس کیلئے سیوم کو میں جانا چاہی کہ قیاس میں چار چیزیں ہوتی ہیں
 ایک مشابہہ ایک تشبہہ ایک حکم اور ایک وصف جامع بنید مکرر کو قیاس خیر کرین اس طرح اس کی
 تقریر و تصور ہووے کی بنید سکر ہی مثل خمر کی اور خمر حرام ہے سبب سبب کا کہ پس بنید حرام ہے سبب
 اس کا بنید تشبہہ ہے اور خمر تشبہہ ہے اور حکم حرام ہے اور اس کا وصف جامع دو نون شین و خمرین
 التحقيق اور القیاس مجتہد کا اسوا اجم فیکنا المقلد مسان اولافنا یخصلان بآرکان ثانیافانما اکتا
 الاکان وھی الامور الاربعة کما فی قولک البید مسکوک الخ و الخ حرام الا مسکوکا البید حرام
 انتجی ماسلم الثبوت وشرہ لبحر العلوم وی ارکان قیاس تقریر و بیان میں موجود ہیں کہ سیوم کی میں
 کو ماخذ تعین سورت کہتے اور حکم کر اہت لگاؤ میں اور وصف جامع گنگوہی نے نئے کہے کیا تعقید
 مطلق وہی تقریر و تصور بیان موجود ہے کہ سیوم معین ہے مانند سورت معین کے اور سورت معین
 مکررہ واسطے تعقید مطلق ہے پس سیوم مکررہ ہے واسطے تعقید مطلق کی اب گنگوہی اسکے قیاس ہو چکا
 اٹھ کر کے تو یہ انکار حیالت و سفات صرف ہے پس بلاشبہ اعتراض مؤلف الفوار کا وارو ہے اور
 گنگوہی ہدیان سے کہ یہ جزئیہ مکثیر تفع نہیں وصف جامع حرفی خاص نہیں ہوتی ہے کلیہ بھی ہو چکا
 کلیہ کے ثبوت سے قیاس ہوا دفع نہیں ہوتا اور کلیہ ثبوت کسی چیز کا شارع ہو جاوے تو عام ہے
 کا ثبوت ہو جانا مسلم ہے لکن اس محل میں ثبوت اس کلیہ کے تعقید مطلق تمام عبادات و عادات میں ہر
 طرح سے خواہ مخالف کسی دلیل کے ہووے یا نہ ہووے شایع ہے اور کسی فقیہ سے منہج ہے اور ہر
 گنگوہی کی کہ سیوم دفعہ کا تعین ہے اس کلیہ اختراع کی کہ جزئی ہے پس اس کلیہ کا ثبوت شارع و فقہا
 سہ نہیں تو اس جزئی کی کراہت جو اس کی جزئی کی اس کا ثبوت کس طرح ہو جاوے گا اور جو تعقید مطلق
 غیر جائز ہے جاوے گا ویر جہتہ ہو چکا ہے جس کے نسخ اطلاق نص ہووے وہ بیان موجود نہیں پس
 سیوم کسی کلیہ شرعی کی جزئی نہیں اور تعین سورت دوسرے کے تحت میں داخل کہ وہ ایہ نام تفضیل
 و جبران باقی قرآن کا جہتہ اس کلیہ کے جزئی جو گنگوہی بنا رکھے پس قیاس ہی کی گنگوہی وہ بھی فی
 نفسہ باطل سیواسطے غیر مجتہد کو قیاس کرنا ناجائز ہے کہ تو کہی بیجاں کہہ لیتے اور اگر کسی حکم کا
 مسئلہ مجتہدین کے نزدیک کوئی کلیہ ہو اور اس کلیہ کا وجود کسی کلیہ واضح ہو جاوے علماء کا طعن پر

اگرچہ وہ علماء مجتہدین میں سے ہوں تو وہ حکم جہاد و کلیہ مجتہدین کے نزدیک مناظر مقرر ہو چکا ہو اور
 جبکہ ہر جہان اوس کلیہ کا موضوع ہے تو بے شائبہ جاری کرنا درست ہے اوس کو قیاس کیسے لکھیں گے لکن یہ حکم
 جاری کرنا ایسے علماء کا کام ہے جنکو معلوم ہو سکتا ہو کہ یہ مناظر فلان حکم کا مجتہدین کے نزدیک قرار پایا ہے
 اور وہ مناظر جو فقہ کلیہ کسی جانی خاص میں پایا جاتا ہو یہی محقق ہوئی ایسے کم علم و بے انصاف کو جسے کلنگوی
 کہہ نہ یہ خبر کہ اس کا حکم مناظر کو مناظر کلیہ ہے اور نہ اوس کلیہ کا حصہ وہاں موجود ہونا اوسکو معلوم یہ حکم جاری
 کرنا درست نہیں ہے کلاہ خسروی و تاج شاہی بذکر کل کی رسد حاشا و کلاہ اسی محل میں ہر ایک کے عبارت
 جو فطاکر جس سے واضح ہو کر بیان باقی قرآن و ایام و تفضیل و حکمرانیت تفسیر سورت کی ہے اور ہر اسکو
 چہرہ کرداری نہایت ہی کہنا شروع کر دیا اس شخص کو علم و انصاف ہوتا تو ایسا کیوں اور یہ صرف اسنے ہی
 غرض سے کہا کہ ہر جہان باقی قرآن ایام تفضیل سیوم و جہلم و جہرات و میلاد و شریف و نحو میں موجود
 نہیں ہے اور اس سبب سے کراہت ان امور کے کو ثابت نہیں اب ایک قاعدہ عام اپنے شک سے نکلتا
 جو اس سے عام ہووے اور اوسکو ہی ایسا عام ٹھہرنا چاہیے کہ تمام جہان کے اسباب اپنے نفس کماور
 زعفرانہ کے مخالفین نام مکروہ ہو جائیں اور اتنی خبر فزعون موسیٰ مشہور اہل تعلیمی و بے انصافی
 ظاہر کر دیا اور بدلہ نفع نقصان و خسار ہوگا اور سیوم وغیرہ کو جو ممنوع بالانصاف و اہل عقل بنا رہا ہے معلوم
 وہ کو اپنے دل اس کلنگوی کے شک سے برآمد ہوگی جو جو نصیحت اپنے نزدیک مانند کل بدعت ضلالہ کی اور نصیحت
 صوم جمعہ کے و امثالہا ایسے اہل تجویز پیش کر دین تین اوسکا تو حال معلوم ہو چکا کہ اوسنے ان امور کے
 کراہت ہرگز ثابت نہیں اور نص بارہ میں موجود نہ ہووے تو اوسکو بدعت کہہ دینا ہی خصوصاً ایسے امور
 مرسومہ میں باطل ہو چکا کہ بدعت سید بنین ملک اباحت اصل ہے عبارت مسلم الثبوت کی تحت احکام
 مقام ہم فقل کہ جو کہین اور حدیث حاکمت عند قوم ما عفی عنہ اس کی طرف ہی اشارہ کر چکے ہیں اولئے ان کو
 سیوم وغیرہ کا جواز ظاہر ہے اور استہسان مسلمین مریدان خود کے اور مسلم الثبوت و شرع کی بحث فیما
 کہ تو اگر پہلے عبارت وحدیث کے اقرعان حاصل نہیں تو علم لکدالہ حکم مخصوصہ فی واقعہ واقعہ
 صلی اللہ علیہ وسلم لا باجہ الشریعۃ لا لآلہ لا لذل لیل السعی علیہ کما مرفی الاحکام فذلک کراہتی منہ عن کہ تو کہانی
 مساندین کا علاج نہیں کہ جس نص کلی سے منعیت ہو کلنگوی ان امور کہنا تا وہ ثابت نہیں اور اباحت ثابت
 اور عامیہ کا کما قیاس قاسد ہے جو نصین سورت ہر کہہ میں اور نصین سورت ظہیر و مثال قرار دینا ہی قیاس کرنا
 اثبات حکم کی حالت میں جس چیز کو مشہور و معروف کی ظہیر و مثال دینا بہترین وہی قیاس ہر نہایت صلب

محققین جواز قیاس کے ثبوت کی دلیل اس حدیث نبوی پیش کر قرین کہ آنحضرت صلیم سے قبلہ صائم سے
 دریافت کیا آنحضرت صلیم سے فرمایا تو حضرت یحییٰ سے قبلہ صائم کا مانند مصنفہ کے اس امر میں کہ جیسے مصنفہ متقدم
 اکل کا ہی ہے ایسے ہی قبلہ مقدمہ جملہ کا ہے مصنفہ سے نہ افطار ہونا قائم سب جانتے ہو ایسے تبدیل سے ہی نہیں
 جانا ہوا اور ایک عورت فتنہ سے آنحضرت صلیم سے سوال کیا کہ اپنے باپ کے طرف سے حج کر دیوے آنحضرت
 صلیم نے فرمایا کہ اپنے باپ کی طرف سے حج کر دو اور اس عورت کا بیان تو لینے صلیم فرمایا
 کہ میں اللہ کا حق ہے ساتھ مگر نہیں فی التفسیر الکبیر تحت آیت الطیعوہ واطیعوا رسول واولی الامر منکم
 الا انہ کے فعل ان لا بد وان یکون المراد وہو الی واقعہ تشبہ بانی الصورة والصفہ ثم ان المعنی الذی قلنا
 یؤکد بالجزء الاثر اما الجزاء فهو ہذا صلی اللہ علیہ وسلم عن قبلہ الصائم فقال علیہ الصلوۃ والسلام
 ارایت کو مصنفہ یعنی المصنفہ المقدرہ الاکل کما ان القبلۃ تعد من الجماع فلما ان تلک المصنفہ لم تنقض
 الصور قلنا القبلۃ ولما سلمہ الثمۃ عن الحج فقال علیہ السلام ارایت لو کان علی ایک بن قضیۃ
 بن حجر کے قتال نہ تم قال علیہ الصلوۃ والسلام فبدین اللہ الحق بالقضائۃ انتہی بقدر الحج جس بیان آنحضرت
 صلیم نے مصنفہ و دین کے نظیر دیکر جماع کی اور دین کا ادا ہو جانا اور دوسری ادا کر کے اور مصنفہ سے
 روزہ نہ جانا مشہور معروف ہے یہ دونوں یعنی مصنفہ و دین مقبض علیہ آنحضرت صلیم کے قول میں قرار
 دیا قرین جس سے واضح ہے کہ مثال نظیر مشہور مقبض علیہ ہوتی اور مسکو قیاس کیا ہے اس پر وہ مقبض ہے
 گنگوہی اپنی زبان ایسے کلمات بولتا ہے جس سے مقبض مقبض ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن اس قدر قرین نہیں
 سبب ششہ سبب مقبض بیہمی کی کہ اپنے قول کو کچھ حیات اسکی قول سے ثابت ہوتی اور سکا بیہمی کا
 کرتا ہے و نظیر مثال مشہور کہ بیان مقبض سورۃ ہی مقبض علیہ اور یہ کلام و بیہمی اہل بدعت ضلالت کی
 ہو گنگوہی کا انکار دوسری قول سے رد ہوتا ہے اور اسکی بے علمی و بے عقلی سے خبر دینا ہر اب مولف کو
 عقل نہیں یا خود گنگوہی کو عقل کہ یہ قیاس صاف سے ہوا اسکی عقل میں نہیں آتا ہے اب پڑھے گنگوہی
 اس مصرع کو نہ عین الزام انکو دیتا تھا قصوہا کحل یا گنگوہی صفحہ ۱۱۰ اپنی بیہمی سے سورۃ و ہر قدر
 تاکہ تخصیص کا ثبوت آنحضرت صلیم سے بتا دے اور یہ جہالت حرف ہے انہیں سورۃ کی تخصیص کا انکار ہوتا ہے
 علماء کثر میں اور اوپر معنی سے ہم نقل کر دیا کہ حجتان سورۃ تو کلمہ سوا دوسری سورۃ ہی آنحضرت صلیم سے
 پڑھے کسی یا وہ کسی اور میں تخصیص اس حالت میں کہاں اسکو تخصیص کے معنی سے ہی خبر نہیں لفظ تخصیص
 سنیہا سے نہیں جانتا اور ہی صفحہ میں امام صاحب کا دوام کو کھروہ فرمایا جاتا ہے اور حال اور کثر چکا

بھوارہ عینی کہ کہ امام صاحب ملازمت اور عداوت و سبوت مکرر ہو جاتی ہیں کہ جب غیر کے جوار کا اعتقاد
 نہ ہو اور اس حالت میں امام شافعی صاحب ہی مکرر ہو جاتی ہیں اور اگر سورت معینہ پر ملازمت ہو جائے
 کرے اور باوجود اوست و ملازمت کہ غیر کے جوار کا مقتدر ہو سکے کہ است نہیں پس عداوت علی الاطلاق
 امام صاحب کے مکرر ہونا عین یہ گنگوہی مفتی ہوا امام صاحب پر اسی صفحہ میں کہنا ہے کہ (برایہ سنے
 و در لیل کا اشارہ کیا ہے کہ یہ شرعین سورجائزین تو ایک کے دوم میں باقی سو کا ترک ہو گا بجز ان باقی قرآن کا
 ہوا وہی تقدیر مطلق ہوتی **اقول** و باشد التوفیق پہلی ہی بسم اللہ کہنا برایہ سنے و در لیل کا اشارہ حق
 عبارت یہ تھا کہ صاحب برایہ سنے و در لیل بیان کیا کہ غیر ایسے سبوت اس کے بت جائی و قرآن میں
 آفرین ہونے اکثر جائی مواضع نہیں قابل سفر عہد ہے کہ تفسیر قول کہ جب شرع میں سب ہو جائے نہیں
 گنگوہی سنے اپنی طرف سے زیادہ کہ ہے برایہ نہیں ہے اور یہ کچھ معنی نہیں زائد ہے کوئی مطلب نہیں
 متوقف اور کوئی اس کے گنگوہی نہیں اور قول وہی تقدیر مطلق ہے یہ بی ایجا و گنگوہی کی ہے صاحب
 فرمایہ نہیں کہا ہے لفظ وہی اس قول میں لکھ کر اگر جس سے واضح و تقدیر مطلق بجز ان باقی میں عداوت
 غیر میں یعنی بجز ان باقی نہ تو تقدیر مطلق نہیں ہے اور محض غلط ہے بدو بجز ان کے ہی تقدیر مطلق
 قصیدین سورت میں ممکن ہے باین طور کہ ایک سورت مانند سورت حمد کو کوئی ادا کرے کہ اسے فرض ہے
 اور غیر اس کے نماز کا جائز نہ جلتے اور اس کے ساتھ ہی دوسری ہی سورت کی کوئی پڑ لیا کرے یا نہ لگا
 کہ اس سورت کے ساتھ ہو نہ ہو اگر کے تمام پڑ لیا تو وہیکو بیان بجز ان باقی تو نہیں ہے لکن تقدیر
 بیان ہو چر ہے کہ آیت فقر و اسے فرضیت قرأت علی الاطلاق معلوم ہے خواہ کہیں سے ہو دے اور
 اس شخص نے پلا سورت حمد کو ہی فرض ادا ہو سکے یا نہ ہو فرض جانا ہے آیت کا مقتضی یہ تھا کہ اگر
 اس کے ہی فرض دوسرے آیت و سورت سے ہی ادا ہو جاتا ہی پس بیان تقدیر لازم آئی اور بجز ان میں
 پس قول گنگوہی غلط محض اب یہ ہی جانا چاہئے کہ کوئی شخص کی صورت مانند کو کسی نماز کو اسے
 مانند نماز حمد کو اسے واجب جلتے اور فرض بخائے نہ تقدیر مطلق لازم نہیں آتی ہے اسلئے کہ اوپر
 مذکور و توجہ سے گذر چکا ہے کہ فاتحہ یا دیگر کچھ واجب کہتے تب ہی زیادت کتاب جزو احد سے نہیں آتی
 اور نسخ عموم آیت فاقوا انہیں لازم آتا ہے فرضیت کی صورت میں لازم آتا ہے یعنی فاتحہ فرض کہتے تو
 لازم تا نسخ عموم و اطلاق کا لازم آتا اور واجب کہنے سے فرض اطلاق و عموم اپنے حال پر رہتا ہے
 اور اس میں فرق نہیں آتا ہر اس بیان سے یہ ثابت ہوا کہ تقدیر و تخصیص اس وقت ہوتی کہ جس وجہ و

در تبہ کا حکم اوس مطلق و عام اوس ہی درجہ و مرتبہ کا اور قید لگانے اور تخصیص کرنے سے بھی پایا جاوے لیکن
 بعض مطلق و عام سے فرض ثابت ہووے تو دوسرے اس کے ساتھ اوسکی تفسیر و تخصیص بھی فرض نہیں
 کیجاوے اوسوقت تفسیر مطلق و تخصیص ہووے گی اور اس کے درجہ کا حکم مانند واجب و سنت و خوب و
 سباج اوسکی تفسیر و تخصیص کا حکم قرار دیا جاوے تو تفسیر و تخصیص مطلق و عام کی بھیجی میں عمل میں
 صاحب ہدایہ کو یہ مد نظر ہے کہ کوئی واجب جانے تو قیت سورت کو وہ مکروہ لب اس کراہت و وجہ کہ
 اگر گزشتہ میں ہو سکتی کہ تفسیر مطلق و تخصیص عام کی لازم آتی ہے کیونکہ یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ مطلق و عام
 مثلاً فاقروا کا حکم تو فرض ہے وہ واجب سے منع نہیں ہوتا ہی میں عموم فرض و اطلاق فرض یعنی
 حالت پر رہتا ہے اور تفسیر مطلق و تخصیص عام میں اوس اطلاق عموم رفع ہونا ہوتا ہے اور یہاں وہ مطلق
 میں تفسیر مطلق و تخصیص زیادہ علی الکتاب بیان و وجہ نہیں ہوسکتی ہے اس واسطے صاحب ہدایہ یہ
 فرض مایا اور چونکہ باقی ایہام تفصیل کے منوعیت انکی ثابت اؤنکو وجہ کراہت دیا کہ واجب جانیکی حالتیں
 یہ ہجیران باقی قرآن و ایہام تفصیل دونوں لازم آویں گے اور بدون واجب جانے کے مد اوست میں
 ایہام تفصیل لازم آوے گی اور یہ دونوں ممنوع ہیں اور اسے منع کا کراہت ہے پس کراہت ثابت ہوئی
 میں تفسیر اس محل میں وجہ کراہت نہ تو ثابت ہوا ہے قرار دیا ہے اور یہ تفسیر مذکور ہے وچہ مستقیم ہے فقط
 کچھ بھی لگائی نہیں ہے جو مستحق تہذیب ہے اگرچہ توبہ مرگیا اور ایمان لایا تو خدا تعالیٰ غفور رحیم لگائی
 صفحہ ۱۰۶ قول طہادی ایہامی کا کہ کراہت تفسیر سورت میں اوسوقت ہے کہ وجہ کراہت اعتقاد کرے اور
 ترک کو مکروہ جاسنے الہ نقل کر کے کہتا ہے پس اس صورت میں قید وجوب اعتقاد کی لغو ہوگئی کیونکہ جب
 دوام طلاق مکروہ ہے تو یہ قید اعتقاد سے کیا نفع نکلا اس واسطے فتح القدر نے اعتراض کیا اور کہا ان
 از الدائمۃ مطلقاً مساویۃ حتماً اولاً انتہی اقوال و بامد التوفیق لگائی ہے ادب کو اوپر وجوب
 اعتقاد کے قید کے سبب مد اوست کا مکروہ اور بدون اس اعتقاد کے مکروہ امام ابی حنیفہ صاحب کے
 مذہب کے نزدیک عینی سے معلوم ہو چکا ہے اور اسکی تصریح و تعلیل و سبحانی ہی کر رہی ہیں اور یہ ہے ادب
 اس قید کو لغو بنانا ہی انتہائی ادب نہیں آئمہ مذہب کے کہ ایسے کلمات سے باز رہے امام ابن الہمام
 صاحب فتح القدر کا رینہ اجتہاد کو یہ بظانہ اور مختارین لکھا ہے انہوں نے بھی لغو ہوا بسبب ادب
 فرمایا اور اس سبب لا ادب نے اس واسطے کہ کوئی نادان لغو ہونا قید اعتقاد وجوب کا اذقان کرے
 اور اس کے قول کو حق جان لے اعتراض امام ابن الہمام کو نہ کر دیا اور اس قدر سبب تا یہ ضرور نہیں ہے اعتراض

مستخرج کی صحیح قوی دینی کلام صحیح قوی ہونا ضروری نہیں ہے دوسری یہ کہ اس اعتراض کا جواب
 ہی علامہ شامی نے دیا ہے اور قول لٹھاوی و سبحانی کے منافی بیان کروں میں اگر اعتقاد و وجہ
 ہو تو تغیر شروع کے سبب مکر وہ ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں ہے تو ایہام جاہل کے سبب مکر وہ ہے
 عبارت شامی کی یہ ہے واعترضنی الفقه بانہ لا تخبر فیہ لان الکلام فی المدام متروک و اقول
 حاصل معنی کلام فہدین الشیخین بیان وجہ انکار ہمتی المدام متروک و ہوا انہ ان راہی
 ذلک حتماً لیکرہ من حیث تغیر المشرع و لا لیکرہ من حیث الایہام الجاہل و کذا لکھل یتا
 ایضاً کلام الفقیہ السابق و یندفع اعتراض السابق فہدین انتہی اس عبارت علامہ میں مندرج
 ہونا اعتراض امام ابن الہمام کا ظاہر ہے اور عدم لغویت اعتقاد و وجہ کے ثابت سے اور قد
 اعتقاد سے نفع ہونا واضح ہے گنگوہی کے ہریان کا بلا فائدہ ہونا لاغ ہے گنگوہی صفحہ مذکور بالا پر
 میں اب اسکا جواب دیجیون جو مولف النوار کراست تعین سورت کی اسوجہ کو قوی کہا کہ اعتقاد و وجہ
 ہو سکے اور مدون اعتقاد و وجہ کے کسی حد سے وہ سے پر ہے تو اسکی کراست رفع ہونا اس حدیث
 سورت کی کہ ایک نام ہمیشہ ہر رکعت میں قل ہواشد پڑھتا تھا لوگوں نے اسکی شکایت اسحضرت سے
 کی تینے اوج سے دریافت کیا کہ اوس شخص یہ وجہ گزری کہ یہ سورت محکو محبوبہ آنحضرت صلعم نے فرمایا
 کہ مجھکو اسکی محبت جنت میں داخل کرے گی اور یہ کلام اس شخص کا جب منکر انکو معلوم ہوا کہ یہ کہنا اسکا
 اعتقاد و وجہ کے سبب نہیں دوسری وجہ سے ہے تو اسکو منع فرمایا اسکا جواب گنگوہی فرمایا
 جس علت کو کل علماء فقہاء قبلین مولف اسکو ضعیف بنا دے بھلا اس سخت کا کیا ثبوت نام اور یہ
 محققین برطین کرنا اس فقر کی کوئی نہایت ہی اقول و بامد التوفیق یہ کیا جواب ہے جو گنگوہی دیکھا
 جواب جب ہوتا کہ مولف نے ضعیف کہا تھا گنگوہی قوی ہونا ثابت کر دیا اور فقہاء نے اس علت
 کو قبول کیا ہے اس سے گنگوہی کو کیا فائدہ اور مولف النوار کو کیا نقصان قبل کرنا مولف کا بظاہر
 کرتا ہے کلام قوی و ضعیف ہونی میں اور راجع و مرجوم ہونی میں ہی فقہاء کا قبول کرنا اس کتب دال ہے
 کہ اسکو وہ تلوی یہی کہتے ہیں بمقابلہ اعتقاد و وجہ کے کیون نہیں جائز ہے لکن نزدیکی ہی قوی
 نہ ہووے اور اوپر صلی سے منقول ہونے کا ہر کہ امام ابی حنیفہ صاحب کے نزدیک مدلولت میں اور سخت
 کراست کی کہ اس کے غیر کو جائز نہ سمجھتے مکر وہ جاسنے اور اگر یہ اعتقاد عدم جواز غیر کراست غیر ہر وہ
 تو سورت معینہ پر مدام متروک سے اعتراض سہولت و تبرک و غیر کے سبب سے کرے تو کراست

نہیں ہے پس مذہب امام صاحبی ہو کہ بدون اعتقاد وجوب کی کراہت نہیں ہے اور یہ مقرر ہو چکا
 ہے کہ سوئی قول امام کے دوسرے کے قول پر فتوے دیا جاوے اور قول صاحبین یا احمد یا غیرہ
 کی طرف قول امام سے جعل کیا جاوے مگر واسطے ضرورت کی مانند مسئلہ مزاجت کے اگرچہ مشائخ
 و فقہاء صاحبین کے قول پر دیا ہووے تب ہی امام صاحب کے قول پر ہی فتویٰ دیا جاوے اس واسطے
 امام طحطاوی صاحب مذہب و امام مقدم ابن بس او کی ہی قول پر فتوے دینا واجب ہے اگرچہ یہ معلوم
 ہووے کہ کہاں غرض کہ ابن چنانچہ جو علمین علامہ شامی لکھنوی و کذا لا تخیر لو کان احدهما قول الامام
 والاخر قول غیره لانه لما تعرضا للتصميمان ومساقتنا وجهنا الى الاصل وهو تقليد من قبل
 الامام بل في شهادت الفتاویٰ الخیریتہ المقر عندنا لانیفتی ولا یصل بقول الامام ولا یصل
 عندہ الخی قولہما او قول احدهما او غیرہما الا ضرورۃ کمسئلۃ المزاجۃ وان صح المشائخ بان
 الفتویٰ علی قولہما لانه صاحب المذہب والامام المتقدم لیسوا مع الخیر عندہما علی
 اوقات اصولہ و فیہما کتاب القضاء علی الافشاء یقولان امام بل یجب وان لم یعلم من ابن
 خال آہ پس جب مقرر ہی ہے کہ امام صاحب کے قول پر فتوے دیا جاوے اور صاحبین یا احمد یا
 یا غیرہما کے قول پر اگرچہ فتوے مشائخ نے دینا ہے نہ دیا جاوے سوائے مواضع مخصوصہ کے اور یہاں
 مواضع میں سے نہیں تو اس محل میں ہی فتوے قول امام صاحب ہی پر ہوگا اور بقا بلہ امام صاحب کے
 دوسرے کا قول ضعیف قرار یا ٹیکا پس ہی و حکم است تعیین سورت کی کہ اعتقاد وجوب و عدم حوا
 غیر و کراہت غیر کا جو کہ قوی ہوئی اور مقابل او سکا غیر قوی و ضعیف پس قول مولف انوار مستقیم
 اور اس میں کچھ طعن محققین پر نہیں ہے اور زاسمین غزوہ فحوت ہے گنگوہی دریافت کر لے کسی عالم سے غرض
 عالم سوتا تو جانتا اس گنگوہی نے اعتقاد وجود کو لکھ دیا جس سے امام صاحب کے وجہ کا جو قوی ہے نہ ہو
 ہونا اور قول امام طحاوی و امام سجائی کا لغو ہونا مفہوم ہے اسکو طعن کرنا محققین و مجتہدین پر نہیں
 جانتا اور مولف انوار کے سرگز طعن مفہوم نہیں ہے اسکو طعن بنانا ہے و ترکی ایک رکعت کی
 انکار سے ایمان کا ٹیکنا نہ ہوتا تاکہ جس سے تمام ضعیف و امام حسن بصری و بعض صحابہ کرام علیہ
 اوہ طعن واضح ہے اور ان کے ایمان کا نہ ہونا لازم آتا ہے اور علا علی قاری و ابن حجر و جلال الدین و غیرہم محققین
 مذکورین بالا کے اقوال کو باطل و بدعت اس گنگوہی کہنے کا تو یہ تو طعن نہیں اس کے اور یہ قول مولف
 انوار کا اس کے نزدیک طعن ہو گیا اسکو مشرہ و یا نہیں ایسی باتیں کرتے ہوئے مولف انوار صریح

قل ہوا شد پر باد و مت کرنا صحابی سے کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد معلوم ہونے اور اس کے اعتقاد کی منع ہو گئی کہ
 کیا تھا واسطے اثبات اس امر کی کہ بدون اعتقاد و وجوب کی کراہت نہیں تو گنگوہی صاحب کے جزا
 بن اشارت دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ضابطہ کو قبول کرتے ہیں لیکن بدو مت کے جواز کا انکار اپنے دعوے کے
 سبب سے کرتے ہیں وہ یہ گناہ کرتے ہیں کہ ایک صحابی سے ایسا کیا تھا کہ جماعت پوری تھی رکوع فوت ہوا
 خوف سے پہلے وصول کی صف تک رکوع کر لیا تھا رکوع ہر میں ہے دو قدم جب تک نصف شامل ہو گئے تھے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذلت اللہ حوضاً لا تعد گنگوہی اس سے دلیل پکڑتے ہیں باینظر کہ لا تعد ایک
 روایت میں یہ کمال نصیر صریح ہے کہ یہ کہ گناہ کرنا دوسرے روایت میں لا تعد اب افعال سے ہے کہ اعدا
 صلوة مت کر دوسری روایت میں باوجودیکہ یہ فعل مضموم تھا مگر اپنے صراحتہ منع نہیں فرمایا جو یہی
 کردی پس اس کی تفسیر قل ہوا شد کی حدیث ہے کہ طرز تعلیم و فعل آپ کے خلاف تھا اس کی صراحتہ منع کی ضرورت
 نہ تھی اشارتہ منع فرمایا تھا تسلیم کیا کہ اجازت دینے کے بعد پھر ان باقی کا نہ تھا وہ ہر رکعت میں دو رکعت
 سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے اور افضلیت کا ایہام ہی نہ تھا کہ فضل قل ہوا شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے تھے گناہ
 قرآن ہے تو فضل مخصوص ہیں ایہام سے کیا علاقہ اور یہ وہ ایسا وقت تھا کہ وہ ان کوئی جلی عام نہ تھا سب
 انحصاراً خاص تھے اور وجہ اجازت سب کو معلوم ہو گئی تھی اس قرن میں یہ دلیل کراہت موجود نہ تھی اجازت
 اس کے بعد یہ واقعہ حال تھا نہ حکم عام اور ایسے امر خلاف قواعد سے کسی کو خصوصیت سے اجازت ہونا
 بلکہ قیاس حاصل عام پر کیا جاتا ہے **اقول** و ما شد التوفیق ویدہ ازمتہ التفتیح و التوفیق حدیث قل ہوا شد
 گنگوہی مانند حدیث رکوع صف قرار دیتا ہے اول تو حدیث رکوع کے معنی معلوم کرنا چاہیے کہ
 علما و محققین کیا بیان فرماتے ہیں اور گنگوہی کیا بیان کرتا ہے محققین کجیث تو کلمہ لا تعد احوال سے
 ماخوذ و فکر یہ معنی بیان فرماتے ہیں کہ پہر ایسا متکرر اقتداء متفرق و اخلف صف کی کرے یا رکوع قبل
 وصول سے صف تک کرے یا نماز میں طرف صف تک پہنچے اس میں امر فرمایا کہ جس جگہ تک غیر اختتام و غیر تک
 پہنچا وہی جگہ قائم رہو اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عاودہ نماز کا اس شخص کو امر فرمایا تو اس سے معلوم ہوا
 کہ خلف متفرق کھڑا ہونے سے نماز باطل نہیں ہوتی اور بعض روایہ لا تعد سکون میں و ضم وال کے ساتھ
 ضبط کیا ہے ماخوذ عود یعنی دو رکعت سے اس قدر برہم یعنی محققین نے یہ معنی بیان فرمائی کہ اس قدر
 ست جلدی کرنا کہ دو رکعت پوچھی شیخ عبدالحق دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ میں باز مکرر بیان فعل کہ اقتداء متفرق
 باشد خلف صف یا رکوع پیش نماز وصول بصف یا ششی بسوئے صف و نماز پس اس امر است بایسا دن

کہ احرام بستہ پس ابن جریر و دالت و اردو کہ انفراد خلف صف بسط صلوۃ نیست زیر کہ لہر با عاودہ صلوۃ
 انفراد بعض رواہ ولا تعد بسکون عین و ضم دال نیز ضبط کردہ اندازہ حد و کمی و دیدن یعنی چندان باشد
 در شمی کن کہ بدوین برسد و اول صحیح حرمت روایتہ در روایتہ انتہی اور مجمع البحارین لا تعد ما خود خود
 قرار دیکوی سننے و مطلب لیا ہے جو صحیح سننے بیان کیا ہے اور لا تعد محدود سے ماخوذ مانکر ناقلہ عن
 مصباح شرح مصباح یہ معنی بیان کئے ہیں کہ نماز کی طرف چلنے میں جلدی اور صبر کرنا تک کہ نصف تک
 تو پھر شروع کرنا لا تعد لا تعد لا تعد منفراد اولیٰ ان کو کوع قبل التوصل الی الصف
 اولیٰ المشی الی الصف فی الصلوۃ فہو امر بالوقوف جب امر و صف تعد بسکون عین و ضم
 حال ای لا تعد فی المشی الی الصف و اصبر حتی فصل فی الصف ثم تشیع امتی ان دونان
 لفظ سے لا تعد خود سے ماخوذ ہوا لا تعد محدود سے ماخوذ منع فرمانا آنحضرت صلی علیہ وسلم اس صحابی کو مضموم معلوم
 نماز میں چلنے سے و قبل وصول الی صف شروع کرنے مشی عبدالحق مجتہد جلدی کے کلام میں تصریح
 کہ اول سے صحیح ترین از روئے روایت و روایت کے ان شرح حدیث کے اقوال میں تو لا تعد باب
 افعال سے لیا نہیں ہے و دونوں تصریح سے ہے ماخوذ میں لکن ایک خود سے جو اجوف و اولیٰ ہے
 دوسرے خود سے جو ناقص و اولیٰ گنگوی بدوین جو کہ کسی محققین باب افعال بتاتا ہے اور معنی یہ
 کرتا ہے احاد نماز کا متکرر اول ہی غلط معلوم ہوتا ہے کہ احاد سے ماخوذ ہونا زعم کرتا ہے جو کہ
 یہ جہوئے و غلط معنی اپنے شکم سے تراشتا ہے کہ احاد نماز کا مت بالعرض اگر احاد سے یہ
 لفظ ماخوذ ہوتا ہو و یہ کہوں جائز ہے کہ یہ معنی کئے جاویں کہ احاد اس فعل کا مت کر کہ قبل
 وصول صف نیت بانڈ ہے اور نماز میں چلے بسنے اول کے موافق ہو جائے میں انکو ترک کر کے
 واسطے نماز و اس علی الفاسد کے احاد نماز سے منع کرنا بتاتا ہے یہ تحریف معنوی بلکہ لفظی ہی
 گنگوی سننے کی سننے وہی ہیں جو محققین بشرح سے بننے نقل کر میں انہیں صراحتہ منع فرمانا آنحضرت
 صلی علیہ وسلم ہے پس یہ قول گنگوی کا کہ اپنے صراحتہ منع فرمانا غلط محض و بے علمی و بے فہمی معنی
 حدیث سے واضح ہے اگر بالعرض لا تعد احاد سے ماخوذ ہی ہو و یہ اور معنی ہی وہ جو گنگوی
 کہلے ہیں بدوین جو ان شرح حدیث کی بیان کے خلاف ہیں اور نماز کے احاد سے ہی منع فرمانا
 تو دوسری روایت اول جو خود گنگوی بیان کر چکا اس سے صراحتہ منع فرمانا ایسے فعل سے جہاں
 صحابی رضے صادر ہوا تھا واضح ہے اس روایت کو کیا کریگا یہ سورت لا تعد سے منع فرمانا معنوی

۱۔ بلاق البعۃ کی صفحہ ۱۳۹ افترا قرین کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو حکم اجماعی منقول ہو ہو سکے اور ایک لاکھ صحابی ہوں
چودہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا تو کل نام لیا کہ ایک حکم میں ایک جملہ کبر جو جابوے لازم نہیں ہے
اور تائید یہ کہ نقل اجماع میں مجتہدین سے ہونا چاہئے نہ عوام اور ایک لاکھ صحابہ شجرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
تو اولین میں کچھ زیادہ مجتہدین ضعیفہ تھے خلفاء اور صحابہ و زیدین ثابت و معاذ بن جبل و انس رضی اللہ عنہم
اور تیسرے دو سے مجتہدین تھے باقی صحابہ انکی طرف رجوع کرتے تھے اور مستفاد ان سے لیتے تھے و قدس طین
فی نقل الحکم الا جماعی عن مایۃ الف ان یسعی کل لیل من فی جلد کثیر حکم واحد علی آخر اجماع سکوت و
امانا نیا فان العبرۃ فی نقل الایماع نقل ما عن المجتہدین لا العوام و الثمانۃ الالف الذی توفی عنہم
صلی اللہ علیہ وسلم ابلاغ عدۃ المجتہدین لغتہاء منهم اکثر من عشرۃ و کالمغفاء و العیالۃ و الذی
اثبت و معاذ بن جبل و انس رضی اللہ عنہم و قلیل و الباقون یسعون الیهم و یفتنون منہم انہم یقدروا
الحاجۃ اس عبارت سے واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اخص الخواص تھے بلکہ عام ہی تھے کہ انکو مستفاد
مجتہدین تھے دریافت کریں کہ ضرورت ہوتی تھی اور احادیث سے ہی ایسے امور کا ثبوت ہے کہ بعض صحابہ
کرام ایسے تھے کہ انکو وہم ہو جاتا تھا جیسے حق بنین کہ فیما بینہم فی السوۃ کا مطلب جو بعض صحابہ رضی اللہ
عنہم سمجھتے تھے وہ حدیث ان پر روشن ہے اور بعض بعض ایسے واقع ہوئے ہیں کہ سب اخص الخواص بنانا اور
ایہام التفصیل کا احتمال ہونا باطل و ساقط ہے اور دل ہے اس پر کہ اس شخص کو کچھ خبر اقوال علی سے ہیں
ہر کہ کیا کیا فرمایا ہوا ہے اور وہ مجازت سبکو معلوم ہونا بتا ہے لغو ہے سبکو معلوم ہونا ناگزیر ہے معلوم
ہو بہت ایسا ہوا ہے کہ باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض احکام فرماتے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو خبر تک جنونی متبع الشیخ
کا ناجائز ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے اہل حق فرمایا تاہم بعض صحابہ رضی اللہ عنہم خلافت حضرت عمر تک
سبب نہ معلوم ہوتے نہ کہرتے رہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا تو منع ہوئے جسٹ انچ مسلم میں
ہی حدیث اس بارہ میں موجود ہے جب ایسے جامع میں فرماؤ گے سبکو خبر نہیں تو اسکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
امارت دیدی سبکو خبر ہونا کس طرح قرین قیاس ہو سکتا ہے اور بدولت ثبوت و نقل کے سبکو خبر
ہو جائیگا دوسرے ٹکڑی کرتا ہے یہ کس طرح درست ہے اور سبکو خبر تو اسوقت ہوتی کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ
عنہم موجود ہوتے یا اسکا التزام کیا ہوتا کہ شہادۃ کتب کو چھوچھا دے اور تمام کو پوچھا دینا ثابت ہو گیا ہو تاہم
نیکنے کی گنجائش تھی کہ اسکا وجود اس دلیل کو استیفاء میں نہ ہونا جو ٹکڑی اس پر مذکور ہے
کہتا ہے باطل و فاسد ہے اور واقعہ حال ہونا اسوقت قابل حجت نہیں کہ وہ متصل خبر عیاں ہی ہوئے

یعنی اوسین چند احتمال ہووین کہ بعض احتمال غیر مدعی بر ہی وال ہووین اور عموم نہوے چنانچہ استقرار
 و متبع عبارات علامہ سے واضح ہو جاوین جہد اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیعت اوش کی کہ کسی کو بیعت
 نہ کی اور کسی سواری شہر مار کر لی تھی چنانچہ مسلم میں ہی یہ حدیث موجود ہے یہ بیعت موثر نہ تھی
 معلوم ہوتی ہے علامہ اننی حنیفہ و امام شافعی رحمہما اللہ وغیرہما اسکے جواز کے قائل نہیں ہیں بدلیل حدیث
 صحیحہ نیکی حدیث جابر کہ جواب میں یہ فرماوین کہ یہ قضیہ میرے بہت سے احوال اوسین قائل المنوری
 فی شرح المسلم قال الشافعی وابو حنیفہ وآخرون لا يجوز فقلت لمساءرة او كثرة ولا ينعقد البيع
 واحقوا بالحدیث السابق فی انہی عن بیع الثیاب والحدیث لا یخرج فی انہی عن بیع وشرط اجابوا
 عن حدیث جابر واما قضیہ فتنظروا لهما احتمالات قالوا لا لان الثیاب اذا نطقت امن ولم یرو حقیقۃ
 البیع قالوا وایمکن ان الشرط فیکون فی نفس العقد واما یضر الشرط اذا کان فی نفس العقد ولعل
 النطق کان سابقاً فلم یؤثر ثم جمع علی ما یصلی علیہ وسلم بان کا جاتی باب صلوة الجمعة شرط سلطان کی حیثیت
 فاما یؤثر من و صلوی علیہ اقام بالناس و عثمان رضی عنہما و واقعہ حال مجبور کو نہ عز افزہ کیا
 مجبور کو نہ عز غیر از فلا حجتہ فیہ فیضیق اتھی اور ہی امام ابن الہمام فتح القدر کے کتاب الزکوۃ
 تحت قول صاحب ہدایہ اذ وقع الزکوۃ الی اصل نفس فقیر اثم ان غنی لو اشی واکفر الی کے بعد ذکر حدیث بن
 کوفہ فرماوین و هو ان کا واقعہ حال مجبور فیہا کو فقلت الصدقة فقلنا لکن هو یقظ ما فی قوله
 علیہ السلام و ان یؤتی بیدہ المملو ب اتھی یہاں دیکھو واقعہ حال ہے لکن عموم کے سبب سے مطالب
 حاصل ہے اور احتمال غیر مطلوب کا مقرر نہ اور واقعہ حال ہونا قائل ہوا اللہ کے حدیث کا مولف انوار کو
 اسوقت مقرر ہوتا اور اسکے ساتھ جواب دینا گنگووی کو اس حالت میں ہوتا کہ یہ اس نے ثابت کر دیا تھا
 کہ اسین چند احتمال ہیں کہ بعض اوشین کے مخالف مدعی مولف انوار کو میں اور بدون اسکے اتنا کہ دینا گنگووی
 کا فقر ہے اور یہاں کوئی دلیل خصوصیت وال نہیں ہے جو خصوصیت سے اجازت دینا قرار دیا جاوے
 پس جو سے خصوصیت ہی باطل ہے بلا دلیل خصوصیت نہیں ہو سکتی ہے اور یہ قیاس نہیں جو گنگووی
 کہتا ہے کہ قیاس مسائل عامہ لکھا جاتا ہے یہاں قیاس سے کیا علاقہ پس قول گنگووی بطلان و ظہر من النسخ
 ان خرافات و لہیات کے بعد جبکہ بطلان اول سے آخر تک متعین او کیا پر واضح ہو گیا گنگووی
 انجرح و فاسد کے قطبہ کو کہتا ہے و الغرض بنا علی ہذہ القاعدہ سیروم وغیرہ رسوم سب بدعت
 ضالک ہوتی اور یہ ایک گراہت ان امور کی نہیں بلکہ پانچ دلائل میں جنگ و شہادت کے منقطع کیا ہے

اقول

وبالله التوفیق یہ وہی بنا، فاسد علی الفاسد کہ اگر حکم سے ایک طرف نکلتا لکھو اس کو یہ بنی
 کرنا ہر سوم وغیرہ سوم جیسے تخت تخت ہے اور مولف اس کتاب و اس کتاب ان کا بیان کیا ویسے ہی باقی
 جن کو لکھو گی کو لکھنا تھا اور قواعد ہند صاحب شرح فہمہ کو لکھا عام اپنی جہالت سے سمجھا گیا تھا کہ خارج
 تانہ کی ہی جہان لوٹنا جاتا تھا ایسا عام ہونا باطل ہو گیا بفضلہ تعالیٰ اور ایسا بیخ و بیل ان رسوم
 کچھ علاقہ بنونا واضح ہو گیا تعین کی وجہ بیان کی ہوئی صاحب کو چوڑا اور حق سے منہ موڑ کر لکھو گی فقید
 مطلق وجہ تعین کے بنائے لکھا وہ سب باوجود مشور ہو گیا اور فقید بخیر ان باقی قرآن و تفسیل بعض قرآن
 بعض ان رسوم من لازم نہ تا خوب واضح ہو گیا ہر کوئی مفسرین حنفیہ اہل سنت و جماعت ان رسوم
 بہت ضلالت کہ ستر بن سولہ چند عقار و مایہ کے کوئی ہی لکھو کہ وہ کیسا ایک دوسرے عوارض ہوں
 اور شایع مذہب نے ان دلائل کو بلاشبہ مضطرب کیا لکن شایع مذہب کی مراد یہ ہرگز نہیں جو لکھو گی قرار دیا
 ہر اور لکھو خارج نماز کی ان میں بھی جاری کرنا ہی شایع طعام میت ماتہ سوم وغیرہ کی کراہت تسلیم نہیں
 کرتی ہیں اور اباحت اس طعام کی دلیل حدیث عاصم سے ثابت کرتے ہیں چنانچہ صراحت فرما کر میں دلیل
 علی الکراہۃ الخ و ان اتخذوا طعاما للفقراء کان حراما ہی فرما کر میں جس کے من ہونا اس طعام حرام
 کیواسطے لکھ کر مذہب ظاہر ہے جب شایع کی تصریح یہ موجود ہے تو خوب واضح ہے کہ اوپر مذہب و جو ان
 رسوم میں جائز نہیں لکھو گی اسی رسم سے ان وجہ کے سبب سے بدعت ضلالت چاہتا ہے اور خود متفق
 ہے کہ وصف ایسے جو ہونا و غلط بیان کر کے ثابت کرنا ہے اور بیان کیا اور پر شایع مذہب کے لکھا ہے
 اور تا وہی لکھو گی کی یہ جو کہ شایع مذہب کے قول سے اوپر خلاف مراد لکھا گیا حدیث ثابت کرنا اور لکھو
 براہین میں انہوں نے جو اباحت طعام کیا بارہ میں حدیث عاصم بن کلیب کے پیش کی اور کراہت کا بلا
 دلیل ہونا بتایا اور امتراض و نظر کیا تھا اوپر کلام و نظر کو لایعیاہ ہونا بتا ہی اور صاحب روحم کا قول
 انکو قول میں نظر ہوئی ثبوت کیواسطے لکھنا ہی دا قول قیہ نظر فائدہ واقعہ حال لا عموم لباس احتمال سبب خاص
 لہذا اور مولف فرجوشایع مذہب کا قول نقل کیا تھا اور یہ قول روحم کا نقل کیا تھا تو مولف ان کو جان
 بتا ہی خوب بات ہے کہ اپنے مطلب فاسد کے ثبوت کیواسطے تو شایع مذہب کا وہ قول پیش کیا جاوے
 جسکی وہ مراد نہیں ہے اوپر کی جویہ لے رہا ہے اور سبب لکھ اس مطلب کے خلاف جو وہ شایع مذہب کے قول کو
 لایعیاہ بتایا جاوے فقط روحم کا قول ہی دا قول سے اوٹھا قول روحم و قرار دیا جاوے اور باوجود درستی
 قول صاحب شرح منہ و اسکان علی حدیث عاصم بن کلیب اور باوجود محتمل ہو نہ حدیث جزیرہ کے اور اس کے

حلالہ کے جو کراہت کے قائل ہوں صاحب شریعہ کے قول و حدیث عامہ میں کلیہ کو کثیر سمجھا جاوے
 اور قائلین کراہت کے اقوال کا ایسا محمل نہ لگایا جاوے جو عام میں طبق ہو جاوے بلکہ محقق نے ایسے
 محامل نکال دیئے ہیں اور انکو نہ کیا چنانچہ علی قاری رتقہ میں تحت حدیث عامہ کی کلیہ کے قائلین
 کو کراہت سیریم وغیرہ کے اقوال کو معمول چند محامل پر کر چکے ہیں اول یہ کہ ایسا اجتماع اہل بیت کے نزدیک کرنا
 لوگ کماؤ سکویا، اوسے اوکر لانا و سبھاؤ وہ طعام و لیسہ دوسرے یہ کہ بعض اہل بیت یا غالب ہوں یا انکی رضا
 نہ معلوم اس طعام دینے میں یا یہ طعام کسی شخص خاص سے لینے مال خاص میں سے نکلیا کروہ مال میت کا
 قبل قسمت کے نہ ہووے یا متادو کے اور محامل عبارت اونیہ یہ ہذا الحدیث بظاہر بروی قرۃ العین
 القویہ میں اندیکوہ اتخاذ الضیافۃ من الیوم الاول والثانی و بعدہ الا سیو ع کافی الذی اؤن و ذکری
 الخ لا ھذا لایباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلاثہ ايام وقال ابن تیمیہ بکراہ اتخاذ الضیافۃ من اهل الميت
 والکل ملوہ بانہ مشروع فی السرور والفرح والشوق والی وھی بدعت مستحجۃ بروی احمد وابن بلحہ باسناد
 صحیح عن جریر بن عبد اللہ فقال کنا نعد الاجتماع الی اهل الميت وھذا من الطعام من صاحبہ تم
 فینفی ان تقید کلامہم بنوع خاص من اجتماع یوجب استیفاء اهل الميت فیطعموہم کما اولیہ
 علی کون بعضہم اؤن و شہ صغیرا و غائبا اولیہ یعرف رضاء اولیہ بکراہ الطعام من عند رضاعین من
 قال نفسہ لامن حال الميت قبل قسمۃ وھذا لک انتہی بیان محامل پر عمل کفر سے تاہم پر عمل آجاتا
 حدیث جریر و حدیث عامہ و اقوال فقہاء قائلین کراہت ضیافت اہل میت اور سب میں لطائف ہر جگہ
 ہی اور قول صاحب شریعہ منہ کا یہی درست و جاری رہتا ہے کہ امور ممنوعہ مفقود ہوئی حالت میں وجہ حسن
 اؤن نہ موجود تو فقہاء حسن جہ طرح فرماتے مکروہ و ناجائز اور حدیث جریر اس پر محمول اور حدیث عامہ
 اوس پر محمول ایسا ابیشامی کی نظر ہے کلام صاحب شریعہ منہ المصلی کہ ان ہوا اور شامی کی نظر کیونکہ لایس
 یہ نہیں ہے جس جہ طرح مولف انوار پر شامی کی عبادت اور نظری دنیا کو کہنے خائف ہونے کو نہ لگایا وی
 وہ اس پر لینے لنگوی بہر لگ گیا ہے کیونکہ خود یہ لنگوی محدث قرار دینا مشکوٰۃ چند درس تدریس سکتی ہے لنگوی
 اور مشکوٰۃ عامہ میں یہ عبارت سرقۃ موجود ہے اور ناقل مولوی احمد علی سہارنپوری جن ایک دفع تو
 ضرور نظر لنگوی اس پر پڑی ہوگی اوس عبارت مرقا کی لحاظ نہ رہنے میں یہ لنگوی خائف ہوا کہ بہت مرتبہ
 اوپر اسکی حیانتین ظاہر ہو چکیں جن اور عبارت تلویح و توضیح وغیرہ میں خیانت دیدہ و دانستہ کی تو
 یہاں ہی ضرورت کی ہوگی یہ اقوال اولیہ پانچ لنگوی کا حال بخوبی واضح ہے اور سیریم وغیرہ طعام کا جو اس عبارت

ملا علیقاری و صاحب شرح منذ سے بخوبی واضح ہو گیا اب کسی کو گنجائش نہ رہی کہ بزنیر و خلاصہ وضع القید
 کا قول عدم جواز سیوم وغیرہ میں پیش کرے اور حدیث جر سے حجت دوسرے مسئلے کے نام اپنے اپنے
 محل پر پیش لگائی ہے نام قابل ایسے محال سے واقف نہیں اور اقوال فقہاء کے فیود کا علم نہیں لکھو تو وہی تباہی
 اقوال مہینے سے نکال کر زمین اور جہاں کو خال و خصل بناؤ زمین اور خود ہو ستم مل اور یہ قول لگائی کا
 کہ طحاوی کی روایت دوام سورہ بلا و اعتقاد میں مشرط کی ہے کہ اگر گاہ گاہ ترک کیا کرے تو مکروہ نہیں
 مولف نے دوسرے مشرط کو حذف کر کے نقل کیا ہے اور جہاں کے اعتقاد کی مناسبت کے وجہ سے شرح
 منیہ اور طحاوی اور فتح القدر سے سب تصریح کی ہے (اقول) و بالشرع متفق مولف انوار کے خیانت
 تو اس وقت ہونے کے بجائے فتح القدر و شرح کتاب طحاوی کی مولف یہ نقل کیا ہوتا مولف نے تو جہاں
 برہان کی نقل کیا ہے چنانچہ عبارت ہے اما اذ لان ما لا یسہو لہما فلا یکرہ بل یکرہ حسنًا لکذا
 فی البہان اچھے اگر برہان کی عبارت میں رہی ہو دوسرے قول ایسے کہ جس سے گنجائش لگائی کو تہی اور جب
 برہان میں نہیں تو مولف ناقص ہے مولف نے جیسا برہان میں پایا نقل کر دیا حذف کیا تو صاحب
 برہان نے کیا نہ مولف نے صاحب برہان کے نزدیک اس مشرط سے ضعف ثابت ہوگا اسلئے انہوں نے
 اس مشرط کو نقل نہ کیا ہوگا پس برہان تقدیر مولف اعتراض مولف سے ساقط ہے اور کم نہیں لگائی
 کسی کو ناقص پر اعتراض کرتا ہے اور چونکہ لگائی ہے اس مشرط کا نقل کرنا فتح القدر و شرح منیہ وغیرہ
 میں ذکر کیا اور برہان کا نام نہ لیا باوجودیکہ مولف نے برہان کا حوالہ دیا تھا تو اس سے معلوم و مفہوم ہے
 کہ برہان میں اس مشرط کے ہونے کا تفکری کو انکار نہیں ہے ورنہ لگائی ہی کہتا کہ برہان میں یہ مشرط
 موجود ہے مولف نے حذف کر دی جب ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا کہ برہان میں اس مشرط ہونے کا تفکری
 تسلیم کیا پس اعتراض مولف سے ساقط ہے دوسری یہ کہ مولف نے خود بیان کر چکا ہے طحاوی نے
 واسطیجانی وغیرہ تحقیق کے نزدیک کر سب تسلیم کو دوسرے ایک اعتقاد و وجہ دوسرے کفر
 اعتقاد جابل مدومت کی صورت میں اس کے واضح ہے کہ مولف انوار مدومت بلا ترک کیا حیثا طحاوی
 وغیرہ کے مکروہ ہونے کا قائل اور اس کا صحیح ہے پر بشرطہ مکروہ کے ذکر کر چکی کیا ضرورت ہے جو شرط سے
 مفہوم ہے وہ اس طرح ہی مفہوم ہے اور اصل بحث سیوم وغیرہ میں ہے کسی جابل کا واجب جانے
 کا سبب احوال مدومت کی گوسورت ہو اس کا انکار مولف انوار نے کیا لیکن اس واجب جانتے کے
 احوال کو سیوم وغیرہ میں مولف انوار قبول نہیں کرتا ہے اور کہتا کہ جو ایسے جہلا میں فرض واجب نہ

و مستحب مثلاً بنین جاسکتے ہیں وہ تو مباحات و مستحب کو فرض اور فرض کو افضل و اولیٰ اور مکروہ
 کو مفید و حرام مباح کو واجب جو جائز ہیں کبتر ہیں ایسے جہاد کے عقاید کا خیال کیا جاوے تو تمام احکام
 نامقدور ہونا لازم آتا ہے اور بطلان اسکا لازم ہے پس ایسے لوگوں سے قطع نظر کر کے دیکھنا چاہیے کہ جو عوام
 ہو میں کہ ان امور میں فرق کر سکیں تو وہ اس سیوم وغیرہ کو فرض واجب بنین خستے اس نصین کو
 پس یہ شبہ بیان نہیں پایا جاتا پس ان امور و وجہ ذکر کر رہت جو سورت میں تھے کہ اعتقاد و جو
 کا عوام ہو جاوے کے بیان نہیں ہے مولف انوار کی تویہ تقریر ہے اب لنگوی کا شرط طحا و وغیرہ کو
 سورت ملی نصین کے بارہ میں ثابت کچھ مفید نہیں ہے اس سے یہ تقریر مولف کے مرفوع نہیں ہوئی
 پس و دام مستحب کی کراہت و فساد عقیدہ عوام کے سبب جو فقہاء کے محقق ہونا بتانا ہے لنگوی کو
 مولف کا اس کے کب انکار مولف تو ان امور و عقیدہ کا شبہ ہی بیان کیا نہیں کرتے ہر اولیٰ
 امور کو ہی فساد عقیدہ عوام کا احتمال ہرگز نہیں مانتا ہے اس سلسلہ عقیدہ عوام کی اضمحلال و شبہ ہو
 پر دلیل قائم کرنا لنگوی کو ضرورتاً تھا کہ اس مقدمہ ممنوعہ کا ثبوت دینا یہ نہیں اور کچھ کہنے لگا لنگوی
 تقریر مولف انوار سمجھائی نہیں ہے پس جواب سے کیا علاقہ ہے یہاں تک کہ فائدہ اس قدر اولیٰ
 سببہ کی اتنا ثبوت ہو سکا کہ وہ کراہت جو فی الواقع نصین سورت میں موجود ہے بیان ہی ہو
 ہو ایسے دلیل لانا جو قابل قبول ہوئی تو سیوم وغیرہ کی کراہت کی ثبوت کا نام لینا چاہیے تاہم ان کے
 یہ زبان پر لانا نہایت درجہ کی حماقت ہے اب جہل مرکب کسکا ثابت ہوا مولف یا لنگوی کا اور غیر
 ثابت بناوے یہ جہل مرکب نہیں تو اور کیا اور مولف انوار کے پاس دوسرے طریقوں سے بالفرض باہت
 اصلیہ ہی ان امور کے جواز کی واسطے کافی جبکا ذکر کوا لکھتے اوپر سوچا ہے پس ثبوت ان امور واضح
 اور ارجح از کراہت ان امور کا باطل و بلا ثبوت ہے اب لنگوی دوسرے اصل میں تشبہ بکفار ہے
 کلام کرتے ہیں اور علم و فہم کا اظہار کو کوئیہ کرتے ہیں مولف انوار سلسلہ سیوم میں تشبہ بکفار و باہت
 بتا رہے ہیں اسکا انکار نہ کرنا کہ تم قرآن و کلام طیب کفر شکن اور برادری سب جمع ہو کر کلام طیب میں ہرگز نہیں
 بیان قرآن و کلام نہیں دیکھتے اور جمع ہو کر برادری کی نہیں پیرائی اصل کے بیان فقط وراثت بہت
 دکان کہو اتنی میں او فہم سبھی کتاب و غیرہ کاتہ لگو ان میں ہر زبان لنگا کو لیجاتے ہیں تیسرے بخدا عباد
 یہ کچھ نہیں کرتے پس کوئی عاقل اسکی شائبہ نہ قرار دے گا پس شبہ ہرگز نہیں ہے اگر اسکی شائبہ
 نہ کہہ کہ انکو بیان تیسرے روز سوم کفر ہو تو میں نہیں ہمارے بیان کلام قرآن ہونا ہے تو جواب اسکا یہ

ہرگز یہ تو مخالفت ہونے سے پہلے ثابت ہو چکا تھا کہ ان کے نہ ہونے کی نفی اس کا حکم کہ جیسا کہ مثلاً سفر عتبات
 صبح کی اوقات میں ہمارے یہاں اذان و نماز سوتی ہے اور ان کی یہاں ان اوقات میں سنگ بجایا
 جاتا ہے پس ثابت ہوا کہ اگر کوئی مشابہت اثبات کیوٹے یہ کہوے اگرچہ عبادت الہی ایسی ہے
 ان اوقات میں ہر گز اتحاد اوقات سے شبہ ہے تو یہ قابل مضحکہ و قہقہہ کی بات ہے اور ایک یہود
 بات ہے اس طرح زمرہ کا بانی ایسے والوں کو مشابہت ہونے کے گنگا کے بانی لانے میں بتا دے تو
 خرافات و بیہودہ اسے عیسے دن کی مشابہت میں ہی قوم ہونے سے مشابہت نہیں ملے گی کہ
 ان کے یہاں قوانین دین گردش کو اکب سے متعلق ہیں ان کے قانون کے موافق تیسرا دن ہوتا ہے تب
 جب ان کے رسم کے موافق ہی کرتا ہوں ورنہ نہیں کرتے ہیں جو تھے بائبل میں بیان ہی کرتے ہیں سناتے
 کو کو اکب سے کہ علقہ نہیں اس واسطے عیسے دن سے کہ نہیں بڑھتے ہیں شبہ باعث مشابہت
 وقت کی نہیں ہے اور کفار سے تفاوت و امتیاز پیدا ہو جانے سے مشابہت نہیں رہتی میں انھیں صلہ
 قصود عاشور اور کہا اور حکم کہ گداویا مشابہت ہو کر نیکو اشعار روزہ اول و آخر کہیے تاکہ اول و آخر کے
 روزہ سے مشابہت نہ ہی اور کشیک سے لغوی مانتا ہوا میں امور ہونے اور امور مسلمانوں کی معلوم ہو
 تو مانند ہونا ان میں برکت نہیں ہے پس شبہ لغوی نہیں اور جسے اصطلاحی شبہ ہے یہ میں کہ ہزارین
 شبہ مکر وہ نہیں چنانچہ کہاتے ہیں میں نہیں ہے صاحب الجرائد شرح جامع صغیر قاضی سے نقل کرتے ہیں
 اس امر کو صارت یہ ہے فافافا اکل و فشریب کیا فعلوں اور درختا میں شبہ کیوٹے قید قصد اور
 مذموم فی الشرع ہو نیکی لگائے ان قصود فار الشبہ ہم لایکوفی کلبی بل فی الذم موزع فہما
 بقصد بد الشبہ شامی نے اسکو مسلم کہا سیرم کل و قرآن پڑھنے میں قصد مشابہت کا نہیں ہوتا
 ہو اور یہ دونوں مذموم شرعی ہیں اور مولوی اسماعیل نے اس عرض کے جواب میں کہ دفع ہرین فی الصلہ
 لثبہ ہر و افضل تنور الضمین میں یہ لکھا ہے کہ ہر ارادہ اس کے شبہ کا نہیں کرتے اتفاقاً موافقت ہو جائے تو
 لا تخری شبہ الفرق العضا للبدل الکفقت المواقفت اور ملا علی قاری ہی فرماتے ہیں کہ ہر کو منع
 کفر وہ عت شبہ سے اور انکی شعاع میں ہے بدعت جاریہ سے حکم منع نہیں کیا ہے خواہ وہ افعال ہیں
 سنت سے ہو یا اہل کفر و بدعت سے فقہ اکبر کے شرح یہ اور انکی عبارت ہے انا ممنوعہ من الشبہ
 بالکفر و اہل البدعت الذکوة فی شعارہم لایہم عن کل بدعت و لیکانت مباحۃ رسول کا
 من افعال اہل السنۃ و من افعال الکفرۃ و اہل البدعۃ حدیث میں جہت شبہ منع ہر اس کے

یہ معنی ہیں شرعاً پس حکم کو مقررہ کسی بات میں مشابہت نہیں نہ قرآن پڑھنے میں نہ جنوں پر
 کلمہ پڑھنے میں نہ سرے دن کے مشابہت میں اس لئے کہ اولیٰ کے بیان تعیین بدلتی ہیں پس تشدید لغوی
 و شرعی کی طرح حکم کو اولیٰ ساتھ نہیں الحمد للہ یہ خلاصہ فقیر مولف انوار کا ہے لکن گوی صاحب کا بیان
 و تزیل اوس پر جو ہے اوسکو تہوڑا تہوڑا ذکر کر کے اظہار بطلان اوسکا بفضلہ تعالیٰ ہم کرتا جاؤں
 لکن گوی صاحب فرما تو میں مولف سے تین غلطی فاش کر کے سب مکرہ کو اس کلیہ سے خارج کیا اول
 یہ کہ مولف حدیث میں تشدید فقہ و مفسرین میں تشدید کج اخراہ من کل الوجوہ سمجھا ہے کہ سب احزاب و
 مشاہیر جو اسے تو اس وقت تشدید منظور و نہ نہیں **اقول** و بابت التوفیق اس بھٹکا مولف انوار پر لکھی
 افتراف محض کرتا ہے مولف کی کسی قول سے یہ مفہوم نہیں کہ حدیث تشدید سے یہ مراد ہے کہ مولف نے کو
 تشدید سے لغوی و شرعی بیان کی لغوی معنی مانتا ہونا اور شرع قصد تشدید و مانند جس میں تشدید
 وہ مذموم شرعی اس میں کجی اخراہ و من الوجوہ سے کچھ خلاصہ نہیں ہے اور ان دونوں سے لغوی
 و شرعی خارج ہوا بالتفصیل بیان کر دیا کہ مستصفین اولیٰ کو اس میں کچھ تردد نہیں ہے لکن گوی سے
 اوسکا جواب ہو گا تو مولف کی غیر مراد کو مراد مولف قرار دیکر یہ نہ بیان شروع کر دیا بلکہ سب مکرہ و مفہم
 قول مولف کے یہ مراد گوی ہے **قال** لکن گوی حدیث میں لفظ تشدید کا مطلق آیا ہے کہ کوئی قید بل بعض
 قیدیں کثیرہ نہیں اور مطلق مراد کا حکم پر فرد مطلق میں جاری ہوتا ہے اور کوئی قید لگانی درست نہیں
 ہر فرد میں حکم ثابت ہوگا المطلق بخیر علی اختلاف کہا گیا ہے لہذا مطلق تشدید کے کوئی فرد مصداق
 حدیث کا ہو جاوے گا اگرچہ ایک جز کر کے اپنے پایا جاوے سب مکرہ ہو جاوے گا کہ لفظ حدیث صرف
 اس پر دلالت کرتے ہیں فقیر اسکی سنو کہ ہر ایہ میں ہے اذا قوال الامام من مصنف حدثت صلواتی
 حنیفہ و ملاہی فاما لا اندیکو لا تشدید اهل الکتاب اتہی قال فی النہایت فانہم یصلون ہذا
 خیر کہ لا تشدید لا انما تشدید عام فیما لنا بدینا اتہی ایضا ہر جن ہے بیکر ہوں ان یقوم
 الامام فی المطلق لا تشدید اهل الکتاب اتہی **اقول** توفیق الیہ حسن توفیقہ مولف انوار پر یہ
 ہرگز وار و نہیں مولف نے ہرگز اسکا انکار نہیں کیا بلکہ چیز میں تشدید ہونے سے عام مکرہ ہو جائے
 بلکہ مولف انوار سب مکرہ کسی چیز میں تشدید نہیں قبول کرتا ہے اس لئے حدیث تشدید سے خارج کرتا ہے
 یہ صرف ہر بیان لکن گوی کا ہوا بمقابلہ قبول مولف کی مولف کچھ کہتا ہے اوسکو سمجھنا نہیں جسکا انکار مولف
 کو نہیں ہو سکا اثبات کرتا ہے صفاست و حماقت اور کیسے ہوتی ہے اور یہی کس کا نام ہے کہ اردو عبارت

کا مطلب یہی ہے کہ المطلق بحر علی اطلاق اس امر کا مقتضی نہیں کہ تشریف بیکریا یا جاسے تو حکم
 کل فشاء کا یا یا جاسے اور میں محل میں بعض تشابہ ہووے تو حکم کل تشابہ کا ہو جاوے گا المطلق یعنی فناء
 الفناء الکامل کا اقتضا یہی ہے کہ المطلق سے مراد فو کا کل ہو تا ہے نہ ناقص ہو سطلے آیت تحویر یہ قیہ لازم
 مراد یہ نہیں نہ ناقصہ اور کفار کا اور ہو جانا مطلق البین سے مشابہا کر نہیں جانتے ہیں فناء تو ضمیمہ لان
 المطلق کا یقینا دل ما کان ناقصاً فی کوہ رقیۃ وہو فاشب حسیل المنفعة و هذا ما قال علماء
 رحمہم للطلق یعنی فناء لی الکامل علی الکامل فیما یطلق علیہ هذا الاسم کا ناماء المطلق لا ینصرف
 الحماۃ الورد فلا یكون محلیہ علی الکامل فقیداً اتمی پس جس کا تشابہ کل ہووے ناقص اور
 وہاں ہی حکم مطلق کا جاری ہوگا اور وہ فرد مطلق قرار نہیں دیا جاوے گا اسکو لگائی خوب یاد کریں
 کہ بعض جگہ تشبہ دیکھ کر وہاں حکم تشبہ اس حدیث تشبہ کو دلیل بنا کر جاری کر سکتے ہیں اور غیر
 شارع کو مراد شارع قرار دیکر ضال مضل یہ وہابیہ بنتی ہیں یہ تمام جمالت و عدم فہم کا ثمرہ ایک جملہ
 کسی طالب سے کہیں لیا المطلق بحر علی اطلاق اسکی مطلب سے خبر نہیں اصحاب تشبہ سے
 غلط غلط مسائل نکالنے لگے اب وہ نظر میں کا حال سنو لگائی سنبھیش کی میں بے محل
 ہیں جانا چاہئے کہ تشبہ کے دو اعتبار ہیں ایک یہ کہ بعد کمال تشبہ کے اگر قصد تشبہ کا ہے تو کراہت تحریر ہے
 اور قصد تشبہ کا نہیں ہے فقط اصل فعل میں تشبہ لا قصد ہو جاوے اہل کتاب کے ساتھ تو ترک کرنا
 مستحب ہے چنانچہ عینی میں تحت اس قول صاحب ہدایہ کہ ہے وجب تحجیل المفسر لان فلفہما
 مکروہ لما فیہ من التشبہ بالیہود کی موجود ہے فقال لما فیہ من التشبہ بالیہود لان ما فیہ
 بالیہود فترکہ مستحب اتمی اور شعبہ کا روزہ علیہ بدو دن دوسرے دن کے روزہ رکھنا مکروہ
 اور اس میں کراہت تحریر اور سوقت ہوتی ہے کہ بقصد تشبہ ہووے رد مختار میں ہے وقولہ من سبب
 وجہ التشبہ بالیہود مجرور و هذا العلقہ فقید کراہت التحجیم الا ان یقال انما تثبت لقصدا
 التشبہ کا مضمون و اتمی اور مختار کے اس قول کی تحت میں کہ امام شافعی کے نزدیک قرآن و دیکھ کر
 پڑھنا نماز میں بلا کراہت درست ہے اور صاحبین کی مع کراہت درست اگر قصد تشبہ کا کرے اسلئے تشبہ
 برے شے میں مکروہ نہیں بل مذموم من اطمس چیز میں کہ قصد تشبہ کا کرے رد مختار میں ہے قال هشام
 رایت جملہ من یحییوسف فذلین بخوفین بمسایر فقلت اقزی هذا الحدید باساقا لا قلت
 سفیان و غیرین یرید کہو هذا ذلک لاز فیہ تشبہ بالیہود فقال کان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم یطیس الثعالی التي لها شعروا منها من لیس الیها یفعل اشار الی ان صورة المشابهة
 فیما تعلق بمصداق العباد لا یضربان الأرض بما لا یمكن قطع المسافة البعيدة فیها الا بهذا النوع
 ولیه اشارة ایضا الی ان المراد بالثبوت اصل الفعل ای صورة المشابهة بلا قصد انتهی فی
 نفس من تشبه یفعل بلا قصد انما ینی لو یفعل یحیی جانا کما یفعل بالاس یہ فرما قرین اور حدیث آنحضرت
 صلعم کی پیش کرتے ہیں اور صلاح عباد و عین ہو او سکا یہ تشبیہ ہے نہ اس عبادت سے ثابت ہے
 اور قطع مسافت بعیدہ کی ضرورت ایام الی یوسف و آنحضرت صلعم کو جو تون کے جوہاں کرتے جو یہاں
 اس سے بے گزشتہ ہم دست جو تون ضرورت ہی بلا قصد تشبیہ و تکرار یہاں ثابت ہو ایس قرآن نابین
 ویکہ صاحبین کے نزدیک بدون قصد تشبیہ سبب تشبیہ بوری اہل کتاب کے ترک مستحب و ترک
 مستحب کے جائز ہو نہیں یا یعنی کہ اوس ترک میں کچھ علامت و سرزنش عقیدہ کی طرف سے نہیں کی گئی
 نہیں ان محرومیت ثواب مستحب سے ہی یہ جائز امر مناج میں ہوتا ہی ہے پس بلا تشبیہ قصد محض ہو
 تو حدیث میں تشبیہ بقوم فہو منہم میں جس کے ایک نوع کی وعید مفہوم ہے لو میں نہ داخل نہوا اوس میں تو
 وہی تشبیہ داخل ہوگا جو بقصد ہووے کہ مکروہ تحریمی ہے جس میں ضراری و قباحیت ششہ و ان صور
 تشبیہ ہر نیکی سبب کے ترک اولی و ترک مستحب جسکو مکروہ تحریمی کہہ دیتے ہیں ہوا چنانچہ شامی کے مکروہات مخلوق
 میں ہوا نہ ہاں مکروہات منہجہ الی ما ترکہ او فی لکنہ اطلقہ الخ ہم پس روایت مولی ہا تشبیہ
 و وصورت اس کے میں کوئی بقصد تشبیہ کرے تو مکروہ تحریمی و داخل حدیث میں تشبیہ بقوم میں ہوا اگر
 بقصد نہ ہووے تو مکروہ تحریمی ہے جو ترک مستحب و ترک اولی ہے جس میں کچھ سرزنش و علامت
 شامع نہیں ہوا اور روایت امام کی طاق میں کہ نہ ہو نیکی جو تو اوس کی کراہت کی وجہ میں مشایخ
 مختلفہ میں بعضے تشبیہ اہل کتاب و فرار دین میں جیسا کہ ہر ایہ میں ہوا و مختار خرمسی لابی جی کہ
 اور بعضے مشایخ و دیگر است کی استنباط حال ایام اور نہ وقف ہونا اوس کے حال مقتدایوں و ابی اور
 بائین طرف والوں کو اور امام ابن الہمام نے فتح القدیر میں اسہی کو ترجیح دی ہے اور باوجود تشبیہ اہل کتاب
 کی وجہ تشبیہ کو نہ قرار دیا بلکہ اوس کا جواب دیا کہ امتیاز مکان امام مطلوب ہے اور تقدم اوس کا واجب ہے
 اور تشبیہ اہل کتاب کا جواب یہ دیا کہ عایت ہے کہ اتفاق ملین اس میں ہے اور علیہ میں اسہی کو پسند کیا اور کسی
 کا نیکہ اور بحر میں حنا زک کہ کا ظہر روایت کا مقتضی کہ است مطلق ہو امتیاز نام کا جو مطلوب ہے وہ حال
 ہو جاتا ہوا قدم سے بلاوقوف کی مکان آفرین اسبوسے والو الحیتہ و غیرہ میں کہا کہ بدون تکی سجدہ

مقتدر یوں پر یہ علیحدہ کبریا ہونا امام کو نہ چاہئے یہ مشابہتیں کتابی حقیقت اختلاف مکان
 مانع جواز تشبیہ اختلاف موجب کراہت ہے علامہ شامی نے اس اخیر کلام کو یہ نہ کیا پر استدراک کیا
 کہ تشبیہ باہل کتاب کے سبب کراہت مذموم میں ہی یا وسیم جو قصد تشبیہ کیا ہو اس کے مطلقاً
 تشبیہ مکروہ نہیں ہے شاید یہ علیحدہ کبریا ہونا مذموم ہووے اور عاشقہ بھر کے حوالہ کے بیان
 کیا کہ اونکی کلام سے ظاہر ہو کہ کراہت تنزیہ ہے صبارت شامی کی یہ ہے حاصلہ انصوح محمدی
 الجامع الصغیر یا لکراہۃ و فیہ فصل باختلاف المشائخ فی سببها فقیل کو نہ بصیر ممتاز اعظم فی
 امکان الخراب فی معنی بیت اخر و فذلک ضمیم اهل کتاب و اقتصر علیہ فی لہذا و باختلاف
 الامام السخی و قال نہ الا و جہ و قبل اشتباہ حالہ علی من فی یمنیہ و یسارہ فعلی الا
 یکرم مطلقاً و علی الثانی لایکرم عند عدم الاشتباہ و اید الثانی فی لفظہ بان امتیاز الامام
 فی امکان مطلوب و تقدیر واجب و غایتہ اتفلق الملتین فی فتلک و ارضاء فی الخلیۃ و اید
 لکن فان عمر فی البحر بان مقتضی ظاہر الروایۃ الکراہۃ مطلقاً بان امتیاز الامام المطلوب
 حاصل بتقدیر بلا و قوف فی مکان آخر و لہذا قال و لو لعیۃ و غیرہا اذ لم یضو المجہد
 عن خلف الامام لاینبی فی لہذا لاندیشہ قبائل مکانین انتہی یعنی و حقیقتہ اختلاف
 امکان تمنع الجواز مشتبہہ الاختلاف توجب الکراہۃ و الخراب و انکان فی المسجد قصو
 و ہیتہ اقتضت شبہہ الاختلاف او ملخصاً قلت لاز الخراب انما بنی علانہ فعل قیام الام
 لیکون قیامہ وسطاً الصفا کا موالستہ لالان یقوم فی داخلہ فهو و انکان من بقاع المسجد
 لکن اشبہ مکاناً آخر ما و رث الکراہۃ و لا یخفی حسن ہذا کلام فافہم لکن تقدم ان
 التشبیہ انما یکوہ فی الذموم و فیما قصد بہ التشبیہ لامطلاقہ و لعل ہذا من الذموم و قابل
 ہذا و فی حاشیہ البحر للولی الذی یظہر من کلامہم انما کو اہتہ کراہۃ تنزیہہ و اما
 یس اس کے واضح کر اس سلسلہ میں بعض فقہاء واسطے کراہت تشبیہ اس کتاب کو جو بیان فرماتے
 ہیں اور بعض اس تشبیہ اس کے ہر قسم کراہت نہیں تسلیم کرتی اور اس تشبیہ کا اعتبار نہیں کرتے کراہت
 کو بارہ میں دوسری دلیل گذشتہ میں اور تشبیہ کو جو قرار دیتی ہیں تو شامی تصریح کرتے ہیں کہ تشبیہ قصد اس
 یا مذموم ہو تو مکروہ مطلقاً ہاں ہی شاید تشبیہ مذموم ہوگی اور اس کراہت کو تنزیہ ہی کہتے ہیں تشبیہ
 اسکی وجہ ہوا غیر تشبیہ اور تنزیہ کا حلال معلوم ہونے کا کہ خلاف اولی کے ہے اور خلاف اولی کا جواز عدم

سرسز نش و طاعت کسی نوع کی اوس میں شائع کیطرف سے نہ ہوتا واضح ہو جس مختصر شے میں عین عین
 درجہ کے اس قول کی تحت میں والا لفظات بوجہ کلمہ ان حصہ لفظی و بیسمویہ یکوہ متعلقہ کے تحت میں
 روحیات میں ہے و خلاف الاولیٰ غیر مخطوطہ کامل انتہی اور ترک سب سے کراہت لازم نہیں آتی
 ہر جب تک نبی خاص اوس میں موجود نہ ہو و سہ تحت قول درختا و توتل مستتر و مستحب کی روحیات میں
 ہر صرح فی البحر فی الصلوۃ المستلزم الی کل ما لا یزیم من ترک المستحب ثبوت الکراہتہ الاولیٰ بدلیہا من دلیل
 خاص و انتہی ذلک فی التحریر الاولیٰ بان خلاف الاولیٰ مالیس فیہ صیغہ نبی کریم صلوۃ الفصحی خلاف
 اکثرہ تنزیہا و الظاہر ان خلاف الاولیٰ اعرف کل کلمہ تنزیہا خلاف الاولیٰ و لا عکس لان خلاف الاولیٰ
 قدر لایکون مکرمہ حیث لا دلیل خاص کسر صلوۃ الفصحی و بالظہر ان کون ترک المستحب رجحان الی خلاف الاولیٰ لایزیم
 منہ ان کیون مکرمہ الا انتہی خاص لان الکراہتہ حکم شرعی فلا بد من دلیل و انتہی علم انتہی میں جب تشبہ
 قصد نہ ہو اور نہ موم ہونا ہی اوس کا کسی دلیل شرعی کے نہ ثابت ہو و سہ اور فقط تشبہ صورتی اصل فعل میں
 ہو کر پایا جاوے تو اسکو بدعت ضلالت قرار دینا سخت سہا بہت و جب لست ہر اگر نہ ہو سہ تشبہ بغیر میں نہیں
 میں ہوتا ہر باوجودیکہ تنبیہ ہے تب ہی ایسے تشبہ سے کہ فرمت اسکی شیعہ میں وارد نہ ہو و اور قصد تشبہ
 نہ ہو و سہ تو اسکو بدعت کہنا اور مسئلہ نو ٹکرو بدعتی بنانا و امیہ کی حماقت و ضلالت خاص کی جو بدعتیں
 تشبہ کفار کی بیان کر ستم میں انہیں سے ترک سبب و ترک اولیٰ ہونا ثابت ہوتا ہر و سکونا جائز و
 ضلالت ہونے سے کیا علاقہ ہے پس یہ وہ روایت ہر یہ نے کچھ نفع نہ یا بلکہ اور نقصان پہونچایا لگتا ہے
 کہ لا یخفی علی الفطن الماہر فی الفتن اور تشبہ اہل کتاب کے ساتھ حالت نماز میں معتبر ہونے سے یہ لازم نہیں
 آتا کہ خارج نماز کی ہی تشبہ معتبر ہے اور خارج میں ہی لازم آتی ہے دیکھو مسئلہ التوبہ فانیکم وہ سبب با جاوے
 نہونکی حالت میں کراہت کشف عورت کی احتمال سے ہر اور باکی جاوے ہونکی حالت میں بسبب تشبہ
 اہل کتاب کی ہر اور خارج نماز میں یہ تشبہ معتبر نہ ہونا علما و فکیر نہیں کرتے اور کراہت نہیں مانتے فقال
 الشیخ اسمعیل حین بحث لہذا الظاہر من کلامہم ان تخصیص اہل کتاب بفعلہ معتبر و فیہ
 کوئی فی الصلوۃ فلا یظہر التشبہ و کراہتہ خارج جہا اہ انتہی اور یہ ہی جانا چاہئے کہ اگر اہل کتاب
 یا مجوس کے فعل کے ساتھ تشبہ ایسا ہو و سہ کہ جبکہ امور انکی فعل خاص میں موجود ہیں و مقام ہر
 تو تشبہ معتبر نہ ہوتا ہے اور تمام امور نہ ہوں بعض ہوں تو معتبر نہیں ہر دیکھو قرآن شریف اہل کتاب اپنے
 کتاب کو نماز میں رو بہ رو کرتے ہیں واسطے قراءت کے اس میں دو امین ایک رو بہ رو کہنا دو سکر قراءت

اس سے اگر چاہے لیکن مسئلہ نوٹ یہاں کوئی غارت کے روبرو قرآن رکھنے تو باوجودیکہ ایک جزو ایک امر
 ان امور سے بیان موجود ہیں لیکن اس تشکیک کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ دوسرا امر یہاں موقوفہ ہے کہ پڑھنا
 اوسکو دیکھ کر ہے اور اگر ثابت ہے کہ اوسکو سنا سے رکھ کر پڑھنے کے جیسے امر ایک اور یہی ہے کہ وہ
 نماز میں پڑھنا ہے پس غرض امور سے یہی قوت ہو جاوے تو تشبیہ نہیں دیکھو بعض علماء نے استقبال
 طرف قرآن کے نماز میں نہ کروہ تشبیہ اہل کتاب کے سبب کہا تھا تو اس کا جواب امام ابن ہمام وغیرہ
 برتتے ہیں کہ اوسکا استقبال قراءۃ کے واسطے تھا چنانچہ فتح القدیر میں ہے تحت اس قول صاحب کے کہ
 یا اس یا ان یصلی وہ یمن ید یہ مصحف معلق اوسبف معلق لانما لا یبعد ان وباعتبار وثبت الثبوت
 موجود ہے قدم المعلوم قصد افادۃ المصنف فی رد علی من قال من الناس بالکراهۃ لا لالسبب
 اندہ لخصوص انما سبب فکرہ استقبال فی مقام الایہتال یعنی استقبال فی المصنف تشبیہا بادل
 الکتاب والکجاب ان استقبال الیہا لقرآنہ منہ لا لافہ من افعال العبادۃ وقد دلنا بکثرۃ
 بالاستقبال فی ذلک انتہی اور علامہ مینی نے یہ جواب دیا کہ مصنف کے تقیم میں تعظیم ہے اور تعظیم اسکی عبارت
 ہے پس عبادت اور یہی کہ مومن نہ ہو نہیں ہے اما المصنف لان فی تقدیمہ تعظیم عبادۃ فقہاء
 عبادۃ علی عبادۃ فلا تکرہ انتہی اور باہر غارت کے کوئی دیکھ کر قرآن شریف کو نہی گناہ کرے تو تشبیہ
 تمام اہل اسلام کے نزدیک جائز ہے اور تشبیہ نہیں ہے کیونکہ تشبیہ کا کہ اندرون غارت کے ہونا قوت ہے
 یہ خارج غارت کے تشبیہ معتبر نہیں ہسی طرح نماز میں جنگاری وانگاہ رکھ کر نماز پڑھنا مکروہ اور خارج نماز
 جنگاری وانگاہ کوئی سامنے نہ کرے تو مکروہ نہیں کیونکہ عبادت ہونا قوت ہے باوجودیکہ جنگاری اور سامنے ہونا
 ہر دونوں موجود ہیں اور خارج غارت کے روبرو غارت کی ہر دوسے تو مکروہ نہیں ہے سبب تشبیہ نہیں ہے کیونکہ جنگاری
 وانگاہ یہی انگ اور سبب کا شعلہ ہی انگ اور اندرون عبادت کر ہے لیکن یہ خارج غارت کے روبرو رکھنے
 کہ وہ چارے کچھ گناہ وانگاہ ہونا اوس میں موجود نہیں ہے اگرچہ روبرو ہونا اور اندرون غارت کے ہونا اگرچہ
 ہونا موجود ہے ایسے جزئیات فقہاء کتب میں تصریح و لائح ہے کہ جس چیز میں تشبیہ ہو تو اسکی تمام موجود
 ہونا چاہئے مان یہ ضرور نہیں تمام اوس عبادت کے امور جو کفار کے یہاں ہو چکی ہونا چاہئے بلکہ اس چیز
 جو امور متعلق ہیں جس چیز میں بانگیا وہ تمام ہو چاہئے اگر تہور ایسا ہی اوس چیز میں قطعاً آجائے گا تو
 اگر بہت مرتفع ہو جائے گی چنانچہ دھتار میں ہے کہ روزہ عاشورہ کا مکروہ ہے تھا اور روزہ شنبہ سے بے
 کا جسکو سنیچری کو تین تھا مکروہ ہے روزہ عاشورہ کے تھا مکروہ ہونے کے اور عاشورہ کے تھا مکروہ

نہیں ہوتی۔ تاہم اگر گنگوہی مؤلف کے نام پر کسی کی سیب سے روایت ہے تو میں نہیں کہتا ہوں کہ اس کو مولف کا نام لکھ کر دیا جائے گا۔ گنگوہی کا کتاب
 سیوم پنج جز سے مرکب ہو کر قرآن خود ان تین میں تشبیہ نہیں اور اجتماع سیوم سب کیلئے اسے امر تخصیص
 سیوم کے نام میں تشبیہ ہونے کے ساتھ ہی ہے مولف ہی مقرر ہے اقوال و واجد التوفیق میں خبر میں تشبیہ
 ہونا گنگوہی قبول کرنا ہی دو میں تشبیہ بتانا ہی تو اس کا حال یہ ہو کہ اجتماع میں ہی تشبیہ نہیں کیونکہ وہ ان میں
 اور ثلوث میں کافق ہو تا ہے اور ہر ادوی و دوست آشنا سب ہو فرمیں وہ ان اجتماع کو کہلاؤں کیونکہ
 ہر بیان اجتماع کے دو قرآن پر نیکی جس قسم کا کام کر کے تو ہو جو جمع ہو فرمیں کہ وہ سو کہلاؤں ہی اس واسطے بیان
 سلمان ہی جمع ہوتی تو تشبیہ کی گنجائش فی جب ان کا مطلب و غرض بیان نہیں ہی تو تشبیہ ہی کتاب ہی معلوم
 ہو چکا ہے فقط استقبال قرآن کا نام نہیں مکر وہ نہیں اس لئے کہ اگر استقبال میں مشابہت اہل کتاب کے ہو کر تین
 مشابہت معین اس واسطے نہیں ہے کہ جس غرض کیلئے کہ وہ دیکھ کر یہ بیان مفقود ہے چنانچہ ہر
 القدر سے گزر چکا ہے پس اسی طرح اگر اجتماع ہونے کے بیان ہی ہوتا ہے اور اہل اسلام کے بیان ہی میں
 جس غرض سے ہونے کے بیان ہوتا ہے اور اس غرض سے بیان نہیں پس فقط استقبال قرآن کے مخصوص
 کہ فقط استقبال مذکور بسبب قوت غرض مذکور کے مکر وہ نہیں ایسا ہی یہ اجتماع سبب قوت اوس غرض
 ہونے کے بیان مکر وہ اور جسطرح چلے غرض نازی رو برو ہو فرمے غرض مذکور نہیں ہوتی فقط اس قدر قادت کہ
 وہ یعنی محسوس چلے غرض کی برتیش نہیں کرتے ہیں انکار کہتے ہیں اور شعلہ میں کہ چلے غرض اور انکار وہ نہیں
 فرق ہی آگ ہو نادونوفین شامل ہے اسی طرح بیان فرق ہے وہ ان فقط وارث چھ ہیں بیان جو کوئی مسلم
 ہو خواہ وارث خواہ ہر ادوی ہو خواہ ہوا اہل اسلام ہو وہ ان قانون نجوم کے موافق تیسرا دن ہے تو چنانچہ
 ہوتا ہے ورنہ نہیں ہوتا ہے اور بیان تیسرا دن ہوتا ہے اس کے آگے سیوم نہیں کرتے ہیں میں فرق
 مانند استقبال قرآن و چراغ کے بیان موجود ہے اور کرامت مرقع ہے اور کرامت میں تشبیہ اہل کتاب کے
 ہر ایک سے جو مفہوم ہے جس کے کرامت لازم آتی ہے تو وہ اندرون غار کے ہے اور باہر غار ان امور میں تشبیہ
 معتبر نہیں ہے چنانچہ شیخ اسمعیل کے بیان واضح ہو چکا ہے کہ خارج غار کی تشبیہ و کرامت ہمدن میں نہیں
 اندرون غار کے ہے اور بیان یعنی قرآن دیکھ کر یہ ہے کہ باہر میں ہی خارج کی تشبیہ ہونا بالابا
 ثابت ہے یہیں اس کے استدلال اوس امر پر کہ غار کے خارج ناخسے ہی باطل ہے اور جسطرح امام ابن ابیہام
 فتح القدر میں فرماتا ہے کہ گزرا چکا ہے کہ قدم امام مطلوب ہے اور مشابہت اہل کتاب کا وہ ہونا سفید ہونا
 دیکھ کر اتفاق دو ملتوں کا ہے پس اسی طرح ایک جواب ایسا ہی ہو سکتا ہے کہ اتفاق عتین کا ہے اور یہ جواب

ہی ہو سکتا ہے کہ تشبہ بقصد ہونا مذموم ہو تو مکر وہ و مطلقاً مکروہ نہیں ہے اور سلمان تشبہ کے قصہ سے
 اجتماع نہیں کرتے ہیں اور مذموم ہونا ہی اسکا دلیل ہے کیابت نہیں ہو پس مکروہ ہونا اور تخصیص اور سیوم
 میں ہی مشابہت نہیں اگر کہ یہاں بعض ہنود کے یہاں عین کے زیادہ میں ہی تھجا کرتے ہیں پس تخصیص
 تین دن کی ہوئی اگر ہنود سے تو اس قدر فرق کہ چار سے یہاں آگے پیچھے نہیں ہوتا ہے ان کے یہاں
 ہو جاتا ہے پس تشبہ نہیں ہے اور مولف نے اقرار تشبہ کا نہیں کیا بلکہ یہ کیا کہ تشبہ ہونا اور مشابہت
 لازم آتی ان قوم ہنود سے آتی تھجا تھیں کہ شیشی اگر دال میں سو غور سے دیکھو تو انکا سا قہری مشابہت
 نہیں اس کے بعد مولف سفنوی فرق قانون کو اکب بیان کیا پس مولف مقرر تشبہ کا نہیں ہے اور یہ کہ
 کہ ہونا سزاؤ کی وغیرہ کا میر سے روزاؤس کے مشابہت ہونا مولف نے ثابت کیا اس کے بعد گنگوی اجتماع
 کو قضا میردن شمار ہونا کا بتانا ہی غلط محض ہے شعارجب ہونا کہ اہل اسلام کی یہ نہ واجب اہل
 یہاں ہی قوشعار ہنود کیوں ہو اور گنگوی وقت مغرب میں اتحاد باہن اہل اسلام دال ہنود کے واسطے
 عبادت کی ہوئی اگر عرض تو مولف انوار نے کیا اور تشبہ اب زمر و گنگا کا بانی میں ہو چکا جو ذکر کیا تھا
 اس کے جواب میں یہ فرماتے ہیں کہ فرائض و واجبات میں تشبہ اعتبار نہیں ہے یہ سبلی گنگوی کی ہے
 دیکھو آخر وقت عصر کہ ایک رکعت قدر باقی ہو اور وقت سورج عصر اس دن کی دو رکعتیں قضا ہونا
 درست قضا نہیں ہوتا ہے اور اس وقت ناقص اہل ہن اور کراست نماز کی اس وقت میں تشبہ کفار
 عبادت کے ساتھ ہو چکے سبب سے نماز میں شرح و قیدیں جس وجہ اسکو بیان کیا ہے اور نیز لاناؤزین
 ہی یہ عبارت اس بارہ میں موجود ہے اول گذری چکی ہے پھر غوری سے کہی جاتی ہے لاناؤزین
 یومہ ما مودیا لادامع اندمکروہ شرعاً و الطواف محمد ثامامور و مع اندمکروہ شرعاً قلنا
 ذلک الکواہرۃ لیس نفس الامور و بل بمعنی خارج و هو القشہ بعد الشش لیس یہ کہہ
 جیوٹا بنایا ہو گنگوی کا کہ فرض و واجبات میں تشبہ معتبر باطل ہوا اور بے علمی واضح ہوئی اور زمر
 کو بانی لانیو گنگوی عادی و طبعی امر بتا چکا ہے اور یہ عادی و طبعی ہونا وجہ عدم تشابہ قرار دیا جسکو
 دیکھ کر نیچے ہی قہر ہمارے میں بانی زمر کا ہر کہہ بچ جاتا ہے کہ بطور تبرک چمکے کیوں سٹے مسلمان
 کو لاسٹہ میں اور بیٹے میں ثواب جو عزیزان و عقلاء عادت کے سبب سے جیسا کہ یہ تاوقف یہاں کے
 زیادہ سبیل کہنا ہے حدیث مقدم میں استجاب لاسٹہ بانی زمر کا ثابت ہے درمختار کے اس قول کے
 تحت میں و بکرو استخبار بما زمر تحت روحنا میں ہے و مستحب حملہ الی لکلا و قد رد

الترمذی عز الله عنہما انہما کانت عملہ وخبیران رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کان بجلالہ وفی غیر الترمذی انہ کان بجلالہ وکان یصبر علی الرضی ویتقیہما
 حنث بہ الحسن والحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما من الملبس وشر حد انتہی اور بانی زمر
 لانیکو طبعی رنگ گویا تباہی تری زمین کہ جو فعل ملکہوت ہے مثلاً انسان کہ ہے وہ اس کے اختیار میں نہیں
 ہوتا و دیوار سے کہ جانیجے کہ جسم فصل کے اختیار میں نہیں ہے انسان و حیوان وقت کرنے کے
 ارادہ رکھنے کا کرے اور کوئی ایسے چیز کے سمجھائیے کہ موجود ہونا اس کے ماتہ نہ آوے و حاصل
 اسکو ہونو ہرگز نہیں رک سکتا ہر پس فعل حرکت طبعی ایسی ہوتی اور تمام افعال طبعیہ مانند غذا کا ہونا
 اور اخلاط کا ہونا اور اشجاء بدن سے منی جدا ہونا بعد یہ و تخیر ہونا اور جو بدن انسان میں مثلاً ہونا
 رہتا ہر یہ تمام ایسے امور ہیں کہ انسان کے اختیار میں نہیں بلکہ افعال طبعیہ ہر وہ شعور کے نہیں بلکہ
 یہ امور ہوتی زمر میں لائے میں تمام مفقودین گنگوی کو علم ہونا کسی طالب علم ہندی خوان یا موجد خوان
 صحبت ہی ہوتی کو بانی زمر کے لانیکو بانی گنگا کے لانیکو ہرگز طبعی نہ کہتا اور عادی کہہ دینے ہر کہ
 تشبیہ اور مجاہدہ کہ یہ سیوم جو اہل اسلام کے بیان ہونا ہر اسکو ہی عادی اہل اسلام کہہ دینگے اور عادی ہونا
 تو ظاہر ہے اگر ہر بطور ایصال ثواب کے یہ عادت تیسر دینی ہووے اور مصطلح گنگوی گنگا کا پانی لانا
 ہونا کا شعرا نہیں جانتا ہر ایسے ہی تیسرے دینا ایصال ثواب کرنا ہونا و کا شعرا نہیں جانتے میں اس فصل
 مولف انوار کی فتح ہوتی گنگوی کو شکست فاش ہوتی اب آگے جو گنگوی کا کہہ واسطے اثبات اہل اسلام
 تشبیہ کے درمیان اجتماع ہونے کے نتیجے کے دن اور درمیان اجتماع اہل اسلام کے سیوم میں و
 قرآن و کفر خوانی کی کہ بعض وجوہ کا عمل تشبیہ کو نہیں زید اسد کے تشبیہ دینی میں و جوش بقدر انجمن
 ایک امر بانی کو ہوتی مشابہت نہیں پس کسی نے یہ نہیں کہا کہ بالکل مشابہت میں کل الوجوہ ہونا و تشبیہ
 ہو دینی و نہ نہیں یہ قول مولف کا شرع و عقل و عرف کے خلاف ہے اقول و بادہ التوفیق مولف
 میں کل الوجوہ تشبیہ سے تشبیہ ہونا یا بطور تمام امور تشبیہ بمتشبیہ میں موجود ہونا تو تشبیہ ہونے
 ہرگز نہیں کہا ہے مولف کے کسی کام سے مفہوم نہیں مولف وہ تشبیہ کا پایا جائے سب تشبیہ
 عرف و عقلاً و شفا جائز ہووے سیوم میں نہیں ماتہ ہے اور کوئی نے ایسے مشہور و معروف
 و مخصوص اجتماع میں ایسے موجود ہونا جسکے سبب سیوم کو اس تشبیہ دینا درست ہووے قبول
 نہیں کرتا یہ تشبیہ سیوم کے اجتماع ہونے کے ساتھ ساتھ تشبیہ کے ساتھ اسد ہرگز مولف نہیں ماتہ ہے

زید و اسد کے تشبیہ صحیح و درست ہے اور تشبہ و تلمیح موجود ہے سیوم واجتماع ہیں اور تشبہ
 جائز کے سبب سے تشبہ درست نہیں ہے اور کوئی حافل تشبہ نہیں مانسکا ہے اور تشبہ شرعی
 ہی ہوتا کہ فقط تشبہ ہوتا یا مذموم ہوتا اور جس قسم کی فرض نزدیک ہوتی ہے اوسنی قسم
 فرض اہل اسلام کی ہوتی ہے چنانچہ اوپر اسکا بیان گذر چکا ہے اوسکے ظاہر کو فقط اجتماع سے
 تشبہ عمل کے نزدیک ثابت نہیں جیسے فقط استقبال فی القرآن سے تازمین تشبہ اہل کتاب کے
 ساتھ ثابت نہیں ہے پس کوئی تشبہ بیان سیوم واجتماع ہر دو میں ثابت نہیں ہے نہ عقلی و نہ شرعی
 فقط اجتماع تیسرے دن سے تشبہ شرعی بتا جا جو فقہار کے نزدیک موجود ہے بی عقلی صرف ہے اور
 وہابیہ کی بدحواسی ثابت ہے اول خطا جو مولف کی گنگوہی سے نکالی تو اوس میں موجود
 ستر یا خطا ملی نکلا اور دوسری گنگوہی مولف کی بتا ہے اوس میں جو خطا میں گنگوہی کو
 اسکا حال معلوم کرنا چاہئے مولف انوار ساطع نے کہ کفار اور اہل اسلام کے درمیان کچھ فرق
 اور امتیاز ہوا ہے تو تشبہ نہیں اور مثال صوم عاشوراء کے پیش کی کہ دن عین دسویں تاریخ کے
 روزہ رکھنے میں مسلمان و یہود سب شریک ہیں فقط مقدمہ موضوع روزہ دوسرے رکھنے سے تشبہ نہیں
 تو گنگوہی کے فہم میں یہ کام ہی مولف نہ آیا اور تعجب کیا اور کہا کہ مسئلہ برابر میں ہایا لامقار
 سے فقط ارتفاع امتیاز مکان ایک مسئلہ میں اور فقط مصروف دو سرے میں تشابہ کا ہے پس مکر وہ کیوں
 ہو گیا اور صوم کا جواب نا صواب گنگوہی یہ دیتا ہے کہ یہ روزہ فرض تھا فرض میں تشبہ نہیں اب
 ہمارے روزہ عاشوراء کا کسیکی نزدیک مکر وہ نہیں **اقول** وابتداء التوفیق بلا تشبہ فرق امتیاز جیسا کہ مولف
 انوار نے کہا ہے تشبہ مرقع ہو جانا ہی فقط استقبال قرآن تازمین تشبہ سیوم نہیں کہ یہ فرق
 پر گیا کہ بیان پڑنا اوس قرآن سے نہیں ہے اگرچہ تازمین اور استقبال ہونا اس میں ہی موجود ہے
 اور ارتفاع نام کا ہووے لکن کچھ قیوم نام کے ہمراہ ہوا جو اسے توفیق کر جا نیکی سبب تشبہ نہیں
 رہتا ہے اور تنہا صوم عاشوراء میں تشبہ ہونا اس سبب کہ فرض تھا جہالت محض ہے کوئی اور
 واصلی سوچ جہالت کو کس تک پہنچا اور نہ کسی کتاب میں کسی تفسیر و وجہ گذاری ہے کہ اول کوئی امر فرض
 ہووے پر فرضیت اوسکی مرقع ہو جاوے فقط استحباب باقی رہے تو فرضیت منسوخ تشبہ سے
 مانع ہوتی ہے ایسے غلط مسائل شک سے نکالنا اور دل سے کھڑنا احبار و رہبان کا کام ہے اور
 مرتبہ درمختار اور رد مختار سے اوپر گذر چکا ہے کہ روزہ تنہا عاشوراء کا مکر وہ ہے اور ہوا مکر و چکا

میں ہی فرمائی ہے کہ تشبیہ یہود سے ہے اور اس سے علم کو اتنی خیر نہیں صوم عاشورا کے حق کہتا ہے کہ تنہا
 روزہ عاشورا کا مکروہ نہیں ہے اب ایسے بے علم آدمی کا کیا جاوے اور نادان کا کیا خطاب کیا جاوے
 یا ابن ہریرہ مولف انوار ساطعہ کو قواعد شرعیہ سے بے خبر لکھتا ہے اور حقا و جبلا و باہ کو حکمی نہیں
 یاعن ابن ابی وئو علی انکرتہ دان و تفتہ بتا ہے کہ لسانا عاقل منصف ایسے حماقت کے باتوں کو لفظ
 و نکتہ دانی بنا دیا گیا ہے دوسرے خط مولف انوار کے اس گنگوئی نے نکالی تھی جس سے ظاہر ہے کہ گنگوئی
 بہت غلط و خافضی ہے اور مولف اس کے بری ہے اب تیسری خط مولف کے گنگوئی بتا جاوے مولف
 انوار نے بجا کہ کتب علماء معتبرین محققین کے بیان کیا تھا کہ تشبیہ مکروہ ہر چیز میں نہیں ہے فعل
 مذموم میں مکروہ ہے یا قصد تشبیہ کا ہو تو مکروہ ہے گنگوئی مولف کی انتہا کیڑے کھٹے کہتا ہے کہ
 دو روایتیں جو ہدایہ سے منقول ہوئیں اورین قرآن و یکہ کریدنا مذموم نہیں ہے بلکہ محمود ہے
 اور مکروہ ہو گیا امام کا علیہ السلام کہنا مذموم نہیں ہے صوم عاشورا مذموم نہیں ہے ہر کیون مذموم
 صوم نیم شب بہت کو رفع کیا اور آگ کا رو برو غازی کے کہنا موجب تشبیہ محسوس ہے اور مکروہ
 قصد تشبیہ بالجوہر نہیں اور اشغال صائم مکروہ حال انکہ قصد تشبیہ یہود کم کو ہرگز نہیں ہے بلکہ
 وہاں بد التوفیق اس سے گنگوئی نا فہم کی فرض یہ ہے کہ بدون قصد تشبیہ کے اور غیر مذموم میں
 بھی تشبیہ ابن کتاب مکروہ ہے اور عرض گنگوئی کی بالکل فاسد و باطل ہے جہد مرتبہ علماء متنبہ
 ان اقوال صریحہ اس بارہ میں گذر چکی ہیں کہ مطلقا تشبیہ مکروہ نہیں ہے قصد تشبیہ ہو یا مذموم میں
 تشبیہ ہو تو مکروہ امام ابی یوسف کا فہم شکر کو جائز فرمانا اور فعل آنحضرت صلی علیہ وسلم کا ہونا باوجود مکروہ
 رہبان کا لیا سنا اور یہ بھی اوپر گذر چکا ہے قصد تشبیہ ہوگا تو مکروہ بخیر
 تشبیہ فقط تشبیہ بلا قصد و بلا مذموم ترک مستحب ہے جو مستلزم کرامت کو نہیں ہے اور مکروہ سے
 ایسے مواقع میں مذکور کرامت تشریف ہی جکا رفع ترک مولیٰ ہے پس ان امور مذکورہ و منقولہ میں
 بلا قصد تشبیہ بلا مذموم ہوئی ثابت ہو جاوے تو مراد کرامت سے تشریح ہوگی ترک مولیٰ ہے کیونکہ
 یہ متبع اقوال فقہاء سے ظاہر ہو چکا ہے اور مذموم ہونا اور قصد ہونا ثابت ہووے تو نحو ہی ہوگی ان
 فقول سے یہ واضح نہیں ہے کہ بدون مذموم ہووے اور بدون قصد تشبیہ بھی کرامت بخیر ہوگی
 جبکہ یہ ثبوت یہود سے تو گنگوئی کو مفید مولف انوار کو مضرب نہیں اور اقوال فقہاء و علی و جنین نصرت
 ان امور کی موجود ہے کہ بقصد ہرگز سے یا مذموم ہو کر کرامت مطلقا نہیں ان فقول سے منقول

نہیں ہوتی، اور ان اقوال میں اس وقت میں کراہت تحریر مراد ہونا جائز ہے اور بدو ان کا کراہت
 تشریح ہوتی ہیں ان کے اقوال کی مخالفت نہیں ہوتی کیونکہ وہ ترک شجب بچسکونا جائز کوئی مسلمان
 نہیں کہہ سکتا ہے، تاکہ عارضی کو کوئی بدعتی نہیں کہہ سکتا ہے اور ان امور کا غیر مذموم جو گنگوہی
 بتاتا ہے اس پہلی سے بتاتا ہے کہ کسی کتاب کا حال نہیں کسی عالم معتبر کا قول اس امر میں بیش
 نہیں پر کیونکہ اس کا قول مقبول و معتبر ہو دے گنگوہی اسکے آگے کہتا ہے کہ اجتماع اہل میت کے
 نزدیک جب کیا نہایت ہونا حدیث سے ثابت ہے پر خود کا فعل و تقید مطلق میری مذموم نہیں
حب ہے اقول و بالذات التوفیق اجتماع اہل میت جو موجب کراہت ہے اس کا مخصوص ہونا
 ایک نوع خاص کے ساتھ مرقات ملاحظہ فرمائیے اور گزشتہ کا نظیر جمع الیہ اور اس اجتماع موجب
 کراہت کا لازم آنا سیوم میں ممنوع ہے اور تقید مطلق کو اس کے کچھ علاوہ نہیں تقید مطلق تو وقت
 ہوتی کہ سوائے اس دن سبکل سلام ایصال جائز نہ جانتے اور اس اجتماع یوم سیوم کو موقوف علیہ
 جو اضیال کرتے اور اس کا فقدان ظہر میں الشمس ہے پس تعجب ایسا ہی جیسا کہ اہل حق مسائل سنکر
 مبطلین تعجب کرتے ہیں اسکے آگے گنگوہی اول تو قول بجز الرقی کو کہ امر مذموم میں تشبہ ہو کر
 تو مکرر وہ ہی رد کرتا ہے اور اس پر نقض اپنی جہالت سے ایک سند گزیر کر تا ہے کہ قرآن و یکم بکر
 بیڑنا امر مذموم نہیں ہے اور حدیث میں مطلق تشبہ ہے اس عرض سے یہ قرآن و یکم بکر بیڑنا مذموم
 ہونا نہیں پایا جاتا ہے اور کراہت موجود ہے اور بجز الرقی تشبہ کو مقید مذموم کے ساتھ کیا ہے
 اور یہ حدیث کے خلاف ہے کہ حدیث سے مطلق تشبہ ممنوع ہے پر گنگوہی فقہ کریم کہ قرآن و یکم بکر
 بیڑنا فی حدیث محمود ہے لکن صلواتہ میں مذموم ہے مگر مولف اپنے کو نہ جہنی سے مذموم فی اصل و فرع سمجھ گیا
اقول و بالذات التوفیق جب یہ مراد بجز الرقی ہے تو گنگوہی بغیر فی غیر مراد بجز الرقی کو مراد بجز الرقی کیوں
 قرار دیا و خارج نماز کے قرآن بیڑنا مراد لیا اور اس سے نقض جہالت سے کھڑے لگا اور اسکے اول ہی
 قیود کو جس کے سبب مذموم ہو جاوے جو مراد امور منقولہ بالا کو محمود قرار دیا اور اپنی ایک اختراعی راہ
 امر کے موافق ان اقوال جو علماء سے مولف نے نقل کیں ہیں منقوض ہونا بتایا اور ان تمام میں فتوہ کا
 لحاظ ہے جن کے سبب وہ مذموم میں پروردی ہو کہ مذموم میں تشبہ مکرر وہ ہے خواہ مذمت پہلی سے
 ہو یا کسی سبب سے حادث ہو بجز الرقی و مولف نے یہ کہہ کہا کہ فی حدیث مذموم ہو اور کسی امر کے خلاف
 مذمت نہ آوے اس وقت تشبہ ناجائز ہو خود غلط مطلب قرار دیکر عرض فقہاء و علماء مولف کرتا

یہ کہوتہ نہیں گنگوی کی نہیں ہے تو اور کیا ہے اور یابن عبد مولے کو تہ فہم تانیہ جہل مرکب حرف ہے
 اور ہر کے مطلب کو خود نہ سمجھا اس واسطے نقص کرنے لگا مولف کا طرف ہجر کا مطلب نہ سمجھنے
 کی نسبت کرتا ہے چنانچہ آتی اور حدیث کو بنا کر غیر مذموم میں ہی تشبیہ کا ثبوت کرنا چاہتا ہے
 تشبیہ کے معنی شعر سے جو غیر مذموم وغیر مقصد تشبیہ اسکو شمول حدیث کا ہونا ہرگز مسلم نہیں
 حدیث کا شمول تو اسکو ہی ہے کہ جب ہر ملامت شعر ہووے چنانچہ فہم نہیں لفظ حدیث کے ملامت
 مذموم ہے اور غیر مذموم و بدون قصد میں ملامت ہونا ظاہر ہے کیونکہ اصل فعل کی صورت میں
 تشبیہ ترک مستحب ہے چنانچہ جنی سے ظاہر ہے اور ہرگز چکا ہے اور ترک مستحب میں ملامت شعر ہی
 نہیں ہے پس حدیث تشبیہ صوری کو شامل نہیں ہے میں مذمت یا قصد تشبیہ نہیں حدیث کے مطلق
 قرار دینے سے قول بحرانی کا رہنما اور حدیث سفید بنوئی مولوی اسماعیل سرگروہ وایان کا قول
 جو بطور الزام مولف کو نقل کیا تھا تو گنگوی سے اس کی قوی اعتراض کیوہ کیا جیسا کہ بحرانی کے
 قول پر اعتراض کیا اسلئے کہ فرقہ وایہ کے نزدیک اس کے سرگروہ سے یا کسی دہائی سے کسی قسم کا قول
 صادر ہووے وہ نام حق ہوتا ہے یہ شخص انکا سرگروہ تقلید شخصی کو بدعت و شرک قرار دیتا ہے
 بعضے وایہ جو نظائر تقلید کے قائل ہیں اور اہل سنت میں ملنے کو وجوب تقلید کے قائل ہیں غیر
 تقلیدین کو تو بڑا کٹر ہیں لیکن اس شخص کو دلی و قطعی حجتی مقام احوال حق کہنے والا بتا قرین بری
 تعجب کی بات جو بدعت سرحد شرک بناوے تقلید اسکو تو موافق سنت و دلی و قطعی
 جی بنا یا جاوے جو اسکے قول کے اطاعت کرے مانند لایمیب اہم کے انکو بد کہا جاوے انعرش
 دوسروں کوئی چیز بری ہووے وایہ کے نزدیک تو وہ اس شخص کو حاکم راجی ہو جاتی ہے
 اسکو وایہ شائع جانتے ہیں واسطے ہجرت یا بکوریہ کا مضمون ہے اب دیکھو گنگوی اس کے
 قول کا دلیل کرتا ہے جس سے وہ یہی راضی ہوتا اگر موتا تو اس سے کہنا تھا کہ روافض کے ساتھ خلیفہ
 مکرّمین ہم موافقت کا قصد نہیں کرتے اتفاقاً موافقت ہو جائے چنانچہ عبارت اسکی مولفانوار
 کہ کلام بل انفتت الموافقة گزری چکی ہے گنگوی کہتا ہے اسکے قول کے یہ معنی ہیں کہ فعل اصل
 سنون تبا بعد کو روافض نے بنی ایک حرکت ایما وکری کی کہ موافق اسکے ہو گئے تو یہ امر الزام
 شائع کا ہے ترک نہیں ہو سکتا اور تشبیہ معتبر نہیں اقول وایہ التوفیق مولوی اسماعیل کی
 عبارت دیکھو لا تنحی تشبیہ الفرق لفضل القبل انفتت الموافقة انتہی صراحت اسکے

یہ جتنے میں کہ فکر و قصد تشبہ فقر و غنا ضار کا ہم نہیں کرتے ہیں بلکہ اتفاقاً موافقت ہو گئی ہو اس
 اور گنگوئی تاویل فاسد ہے کیا علاقہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تشبہ بالقصد مذموم ہوتا ہے کوئی لفظ
 کے طرح اس پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ اصل فعل سنت تھا بعد کو رد و اقصیٰ سے لکھنا نہ یہ دلالت رکھتا
 نہ تفسیر نہ الترتیبی نہ کنایہ نہ اشارہ نہ مجاز کچھ بھی نہیں ہے اور قابل تاویل تو وہ عبارت ہوتی ہے
 کہ اسمیں اجمال ہووے چند معانی کے محتمل ہووے بدوں اسکے تاویل کے کیا منسے یہ تاویل تو ایسی
 جیسے بعض لکھری لوگ ارسل علیہ طیر البابل کی تاویل درمن چیک کی کرتے ہیں یا بعض فلسفی
 منکر عبارات اقبیہ الصلوٰۃ سے مراد فقط التقیاد و مراد لیتے ہیں کسی طرح سے نہ ارکان مخصوصہ میں تاویل
 گنگوئی کوئی عاقل قبول نہیں کر سکتا ہے اور مولف انوائے قول ملاحظہ فرمائی جو ذکر کیا تھا کہ ہم
 تشبہ اہل کفر و بدعت سے ان کے شعراء میں منہ کی گئی ہیں نہ برہمت سے تو گنگوئی ملاحظہ فرمائی
 کی عبارت کی بھی یہی منسے بتاتا ہے جو مولوی اسمیں کے عبارت کی بنائی تھی اور اسکے وجہ میں یہ د
 کہتا ہے جو شعراء و نگار ہوگا خواہ فی ذاتہ حسن ہی ہو وہ او کا فعل ہو گیا اور تشبہ ناجائز ہوا اس پر زبان
 کا کیا ہی ہنگامنا ہو مولوی مذکور کی عبارت کی جو منسے بیان کی اپنے تاویل فاسد ہے او کو عبارت مطلق
 قاری سے کچھ علاقہ ہی نہیں اور ان منسے ہوتے یہ وجہ اور طرہ ہے ملاحظہ فرمائی کے عبارت مولف
 انوائے کلام میں موجود ہے اب ہی چند صفحے پہلے گزری ہے منصفین و سکو دیکھیں اور اسکے نزدیک
 گونئی دیکھیں اونکی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ او کا شعرا ہووے اوس کے ہر کو منہ کیا ہے ورنہ
 منع نہیں ہے اور گنگوئی کہتا ہے جو متفق و ملت کا ہوگا وہ شعراء ہوگا مگر اس امت پر ہی ہوگا
 اور جو بدعت مباح ہووے اور افعال سنت سے ہووے وہ خود مامور شرعی و سنت سے یہ کلام
 مفید نہ مضر مولف انوار کی یہی غرض ہے کہ سیوم میں ہر کو کا اجتماع شعراء ہووے کا نہیں ہے غایت کہ
 او کو اور ہمارے دونوں کے بیان یہ اجتماع ہوگا وہ شعراء ہووے کا تو یہ ہوگا کہ یہ ان کے تعارف کی
 علامت ہوتی کیونکہ شعراء عبارت اوس علامت سے ہر کو کہتا ہے شعراء ہے وہ اس کے پیرا منہ جاوے
 مجمع البیاض ہے ان شعراء اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القربان تصور امت امت اہی
 علامتہم الہی کا تو ان شعراء و شعراء طرہ منہ شعراء المؤمنین علی اصراط رب سلم
 اہی علامتہم الہی بقا و فوہما امتی اور جب ہی تو یہ کہ خاصہ ہووے دوسرے میں نہ پایا
 جاوے اگر ایک قوم کی ساتھ خاص ہووے تو علامت و نشان اوس قوم کے نہیں ہووے اور تیسرے کا

اجتماع چونکہ مسلم افونین بکثرت صد سال سے رائج ہر نوعلاست و متعارف ہوئے اور منع شکاریہ
سبب سے پس منع ہوا اور موافق قول گنگوہی کے یہی یہ شعار ہوگا اسلئے کہ متفق دولت کا ہوا
پس کراہت ہرگز نہیں ہے یہ مولف کو متغیر کہ گنگوہی کو اور بدعت مباحہ مامور و سنت کہنا یعنی
مغالی نہیں ہے ہمارے بعض حنفیہ کے اس کو وجوب لازم ہے چنانچہ تاہم سے علوی فقط صیغہ فعل سے
مسکما امر ہونا ثابت نہیں ہوتا جب تک الزام و طلب فعل لزوماً نہیں ہے پس مامور ضرور واجب قرار
ہونا ہی اور مباح سفت دونوں نوعین بتائیں ہیں بدعت سفت نہیں ہے جو اصول سے ناواقف
وہ ایسے کلمات زبان سے نکالنا ہے اور وہاں یہ اپنی اصطلاح جدید تاج وین نام علم تحقیق کے علیہ تو
وہ دوسرا امر ہے اب گنگوہی بحر ارض کے قول پر کہ تشبیہ مقصد ہو تو ناجائز ہے یا اقرار میں
کا کرتا ہے کہ حدیث میں مطلق تشبیہ آیا ہے تخصیص حدیث بالرائی درست نہیں اور سب تحقیق نے
مطلق تشبیہ لکھا ہے اور گنگوہی یہ حدیث غیر والا تشبیہ لا تشبیہ وایا الیہود الخ فطغوا الذین کونوا
تشبیہوا لکم کہنا ہے کہ تشبیہ میں اور تلمیح افنیہ میں کسی نے قصد تشبیہ یہ ہو نہیں کیا تھا اس کے
یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے قصد بیان کیا تھا بلا قصد کہ تشبیہ ہی یہ ناجائز ہے قول مقصد ہی ناجائز ہوتا ہے
اقول وابتداء التوفیق مطلق کا فرض تشبیہ بلا قصد وغیر مضموم حسین سرزنش نہیں ہرگز نہیں ہے پس حدیث
اوسکو اصل نہیں حدیث تو اوسکو شاہل ہے حسین سرزنش و طاعت مشایخ ہو پس بلا قصد
وغیر مضموم میں صورت تشبیہ حقیقت نہیں ہے پس یہ تخصیص بالرائے ہوئے اور کسی نے تحقیق میں
مطلق اس معنی کر کے قصد بلا قصد و مضموم وغیر مضموم و شعار غیر شارح کیوں ہرگز نہیں لکھا ہے چنانچہ
قبول ہو گا جو ہونا تشبیہ کے واسطے ضروری جاتا ہے اور گذر چکا ہے انکار اسکا مگر وہیں محققین مطلق
لکھتے کہ گنگوہی افتراد محض کرتا ہے اور غیر والا تشبیہ او انظفوا من کثیر شیب کا حکم ہے اور تظیف
کا حکم ہے اور تشبیہ بالیہود سے منع ہے یہ ضرور نہیں کہ کوئی فعل کسی سے صادر ہووے اس وقت
اوسکو امانت کہی جاتی ہے آئندہ فعل کرنے سے مخالفت نہیں ہوتی ہے لا تشبیہ بالیہود کے پتے ہونا
کیوں ناجائز نہیں ہیں کہ قصد تشبیہ بالیہود کا آئندہ میں نکرنا بطرح قرآن میں اللہ تعالیٰ فرمایا تھا
ولا تقع منہم اثماً او کفوراً اور لا تکون من المکذبین یہی یا معنی نہیں کہ کئی الحال امانت
آئم و کفر اور تمیز میں سے ہونا ثابت تھا اس واسطے منع کر دیا ہے یہ کوئی اہل اسلام نہیں کہ کسی کو
برایمان کہیں گائیں واضح ہے کہ اپنی کے حدود کے واسطے یہ ضرور نہیں کہ کئی حد سے اس فعل کا صدور ہووے

فی الحال یا علی الاستقبال پس اس طرح یہ حدیث میں نبی اور وہی کہ تشبیہ الیہود کا قصد نہ کرنا پس حدیث سے بھی یہ نہ معلوم ہوا کہ قصد تشبیہی تشبیہ ممنوع و مرام کا وجود ہوتا ہے اور یہ منہ پر گزراؤ نہیں کہ عدم تغیر میں تشبیہ کا قصد ہے اور ایسے ہی عدم تطیف میں ہی بلا قصد کے اور عدم تغیر و عدم تطیف کی صورت لاشبہ الیہود سے مفہوم ہے بلکہ تغیر و تطیف کا حکم بطور ادب کہتا اور نبی لاشبہ و قصد تشبیہ جو دے منع کا اگر یہ صحیح ہے اس کا قصد صدور نہ ہوا لیکن اسے صدور قصد کے منع کر دیا ہے کہ اندہ قصد یا تشبیہ کرنا پس قول بحرانی پر اعتراض کیا گویا اگر گزراؤ نہیں ہے اعتراض بحرانی پر کرنا صرف ناوانی و جلیلی معنی حدیث سے ہے اس کے بعد گنگوہی کا یہ تشبیہ کے بارے میں اگر کہیں کوئی کام نہ دانستہ کیا اور یہ ہر دو سنو خبر ہوئی تو اگر ازلہ کرے ورنہ اب بعد حکم کے تشبیہ ہو گا پہلے تشبیہ نہ تھا اور ایسے فعل میں عاصی ہی نہیں تھا اب قصد اجوکرے تشبیہ ہوا علی ہذا جو امر ایسا ہے کہ اس کا ازالہ کر سکتا ہے مگر قصد ازالہ کیا جیسا ریش کا خضاب تو ترک خضاب قصد کرتا ہے کیونکہ ازالہ برقرار ہے اور نہیں کرتا بہر حال سب جگہ معصیت کیونکہ فعل تکلف کا ضرور ہے اور اس کے چند طور کے بعد یہی گنگوہی اور جو خبری ہنو کہ یہ شاعر کا کلام اور یہ خبر ہر دو خبر کے ازالہ کے نام عاصی ہو گا، اقول وبالله التوفیق دیگر امور لایعنی اس گنگوہی کے سے امراض کر کے ہم کہتے ہیں کہ ایسے لوگ مصداق اقوال البیہار علیہم السلام و صلواتکم علیہم جیسا کہ یہ قابل ہے کہ اس کے قول مذکور سے یہ مفہوم ہے کہ قصد تارک خضاب ریش کا عاصی و گنہگار ہے اس شخص کو استدلال کی یہی خبر نہیں کہ خضاب کو درختا کی کتاب المظہر والا با حقہ من سنبہ لہا یستحب للرجل خضاب شعر و لحیت و لونی تخرب فی الاصح و الاصح انہ علیہ السلام لم یفعل و یکبرہ بالسواد انتہی یعنی سر و راوی کا خضاب مستحب ہے اور صحیح ترین یہ کہ انتہی صلوات نہیں کیا ہے اور سیاہ خضاب مکروہ ہے اور قبل کتابنا فی الفضل کے اس قول درج ہوگا ر اختص بالاجل الترتین للنساء و الجوارى جاز فی الاصح و یکبرہ بالسواد انتہی کے تحت علامہ شامی ناقل ہے قال القوی و ملہبنا استحباب خضاب للرجل لملہبنا بصفرة و حمره و تخرب خضاب بالسواد علی الاصح بقولہ علیہ السلام غیر و اھذا الشیب و اجتنبوا السواد قال الجوی ہذا فی حق غیر الغزاة و لا یجزم فی حقہم لا ارباب و اھل محل من فعل ذلک من الصحابة انتہی دیکھو علماء و خفیہ شافعیہ خضاب کو

مستحب فرما تو میں بدلیل حدیث غرو الشیب کی اور حدیث مذکورہ اعتبار ہی ثابت کرتے ہیں اور
 اعتبار کا حکم پھر خاصہ کیدانی بیٹے والہی جانتا ہے کہ اسکے کرنے میں ثواب ہے اور ترک
 عصیان و عذاب نہیں ہر اور یہ گنگوہی تارک کو عاصی قرار دینا ہر جس کے واضح ہر خضاب لیش فیض
 یا واجب ہے اسکے کہ عصیان ترک فرض و واجب میں ہی ہوتا ہے نہ ترک اعتبار میں نہیں
 گنگوہی مخالف علماء مذہب حنفی و مشافعی کے ہو کر باوجود احوال و صفات ایک تیسرا راستہ نکالتا ہے
 اور حدیث غرو کی مراد مخالف علماء اسکے لیتا ہے ایسے ناواقف و عاقل کے قول کا کیا اعتبار ہے
 اور ایسے جہالت کا کید ہکانا ہی یہ مخرجات لکھ کر گنگوہی غرض ہوتا ہے اور الحمد للہ صریحاً ان
 واضحات نفس و فہم سے کراہت سوم کا قتل باطل کرتے ہیں اور دو اصل کے کہ چکا ذکر اور ہر
 رسالہ مولف انوار طبع کا قلع و قمع اپنے ظن فاسد و دویم کا سکے روکے جاتی ہیں اور فہم
 انوار کو کم علی و کو نہ فہمی اور جہل مرکب اور دعوے بے مغز و اعتلال خلق اللہ کے شہم کرتے ہیں
 اور مصنفین جاتر میں کہ تمام امور گنگوہی کے ہی حق میں ہمارے اقوال حنفیہ سے ثابت ہو چکا ہیں
 اور یہ غرو گنگوہی کی بد زبان و دریدہ دہنی کا ہے یہ تمام عیوب گنگوہی پر غائد ہوئی ہیں اور طرف
 انوار چونکہ متبع حق کا ہے اور لوز حق کے مقابل میں یہ ظلمات سرگز نہیں آسکتی ہیں اب جانا چاہا
 کہ گنگوہی کو ان دو اصل پر بہت بڑا ناتہا جیسے تمام رسالہ کا قلع و قمع ہونا نہ کم کرنا تھا اون دو اصل
 کا حال بخوبی معلوم ہو گیا کہ مضمون رسالہ کے بارہ میں ہر گرجاری نہیں ہیں فقط جہالت کے
 انکار اجماع مضمون رسالہ کے بارہ میں یہ گنگوہی کرتا تھا ایسے و اہیات تقاریر کے اظہار ان دو
 اصل کا مضمون رسالہ کے بارہ میں ہو جاوے مدرسہ دیوبند کے بارہ میں ہی یہ دو اصل جاری
 ہو سکے تھیں انہیں تقاریر کے دوسے جن تقاریر سے بیان یہ گنگوہی جاری کرتا ہے جیسے امتحان
 بالکل مشابہ امتحان مدارس انگریزوں کی سے بسطرح وہاں اجتماع ہوتا ہے اور تحریری جوئے ہوگا
 جو تو میں بیان ہی ہوتے جیسے دیوبند میں اسطرح ہوتے جسطرح مدارس انگریزی میں انعام میں
 کتب درجہ تھیں بیان دیوبند میں ہی دیجاتی ہیں اور جسطرح تلامی کو سب سے گنگوہی مجاہد
 شریف کو نا جائز کہتا ہے تلامی منزوں سے دیوبند کے امتحان میں ہوتے اور تخصیص کے سبب
 مکروہ کہتا ہے بیان دیوبند میں ہی ماہ شعبان میں ہی امتحان ہوتا ہے علیٰ ہذا القیاس بعض علوم
 اور جلسہ دستار بندی کہ نقد مطلق و تشبہ کفار موجود ہے جس جسطرح مجلس میلاد و مسیوم عزیر

گوئی و دیگر سفار و مابہ حرام و مکروہ کہترین ان دو اصل کے سبب یہ امور حرام و مکروہ کہترین
 حرام ہونا چاہئے اور ان کے استحکاب سے اور جائز جاننے سے تمام مابہ کا بدعتی ہونا ثابت ہے بطرح
 اہل سنت و جماعت کو بدعتی و ضال کہترین اب بطرح کا جواب یہ کہ گوئی و کجا، سطر کا اسطر
 ہی ہو جاوے گا اور اس نا انصاف سے مدح و تحری و مقبولیت تو ہم کسی مجہول سے اول سے کہترین
 قاطعہ ثابت کی اور آنحضرت صلیم کو اردو آجانا دیو بند یوں کے سبب سے لکھا گیا کہ روز
 میں بنایا ہے اور آنحضرت صلیم کی روح مبارک کا مجلس میلاد شریف میں آنا کشف و نیام سے
 قبول نہیں کرتا یہ یہ سدا سے اے انصافی و تعصب سے ایسے حق میں تو خواب کو محبت شدہ علیہا
 جانا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اوس سے مقبولیت درج ثابت کی اور کشف بزرگان دین جکا
 بطور ادب کے مانا اور فوراً فوراً وغیرہ میں لکھا ہے اور کجا بالکل بے اعتبار ہونا بتا تاہم اس
 میں جس کیسے نا انصافوں کا کیا لکھا تاہم یہ کتاب بریل میں قاطعہ میں اولہ الی آخرہ مضررات معلوم
 عبارات جواسمین مقول میں بے محل مقول میں بطور شے سے نمونہ از خوار سے یہ اخطا ط اسکے
 مافقہ نے ظاہر کر دئے تاکہ ضلال و اضلال و سبلی وجہ انصافی و دعا و دلدادہ اسکے مولف کا
 مستحقین کو کیا پر واضح تر ہو جاوے اور دو چار باتیں سنلینا چاہئے اور اسکے حقیقہ فائدہ
 پر اور اخطا ط معائنہ احادیث پر واقف ہو جانا چاہئے اور مخالف قرآن و حدیث و علماء ہونا
 اور مسائل پر معتد بہا اسکا لکھنا ظاہر ہو جاوے اور بے انصافی اسکی کہل جانے صاحب
 النوار اس طبع نے کہا نا سامن رکھ کر فائدہ اٹھایا کہ ثبوت دیا باہم طور حدیث ام سلمہ مروی ہے
 و سلمہ کے پیش کی کہ آنحضرت صلیم نے روٹیوں کو توڑ کر طیدہ بنا کر الفاظ اس پر پڑھے وہ سیر
 حدیث انس کی کہ وہ فرما تو میں کہ میری ماں کچھ آنحضرت صلیم کی خدمت میں کھجور وغیرہ بنایا ہوا لکھا
 بیجا تھا اور سن کر کچھ آنحضرت صلیم نے پڑا اور میرے حدیث غزوہ بنوک کی کہ حضرت عمر فارق
 طعام لوگوں کی شکایت کی تھی آنحضرت صلیم نے سب سے کہا تاہم کچھ اسکے پاس تھا طلب کر کے
 دستہ خوان پر رکھ کر دعا برکت کی ان قبیلان حدیثوں کے طعام دعا کرنا صاحبان انوار نے ثابت
 کر کے کہا کہ آنحضرت صلیم کو جو ضرورت تھی اوسکی دعا کی اور صاحب فاتحہ کو جو ضرورت آفریت
 ہوتی ہے اوسکی وہ دعا کرتا ہے دعا ہوئے میں طعام دونوں برابر میں کھو کر دعا کے لئے شے
 السؤال من اعدا الکیرم میں یہ دونوں جگہ ایک دین پر فائدہ اٹھانے کی ثبوت میں حصن حصین سے نقل

کیا آداب الدعاء بسط الیدین وضمہما لیسنے آداب دعا کا پس لانا اور اوٹھانا تو کجا اور یہ حدیث
 پیش کی آداب التماس فلست لوطون الکفر اور یہ حدیث ان ربکم صی کریم ستمی من عبیدہ اذارفع
 یدہ ان یرجہ صغیرا اور مولوی اسحق دہلوی سے نقل کیا کہ اربعین میں یہ کہتے ہیں کہ دست
 برداشتن برائی دعا وقت تعزیت ظاہر اجازت زیر اگر حدیث شریف رفع یدین در وقت
 دعا مطلقا ثابت شدہ پس مضائقہ نذر و لیکن تخصیص آن برائی دعا وقت تعزیت موقوفہ نیست
 اور جامع الادب سے نقل کیا اگر بر طعام فاتحہ کر دہ فقرہ در البتہ ثواب می رسد اور سنا ولی
 صاحب سے نقل کیا اگر ملیدہ و شیرین بخ بنا بر فاتحہ بزرگی بقصد ایصال بروح ایشان بزرگو
 بخوراند مضائقہ نیست و طعام نذر انداختن را خوردن حلال نیست و اگر فاتحہ بنام بزرگی دلو شد
 پس افتدایم خوردن جائز است اور کتاب استبایہ مشاہدہ ولی شاد سے نقل کیا پس اودہ مرتبہ درود
 خواندہ فتم تمام کنند و بر قدر سے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموما بخوراند التماس اور دوسرے عبارات
 بھی علامہ کی عقیدہ اس مطلب کی نقل کیں ہیں اس تعزیر صاحب انوار طعام پر دھا کرنا اور خطا و ثواب
 ثابت ہو اب گنگوہی کا خط بے ربطہ و سخن بچو و بر حواس ہو کر کلام کرنا معلوم کرو اول توضیح
 میں کہتا ہے قولہ پس اس بنا پر التماس عرف میں بطور مجاز متعارف کے فاتحہ مطلق ایصال ثواب
 نام ہو گیا ہے اگرچہ فاتحہ بزرگی جاوے اور خالص مال کا ثواب کایہ جواب ہوا نہی اقول
 و باید للتوفیق بعد قولہ اقول نہیں کیا اور فاتحہ مطلق ایصال ثواب کا نام قرار دیا جس سے باوہی التماس
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب انوار کا یہ قول ہے یہ بلکہ فیری گنگوہی کی ہے دوسری یہ کہ مطلق ایصال
 ثواب کو فاتحہ کہنا بزرگ عرف میں بطور مجاز متعارف ثابت و واقع نہیں ہے کسی میں و فصل سے منکر
 کہتے یہ گنگوہی بھی نہ کر سکا یہ محض سخن سازی و زبان درازی بے محل ہے اگر یہ مجاز متعارف
 ہوتا تو اہل عرف گائی بکری و کپڑا اناج جو کسی مسلمان کے بوج پر ایصال ثواب کی سوسے دین
 اسکو ہی فاتحہ کہتے اور فاتحہ دینا بولتے اور بزرگ نے و اعلیٰ جانتا ہے ان اشیا کے ساتھ ایصال
 ثواب کر نیکی کو ہی یہی فاتحہ اور فاتحہ دینا نہیں بولتا ہے اس سے ہی منہ فیض گنگوہی کے بغیر
 جانیں اور درود کو ہی بچان لین اور یہ بنا بر فاسد سوسے اس گنگوہی نے ڈالی ہے کہ کہ
 بر مضر فاسد آگے جیگا چھانچہ صفحہ ۷۷ میں اوس عبارت مشاہدہ ولی شاد کے جواب میں جاوے
 صاحب انوار کے قول میں گزری ہے اگر فاتحہ بنام بزرگی دلو شد الحمد یہ کہتا ہے کہ شاد نے

ائمہ صاحب کے کلام میں یہ فقرہ اگر فاسخ بنام بزرگی دادہ شد خود معلوم ہو گیا کہ فاسخ و ابطال
 معنی ایصال ثواب کے ہو گئی ہیں مجاز متعارف کی طور پر یا عرف عام وضع پر علماء بڑا عبارت انتہاء
 میں لکھی دیکھو یہ کیسا لغو و بے عقل کا کلام ہے اسکو استقدر ہی نہیں نہیں کہ جب شاہ ولی اللہ کے
 کلام میں فاسخ سے مراد مطلق ایصال ثواب کے فاسخ پڑھنے کے مراد ہو گا تو اس عبارت شاہ
 ولی اللہ کے اگر علیحدہ و علیحدہ پر یا فاسخ بزرگی بقصد ایصال ثواب پر روح ایشان نیز نہ لکھنے
 یہ ہو گیا کہ اگر علیحدہ و درود و چاول واسطے ایصال ثواب کے کسی بزرگ بقصد ایصال ثواب
 کما حقہ روح لکھی جائے یہ مراد فی عقل والا ہی جانتا ہے کہ ایصال ثواب بقصد ایصال ثواب
 کلام لغوی اور اول قول میں فاسخ کے معنی ایصال ثواب کے یہ لکھو ہی بتا تا ہے نہ فاسخ و ابطال
 کما حقہ بیان فاسخ دادن کے معنی ایصال ثواب کے بتا تا ہے اور عبارت انتہاء میں فاسخ
 خواستہ واضح ہے اسکے معنی ہی ایصال ثواب کے ہی بتا تا ہے ایسی تاویلات فاسدہ اور
 معانی کا ذریعہ باطل جو اپنی نفس کی گنگوئی میں جوئے جھوٹے بنائے اور ان معانی پر عبارت کتب
 کو محمول کر کے سب تل حق کو اوٹھانا چاہتا ہے اور اپنے مذہب باطل کو ثابت کرنا چاہتا ہے درست ہیں
 تو اقوال بخیری کے جو منکر ہے وحی اور جبریل وغیرہ کا ایسے معانی جھوٹے اپنی طرف سے منکر
 اور انتقاش کو کہتا ہے ملک نبوت کو اس گنگوئی کے نزدیک صحیح ہوتی جاتی ہیں اور گنگوئی کی بیان
 کا حال مانند بخیری کا ظہر ہو جاتا ہے اگر گنگوئی بخیری کے فقرہ کو اور اسکے معانی اپنے طرف سے
 بنائی ہوئی صحیح نہ کہو تو اس پر دلیل قائم کرے کہ بخیری کو تو بدون دلیل و نقل کے وحی
 و جبریل کے معانی مثلاً انتقاش ملک نبوت کے بتا تا درست ہووے اور فاسخ کے اور فاسخ بدون
 کما حقہ فاسخ و ابطال معنی مطلق ایصال ثواب کے کرنا بدون دلیل و نقل درست ہو جاوے فقط
 استقدر و علوئی کو بتا کر عرف و مجاز متعارف میں فاسخ ایصال ثواب کا نام فقط اپنی طرف
 بدون دلیل و نقل ایسا کہہ رہا جو از وصحت کے واسطے کافی ہے تو بخیری ہی اس کلمے سے مطلق
 عاجز نہیں ہے وہ بھی کہہ گا کہ عرف عام یا مجاز متعارف جبریل و وحی ملک نبوت و انتقاش کا نام
 ہے اور بطرح عبارت کتب علماء گنگوئی غرضی بنائے ہوئے پر محمول کرنا ہی ہے ہی بخیری اقوال
 قرآن شریف اپنے معانی بنائے پر محمول کرنا ہی نہیں دونوں معنی گنگوئی و بخیری کا ایک ہی
 حال ہے ایک ظاہر ایک پوشیدہ ہوا تو کیا ہے اگر گنگوئی بخیری کا انکار کرے اور عرف عام

مجاز متعارف یہ معانی ہونا تسلیم کر کے تو اس طرح ہم پھر سے اوگنگوی دونوں کے معانی عرف
عام و مجاز متعارف میں ہونا تسلیم نہیں کرتے الغرض یہ صنعت گنگوی کا ایسا ہے کہ اسکی وجہ تخریب
بھی درست ہو سکتی ہے اور معانی اور احاد و ثبات ہی مرتفع ہو سکتی ہے اور یہی خدشات و اعتراضات
انہیں باقی ہیں لیکن ہم مستعد پر گفتا کرتے ہیں دو سہ بات و اشیاء معلومی کے اس گنگوی کی اور یہ
فہمی کی اور یہاں میں اسکو بھی صفحہ ۷ میں یہ گنگوی کہتا ہے کہ ان عبارت میں کہیں ہی طعام بدو
کہہ کر نامہ اٹھا کر فاتحہ لا پڑنا نہیں نکلتا ہے گنگوی کے دلیق اضاف ہوتا یا جسے عرفی کو یہ بتاتا
تو یہ ہرگز نہیں کہتا مولوی اسحق کی عبارت میں موجود ہے کہ وقت دعا کے مطلقاً نامہ اوٹھانا ثابت
ہو ہے اور مطلق کافر و طعام بدو کا کرنا ہی ہے پس بطور اطلاق کے اسکا ثبوت ہی ہوا اسی اطلاق
کو ثبوت کے سبب سے وقت تعزیت کے دعا کرتے وقت نامہ اوٹھانا نہیں مضائقہ ہونا مولوی
اسحق صاحب فرما رہے ہیں چنانچہ انکی عبارت جو اوپر صاحب انوار کے کلام میں گذری ہے اس میں یہ
صرح ہے اس عبارت طعام پر یہی نامہ اوٹھانا ثابت ہوا لیکن یہ طریق ثبوت گنگوی کو بے فہمی کی وجہ سے
کو سبب سے معلوم نہیں ہے اس واسطے انکار کرتا ہے اور شاہ ولی اللہ کے کلام میں جو ہے کہ اگر فاتحہ
بنام بزرگی دادہ شد جسکی مراد یہی ہے کہ طعام پر فاتحہ دیکھی چنانچہ سیاق و سباق سے یہ ظاہر ہے
ہے اولئے و اعلیٰ جانتا ہے کہ بزرگ کے نام پر فاتحہ دادن کے طعام پر عرف میں ہی مستعمل ہے کہ نامہ اوٹھانا
فاتحہ طعام بدو پر ور کہہ کر دیکھا جاسے کیونکہ طعام و شہیر یعنی بدون نامہ اوٹھانے فاتحہ پڑنا بدون نامہ
اٹھانے ہرگز مروج و رسوم نہیں ہے عرف میں فاتحہ طعام پر پڑے گی اسلئے نامہ اوٹھانا لازم ہو گا
جس طرح عرف حاتم سنی ہوتا ہے اس طعام پر فاتحہ دادن یا شہیر یعنی پر فاتحہ پڑنا جب مذکور ہو تو گوشت
نامہ اس کے مفہوم و معلوم ہوا ان ایسا رسم ہی جاری ہوا ہوتا اور ایسا ہی عرف میں ثابت ہے
کہ طعام بدون نامہ اوٹھانے کے بقصد ایصال فاتحہ پڑی جاتی تو یہ مفہوم ہونا یعنی نامہ اوٹھانا
اور جب بدون نامہ اوٹھانے کے طعام و شہیر یعنی پر فاتحہ پڑنا مروج نہیں اور ایسا عرف حاتم
نہیں بلکہ جو لوگ فاتحہ طعام بقصد ایصال پڑھتے تو ضرور نامہ اوٹھانے اسلئے ساتھ تو بلاشبہ
طعام و شہیر یعنی پر فاتحہ دادن و خواندن کے ذکر سے نامہ اٹھانا مفہوم و معلوم ہے انکار کا تکرار
صرف ہے دیکھو گنگوی جو معروف نہیں کہ وہ فاتحہ مطلق ایصال ہے اور سکو معروف بتاتا ہے
اور جو فاتحہ طعام و شہیر یعنی پر پڑنے کے ساتھ معروف ہوا و ذائق و مشائخ کہ وہ نامہ اوٹھانا ہے

اور اسکا ثبوت قاضی داؤد و قاضی خزانہ نے اس سے نہیں مانتا ہے ایسے مکہ بیکہا بیکہا ہر لفظ حاتم سے
 سخاوت کا مفہوم معلوم ہوتا ہے اس حکماہرہ کے نزدیک ثابت نہ ہو کہ توحیب نہیں ہے مولف انظر
 ساعدہ سے طعام و دعا کرنا اور نا تھا اور نا علیہ و علیہ اول سے ثابت کر دیا تو گنگوہی غیظ و غضب
 میں آکر فرما تو میں کسب اجراء صباغ سے ترکیب ہوا اور ہیئت ہی صباغ ہو اسوقت ارجحیت موقی قائم
 میں طعام و قرآن کی ہیئت ترکیب میں تشبہ حاصل ہوا اور تقید مطلق آیا بدعت و مکروہ ہو گیا
 اقول ولابد التوفیق تشبہ و تقید کا اسمحل میں دعو کرنا بلا دلیل ہے ہم مرکز قس نہیں کر سکتے
 تشبہ و تقید مطلق بمنوعین بیان موجود ہیں اول اسکا ابطال ہمارے کلام سے گذر چکا ہے اعاد
 کی ضرورت نہیں منصفین اقوال سابقہ ہمارے کی طرف رجوع کر لیں گنگوہی کی بیعیلی پر دوبارہ
 نظر کریں اس ہیئت ترکیب کے منوعیت پر گنگوہی دو حدیث آیا کہ محدثات لامعورین
 تشبہ و تقید موقوف منہم کو دلیل دیتا ہے اور ہیئت کی منوعیت اس سے ثابت کرنا ہم پر امر ہی نہیں
 مستحکم ہر اسنے واسطے کے ہے اتنا نہیں جانتا کہ اول ثبوت اس امر کا چاہئے تھا کہ ہیئت محدث اون
 محدثات میں سے حرام یا مکروہ ہیں جس سے صغیرے دلیل کا ثابت ہووے اسکا ثبوت تو گنگوہی سے
 کیا ہی نہیں دلیل اثبات کبر سے کہ پیش کر سکتا اور علی ہذا القیاس تشبہ ہی ثابت نہوایں
 دو دون حدیث کے کچھ ثبوت اس محل میں نہیں ہوتا ہے یہاں ان حدیثوں کو گنگوہی سے پیش
 کیا ہے اس بنا پر طعام پر فاتحہ او شادینا مخالف قواعد و شریعت کے بنا کر گنگوہی کا ہے اور دعا
 محض کرتا ہے کہ نص کے عدم جواز اسکا ثابت ہے یہ اقرا و خدا رسول صدر گنگوہی کا ہے خدا تعالیٰ ایسے
 اقرا و سے مسلمان کو بجاوے کہ میں یہ گنگوہی لا صلوة بجمرة الطعام جو خاص نماز کے بارہ میں بھی
 حکما مطلب یہ ہے کہ ہو کہ ہوتے ہوئے طعام کے حضور میں غار نہ ہو کہ حضور میں قصور ہوگا یہ اراد
 نہیں ہو کہ نہ ہو تب ہی طعام کے حضور کے وقت غار نہ ہو جو پیش کرتا ہے اور اس سے ثابت کر دیا
 کہ طعام آسنے کے بعد قرآن پڑنا مکروہ ہے فرض یہ کہ طعام پر فاتحہ پڑنا اس دلیل سے مکروہ ہے
 اتنی چیز نہیں کہ مناسطہ کراہت صلوة بوقت حضور طعام کی آسنے سنا طوی سے جو راقم نے ہی
 بیان کیا منصفین کتب دین میں تلاش کر کے معلوم کر لیں اگر وہ وجہ ہوتی جو گنگوہی بیان کرتا
 ہے کہ قرآن پڑنا بعد آسنے طعام مکروہ ہے اور غار میں مکروہ اور ہو کہ ہوتا اور حضور میں نقصان
 ہو تا تو میری ہوک کے ہی کراہت غار ثابت ہوتی اور مطلق قرآن کی کراہت تو اس کے مرکز ثابت

نہیں ہے دعویٰ سے دلیل سے علم ہی پر کیوں ثبوت ہوا آنحضرت صلیہ کا دعا پڑھا طعام پر جو ہلوت
 انوار نے احادیث صحیحہ سے ثابت کیا اوس کا جواب لگھوی یہ کچھ دیوچ تقریر پر نیز دیگر کتب سے
 کہ یہ دعا طعام آنحضرت صلیہ سے زیادت طعام کیواسطے فرمائی آپ دعا کرتے تو زیادت طعام
 کی ہوتی اگر جس شے کا زیادت کریں اوسکا روبرو ہونا مناسب ہے یہ دعا کرنا ضرورت کے
 واسطے تہا یہ فعل نظیر فی الخ کے نہیں اقول و ما بعد التوفیق اس تقریر سے مدعی چار اہم زمین
 یہ لگھوی رد ہو جانا خیال کرتا ہے اور عوام کا کہو ام اپنے مستقین و اسیہ کو دیکھ کر دیتا ہے کہ سنے
 جواب احادیث کا دیا اتنا نہیں جانتا کہ ایصال ثواب اس امر کو مستلزم نہیں بلکہ کہ یہ دعا طعام
 برکت و زیادت کیواسطے نہیں ہے بلاشبہ ہم ہی برکت و زیادت کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں
 و فاتحہ و قل ہونکے وسیلہ سے یہ برکت و زیادت خدا تعالیٰ سے چاہتے ہیں آنحضرت صلیہ کے
 دعا فرماتے بطور معجزہ کے زیادت ہو گئی تھی طعام میں عام زمین اولیاء کے دعا کے بطور
 معونت کی کرامت کی یہ زیادت ہونا ممکن ہے خارق عادات کے اقسام میں سے معجزہ
 و استدراج و معنوت و کرامت تمام ہیں چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی ہی ترجمہ فارسی شکرۃ
 میں فرماتے ہیں و مجموع خارق عادات ما چار قسم نہادہ اند انچہ از کفار و فساق ظاہر کردار
 استدراج کو بند و انچہ از عجمک سلمانان ظاہر کردار معنوت خوانند و انچہ از اولیاء بود و کرامت
 و بقید دعویٰ کے این ہمہ اقسام بیرون رفت یعنی از معجزہ اگرچہ زیادت طعام ہر ایک دعا کرتی تھی
 نہوتی ہو لیکن دعا کرنے کا جواز وقوع زیادت متوقف نہیں ہے فقط امکان و احتمال اس خرق
 عادت یعنی و برکت دعا کے واسطے کافی ہے ہر انفی و اعلیٰ جانتا ہے کہ زیادت جب ہوگی کبھی
 خدا تعالیٰ اسکی دعا کو قبول کر لگا لیکن کرنا کسی امر کیواسطے ہر زیادت و برکت کیواسطے موقوف
 دیگر امر کے واسطے جواز اسکا اس متوقف کسی اہل عقل کے نزدیک نہیں ہے کہ قبول ہی وہ دعا
 ہووے اور یہ دعا برکت و زیادت اور عید ممنوعہ سے ہی نہیں جو ممنوعہ ہووے فقط خلق عادت
 کو وقوع کا احتمال و امید اس امر کی فعلی برکت جواز کیواسطے کافی ہے و دیکھو اسی احتمال وقوع
 خارق عادت و امکان یہ مسئلہ فقہ کا معنی ہے لڑکا بالغ ہو یا کافر سلمان ہو یا حائض
 پاک ہو آخر وقت نماز کے میں کہ فقط کبیر تحریرہ اوسمیں ہو سکتی تو نماز اوس پر فرض و لازم ہے
 اس تو ہم کے وجہ سے کہ وقت میں مسترد آفتاب نہ جاتے کے سبب حاصل ہو جاوے

کیونکہ پھر جانا آفتاب کا ان مذکور ن کے واسطے ہی ممکن ہے خارق عادت ہو چنانچہ سلیمان علیہ السلام
 و یوشع علیہ السلام و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے آفتاب ٹہر گیا تھا قال فی نورالانوار و التشریط و التعلیل
 الاحقیقۃ حتی اذا بلغ الصبی او اسلم الکافر و طهرت الحائض فی آخر الوقت لزمت
 الصلوۃ ملتزم الامتداد فی آخر الوقت بوقف الشمس و المولد باخر الوقت الذی
 لا یسقط فی الامتداد و الخیر بہ فاذ احدث هذا الوجبات فی هذا الوقت لزمت الصلوۃ
 لاحتمال امتدادہ بوقف الشمس فان امتد فی الواقع یؤید فیہ و لا یقضیہا و هذا قول
 امر ممکن خارق للعادت لکان سلیمان علیہ السلام حبت عرضت علیہ بالعشی
 الصافات الخیار فکاوت الشمس تغرب فغرب سوقہا او اعناقہا فواللہ الشمس
 حتی صلی العصر و سخر لہ الرجح مکان الخیل و هذا ابتصر القراز و قد کان لیوشع
 علیہ السلام حتی فتح القدر من قبل فدخل لیلۃ السبت و قد کان نبینا علیہ السلام
 حین فانت صلوۃ العصر من علیہ لکما ذکر فی السیر و هذا اعجاب الحج فانہ لم یقترب فیہم
 التوادر و الرحلۃ مع اکثر الناس بحجوز بلا زاد و رحلۃ لان فی اعتبار ذلک حرجا و
 اعتبار ذلک لظہر ثمرہ فی وجوب القضاء لان الحج لا یقضی و انما اظہر فی حق الاشیاء
 و الایضاء و ذلک غیر معقول انتہی جب فقہائے خارق عادت کے احتمال و وقوع پر تیار
 فرض کر دی اور اس خارق عادت و وقوع اور آفتاب کے وقوف کرنے پر اس فرضیت کو موقوف
 نہ کر کیا تو بخوبی واضح ہے کہ وقوع پر موقوف نہیں ہے اور انبیاء علیہ السلام کی واسطے بطور مجرب
 ہو جانا اس خارق کام ہی دلیل و دلیل و دیکھ کر واسطے ہو جائیگی قرار دی اور نہ کہا کہ وہ مسجد انبیاء
 علیہ السلام تھا مگر کو اسکی امید و تمنا کرنا اور اس امید و ارتنا پر عمل کرنا درست نہیں ہے
 اس طرح زیادت طعام و برکت کی احتمال و قیوم پر دعا کرنا ہر مسلمان کو طعام و برکت جانا چاہئے
 اور زیادت کی واسطے طعام پر دعا کرنا جب ہو تو اس کا روبرو کرنا یا گنگوئی ہی تسلیم کرنا ہے
 اور اسکو مناسب جانا ہی پس طعام پر دعا برکت روبرو کرنا احادیث مذکورہ سے جملگو مسلم
 انوار غنہ ذکر کیا ہے ثابت ہے اور تقریر و تحریر گنگوئی سے شعور ہے اور لغو اس سے ہمارے علم
 نہیں ہوتا ہے اور دعا پر طعام کو حصر ایصال تو اب کے واسطے یا مغفرت میت کی واسطے کہ نہیں جو یہ
 گنگوئی کرتا ہے حصر اور کبابا ظل ہے اور زیادت و برکت کی واسطے ہونا سولے ان شق کے ساتھ

ایصال ثواب کی نسبت ہی ہووے تو مفسد لغت نہیں ہر اور یہ جو گنگوئی کہتا ہے کہ فاتحہ میں افساد طعام
 کہ تہنڈا ہو یا کسی تغیر پر کچھ و لغو ہے طعام تہنڈا ہو نیکیو افساد شہر شاجو مذموم ہے قرار نہیں دیا گیا
 ورنہ کسی دوسرے کام کے سبب سے طعام تہنڈا ہو جاوے تو وہ کام ہی مفسد طعام قرار دیکر ناجائز
 ہونا چاہئے اس حالت میں عام جہان مفسد طعام قرار دیا گیا اور بزرگ گنگوئی بدعتی ہوگا اور عین
 و یا سیر ہی تمام مثل میں کوئی و یا بی ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ کبھی کسی کام کے سبب سے اس کا طعام
 تہنڈا ہو یا ہووے ایسے لغویات اولہ شرعیہ یہ گنگوئی بنا کر لوگوں کو اپنے غمناک بنا رہا ہے اور یہ قول
 گنگوئی کا کہ (مولف اقطا کا ترجمہ وہی کرتا ہے اگرچہ خطائیں اسکی بہت ہیں مگر ترجمہ حدیث کی
 خطا بتانی ضروری اقطا نیز کو کہتے ہیں نہ وہی کو اور اوپر سے معلوم ہو کہ دعا حاضر عالم علیہ السلام کی
 ضروری تھی اور فاتحہ دعا لغو اور لغو کا ترک مناسب ہے واللہ ینہم عن اللغو مع ضلوع اقول
 و یا تہنڈا لغو فنیق و بیدہ از مہ تحقیق ایسی جہالت و نادانی سے خدا تعالیٰ مسلمان کو سچا دے کہ
 خود غلطی و غلط ہو اور دوسرے کو غلطی و غلط بناوے جب مولف انوار نے ترجمہ اقطا کا وہی
 کیا تھا تو گنگوئی پر لازم تھا کہ لغت شروح احادیث و کتب اور اپنی یاد دوسری غلطی و محبت پر
 واقف ہوتا اتنی فہم و سنجیدگی کہ اب تو گنگوئی کا حدیث کے معنی میں غلطی کرنا اور
 اور بھل مرکب مصنف ہونا ظاہر کر سقے میں اگرچہ تمام کتاب اس گنگوئی کے اغلوطات سے ملو
 ہر چونکہ یہ حدیث کا معاملہ ہے اسلئے اس غلطی سخت کا اظہار اور اس گنگوئی کے جہل مرکب کا
 ابرار کر سقے میں پس جانا چاہئے کہ مولف انوار نے اقطا کا ترجمہ وہی کا کیا ہے موافق لغت شروح
 حدیث کے کیا ہے منتخب اللغات میں ہے اقطا بالکسر و بکس میں کشک کہ انرا پیو گوید اشتہی اور
 پیون کے حق میں بران قاطع میں ہے پیو بر وزن لیمو کشک باشد کہ دفعی ترش خشک
 شدہ است و بعد ہی اقطا و بتر کی قروت خوانند و ماست چکیدہ و ماست چکیدہ را پیو گوید کہ مین
 انرا مکرر فہ باشد اور کشک کو باب کاف میں لکھا ہے کشک مفتوح اول و سکون ثانی و کاف بیغ
 خشک شدہ باشد و بتر کی قروت خوانند اور لفظ ماست کو باب میم میں اسطرخ لکھا ہے کہ ماست
 بر وزن ماست معروض است کہ جذبات باشد و بعضی جذبات چکیدہ را الی آخر وہ یہ تحقیق الفاظ
 بران قاطع سے واضح ہوئی اور قاموس اللغات میں ہے اقطا مثلثہ و مجرد و کشک و کشف و جہل
 و اہل شبہتہ بخند من الخیض امتی اور قیام اللغات میں ہے شروح لصاب و کثر فیہ و

نقل کیا ہے اقطاب لکھنؤ کے کبر ترین محققین نے اس فقرہ کو کشک نیز گویندوان ہاست و حضرت خشک
 کہ وہ مشہور است کہ از انان خود شش سارندان کتب لطافت سے واضح ہے کہ اقطاب ہی یا چچا
 چکائے و خشک کی ہوئی ہوئی ہے شیخ عبدالحق دہلوی نے ترجمہ فارسی شکوہ میں در بیان باب حضرت
 حضرت حضرت انس کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عمرو صابریہ بن عبدالمطلب احمد ام مسلم
 عمرو و سمن و اقطاب الحدیث میں قصہ کرواد میں کہ ام سلمہ است بضم سین اس کے خیر و غل
 و قوت انتہی اور قوت کا ترجمہ لغت سے ایسی معلوم ہوا کہ وہی با چچا چکائے خشک چکائی ہوئی ہے
 اسکا ہندی کوئی جدا نام عام فہم نہیں اور وہی خشک و چکائے ہوئی ہوئی رہی کہتی ہیں اسلئے صاحب
 انوار طبع نے وہی اسکا ترجمہ لکھا میں لکھنا صاحب انوار کا موافق لغت عربی و فارسی و مولیٰ
 شرح اہل حدیث کی ہے لکن وہی تمام عمر گزری آج تک اسکو اقطاب کہنے ہی نہ معلوم ہوئی اور جس مرکب
 سے اقطاب کے معنی پتھر کے گرتا ہے وہی اور چچا چکائے پتھر کے کو کوئی اہل لغت عربی و فارسی و اہل
 شرح حدیث نیز نہیں لکھتا ہے نیز کو عربی میں چین کہتی خیانت میں ہے چین نقسمین و لغت اول
 و سکون ثانی نیز و سفیدی کہ از آب و شہر جدا کنند اور مخزن الادویہ میں اقطاب و چین کو علیحدہ
 علیحدہ لکھا ہے اقطاب کی طبیعت سرد و خشک اور چین کے سرد و تر اقطاب کا اصل مادہ دوخ و حضرت
 اور چین کا مادہ دودھ جو پتھر یا پتھر سے بنجہ کیا جاتا ہے اور مجمع البحار سے بھی مغائرت دونوں میں
 مفہوم ہے الاقطابین نجف یا بس مستحق بطبع یہ اور چین کے حق میں لکھا ہے و هو الذی
 یوکل خیر دینل طہارة الاقطاب لانه لا یحصل الا بما انتہی اس سے خوب واضح ہو گیا
 کہ اقطاب کے معنی پتھر کے نہیں ہیں اور اقطاب نیز تو چین قبائین میں یہ جہالت صرف ہے جو
 نو چین قبائین میں تفرق نہیں کرتا ہے اور یہاں صرف ہے کہ غلطی و غلط خود ہے اور
 صاحب انوار کا مصیبت ہونا واضح ہے تحقیق مذکور سے اسکو غلطی بتاتا ہے و من فیکب
 خطیتر او اثنا م برہر برہر یافقد احتمال ہوتا نا و اثنا مبدیث کا مصداق ہے لکن لغتوں کو
 بنیاد اور عافیت کو لغتوں کہنا ایسے ہی نادان و لاعلم کا کام ہے دعا برکت طعام کرنا حدیث ثابت اور
 ناقہ اور گناہ کا حکم وقت علی الاطلاق و فی الاصل دور کے حدیث سے ثابت اور علماء کی عبارت
 سے ہی اسکو ثبوت ہو گیا اور تعارف و تعامل علماء و صلی و مؤمنین کا سوچنا عبادت و بار کے جو علی
 و عباد و دلداد سے اسکی متکبرین اور تعامل الناس کا محبت شریعہ ہونا قول علیہ السلام ما را مال المسلمین

صدًا ہو عند اللہ حسن اور پر معلوم ہو لیا اور حدیثات گنگوہی کے مرفوع و مرفوع ہو گئی ہیں
 عمل کو لینے لے تھے اور اٹھا طعام فاتحہ دینے کو لگو گھنٹا بلا شہر جہالت و عناد و لغویت مرفوع ہے آیت
 والذین عن اللغو معوضون بانظر مجوزین دعا فاتحہ کی ہی حق میں صادق کے وہ لغو سے
 معوض ہیں اور گنگوہی ایسے لغو باتیں کرتا ہے کہ وہ اس آیت کا مصداق نہیں ہو سکتا بلکہ اس
 حق میں یہ آیت بڑا مناسب ہے ومن یشاقق الرسول ویبلغ غیر سبیل المؤمنین فاولعنا
 تولیٰ فی فصلۃ و مذکور مصداق گنگوہی صفحہ ۶۸ میں یہ عبارت ملا علی قاری کی بحوالہ شرح
 سناسک لا یرفع یدہ عند رؤیتہ البیت ای ولو حاول دعا غایۃ لعدم ذکرہ فی المشاہد
 کلام الطحاوی صحیح فی اندیکوہ الرض عند علمائنا الثلاثۃ ونقل عن جابر ان فضل
 الیہود اور دو سر عبارت اس کتاب سے یہ نقل کی کاغذ ما اعتماد علی مطلق اذ بالذات
 لکن السنۃ متبعۃ فی الاحوال المختلفۃ اما قری اند علیہ السلام دعا فی الطواف ولم
 یرفع یدہ انتہی نقل کر کے بہت خوشی ہو کر کہتا ہے کہ استجاب رفیعیدین و جن کے جہان فخر عالم
 سے ثابت ہو گیا اور کہتا ہے کہ مولف کو لازم ہے کہ بیان ہی رفیعیدین کو مکروہ و خلاف سنت جانتے
 کہ یہ محل دعا کا ہی نہیں ہے جہاں کہ رفیعیدین کا علی ہذا دخول خانہ میں اور لباس پہننے میں اور
 اصرار خلاف اور نوم کی حالت میں اور دیگر بہت مواقع میں کہ رفع یدین وہاں ثابت نہیں اور جو
 کا اثر ثابت ہے تو سب جگہ بیان رفیعیدین مکروہ ہو گا اور کہتا ہے لیسے گنگوہی روایات حسن
 حصین و مشکوٰۃ کچھ رفیعیدین یہ ادب محل رفع میں ہے نہ غیر اس محل میں اور یہ روایت کلیہ
 قطعہ حق علی ہذا روایت اربعین کے کیونکہ اربعین ہی دعا کی رفع مطلقاً ذکر کیا ہے نہ ہر جگہ اور
 تخصیص کو دعا تقریر میں غیر ما شور کہہ دیا ہے پس مولف کا کیا مہم اس سے لکھتا ہے کہ بیان تخصیص
 ہی اور عدم رفع ہی بیان ثابت ہے پہر گنگوہی سنیہ و المختار کی عبارت سے نقل کی کہ دعا الخفیۃ یدفع فی النفس
 قال شاعر المینۃ لیس فیہا رخص لان فی الرفع اعلانا اور المختار کی عبارت سے نقل کی کہ من یشاقق الرسول
 ایصال ثواب کو دعا خفیہ کہ بیان ہی رفیعیدین میں ہر قول بلاشبہ الترفیع گنگوہی کو کہہ کر طلب کیونکہ جانک عبارت ملا علی
 قاری پیش کرتا ہو پس نقل ملا علی قاری کا مؤثر چنانچہ اور محض سید الشرف جو ملا علی قاری نے ثابت کی اور محض ان
 مسلمین تمام جہان روم و شام و مصر و اندلس و ہند و مشرق و مغرب کا بیان اس محل سے
 بارہ میں بیان کیا ہے جو دلیل شرعی ہے فقہار کے نزدیک بہت سے مسائل متعارف تھا

فقہاء ثابت کرتے ہیں اور قیاس مجتہد سے اسکو راجع جائز نہیں اور یہی غرض سے یہ دلیل شرعی
 کا تحقق ہو کر جواز محض سیلا اور شریف کا ثبوت ہو جاوے ملا علی قاری نے یہ استحسان ثابت کیا
 ہے کہ مذہب فاسد گنگوی کے خلاف ہے تو یہاں ملا علی قاری معتبر کہتا ہے اور اپنے قول دلیل بنا کر
 اس تعامل کو حجت شرعی ہونے سے خارج بناتا ہے اب اسکو مشرہ نہیں کہ ملا علی قاری کے قول
 یہاں اس بارہ میں پیش کرتا ہے اور اس گنگوی کے حادث خیانت فی العبارة کی بھی جو چنانچہ
 جہد جانی پر معلوم ہو چکا ہے شرح مناسک اس وقت موجود نہیں تاکہ خیانت و امانت اسکی
 معلوم کیا وے سے زکذاب گیر و دروند عار نہ کہ اور انیار و کسے در شمار بعد تصحیح نقل کے
 جواب یہ ہے کہ عدم رفع بدین ملا علی قاری کی عبارت سے محل خاص میں مفہوم کہ رویت بیت
 اور یہاں رفیعین کے جائز ہے کہ اس سبب سے ہووے بعض امور شریعہ ایسی ہیں کہ وہ محدود
 و محصور ہیں چنانچہ اذکار الصلوٰۃ ہی ایسی قسم کہ ہیں اور اذان و نحوہ ہی محصورات سے چنانچہ عبارت
 فتح القدیر سے اوپر معلوم ہو چکا ہے اور رد المحتار میں ہے قال ابو حنیفہ رحمہ اللہ نقص من غیر
 اوزاد غیر کان مکروہا لان اذکار الصلوٰۃ محصورۃ فلا یزاد علیہا اذاتہا اور بعض امور
 مشرورہ محصورہ محدود نہیں ہیں اور یمن زیادت و کمی جائز ہے چنانچہ تلبیہ میں زیادت درست ہے
 اور اسکو محصورات سے شمار نہیں کرتے ہیں پس یہ فعل رویت کے وقت ہی جائز ہے کہ محصورات
 میں سے ہووے کہ اس میں جو فعل آنحضرت صلعم سے ثابت ہو وہ جائز اور جو ثابت نہیں وہ ناجائز
 اور وہاں فاتحہ ایسی ہونا منع ہے پس اصل ملا علی قاری سے دعا فاتحہ کی رفیعین کا ممنوع ہونا ثابت
 نہوا اور کوئی قاعدہ ملا علی کی عبارت میں موجود نہیں ہے کہ جس سے یہ مفہوم ہووے کہ ہر حکم الہی
 حکم ہے کہ فعل آنحضرت صلعم سے اس کا ثبوت ہووے تو جائز ہے رفیعین اور فعل سے ثبوت
 نہواوے تو ناجائز ہے پس اس عبارت سے استدلال رفیعین فاتحہ کی کراہت پر کراہت مسافرت
 محض ہے اور ممکن ہے کہ ہمارے ائمہ فی کسے دلیل اور کسی قرینہ سے اس عمل خاص رویت بیت
 میں کراہت سمجھی ہووے اور کوئی دلیل خاص اول کے یا اس موجود ہووے اسلئے کراہت
 رفیعین کے اس محل میں قابل ہونے ہووے اسلئے کہ ثبوت کراہت کیواسے دلیل خاص ہے
 مستحبات و ضرور کے تحت میں رد المحتار میں ہے قال فی الجوهانک ولا یلزم من ترک المستحب
 ثبوت الکراہۃ اذ لا بد لہما من دلیل خاص اذ اقول ہذا لہو الظاہر ولا شہر الخ

اسلم الثبوت کی شرح کے صفحہ میں الدلیل الاباحت الاصلیۃ فانہ قد علم من التشریع ان
ما لم یلم علیہ دلیل فهو مباح بخلاف تحریمکم فانہ لا بد من دلیل مخصوصہ انتہی جب
کتب فقہ اصول سے ثابت ہو کہ اباحت کے واسطے دلیل اسبقہ کافی ہو کہ کوئی دلیل خاص کراہت
و حرمت کی ہو وہ اور کراہت و حرمت کے واسطے یہ ضروری ہو کہ دلیل خاص ہو وہ تو ضروری اس
محل میں کراہت و رفعیدن کی دلیل خاص ہمارے علماء کو حاصل ہوگی جس کے سبب سے مکروہ و فرائین
پس جب کتب اصول و فقہ ناطقین اس طرح ہو کہ اباحت کے واسطے دلیل خاص ضرور نہیں کراہت
و حرمت کے واسطے ضرور ہے تو یہاں محل رفعیدن فاتحہ بر طعام کوئی خاص کراہت و حرمت موجود
نہیں ہو تو مباح ہو اور جس جگہ سوائے امور محصورہ کے دلیل خاص کراہت و حرمت موجود نہ ہو وہاں
وقت دعا و رفعیدن جائز ہے نہ مکروہ اور ثبوت رفعیدن کا وقت کے فعل آنحضرت صلیم ہونا
ضرور نہیں ہر احادیث قولیہ مطلقہ سے ثبوت کافی ہے اور کسی محل دعائیں کوئی مانع رفعیدن کا موجود
ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسری جگہ ہی جہاں مانع موجود نہیں ہے وہاں مکروہ جانا
چاہئے پس محل دعا فاتحہ میں وجود مانع عام سے نزدیک ممنوع اور گنگوہی کی یہ لغو تقریر تمام دفع
اس کے مانع کا ثبوت نہیں ہے پس رفعیدن ممنوع نہیں احادیث قولیہ مطلقہ کی حجت سے
مباح مستحب ہر یس مولف التواکرر اہت تسلیم و قبول اس محل میں لازم بنانا ہی بنا فاسد علی القاسد
عبارت علی قاری سے یہ مفہوم نہیں کہ محل فاتحہ میں رفعیدن مکروہ ہے اور محل مذکور میں ثبوت
نہیں ہوا جس کے سبب سے مولف قبول کراہت لازم ہو وہ اور محال متعددہ حالت نوم و خروج
از خلاد پوشیدن وغیرہ کے وقت ہی کوئی رفعیدن وقت کر سکے تو اسکی مخالفت کا ثبوت ہی
کسی دلیل سے نہیں ہوتا ہر اور آنحضرت صلیم سے ان محال کسقول ہونا رفعیدن کا مستلزم عدم
وقوع و عدم ثبوت نہیں اور بالعرض و التقذیر اگر اقوال علماء معتبرین ان محال میں ثبوت کراہت
کا ہو جو اسے تو ہم وجود دلیل خاص کراہت اور نزدیک وجود مانع پر محمول کرینگے اور کیوں نہیں
جائز ہو کہ عبارت ملا علی قاری کی بر تقدیر ثبوت عموم و شمول کی غیر رویت ہیست کوئی بہرہ موجود
کہ یہ کراہت اس وقت تک ہو کہ تعارف و تعامل الناس جو دلیل اقوی قیاس سے اسلئے کہ یہ اجماع کے
ساتھ ملحق ہو بنا جو پر معلوم ہو چکا ہے موجود نہ ہو وہ اور وقت وجود دلیل اقوی کی تعامل الناس
یہ کراہت مرفوع ہو اور اس محل رفعیدن فاتحہ میں تعارف و تعامل کا تحقق یہی ہے پس اسکو بر تقدیر

ہی عبارت ملاحظہ علی قاری سن مل نہیں ہے ان احتمالات مذکورہ کے رفع پر براہین قاطعہ و اولیٰ طبع
 گنگوہی کے کوئی قائم نہیں پس عبارت حلی قاری سے حجت یکطرفہ سراسر نادانی سے صادر ہوئی
 مطلقہ حصصین و مشکوٰۃ سے یہ برگز مغفوم نہیں ہے کہ محل اذہب وہ میں جہان رفیعہ میں وقت
 دعا آنحضرت صلعم سے کیا ہو سکے وہ روایات اس سے مطلق ہیں کہ جہان فعل اس پر آنحضرت صلعم
 واقع ہو مان کر اور یہ گنگوہی اور ان احادیث کی رو سے جن سے بعض محل میں فعل رفیعہ میں
 صلعم کا ثابت ہے ان روایات کو لیکن روایات حصصین و مشکوٰۃ کو اور محمول کرتا ہے اس لئے انہیں
 یہ قید ثابت کرنا کہ جبکہ آنحضرت صلعم نے کیا ہو سکے تو بلاشبہ یہ قید مطلق ہے اور اطلاق کے
 خلاف ہے اور قید مطلق کے عدم جواز ذکر است و حرمت کا یہ گنگوہی ہی قائل ہے پس رفیعہ میں
 قاتحہ کا انکار قید مطلق پر مبنی ہوا پس یہ انکار ہی حرام ہونا چاہئے اور گنگوہی کا ترکیب حرمت پر
 لازم ہوا اور ہم ان محل میں ہی رفع یہ میں جائز و مستحب کہتے ہیں جہان فعل آنحضرت صلعم اور یہ واقع
 اور سوائے ان محل احادیث قولیہ مطلقہ کے جہت سے جہان فعل واقع نہیں ہے اور کوئی مانع
 و دلیل کراہت موجود نہیں وہاں ہی جائز کہتے ہیں پس دونوں روایات فعلیہ و قولیہ پر عامل ہیں
 گنگوہی روایات قولیہ پر عامل نہیں بلکہ منکر ہو کر عامی ہے اور اربعین کی عبارت میں تقریر رفیعہ
 کر کے حق گنگوہی اسحق ظاہر اجازت و مضائقہ ندارد لکھتے ہیں یہ دونوں فعلیہ حصصین
 جواز کے بارہ میں اور غیر ماثور ہونا جو مولوی اسحق بیان کرتے ہیں اس کا یہ مطلب برگز نہیں کہ
 یہ رفیعہ میں وقت کا ناجائز ہے اگر یہ مطلب اس کا کلام سفامت پر مشتمل ہونا لازم آوے گا لہذا
 مطلب یہ ہوگا کہ جواز ہی اور عدم جواز ہی ہے اسہی ایک رفیعہ میں کا اور حتی الامکان عاقل عالم
 کلام کو سفامت سے بچا لازم ہے پس یہ مطلب برگز نہیں ملے سکتے ہیں ان گنگوہی کے عجیب
 نہیں کہ ان کو ہی سفید بناوے اور یہ ہی مطلب لیوے اور روایات فاسد کرنے کے لئے طرف جوج
 اور ان کے کلام کرے اب غیر ماثور ہوتے ماثور یہ یہ ہو سکتے ہیں کہ اگرچہ قول آنحضرت صلعم سے
 کہ احادیث مطلقہ قولیہ میں یہ جواز مفہوم ہے اور ظاہر ممکن فعلیہ ماثور و منقول ہیں کہ اگرچہ
 قول ہو اگر مثنوی فعل کی ضرورت نہیں یہ رفیعہ میں جائز ہے اور اس میں مضائقہ نہیں ہے یہ
 صاف عبارت اربعین معلوم ہوتا ہے کہ او سہین کوئی خطرانی نہیں ہے جس کے ذہن میں کمی اور وہاں
 مرض اس مطلب سے بمنال و وجہ ہے اور شیعہ عجیب جانتا ہے اور عبارت رد المحتار میں خود اس

موجود ہے کہ رفع بدین سے اخراجا رہا ہے اور اعلان جو صد اوسکی مستحق ہوتی ہے پس وہ دعا
 خفیہ نہیں رہتی اور اس دعا خفیہ ہونا اسکا مستطور اسلئے وہاں رفع بدین نہیں اور دعا فاتیحہ کا
 خفیہ ہونا داعین کے ممنوع ہے پس یہ عبارت یہی ہے محل نقل کی ہے اور اس عبارت رد المحتار
 کہہاں مفہوم ہے کہ رفع بدین ممنوع ان اس قدر مفہوم ہے کہ دعا خفیہ کے معانی وہ دعا خفیہ نہیں کی
 اور اس گفتگو کی یہ عبارت رد المحتار سے نقل کی اور اس سے قبل یہی رد المحتار میں موجود ہے
 قولہ کالدعاء ای کیا یہ فیہ المطلق الدعاء فی سائر الامکنۃ والازمنۃ علی تکرار ورتبہ
 المستند من الرفع فی الاستسقاء فانہ مستحب کما جزم فی القنیۃ خزائن اتہی ای سواض
 مخصوص صفا وغیرہ میں ہی اس طرح فاتحہ او ثبات دعا کے جیسے کہ سائر مکاتون اور زمانون میں مطلق
 دعا کیو سطرے فاتحہ او ثبات زمین موافق و مطابق اوسکے سنت معنی میں وارد ہی خواہ حدیث نقل
 ہو مطلق قولی ہو اس کے خوب واضح ہے کہ مطلق دعا کیو سطرے زمانہ دہر مکان سوائی اون ازمین
 واوقات کہ گفتگو خاص کی نسبت مفہوم ہووے فاتحہ او ثبات درست ہے اور اسلئے تیسرے سطرے میں
 ان من اداب الدعاء ان یدعو مستقبلاً و یرفع یدیه الخ اور اس کے بعد سطرے کے بعد بعضی
 یجعل کفیرہ لوجہہ الذی فی یمنہ یجعل ظہر کفیرہ لوجہہ و مثلاً فی شرح المنیۃ مکملہ
 ظہر منقطع من قلم الشارح و هذا معنی ما ذکرہ الشافعیۃ من انہ لیس بکل داع دفع
 بطن ید ید لیساء ان دعا بتخصیل شیئی و ظہر ہما ان دعا برفعہ اتہی ان عام عبارت
 سموی واضح ہے کہ ہر دعا کے واسطے سوائی مخصوص محل کی کہ جہاں دلیل خاص سے منع ہو کہ فاتحہ
 او ثباتا جائے الفرض اصل دعا میں رفع بدین کوئی صارف عن الاصل موجود ہووے تو نہ جائے
 اور در صورت نہ ہونے صارف بنا بر اصل رفع چاہئے انکار اسکا سوائے مکابر و معاند و سفیلہ اور
 کوئی زمین کر سکتا ہے اور دعا فاتحہ میں کوئی صارف عن الاصل موجود ہی نہیں پس وہاں وہی
 اصل کے موافق رفع بدین چاہئے پس ظہار بد رفع بدین ثبوت بخوبی ہے پس زمل و لغویات کے
 کہ کہیں کہ بعد ثبوت منع کے کلیات خصوص کے موقوفی کجراتی و جامع الادوار کا جائز لکھنا قابل
 نہیں ہے اور کہیں اون کے قول کی یہ تاویل فاسد کرنا ہے کہ یہ تحقیقات و تعیینات رسوم صالحہ
 او سوقت تنگ ہیں کہ التزم اوسکا نہوا و عوام کے قلوب میں رسوم کا اندیشہ نہوا و یہی سوا لست
 عشرہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ یہ مطلب مولف انوار نے ثابت کیا تھا تصرف ہونا اور شاہ صاحب یہ

ہونا بتا رہی تھی فہم واسعدہ الصفاد و علم اس گنگوہی میں کہ لغز ہی پیش ایسے نکر سکا جس سے
 ممنوعیت طعام بروقت دعا کے وقت اٹھنا اور دعا کرنے پر دوسرے اور افتراء علی اللہ والرسول
 ممنوعیت کا مخصوص سے بتاتا ہے اور مولوی گجراتی و صاحب جامع الادوار کے قول کو بلا دلیل لیل اعتبار ہونا
 اور بناؤ فاسد علی الفاس کرنا اور بے ادبی سے پیش آنا کہ قابل اعتبار نہیں کہتا ہے جبکہ شہ
 ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز و اسمعیل رحمہم علیہم کا قول ہووے وہاں یہ کلمہ کیوں کہتا اور کیا مقصود
 خطا سے جانتا ہے اور چونکہ وہ انہیں وہابیہ کے بزرگوار دن سے منسوب نہ کر سکتے تھے کہ میں اور انہیں
 واجب جاننا میں جیت لیا بلکہ یہ ادب نہیں ہے اگر اس حیثیت سے ہوتا تو مولوی عبدالعزیز
 جامع اور اواد و دیگر کے ساتھ ہی یہ ہوتا بلکہ اس سبب سے یہ کہ ان وہابیہ کے زعم میں شاہ ولی اللہ
 وغیرہ لکھتے ہم عقیدہ ہیں ہم عقیدہ ہوئی جیت سے ہے اور عدم التزام و عدم رسوخ کی تاویل جو
 یہ گنگوہی کرتا ہے اور اب ہی التزام یعنی فرض و واجب و سنت و مکررہ و فعیدین دعا و فاتحین
 موجود نہیں اور قلوب عوام میں کاندیشہ بیان نہیں ہے عوام میں کسی سے یہ سنا نہیں کہ وہ التزام
 و فرض و واجب و سنت کے قابل ہوں بلکہ معاملہ استحباب کا انکو کرتے دیکھا ہے نہ کہ نہیں گناہین
 جانتے ہیں اور کہ استحباب بعض اوقات شرفا ضرور نہیں ہے جو کہی کہی سبب کو چھوڑنا ہی ضرور
 ہر دوسرے اور سوالات کا جواب یہ گنگوہی دیتا ہے ایسا جواب کہ بلا دلیل کے تصرف بنا دینا اور بہتان
 صاحب کتابت پر ہونیک نہایت گراں بر مبطل دیکھتا ہے کہ ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتان کرنے والا
 خدا تعالیٰ بیوتا فرما رہا ہے اور ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ گنگوہی نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہے اس میں لکھا ہے
 اور اس کے مولف مصنف بہتان ہے اس پر دلیل جو بیان کی اس کا لغو لپڑ ہونا ظاہر ہے نہ وہ عقلی
 دلیل نہ نقلی کسی تصنیف و تالیف شاہ عبدالعزیز صاحب میں کہ یہ نسبت سوالات مشرہ و معتبر
 و معتبر ہووے یہ موجود ہوتا فعیدین طعام بروقت دعا کے ناجائز ہے تو البتہ یہ دلیل اسکی ہو سکتی
 تھی کہ یہ اون پر جواز کا بہتان ہے اور علی صراط مستقیم سے ہی مولف انوار جواز اپنی مدح کا ثابت
 کیا تھا یہ گنگوہی ایصال ثواب و فاتح خوانی کا ثبوت اس کتاب کا بتاتا ہے طعام روبرو کہ کلمات
 کی میں ہونا منع کرتا ہے اور اس کا جواب ہمارے کلام سبب سے ظاہر ہے کہ فاتح خوانی متعارف ایسی ہے
 کہ طعام روبرو ہووے اور فعیدین ہی ہووے اور بدون اسکے فاتح خوانی معروف نہیں ہے اور
 معنی اصطلاحی دوسرے کوئی فاتح خوانی کی نہیں ہے اور لغوی معنی بیان مراد نہیں ہے پس یہ کیا

گنگوئی کا عدم وقوف پر اصطلاح کے سبب ہے اور مولانا انوار ساطع نے شاہ عبدالعزیز علی
سے نقل کیا تھا کہ وہ عبدالکبیر نجابی کے جواب میں لکھا تھا زیارت و تبرک ساتھ قبور صالحین کے اولاد
ثواب و تلاوت قرآن و دعا غیر تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و محبوب ہے باجماع علماء و تعین عرس
بزرگوں کی شہادت کی اس سختی و شدت پر ہر سال آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و خلفاء راشدین آتے
اور سکر جواب میں گنگوئی کہتا ہے کہ ایصال ثواب و زیارت قبور کو شاہ صاحب نے مستحسن فرمایا ہے
تعین یوم زیارت کو عقلاً لکھ کر ایک حدیث لکھ دی ہے کہ گو وہ ضعیف ہے نہ بطور احتجاج و نصیحت اور
عمل کی اور دلیل گنگوئی یہ لکھتا ہے کہ شاہ صاحب خود طبقہ راجس کے حدیث پر اعتقاد و عمل درست
نہوں لکھتے ہیں عجلالہ فاعلمین اور روایت در مشورہ وغیرہ طبقہ راجس میں اور کہتا ہے کہ حدیث صحیحہ لاخذ
قبری عید الاوقبری عید اسکے معاند و مانع عرس کی ہے اور یہ حیات جمع البھار نقل کر رہا ہے لاجعلوا
قبری عید ای زیار و قبری عید الاوقبری نظر عید ای لاجعلوا الزیارتہ اجتمعاً للعید فان یوم لہو
وسرور حال الزیادہ بخلاق و کان داب اہل الکتاب فاوہم القسوة من یجری عیدہ الاوانجی
عید و الاموات انتہی یہ نقل کر کے گنگوئی کہتا ہے کہ عرس کو حدیث لکھنے بالکل حرام کر دیا ہے حدیث
منقول شاہ کو مجمل بتا ہے کہ معلوم نہیں محرم یا ربیع الاول یا شوال مراد ہے اور مجمل پر عمل درست
نہیں، اور کہتا ہے کہ شاہ صاحب نے اگر ایسا یہ روایت نقل کر دی ہے تو نہ قابل احتجاج نہیں ہے پس
اصحیت عرس کے ثابت نہیں اس تقریر و تحریر سے بہت دوسری گنگوئی کے برائے حلقہ
مستصف براہ صیح ہے اور جہالت و نادانی اس کی مانع ہے مولوی عبدالکبیر نجابی نے یہ اعتراض کیا تھا
کہ جنے عرس کو فرض سمجھ رکھا ہے سال بسال کرتے ہو زندہ انسان میں عرس شاہ اس کے جواب
میں یہ حیات لکھتے ہیں این طعن میںی است بر جمل احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرض شش عید
مقررہ راجس فرس عید اندازی زیارت و تبرک بقبور صالحین و اہل الایمان باہد ثواب و
تلاوت قرآن و دعائی ضرور تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و محبوب است باجماع علماء و تعین عرس
برائے آفت کہ آن روز دیگر انتقال الایمان می باشد از دارالعمل اور شاہ صاحب نے تعین
اور عرس کے واسطے در مشورہ اور تقسیم کبر و غیرہ سے یہ حدیث نقل کی عز رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و سلم انکان یاتی قبور الشہداء علی رأس کل حول فقول سلام علیکم بما صبرتم فتم عقوب
الدار و الخلفاء الاربعۃ مكذا یفعلون انتہی اس کے صاف ظاہر ہے کہ شاہ جو تعین عرس

ثابت کرتے ہیں اور اپنی فعل کہ عرس کرتے تھے ثبوت دیتے ہیں اور صاحب الزوار سے طبعی نقل نقل
 کر دیا ہے اس سے کوئی اور عقل والا یہی سمجھ سکتا ہے کہ یہ بطور الزام کے شاہ صاحب فرمایا نہیں
 بلکہ بطور تحقیق کے ہے اور استدلال کے اپنی جوار تعمین اور عرس اور اقوال سابقہ میں فتح القیام
 سے ہم نقل کر چکے کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہے اس لئے کہ حقیقت نقص مذہب ہم ہے اس چیز
 کا حکم معتقد نہیں ہے اور نقص مذہب ہم سے صحت این مذہب کی لازم نہیں آتی ہے برعکس
 فتح القیام نقل کرتے ہیں والا الزام انما یکون بعد الاستدلال لان حقیقتہ نقص مذہب
 انحصار ما لا یتقدہ المذہب لایکون نقص مذہب خصمہ فقط لیوجب حجتہ مذہب
 الا بطریق عدم ما تقابل بالفضل وهذا لایکون الا اذا کان بالنقص بمرمایقہ صحیحاً
 اس سے واضح ہے کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہے اپنے مذہب اگر یہ گنگوہی الزام بتاتا ہے تو استدلال
 اپنے مذہب پر ثابت صاحب نے کوئی ذکر کیا ہے قبل اس الزام کے اور الزام میں جس چیز کے ساتھ
 نقص مذہب ہم ہوتا ہے اس کا صحیح ہونا اعتقاد خصم میں ضرور ہے مذہب ہم اور اس کے نزدیک
 بالانقص یہ صحیح ہونا ہی ثابت کرے پھر ادعا الزام کا کرے یہ گنگوہی ناواقف ہے حقیقت الزام کے
 اس لئے اس کا الزام قرار دیتا ہے اور حدیث و مشنور تعبیر کثیرہ وغیرہ کو طبقہ رابع کے بتاتا ہے اول طبقہ
 رابع ہی ہونا اور ثالث وغیرہ کے ہونا ثابت کرے طبقہ رابع کے ہونے کا حکم اس پر کہے فقط قول
 اس گنگوہی اس امر میں کافی نہیں ہے کسی کے قول سے یہ ثابت کیا ہوتا ہے بقابل اپنے خصم کے دعویٰ نہیں
 دلیل اثبات کے پیش کرنا سراسر سفارت ہے اور جمال نافعہ میں طبقہ رابع کے احادیث پر وعیدہ وغیرہ
 لکھا ہے یہ تو نہیں لکھا کہ دشمن تمام روایات طبقہ رابع کے ہیں اور جمال الدین کے تصانیف کا حقین
 جو جمال نافعہ میں یہ لکھا ہے مائتہ تصانیف شیخ جلال الدین سیوطی در رسائل و نواویر خود
 بہ من کتابت اس دشمن تمام احادیث طبقہ رابع کے ہونا مفہوم یہ فقط رسائل و نواویر لکھا حتیٰ مفہوم اور رسائل و نواویر
 یہ تفسیر دشمن خارج ہے اگر بالفرض طبقہ رابع ہونا وہ دیگر طبقہ کے ہونا بھی ہے جو اس کے لازم نہیں بلکہ طبقہ رابع کا یہ بھی
 طریق ممکن ہے نہ کہ اصل چیز میں نہیں کسی کتاب میں اس کا تھا بلکہ جملہ تصانیف میں ہے اسناد کے سبب کے طبقہ
 رابع احادیث ضعیفہ میں اور دیگر وجوہ صحت میں کوئی موجود نہ ہووے تو عقیدہ و عمل اس پر ثابت
 نہیں ہے اور سوائے اسناد کے دوسرے وجوہ صحت کے ہر دین کو عمل کیونکر درست نہیں فتح القیام
 کو باب ایقاع الطلاق میں ہے مما یصح الحدیث عمل العلماء علی وفقہ قال الترمذی

عقیب روایت حدیث غریب والعل علیہ عند اہل العلم من اصحاب ابنی سلمہ و
 غیرہم وقال مالک دہ ایضا شہورہ الحدیث بالمدینۃ یعنی عن صحیحہ مسندہ اشقی
 اس کے واضح پر عمل موافق حدیث کے موجب محبت ہے اس ہی غرض کے بعد روایت حدیث
 غریب کو ترمذی کہتا ہے اس پر عمل اہل علم کا ہے کہ صحت و دیگر وجہ سے معلوم ہو جاوے اور امام
 مالک رحمہ اللہ حدیث میں فقط شہرت حدیث کی مدینہ منورہ میں محبت سند کی پر وہاں جانے
 میں بس سوائے صحت سند و دیگر وجہ سے ہی جب محبت ہو جاتی ہے تو کیوں نہیں جائز ہے
 اگرچہ حدیث درمشورہ وغیرہ کے جب سند طبقہ راہ ہے لیکن ہاں صاحب کے نزدیک وجہ سے
 صحت اس حدیث سوائے سند کے ثابت ہووے کہ صحت سند سے استفادہ حاصل ہوگا سبب
 اصل سند لال میں اسکو ذکر کیا ہے فلا بد لرفع ہذا الاحتمال من البرہان اور یہ کہ قدر سناہت نہاد
 کی بات ہے کہ کہتا ہے شاہ صاحب نے حدیث لکھ دی اور یہ بطور احتجاج و تفہیم اس حدیث کی اور لیل
 یہ حدیث نہیں لکھی ہے اتنی تفسیر اسکو نہیں کہ بمقام خصوم جو حدیث قابل احتجاج نہ ہو کہ اور اصل
 اس میں درست نہ ہو کہ اور خصم کے نزدیک ہی اسکا قابل عمل ہونا ثابت نہوا ہو کہ تو نہیں
 یہ فعل و سناہت و حماقت نہیں تو اور کیا ہے خصم کا اعتراض اپنے اوپر لے لینا دیدہ و دانستہ
 کہ وہ کہیگا کہ لکھواتی ہی تفسیر نہیں کہ یہ قابل عمل نہیں ہے لکھو پیش کیونکر درست ہے تو اسکا جواب
 اسکا کون سے عقلی بات ہے اور اگر خصم اس حدیث پر قابل احتجاج نہ ہونے سے قائل نہ ہو
 شاہ صاحب واقف ہیں اسکو قابل احتجاج نہوا فرسے اور میں ہمیشہ کردی غریب و دھوکہ کیا جو
 میں الہی میں درست نہیں ہے پس لکھو کی کا قول صحیح ہوگا شاہ صاحب لغو و بامدغیہ و فہمی زبان
 الہی میں ہونا لازم آجگا مثل شہورہ نادان کی دوستی جیسا بخل یہ دوستی شاہ صاحب کے لکھو
 کی کہ لکھو ایسا بنا یا میں قول لکھو کے احتجاج کے طور پر پیش نہیں کی الزام کے طور پر پیش کیا
 بالکل باطل ہے اب یہ لکھو حدیث منقول شاہ صاحب کو معاذ حدیث صحیحین لاخذہ و تقریبی عین
 کا اور معارض بنا تو میں پس جانتا جاوے تعارض جہتین عبارت ترفع ہے کہ وہ قابل جہتین مسلمی
 السواہر یا بنی طور ایک کو دوسرے پر حکم متضاد میں مرتبہ نہ ہووے اور ہر اوسنے طالب علم ہی
 جانتا ہے کہ قابل عبارت اس ہے کہ وہ دونوں ایک محل ایک جہت سے ایک زمانہ میں جمع نہ ہو سکیں
 اور ان دو حدیث میں یہ مفہوم حدیث منقول شاہ صاحب میں اس قول پر زیارت شہد ہر جانتا

اور حدیث صحیحین اس قول پر جائیکو سلام و دعا کر لئے مانع نہیں ہے عید بنا ٹیکو مانع ہے اور عید بنا
اور اس قول پر جانا دونوں ایک نہیں ہے اور نہ اس قول پر جانا عید بنا ٹیکو مستلزم کیونکہ عید
لہو و سدر و دیگر چنانچہ خود اس گفتگو سے عبارت مجمع البیان نقل کی ہے اور میں عید کے حق میں موجود ہے
فائدہ یوم لہو و سدر میں قبور شہداء پر دعا سلام کر ٹیکو جانا اور آنحضرت صلی علیہ وسلم کی قبر مبارک پر لہو و سدر
کرنا جب دونوں کے سب سے حکم ایک نہیں ہے غیر فیہ میں پس منع لہو و سدر ہے اور نیز اس قول
جانا دعا سلام کیونکہ ہے اور قابل رد و تلافی و معاند و معارض میں ایک حکم ہونا ضروری نہ کہ اوس کی ایک
کا ایک حدیث سے جواز اور دوسرے سے عدم جواز مفہوم ہوتا تو معاند ہوتا اور بیان مفقود ہے پس
تعاذ قرار دینا جہالت معنی دونوں حدیث کرے اگر فقط جمع ہوتا ہی قرآن آنحضرت صلی علیہ وسلم پر اصرار
سلام و دعا واسطے کسی زمانہ میں ہوا اس حدیث سے یہ گہری منہج کیا و تمام امت کے عقیدہ اور عمل ہونا عید
اور قول کرنا گفتگو کا خلاف ہے کیونکہ حج میں بڑی جماعت امت محمدیہ ملے ہوئی ہے اور بعد
حج کے عید منورہ کو جانا ثابت ہے اور تمام امت کا عمل درآمد اس کے قبل حج یا بعد حج کے ایک
طائفہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کی قبر مبارک پر جمع ہونا یا اور دوسرے کو ایسا اتفاق اور اس جمع ہونے کو
اومنی و اعلیٰ سلف و خلف ممنوع نہیں جانتا ہے اور نہ کسی نے اس قسم کی احادیث سے اس جمع ہونے کو
ممنوع جانا ہے پس اسکو ممنوع جانا تمام امت سلف و خلف کے خلاف ہے اگر یہ منع ہوگا تو تمام امت
کا ضلالت پر اجماع لازم آوے گا کہ ایک امر ممنوع کو تمام امت جائز جانتی ہیں اور اس عمل پر درآمد
ہے اور اجماع امت کا ضلالت ممتنع ہے لقولہ لا تجمع منی علی الضلالتہ وغیرہ الا حدیث و القرآن میں
اجماع درود و دعا و قرآن کے برہنے کیونکہ ممنوع نہیں ہے اور نہ حدیث اس میں دال ہے بلکہ حدیث
صحیحین سے لہو و سدر و دیگر قبر ممنوع ہے پس عرس بزرگان کہ سال بسال ہوتا ہے اسکی صحت
یہی ہے کہ تلاوت قرآن ہو کر فاتحہ ہو جاتی ہے اور جو کچھ طعام پیرینی ہوتی ہے وہ تقسیم ہوتی ہے
اور اسکی مخالفت کسی حدیث سے نہیں اور سال بسال ثواب دینی کا ثبوت حدیث متفقہ
صاحب ہے پس عرس کی اصل ثابت ہے منکر اور سکا جاہل و سفید ہے یہ قطع دلیل قابل صلیار و علماء کے
خود دلیل تعامل و تعارف صلیار و علماء جواز کے واسطے کافی ہوتی ہے اور تعامل و تعارف دلیل
شرعی بخوبی اور پر معلوم ہوتا ہے پس جواز عرس میں ہی عاقلین منصفین کے نزدیک کچھ نہیں
اب گفتگو سے جو یہ کہہا ہے کہ عرس کو حدیث صحیحین نے بالکل حرام کر دیا ہے اس سے سفارت ہے

اسکو اس قدر خبر نہیں ہے کہ ثبوت حرمت کی واسطے دلیل قطعی الثبوت و قطعی الدلالة ہونا چاہیے اور اگر
تخمینی کے واسطے قطعی الثبوت قطعی الدلالة یا قطعی الثبوت ظنی الدلالة چاہیے اور بدعت مثل
بلکہ مرادف کراہت تخمینی ہی ہے اس کے واسطے ہی ایسی دلیل چاہیے جس سے کراہت تخمینی
ثابت ہوتی ہے اور فرض کے ثبوت کے واسطے ہی ایسی دلیل چاہیے جس سے کہ حرمت ثابت
ہوتی ہے اور وجوب کے ثبوت کے واسطے ہی ایسی دلیل چاہیے جس سے کراہت تخمینی و بدعت
ثابت ہوتی ہے اور سنجاب بدعت کراہت تشریع کے واسطے ظنی الثبوت و ظنی الدلالة چاہیے
اول دلیل جیسے آیت قرآن مفسرہ بلکہ باحدیث متواترہ کہ مفہوم اس کا قطعی ہو اور دلیل دوسرے
جیسے آیات مولد اور تفسیری دلیل جیسے اخبار الاحاد کہ مفہوم اس کا قطعی ہو اور دلیل چوتھی اخبار الاحاد
مفہوم اس کا بھی ظنی ہو تحت اس قول در تحت کی و مثله البذرة الخوام اتوب فی المکروه
تخوفا و نسبة الخوام کسبة الواجب الخی فی فیثبت بما یثبت بما الواسع یعنی ظنی الثبوت
انتمی علامہ شامی فرماتے ہیں قولہ و مثله البذرة الخوام الذی یقیده کلام اللہ فی البذر
مرادفہ المکروه عند محمل و الشبهة مرادفہ المکروه عند محمل و عندہما قولہ نسبة ای من حیث
الثبوت و قولہ فیثبت الزمان لہما فی اقتضارہ علی ظنی الثبوت قصور فی العبارة بیان
ذلک ان الادلة السمجیة اربعة الاول قطعی الثبوت والدلالة کخصوص لقراء المفسر
او المحکمہ والسنة المتواترة الی مفہومہا قطعی الثانی قطعی الثبوت و ظنی الدلالة کا الایام
المؤتلة الثالث عکسہ کا اخبار الاحاد الی مفہومہا قطعی الاول بدینہما کا اخبار الاحاد
اللی مفہومہا ظنی الخبال اول یثبت لافراض و التحريم و الثاني و الثالث الایجاب
و کواہتہ التحريم و بالاربع یثبت السنة و الاستنباط و نتیجہ یہ بخوبی ثابت ہو کر
فرض و حرام کی ثبوت کی واسطے دلیل سمعی قطعی الثبوت و قطعی الدلالة مانند آیات قرآنہ مفسرہ
کہ باحدیث متواترہ قطعی الدلالة کی چاہیے تو یہ حدیث صحیحین جکا احاد ہونا ظاہر و باہر ہے اور دلائل
بہی اسکی عدم جواز عرس یہ قطعی بلکہ ظنی ہی نہیں ہے موجب و مثبت حرمت بلکہ کراہت ہی نہیں
ہوتی پس یہ دعائے انگوی کا کہ حدیث صحیحین سے عرس لکل حرام کر دیا سر اسبہ جالت و احوال
اولہ سے اور یہ ہی عبارت منقولہ بالادار مختار دستانی سے واضح ہے کہ بدعت مثل کراہت یا مراد
کراہت ہو اس کے ثبوت کی واسطے ہی یا آیت قرآنیہ مولد یا حدیث احاد قطعی الدلالة ہونا ضروری ہے

پس رفع یدین وقت دعا بر طعام اور عرس و محفل میلاد وغیرہ امور متنازعہ فیہا کو جو یہ گنگوئی بہت
بتاتا ہے تو سر امر کیواسطے یا تو ثابت ہو یا با صریح اگرچہ احادیث و روایات قطعی الدلالہ ہونا چاہیے ان امور
پر اور ایسے ثابت و احادیث ان امور پر ہونا ظاہر ہے جو جو یہ گنگوئی یا کوئی دوسرا ناواقف
پیش کرتا ہے یا عام ایسے من کہ دلائل اعلیٰ قطعی نہیں ہے اور احادیث کا ثبوت بھی قطعی نہیں ہے بلکہ دلائل
ضعیف ہی ان احادیث کے ان امور کے بارہ میں نہیں ہے پس بدعت امور کو کہنا سر امر جہالت
ہے پس عرس کو حرام کہنا اور رفع یدین وقت دعا بر طعام وغیرہ امور متنازعہ فیہا کو جو یہ فرقہ واپس
حرام و بدعت بتا رہی ہیں باوجودیکہ ان امور کا بدعت و حرام ہونا شریع علیہ السلام کے ثابت نہیں ہوا
اور اول جواز ان امور کے اور نیز حکم میں پس یہ وہابیہ بغیر حکم شرع کرتے ہیں اور دین میں وہ چیز
داخل کرتے جو دین میں سے نہیں ہے جی بدعت سنیہ اور احادیث فی الدین ہے جو بدلیل حدیث من
احادیث فی امرنا ہذا مالیں منہ قبول فرمادی اور یہ وہابیہ ہی اس صنف میں کہ غیر حرام وغیر مکروہ
تجربہ کی کو اور غیر بدعت سنیہ کو حرام و مکروہ تجزی اور بدعت سنیہ بتا رہی ہیں مصداق اس حدیث
ہیں اور مذکور بدعت منکرات کفر میں جس طرح غیر سنت و مکروہ سنت اعتقاد کرنا اور مباح و واجب کا
اعتقاد کرنا مخالف و مکروہ تجربہ ایسی اوقاف فی ایس منہ کہ سبب اس بطرح کا غیر حرام کو حرام متنازعہ
کہنا اوقاف فی الدین مالیں منہ تجربہ ہی بدعت سنیہ و مکروہ تجربہ ہے پس وہابیہ کامل بدعت
سنیہ ہونا ظاہر ہے پس گنگوئی کے حرام کہنے عرس کو گنگوئی کو بدعتی بدعت سنیہ و مغیرہ احکام
شرعیہ بنا دیا ورنہ حرام ہونا آیت قرآنی قطعی الدلالہ و حدیث متواتر قطعی الدلالہ سے منسوخ ہوتا
ثابت کہ عرس کافر بدعتی بدعت سنیہ ہونا گنگوئی کا ظاہر ہے اور ایسے دوسرے وہابیہ کا حال ہے
و یکسو گنگوئی کو کہ مولف النور اس طبع سے لکھ دیا تاکہ شاہ عبدالغفر بن صاحب نژاد لکھ کر
کرتے تھے اور اس پر اعتراض عبدالحمید بنی بی سے کیا تھا تو اس کا یہ جواب شاہ صاحب نے دیا تھا
جواب ہی مذکور ہوا جسکے حق میں یہ وہابی بنی باین گنگوئی خلاف عقل و نقل کے بتائیں لیکن انکا
انکار گنگوئی نے نہیں کیا کہ شاہ صاحب عرس کرتے تھے یعنی یہ نہیں کہا کہ شاہ صاحب
عرس نہیں کرتے تھے اور وقت اس امر کا تھا اگر شاہ صاحب مکررتے ہوئے تو حسب طرح سوالات
عشرہ کے بارہ میں اس نے یہ کہا کہ یہ تصرف ہوا ہی سوالات عشرہ میں اور شاہ صاحب پر یہ بیان
ہے کہ فاختہ وادین نیا زامین کو کہے کہنا تبرک ہو جائے اس بطرح بیان بھی انکار کرتا ہے گنگوئی بنظم

کہ شاہ صاحب برعریس کرنا بھتان ختم ہونے پر کر سکتے تھے اور جب انکار کیا تو معلوم ہوا کہ اس
 گفتگوی کے نزدیک شاہ صاحب کا عریس کرنا ثابت ہے پس اب یہ گفتگوی عریس کو حرام کہنا
 کہ حدیث صحیحین سے بالکل عریس کو حرام کر دیا تو شاہ صاحب کو اس گفتگوی سے دیرودہ
 یہ تکب حرام کہا ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحب بالواسطہ اس گفتگوی کے استاد ہو تو قرین حدیث
 میں پس استاد کو مرتکب اور بے اصل چیز کا عامل قرار دیا ہے اور اپنے استاد کے عمل کو حرام بتانا
 ہی مولف انوار ساعدی نے اس طرح لکھا تھا اپنے پیرو مرشد کے حق میں کہ ہم اولیٰ ملو تو یہ گفتگوی
 انوار کے حق میں براہین قاطعہ کے صفحہ اول لکھتا ہے کہ یہ لفظ ناسعا و تمندی کا یہ حدیث میں ہے کہ جس
 ابن باب کو قریب کہا وفاق ہے پس استاد پر کی نسبت ایسی کلام کس درجہ شدید و وثیقی اور ہیو
 اس لفظ صاحب انوار میں کوئی ضرابی نہیں ہے شریفاً اس لئے کہ ملنے کے معنی طلاق کی ہیں
 اور صحابہ رضوی کہہ چکے تھے کہ ہم نے آنحضرت صلعم سے طلاق یلے چنانچہ مشکوٰۃ شریف لکھتا ہے
 الا و ابیاب حفظ اللسان من الغیث فتمس ہے عن عقبہ بن عامر قال لقیتم رسولاً لله صلی اللہ
 علیہ وسلم فقلت بالانجاء فقال املک علیک لسانک ولیس علیک بیتک و ابی علی خلیفہ شہد
 رواہ احمد والترمذی عقیق بن عامر صحابی رسول اللہ محمد فاذہن میں ملا آنحضرت صلعم کی ہیں
 کہا کہ دنیا و آخرت میں نجات کا کیا سبب؟ آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ مالک ہو جائی اور اپنے
 زبان کا اور پیر گہر بیٹھ رہو اور اپنی خطا پر دو دیکھو اس کو میں کجی ہے ادبی نبوی اور کوئی قباحت
 نہیں آنحضرت صلعم سے لا تو عقیق بن عامر کیوں کہتے اور نہ کوئی آج تک اس کا قائل ہو کہ یہ کلانی
 ادبی کا ہے اور قرآن میں ایسا استعمال موجود ہے انک کا دح الحی وک کخاف لا قیدہ و انہم ملا
 قوا و ہم اور بہت جگہ ایسا موجود ہے پس ایسا کہنیک حدیث و قرآن سے جائز ہونا ثابت اسکی
 ناسعا و تمندی یہ گفتگوی بتانا یہ کہہ چکے تھے خود با مد منہما کہ قرآن حدیث میں ہی لکھا
 ناسعا و تمندی کے ہیں اور عقیق بن عامر ہی ناسعا و تمندی تھے جس سے اس کو ایمان کا حال خوب رہا
 ہو جاوے اب خیال کرنا چاہئے کہ صاحب انوار کا جو موافق قرآن و حدیث کے وہ تو پیر مرشد
 استاد کے حق میں یہ گفتگوی ناسعا و تمندی بتانا ہے اور خود اپنے استاد بالواسطہ کے فعل کو حرام
 کہتا ہے جس سے مرتکب حرام ہونا استاد کا واضح ہے وہ ناسعا و تمندی اس گفتگوی کی نہیں ہے اور
 یہ تو آنحضرت صلعم کو پہنچی بنا نیکو قرآن حدیث کے موافق کہہ کر مل حق کو مخالف قرآن و حدیث

کا بتا دے اور یہ کہ ملکہ کو ملنا جو موافق قرآن و حدیث کبریٰ کہہ دے اور الیکونا سعادتمند کہہ کر مخالف قرآن و حدیث
 ہو جائیے یا ان پر انھیں سس کرنا چاہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنا فی بنانا تو کچھ بڑا نہیں اور یہ کہ ملکہ کو ملنا کہنا
 بڑا ہو جاوے مولف انوار سے شاہ عبدالغنی استاد گنگوہی کے رسالہ فقار السائل کے نقل کیا کوشش
 ذکر وادات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفاقہ کمال سعادت انسان کی ہوجانا شیخ بن حجر مکی شیخ عبد
 المحی و ملوی وغیرہ سے تصریح کی ہے انتہی اور کے بعد صاحب انوار سے یہ کہنا کہ استاد تو مین شاہ
 عبدالغنی استاد گنگوہی کے او سکھو موجب سعادت اعتقاد و فراموشی اور شاگرد رشید و سکھ گناہ
 قرار دین اور خود ہی بخود ہی اپنی سٹ خبیث نکال کر کشان کشان کفر تک ہی لوت ہو جاوین انتہی
 گنگوہی نے اول تو مولف انوار پر تیرا کیا اور عادت رو یہ مولف کا مثل رو افضل کے بتایا یہ نہیں
 تیر کہ رو افضل کو تو یہی رو یہ کہ بل حق پر تبرر کرتے ہیں اور کلمات سبب شتم سے یاد کرتے ہیں جیسا
 کہ گنگوہی مولف کے حق میں ایسے کلمات کہنا ہوا اور در گنگوہی سے سبب شتم مولف کے حق میں نکالنا ہے
 استاد کے اعتقاد پر اور یہ گنگوہی اعتراض مولف انوار کے جواب میں کہنا ہے کہ کفر میں کیا کفر
 عبدالغنی صاحب کی رائے مولف کے موافق تھی اور مجھے مخالفت اس مسئلہ میں ایڑا استاد کے
 کی مگر مخالفت علماء اسکے لینے استاد سے کسی جزئی مسئلہ میں کوئی امر جہد نہیں جو مولف کو محل
 نقض ہو نام ابو یوسف و امام محمد امام ابو حنیفہ رحمہ کے بہت جزئیات میں خلاف ہیں اور جبکہ
 یہ امر جاری ہے پر یہاں اس قدر غیظ مولف کا محض سبب کا کہ نہ ظاہر کرتا چور نہ ان مقتدیان
 پر یہی اعتراض کرنا لازم والا جو مان قابل کرتے ہو وہ یہاں ہی کرتا تھا انتہی کلام گنگوہی اب
 منتصفین اذ کیا اسکے غور قابل کا محس ہے کہ اس گنگوہی کو اپنے جمل مرکب پر کہہ نہ ہے کہ خود کو نہ
 امام ابی یوسف و امام محمد کے گمان و زعم کرتا ہر مثل مشہور جو نسبت خاک را با نام پاک گنگوہی
 جاہل اصحاب امام صاحب کے مجتہد ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون نفس قطعی الدلائل
 عدم تشوہ پر وال ہے اور مخالفت ایڑا استاد کے احکام فروغ جائز ہے بسبب مجتہد فی الذہب
 ہونگی کہ انکو قدرت تھی استخراج احکام اول سے موافق قواعد مقررہ لینے استاد کے یہ گنگوہی
 حزان و حدیث وغیرہا کہ معانی ظاہر یہی سمجھتے تھے قاصر سے چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ فہم معانی
 احادیث میں کیسے غلطیاں اس لئے کین ہیں انکو کا ترجمہ نیز کا رو یا ایسی غلطی حدیث و روایت
 للظہار کہ مراد میں کر اور ہوا و اعظم سے ایک شخص مراد لیا اور انما ملین علیہما کو لخص جواز اجرت

معلمین قرار دیا اور علی ہذا القیاس بہت سوا غلط اسکے اوپر گزر چکی ہیں جسے جہالت اسکی پرانی
 طالب علم بھی جانتا ہو پس یہ نظیر انام ابی یوسف و امام محمد کسی طرح نہیں ہو سکتا اور انکی مخالفت
 جو حکام میں بسبب قدرت مخالفت کی نظر سے معلوم ہوتی ہے تو اول یہ کہ وہ فی الواقع مخالفت نہیں
 ہو کیونکہ اصحاب امام خود قسین سخت کہا کرتے ہیں کہ سنے کوئی قول ایسا نہیں کہا کہ وہ سنے سے
 ایز استاد ابی حنیفہ روکی مخالفت کی ہو و سے مذکورہ قول کہ وہ امام صاحب اول کچھ ہیں اور وہ
 ہی روایت ہاوسے استاد امام ابی حنیفہ ہم کے سہ اس تقدیر پر معتقد رہے اس فقہ میں ہیں تمام
 اقوال امام ابی حنیفہ کہ کہیں اصحاب امام کے وہ اقوال مجاز کہیں جائز ہیں اور دوسرے یہ کہ انکی مخالفت
 ظاہری ہی امام ابی حنیفہ کے فرمان کے سبب ہے اور ہوں نے کی تھی کہ امام صاحب نے اسے فرمایا تھا
 کہ تم کو کوئی دلیل مسئلہ کے سوائے اسکی جو میں کہتا ہوں ظاہر ہو گئے تو کہو تو اوہ ہوں تمہواری ہے
 اجہاد کہو سطلے امثال ہر ایسے استاد کے دلیل ایسے بیان کی کہ اس دوسرے روایت امام کو
 کہ وہ امام صاحب کے نزدیک راجح نہیں تھے راجح ہونے پس انکا قول خارج قول امام ہے اور
 مخالف ہوا مگر مخالفت ظاہری و مجازی عبارت در مختار و رد المحتار سے یہ تمام واضح و علنی
 زائد کے در مختار کی عبارت ہے قال لا صحابہ الا بعد انکم دلیل فقو لو ابی حنیفہ کان کل یخلفہ روایت عنہ
 و عنہما اتقی اور رد المحتار کی عبارت قولہ ان تو جبہ لکم دلیل ای ظہر لکم فی مسئلہ
 و جہال الدلیل علی غیر ما اقول عقولہ فکان کل یخلفہ روایت عنہ ای فلیس احدہم
 قول خارج عن اقوالہ و لہذا قال فی التلویح من کتاب النبیات قال ابو یوسف و صفیہ
 قولنا خالف فیہ ابا حنیفہ الا قلنا لکان قالہ و روی عن فرانہ قال ما خالف
 ابا حنیفہ فی شئی الا قلنا قال ثم رجع عنہ فہذا اشارۃ الی انہم ماسلکوا طریق
 الخلاف بل قالوا ما قالوا عن اجتہاد و رای اتباعا لما قالہ استاذہم ابو حنیفہ و رد المحتار
 آخر الحادی القدسی و اذا اخذ بقول واحد منهم یعلم قطعاً انہ یکون بہ لفظاً بقول
 ابی حنیفہ و فائدہ روی عن جمیع اصحابہ من الکی کا بی یوسف و محمد و زفر و
 الحسن انہم قالوا ما قلنا فی مسئلہ قولہ لا یرہور و اتقان عن ابی حنیفہ و واقفہ و علیہ
 ایماناً غلطاً لم یحقق ان فی الفقہ جواب و لا مذہباً لا لکیف کان و ما نسب الی غیرہ
 الا بطلانہ المجاز للواقفہ و فی ان قال العلامة الشافعی صاحب رد المحتار ان الامام لہ امر و حق

بان یاخذوا من اقوالہ بما تجبہلہم منها علیہ الدلیل صاروا قائلوہ قولہ لا ینتہ علی
 قواعد التی استسماہلہم الخ پس اس بیان کے واضح کرکے الحقیقہ اصحاب امام کا حکم امام صاحب
 مخالفت نہیں یہ مخالفت ظاہری بلکہ فرائض کے سبب سے ہے اور انکی طرف اقوال فقہ مجاہدین
 ہیں اور بیان اول امام کا یہی موافق تھا کہ امام صاحب کے اور اجتہاد سے تہا بیان ہر عاقل و فہیم
 فرائض سے کہ اصح یہی ہے علی الاطلاق قول امام ہے اگر امام سے روایت نہ ملے تو قول امام
 یوسف بر فتنہ سے ہے اور انکی روایت ہی بنو و سے تو قول امام محمد بر فتنہ سے ہے اور ان سے روایت
 بنو و سے تو فرفروص بن زبیر کے قول پر فتویٰ قال رد المحتار قولہ والاصح کافی المستدرج
 اقول عبارت ما تم الفتوی علی الاطلاق علی قول ابی حنیفہ ثم قول الی یوسف ثم قول
 محمد ثم قول زفر و الحسن بن زیاد انتہی اس سے خوب واضح ہے کہ شگردان امام صاحب کے
 مخالفت نہیں کرتے اور امام مالک رحمہ کے شاگرد بھی بن نجی جاسط مطاع اتباع امام مالک کو اپنے
 لازم جانتے چار سائل ہیں اول کہ اتباع انکی دور سکر کے کی تہی تو قیوم و مواخذہ و انکال ہونی بھی
 چنانچہ ائمہ عبدالعزیز صاحب بستان المحدثین فرفروص بن زبیر کے قول پر فتویٰ کہ ابی بن نجی در مسئلہ اتباع
 اجتہاد امام مالک لازم گرفتہ بود مگر در جب اس مسئلہ کہ مذہب ابن سعد مصریہ
 را اختیار میکرد مردم اند یا بسبب کمال اعتقاد حضرت امام مالک دین مخالفت قلیل ہم رو
 گرفت میل و نہ و انکال بر خود و نہ انتہی و بلکہ خوب ثابت ہوا کہ بڑے بڑے محققین مانند اصحاب امام
 اور اصحاب مالک اپنے اساتذہ کے مخالفت نہیں کرتے تھے اور اس نے مخالفت سے مورد طعن ہوتے
 تھے پس لنگوی بر طعن مولف انوار صمیم ہوا اور مخالفت جو لنگوی بتاتا تھا اور سکا بطلان واضح ہوا
 اگر لنگوی کہوے کہ امام صاحب اور امام مالک صاحب مجتہد تھے اسلئے اتباع انکی ضروری ہوئی
 اجازت کے مخالفت انکی اچھی نہیں تھی تو ہم کہنے کہتے امر عام مخالفت شگردان امام کا
 امام کے کر کے اپنی مخالفت اپنے استاد جواز نہ ہوتا ثابت کی تھی جب مخالفت شگردان امام
 کی امام سے ثابت نہ ہوئی تو ہم جو اپنی مخالفت اپنے استاد سے ثابت کرتے وہ بھی ثابت
 نہ ہوئی دور سکر یہ کہ اصحاب امام باوجود مجتہد فی المذہب ہونے کی چنانچہ رد المحتار میں ہے
 انانیہ طبق المجتہدین فی المذہب کابی یوسف و محمد و سائر اصحاب ابی حنیفہ
 القادریں علی استخراج الاحکام من الاولیٰ علی مقتضی القواعد التی قولہم استسماہلہم

ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما الخ اپنی رائے کے متبع نہ ہوئی اور مجتہد کے تابع اپنی رائے کیا اور یہی بن
یہی جامع موطائے اگرچہ جابر سائل میں مخالفت امام مالک نہ کر لی لیکن تابع اپنی رائے کے نہ ہوئی
نور محمد مجتہد کی تابع ہوتی تھیں اس سلسلہ کو کہنے مجتہد کی تابع داری کر کے اپنی استاذ کے
قول سے برگشتہ ہوئی اور جہود کے قول سے اعراض کیا تو ہم مجتہد ہی کسی درجہ کے بلکہ عالم
بہی نہیں ہو چنانچہ ہمارے علم کا حال اور بظاہر ہی ہو چکا ہے یہ کہنے نص قرآنی و حدیث نبوی
سے ثابت ہے کہ تعارف و تعامل الناس و جمہور علماء و اولیائے اسنادہ کی مخالفت درست ہے اور ہر
حصول ملکہ اجتہاد و حرام و مکروہ و بنا و بنا بدوں نقل اقوال مجتہدین کے درست ہے اور آیات و احادیث
جو دلچسپ جاوہر معانی لیلیا و درست ہے ہرگز یہ درست نہیں ہے اور علماء نووی و غیرہ سے منقول
کہ بلا اجتہاد احکام بیان نا جائز ہے اور غیر مجتہد کے صواب میں گناہ ہے اور حکم اوس کا رد و مبطور
ہے اور ایسے ناواقف عالمی کو فتح القدر و بدایہ منقول ہوا کہ حجت حدیث لاتا نا جائز ہے ایسا حکم
مثبت نہ ہو چکا ہے چنانچہ اوپر معلوم ہوا ہے اور مولف النوار تو یہ اعتقاد کیا تھا کہ سنا کر درغیب
او سکون گناہ قرار دین اور کثان کثان نوبت بکفر ہو جائے اس کا انکار گنگوہی سے نہیں کیا کہ
ہم نوبت بکفر نہیں ہو جائے اور یہ محل انکار تھا اگر عقیدہ گنگوہی کفر کو جو بچنے کا بیوا جب انکار
یہاں کیا تو معلوم ہوا کہ اسکے نزدیک محفل سیلا و شریف جس کے جواب کا قول شاہ عبد الغنی
سبب قول ابن حجر متبع عبد الحق دہلوی و غیرہ سے ثابت کرتے ہیں اور گنگوہی ان کی مخالفت
کرنا قبول کرتا تو مخالفت ہی ہوتی کہ محفل سیلا و شریف جس کے قائل شاہ عبد الغنی و ابن حجر
و عبد الحق و غیرہ صراحتاً موجب کفر ہے پس لازماً آیا کہ گنگوہی کے نزدیک یہ اکابر مجوز حرام و کفر
کر ہیں اس ناسعادتمندی کا کیا شکا نا ہے کہ اسنادہ کے حق میں یہ اعتقاد کہے اور ایسی مخالفت
کرے اور اس مخالفت کی جواز مخالفت اصحاب امام ابی حنیفہ کو حجت لاوے جس کا ابطال ان
ابھی واضح ہوا ہے اور ایسے مخالفت کہان ہے جیسے کہ گنگوہی کرتا ہے کہ جس سے مجوز کفر ہونا لازم آوے
پس اپنی مخالفت کو جو اصحاب امام مخالفت پر قیاس کرتا ہے قیاس مع الفارق ہے اب
منصفین کو جانا چاہئے کہ یہ گنگوہی درپردہ علماء اسی سنادہ و غیرہ کو مجوز حرام و کفر بتکر
نا سعادتمند ہوا کہ یا مولف النوار فقط اس کلمہ پر سے اپنے پر کے حق میں کہ ہم اپنے لئے حکم
جواز قرآن و حدیث ہی مفہوم و معلوم ہو چکا ہے اور دوسرا ناسنا گنگوہی کے عقیدہ فاسد کا کچھ

اس نے آنحضرت صلیم کے حاضر ناظر جانیکو اور یہ جانکر نہاد خطاب کے اشعار و دیو و پری شیکو کفر
 لکھا تھا قوس کے سیلا دیں جب مولف انوار ساطع سے کتب احادیث و فقہ سے یہ ثابت کیا کہ
 ارواح انبیاء علیہم السلام چلتے پھرتے ہیں اور مقامات خیرین حاضر ہوتے ہیں چنانچہ عیت المقدس
 میں ارواح انبیاء علیہم السلام حاضر ہوئیں آنحضرت صلیم نے امام ستیگی کی اور موسیٰ علیہ السلام
 یونس علیہ السلام کو دلوای در زق میں اور کہا فی بر شاہی یا مفت بن حج کے لئے جلی جاتی آنحضرت
 صلیم دیکھا بیان کیا اور شیخ عبدالحق کے قول سے انبیاء علیہ السلام کے حیات حقیقی و بناوی پر
 اتفاق ہوتا لیکن عوام کی نظروں سے محجوب ہونا اور آنحضرت کو تین اہل انبیاء علیہم السلام کو
 بقیام و بمثال و بے اشتباہ و بے اشکال کے دیکھا دینا ثابت کیا اور مطلقاً ہی کے قول کے لئے
 ہی ثابت اور شب سحر میں بیت المقدس میں امامت انبیاء علیہم السلام کے کرنے بعد سما فون
 پر انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہونا اور بیت جلدی چلا جانا احادیث صحیحہ سے بیان کیا اور قد علی
 کہ قول سے آنحضرت صلیم کا جسم اور روح کے دیکھا منسوخ ہونا اور انبیاء علیہم السلام کا قبور میں
 زندہ ہونا اور انکو اجازت قبر و لئے نکلیں کی در تصرف ملکوت علوی و سفلی انکار کرنا ثابت کیا اور
 جلال الدین سے یہ منقول بیان کیا اور شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے ثابت کیا کہ شاہ ولی اللہ
 میں کہ آنحضرت صلیم کی صورت کو اکثر اسویر میں اپنے اوپر میں نے دیکھا اور یہ کہ انبیاء علیہم السلام
 قبور میں نایب قیمتی ہیں اور حج ہی کرتے اور زندہ ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی کا فرمان ذکر کیا کہ حضرت
 الیاس علیہ السلام کے روجو کا حاضر ہونا حلقہ میں اور حضرت خضر علیہ السلام کا بیان کرنا
 کہ بصورت اجسام تجریم کو کرنا اجسام کے لئے خدا در جو تین اور نیز قول حضرت مجدد الف ثانی نے
 آنحضرت صلیم کی روحانیت حضور ازلانی فرمانا ذکر کیا اور جلال الدین صاحب غفلیا کہ آنحضرت
 صلیم اطراف زمین میں آمد و رفت ساتھ برکت کو فرماؤ میں اور باری نظر و لئے مانند فرستو کہ جب کو زمین
 مگر جس ولی اللہ کو اللہ دیکھا دیکھو کہ امام غزالی سے نقل کیا کہ ارباب قلوب بیداری میں ارواح کا شہ
 کرتے ہیں اور شیخ سے نقل کیا کہ شیخ ابو سعید بعد ہر نماز کے آنحضرت صلیم سے مصافحہ کرتے اور شیخ عبدالحق
 سے نقل کیا کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے آنحضرت صلیم کو بیداری میں دیکھا اپنے مجلس عظم میں اور ہر سے اور
 کہ جسے ہوا ویسے نقول علما سے حضور آنحضرت کا ثابت جس سے ممکن ہونا حضور آنحضرت صلیم جس سلام
 میں ثابت ہوا اور مولف انوار سے خاص محافل سیلا و خیر لکھ کر احادیث آنحضرت صلیم حاضر ہونے کے

ثبوت کلمہ کہ اہل کشف و اہل قلوب صاف لیکھ و سنا مات اسکا ثبوت ہو سکتا ہے اور تمام دیکھا ہی ہے
 گوگون نے کہ محفل میلاد شریف میں حضور کی روحانیت کی تشریف آوری ہوئی جو بقیل مفتی حکمہ کے لکھا مولف انوار
 ذکر دقت ذکر دلاوت کے روحانیت آنحضرت صلی علیہ وسلم کی حاضر ہوتی ہے اور بقیل برزنجی ہی ہی حضور روحانیت بیان کیا
 شیخ عبدالحق کا مارج النبوة میں تین جگہ لکھنا حضور روحانیت آنحضرت صلی علیہ وسلم ذکر کیا اور شاہ ولی اللہ صاحب کا عبادت گاہی
 یہ مفہوم ہونا ذکر کیا اور آنحضرت صلی علیہ وسلم کو محافل کلمہ ہونا ذکر کیا کہ ان کلمہ سلم علیہ السلام کا جو اب مولف انوار ساطعہ آیت تشریف
 ولکن اللہ یحبہ من ارسلہ من یشاہدہ وہو امی غیبیہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کے جانب خیر و نجات اور نجات
 کی واسطے حدیث شکوہ ذکر آنحضرت صلی علیہ وسلم قیامت تک خبر دی اور شاہ عبدالعزیز کا حوالہ نقل کیا کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم پرستی کو بیان
 کہ گدہ رجاء فرشتہ فرشتہ میں آنحضرت صلی علیہ وسلم نوروت سے پہچان میں بہر مولف انوار ساطعہ بیان کیا جیسے خبر ترمذی میں لکھی اور فرشتہ
 ہوتے پہچان تو یہ خبر جمع محفل کلمہ ہونا کوئی امری بات نہیں ہے اور آنحضرت صلی علیہ وسلم کو دوا راستہ کر کا لکی اور علیہ السلام پر
 ایک روز جب جلالا مندر دیکھ لکھنا علیہم السلام دوسرے روز صبح شام تفصیلاً اور محفل میلاد کیا یا تو دین میں یا پھر سامان خروج
 ہونا یا یا شام ہو کر تو فجر سے سامان خروج یا فجر ہو کر تو شام سے سامان شروع ہونا یا پھر صبح و شام کی اطلاع یا اطلاع محفل
 ہی آنحضرت صلی علیہ وسلم کو ہر نماز و حج حالات مفصل میں ہی داخل سکھ فرج پر دلیل قائم نہیں ہے بہت ہی اطلاع حالات است میں
 داخل ہے بہت ہی آنحضرت صلی علیہ وسلم کو محفل کلمہ ہونا ثابت ہوا اور آنحضرت صلی علیہ وسلم بالوسنین و نصف رحیم میں اسکا خلق جن القرآن حل
 جزو الاحسان الا الاحسان بس آیت قرآن میں مہربانی نہ فرمانا آپ سے بعید ہے اور مولف انوار ساطعہ ہی ثابت کیا کہ اس
 آئین مقامات متعدد میں روح کا لکھنے کے جاسکتی ہے جس میں تمام کو بیان شرک و کفر بنا کر لکھ دی وغیرہ کا آنحضرت صلی علیہ وسلم کے
 حاضر ہونیکو یا حرم جو برقع ہو گیا اور نہ خطاب کرنا آنحضرت صلی علیہ وسلم کے خطاب التحیات السلام علیک یا نبی اور حدیث
 حضور البصر اور برون ہوجا کر اور ارشاد مولوی قاسم و مولانا جامی و قصید و طریحہ اور سے ثابت کر دیا ہے جس میں مولف نے
 وجہ نزاع محفل کلمہ یا کوبیا اور ان کے معنی کا یہ کہ جس میں فرق آگیا اور جو ہر شے کو کہ ایسے ہیذبات کہنی شروع کر دی لکھ دی
 میں پہچان پڑنا علیہم السلام جن میں اندر کلمہ میں اور درود سلام ہو گا اور فرشتہ کو دوا احوال است پیش ہو گیا تو لکھ کر کہہ کر محفل کلمہ
 اور جاس کر میں آئیکو یا صحت و نفاذ عرض حالات دنیا معلوم ہو نہ کر بدوں اعلام حق آگے اور سکھو یا شام کا کفر و فساد دیا
 قبول نہیں کر تو اس پر ہر ہر حالت علی قاری کفر کے لکھ دی ثم اعلم ان الایمان علیہم السلام لکھو الایمان من الاعیان
 ما اعلم انہما لکھو ذکر الخفیہ تصریحاً بالکفایہ و اعتقاد الایمان علیہم السلام لکھ کے بیان کیا اعراض و درم شریف و ک
 پر لکھان در و قلع لکھنا اور صفحہ میں عبادت گاہی وغیرہ کا ہی جو لکھنا یا ذکر کفر لکھنا یا ذکر انشاء و حضرت محمد و عائشہ کی
 قول کا یہ جو لکھنا کہ حق روحانی حسین اتعال کی ضرورت نہیں ہے کہ کشفی عدم قبول کمالی ہو تو کفر و حضرت عبداللہ علیہ السلام کی

پس اس تقریر لغوی سے مولف انہا کو ضرر گنگوئی کو فائدہ اور طاعلیہ کی عبارت سے مولف انہا کو ضرر نہیں
 ورنہ گنگوئی کو فائدہ اور شمس کے جواب مولف انہا سے کہہ علاوہ اس کے طاقت اور علم غیب کی جو حد ثابت ہے
 انبیاء علیہم السلام کو نہ ہو کہ اور جو دیا ہو اس کا انکا طاقت اس کے معلوم و مفہوم نہیں بلکہ جو اس کا اس کے معلوم
 اور یہی مولف انہا کا مدعا ہے کہ جو چیز خدا تعالیٰ سے دینا ہو اس کو یہ دعویٰ مولف انہا یا کسی دوسرے سے نہیں
 کیا کہ جس چیز کا علم خدا تعالیٰ سے انبیاء علیہم السلام کو نہیں دیا ہو وہی انبیاء علیہم السلام خود یا خدا تعالیٰ ہی سے
 قول مولف کا یہ وہ دیگر مشرک اہل سنت ہی کے ہے اس کا وہ اس عبارت سے برکت نہیں ہوتا بلکہ اثبات ہوتا ہے
 اور جو ہمارا قول نہیں ہے اس کا وہ اس عبارت سے ہوتا ہے جس کے محل اس عبارت کو لفظ کیا ہو اس عبارت میں نہ
 خیانت و تصرف گنگوئی سے کیا ہو بلکہ لفظ احیانا کا زیورہ کو دیا ہے تاکہ یہ مطلب حاصل ہو جاوے کہ جس چیز کا علم
 خدا تعالیٰ سے دیا ہو تو وہ علم ان کو بھیجے انبیاء علیہم السلام کو کسی ہوتا ہے کسی نہیں اور لغویت اس طلب سے شخص جانتا
 اور ایسے اعتقاد کے کہ کسی حکم غیب جاتی زمین کا قریب تک اس صریح و صنف کے طاعلی قاری سے ذکر کی جو قریب
 بھی مضر نہیں ہم مشرک حنفیہ کو کہو کہ اس غیب سے وہی غیب مراد ہے جس چیز کی خبر خدا تعالیٰ سے نہ دے ہی ہو
 اور کسی طریق سے اس کا حصول ہو اس کو ایسے غیب دانی کو بھی صلح کے حق ہم مشرک اہل سنت قائل نہیں ہیں
 نہ کوئی دوسرا مسلمان اس کا قائل ہے اور بیان مسئلہ کا اس سے موقوف نہیں کہ کوئی قائل ہی ہو اس کو اور نہ
 دوام شریف آوری پر جو بنا ہوا اور اس کا وقوع احیانا قائل ہونا بجز تبدیلی اور دعویٰ ہے اول تو مطلق
 حاضر جاہل اور مطلق تشریف آوری کو کفر مانا تھا اور دوام شریف آوری کی قید لگائی اگر دوام شریف
 ہی ہو تو اس کے کفر و شرک لازم نہیں تاکہ کوئی خاصہ الوہیت کا تشریف آوری دوام سے مفہوم نہیں ہو
 جس طرح حضور و تشریف آوری احیانا کفر و شرک نہیں وہی حضور و تشریف آوری کفر و دوام میں کفر کوئی وجہ
 غیر نہیں پس حضور و تشریف آوری کو لازم شرک نہ ہو تو دوام کو کس طرح شرک لازم ہو گا اولاً دعویٰ فعلیہ کیا
 بالاحادیث و القرآن پس اس کے شرک و کفر جو دعویٰ گنگوئی ثابت نہ ہو اور جواب مولف مرتفع نہوا اور ترقانی
 وغیرہ کی عبارت کے جواب میں جو گنگوئی کہتا ہے کہ قبور کے نگہبان الہی نہا عجب جواب ہو یا اس شخص کو دینا
 چاہئے جو قائل ہو اس کو کہ بلا اذن الہی اس شخص سے صلح خافل میں تشریف لائے زمین اور بغیر اجازت خداوندی کے
 روحانیت اپنی حاضر ہو جاتی ہے مولف یا کسی دوسرے کے یہ دعویٰ کیا ہے کہ بدوں اذن الہی کے روحانیت
 اس شخص سے صلح کا حضور خافل میں دیا تشریف میں ہوتا ہو اور کوئی مسلمان بزرگ یہ نہیں کہہ سکتا تاکہ بلا اجازت کے
 تشریف آوری ہوتی ہے اگر یہ کہان مولف انہا کو دیکر مسلمان حق میں گنگوئی کا جو تو ان بعض اظہار کا حصہ

ہجرت گنگوہی پس یہ جواب ہی مولف انوار کا ہوا معلوم نہیں یہ جواب ہی گنگوہی کسکو دے رہا ہے اور حضرت
 مجدد الف ثانی کے قول کا یہ جواب کہ تلقی روحانی ہے انتفا کی اس میں ضرورت نہیں جو گنگوہی دیتا ہے اور جس سے مراد
 الیتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام میں ہی تلقی ہو گئی تو قول تو حلقہ میں دیکھنا حضرت مجدد
 فرما تو میں اور حضرت مجدد کا حلقہ تو علی علیہ السلام میں نہ تھا جو یہ مطلب ہو سکے اگر بالفرض ہی اس مطلب ہو تو خصوصاً
 مجلس سلاو سے ہی یہی ہوا لیکن اگر حوائج کے قائل ہو جاؤ کہ تلقی روحانی ان ایسی ہو جاتی ہے کہ اہل مجلس سلاو
 بجاں مبارک روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مجلس میں کس قہ میں اور مجلس سلاو سے ایکو تلقی ایسی ہی خصوصاً کا ہو
 اور قائلین جن کو یہ امر ہی ایسی ہو سکتی ہے برصورت حضور تو ہوا اور حاضر غیہ سے کفر و شرک تو ثابت ہوا جو
 تمہارا معنی تھا اور حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا قصد اگرچہ روحی ہونا گنگوہی بتاتا ہے لیکن مقصود تو ہمارا اٹھ سے
 گنگوہی کہ محافل خیر میں حضور ہو جاتا ہے اگرچہ روحانیت کا ہی خصوصاً ہو گا اور حضور کفر و شرک نہیں ہے کہ حاضر غیہ سے
 شرک ہوا ہے اور طریق معلوم ہو چکی ہے خیر میں بتانا یہ گنگوہی ایک عقل دوسری حواس تیسری خبر رسول
 تو یہاں ہی گنگوہی نے البلیغی ہی کی ہے اور جسے پوشیدہ کیا ہے خواہ سہایت و جعل ہے ہو خواہ دانستہ و غیبی
 وہ البلیغی ہی کی پوششی ہے کہ طریق علم جو میں علی بتا رہا ہیں اور عقائد وغیرہ کی کتب دیکھیں تو وہ یہ ہیں جہاں
 و عقل و حواس بہر خبر صادق کی دونوں میں ایک جہز متواتر دوسرے خبر رسول تو اس گنگوہی نے خبر صادق
 کو ذکر کیا خبر رسول سے عام کہ خبر متواتر و خبر رسول دونوں کو اس میں ہے فقط خبر رسول کو ذکر کیا جو ایک
 قسم خبر صادق ہے اور بتاؤں ہے خبر رسول کی کیونکہ یہ دونوں نوعین متباہین ہیں جنہیں عقائد نفسی میں ہے
 و الخبر الصادق نوعین احدهما الخبر المتواتر والثانی خبر الرسول اس خبر متواتر کی ذکر کرنے سے ہمارے
 طریق کو علم سخن ان میں عقل و حواس خبر رسول میں کرنے سے یہ واضح ہو کہ خبر متواتر طریق علم کا نہیں ہے اور اس کے
 بہت بڑی ضرورت لازمی آتی ہے کہ خبر متواتر کے علم میں جس کے علم کو کون کس واسطے ثبوت سکا کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اور علیہ السلام پیدا ہوئے اور حوائج آپ کے ظاہر ہوئے اور قرآن آپ پر نازل اور اعداد و کثرت تمام
 تو قرآن ثابت ہے اگر خبر متواتر طریق علم کا گنگوہی کے نزدیک نہیں ہے تو ان امور کا ثبوت نہیں ہے گنگوہی اور ان
 حدیث سے ثبوت کا ثبوت ہا یہ واسطے گنگوہی نے لکھے تو قرآن و حدیث کا ثبوت معوق ثبوت پر اور ثبوت کا ثبوت
 معوق قرآن پر نہیں دور محال لازم ہے یہاں طریق عقل سے عدم ثبوت ظاہر ہو گا جس کا طریق علم ہونا گنگوہی
 مانچکا ہے جس تمام احکام شریعہ و صورت عدم ثبوت ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو جاوے گا جس کے دیکھ کر کوئی
 قیامت ہوگی ایسی کا بیکری و خیانت گنگوہی کی ہے کہ جس تمام قرآن و حدیث کو احکام الہی و نبوت آنحضرت صلی

سب لغت ہوئے جائیں یہ تو حال اور مولود طبع گنگوئی کرے اسب انصافین خود کریں کہ دین
 نبی میں یہ خند گیری الگ گوی کرتا ہے اور مصداق دے دین نبی خند کریں پیدا شدہ یہ گنگوئی ہے یا صاحب
 انوار ساطعہ اور طرفہ جاریہ کی حکم کے ہی عین طریق ہونا جو گنگوئی بیان کرتا ہے ایک عقل و دھڑکے حواس میں
 خبر رسول صاحب انوار ساطعہ کے طرفہ ہی نسبت کرتا ہے ان بتان کا کیا ٹھکانا ہے اپنی جہل رکب میں تیرے
 دوسروں کو ہی کرتا ہے مولف انوار کے کسی قول سے یہ برگزیدہ مفہوم نہیں کہ یہی عین طریق علم ہیں اور بیان عینون
 مسعود میں یہ فقط بناوٹ اس گنگوئی کی ہے جو اس کے قول کا یہ مطلب بیان کرتا ہے اور ان میں کو طریق علم
 قرار دیتا ہے مولف انوار نے قول معنی کر و نام برزخی و شیخ عبدالحق دہلوی دیا رہا حاضر سنے روحانیت
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور شریفین تفکیر کیا تھا اور قیام و کشف اور الہام کو اس نام میں ذکر کیا تھا تو گنگوئی نے
 اس پر بہت بائیں بتائیں کہ دین میں علی الخصوص اعتقاد میں رویا اور کشف کا اعتبار نہیں اور حکم شرعی اس کے تحت
 نہیں ہوتا ہے اور بطور ظن کہتا کہ فقط در اعتقاد مولف کا خیالوں اور کشفات ہے اور کیا کہ میرے قصہ کشف الہام
 کا یہ جو شے کی دلیل نہیں ہے **اقول** و بامداد التوفیق الہام اولیا راشد کو بالکل دلیل ہے گنگوئی خارج کرتا ہے
 جس کے واضح ہے کہ صاحب الہام کے حق میں ہی وہ دلیل نہیں ہے اور سیر طرح اس کا تسلیم کرنا جائز نہیں اور الہام
 اس قدر لوگوں کا ہو سکے کہ حد تو اس کو پہنچ جائے تب ہی درست وجہ نہیں ہے اور یہ بالکل غلط ہے
 کہ الہام اولیا راشد کا کوئی حق میں حجت ہے عامہ علمائے نزدیک اور احکام میں ہی حجت ہونا لگتا ہے اور
 اس کو منسوب صوفیہ کی طرف کیا ہے اور بعض نے بالکل حجت کا انکار کیا ہے اور مخالفت کی ہے وہی
 المسلمون و شریک العلوم و اما الہام غیہ من الاولیاء الذکر اذ فیل حجت فی الاحکام و نسب الی قوم
 من الصوفیہ و قیل الالہام حجت علیہ اعمی الملمہ علیہ فقط دون غیہ و نسب الی علمۃ العلماء
 و قبل ایس حجت اصلاً اس عبارت مسلم و شریک کے صوفیہ کے نزدیک احکام میں حجت ہونا الہام کے
 غیر حجت ہونا معلوم ہوتا ہے اور صاحب الہام کے حق میں حجت ہونا تو عامہ علمائے نزدیک معلوم ہوا اور شریک
 بحر العلوم فرماتے ہیں کہ حق میں جس نے بالکل الہام کی حجت کا انکار کیا ہے الہام بدوں خلق علم ضروری کیا
 کہ خدا تعالیٰ روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی نہیں ہوتا ہے پس عین حجت خطا کا نہیں ہے اور یہ قسم علم کی اسکی
 اس کو اولیٰ غیر قطعیہ حاصل ہو کہ جس عیب پر کل عیب اس میں سے کہ اس دعا و ظرف علم کو اسے جو دیا
 اور ہم کیا کہ الہام خطرات کے قبیل سے ہونا ہے اور حالانکہ ایسا نہیں ہے خطرات کو قبیل سے ہو کر یہ بتائیں
 نہ کہ کئی یوزیر سلطان بہ بعض محدثین کو لکھا تھا کہ میت سے لیتی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتا ہے

اور خستہ استغاثی حتی لایموت سے لیتے ہیں اگر اولیاء اللہ کے مقامات و مواجید و اقوالی مانتے سید عبد القادر
 جیلانی و شیخ سلیمان بن عبد اللہ تریخی شیخ ابی مدین مغربی اور شیخ ابی زید بسطامی و جلیل بغدادی و شیخ
 ابی کبیر شیبانی شیخ عبد اللہ نصاری شیخ احمد باقری و شیخ ابو یوسف قسری و شیخ ابو یوسف قسری و شیخ ابو یوسف قسری و شیخ ابو یوسف قسری
 ہیجا و بحر اوقان کے الہام میں اعتقاد و شہادتیں ہے بلکہ حق تعالیٰ کی فی نفس الامر کے ہے اور اسکا عالم غیبی
 میں الہدین ہونا اس کے یہی معلوم ہوتا ہے کہ امت محمدیہ صلعم کے اولیاء اللہ ہی امتوں کے اولیاء اللہ سے افضل ہیں
 جیسے نبی ہمارے اور محمد بن عبد اللہ علیہ السلام کے افضل میں اور بلا شک بنی اسرائیل میں ہی اولیاء اللہ گذرے
 ہیں مثل مریم و ام یحییٰ و زوہرہ و عیون کے او کی طرف وحی ہونا دے یہ یہ کہ وہ وحی الہام تھا و یہ
 نہیں ہوتا ہے مگر ساتھ علم غیبی کی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے پس وجہ توحید ہے اگر اس امت
 میں جو بہتر اول امتوں کے ہے کہ نبی الیسا ہو کہ جس کے الہام علم قطعی و حجت حق ہو کہ تو اس امت کے
 اولیاء اللہ پہلی امت کے اولیاء سے کہ یہ فضل ہو کہ افضل و بہتری علم کی ہے سبب ہوتی ہے اور
 غیر علم کی فضیلت غیر معتد بہ ہے پس لازم ہے اس تقریر کے بعد معلوم ہے حجت ہونا الہام ہونا اللہ
 تعالیٰ کا واضح ہے اور قول و دلیل کے ہونا لازم ہے اس تقریر کے بعد معلوم ہے حجت ہونا الہام ہونا اللہ
 دلیل شکر ہونا اور دین کی دلیل ہونا اگرچہ مخصوص کسی خاصہ کی ثابت ہو اسلحا دلیل و دلیل ہونا اگرچہ
 کیا سبب سے کہیلتے اور اولیاء اللہ اگرچہ حجت ہوتی یہ لازم نہیں آتا کہ ہر کوئی کہتا اور اسکا جائز نہیں ہے
 بلکہ بطریق اور کسی ہم قبول کریں تو جائز ہے اور اس اب کے سبب اسکو اختیار نہیں خودیست ہے چنانچہ اولیاء
 الاولیاء میں ہے والہام الاولیاء حجت حق انفسہم ان وفوا الشہادۃ و لہ تعالیٰ غیورہم الا اذا
 بقولہم بطریق الاولیاء تھی اس کے واضح ہے کہ اولیاء اللہ کا قول الہام کے بارے ہر کوئی کہنا جائز ہے اور ہر کوئی
 جو قسم جو صادق کی ہے تو وہ خبر رسول کی ہے یقیناً ثابت ہووے کہ وہ خبر رسول کی ہے یا بطریق رسول اللہ
 صلعم کی دین مبارک سے کسی نے سنی ہو کیا تو ثابت ہوئی ہوئی یعنی تو ثابت ہووے کہ وہ خبر رسول کی ہے یا بطریق رسول اللہ
 آنحضرت صلعم سے تھا اور کیا تو ثابت ہووے کہ وہ خبر رسول کی ہے یا بطریق رسول اللہ آنحضرت صلعم سے تھا
 الا انہما علم اندخبر الرسول بان سمع منہ فوافوا عنہ فذلک او یغیر ذلک انتہی بغیر ذلک کے تحت
 میں خبر نے کہا ہے کہ اولیاء اللہ فی السماء انہی اس کے واضح ہو الہام آنحضرت صلعم کی طرف ہووے یا نہ
 میں آنحضرت صلعم سے سنا اور اس بارہ میں تو اتنا کہ وقوع ہوا یعنی ہر کوئی کہتا اور اسکا ہونا اس قدر لوگ اور
 "یسوئنا من سئل اولیاء علی" اس قدر لوگ ہوں کہ تو اتنی علی الکذب اور اسکا عقل کے نزدیک محال ہووے

وہ ہی خبر رسول صلعم کے نوع پر جس سے علم یقین ثابت ہو جاتا ہے اور جسکو علم طریق میں داخل کیا جاوے
تو اصل الہام کے علاوہ تو اثر کو نہ پہنچیں تب ہی بطور ادب کے حکم اخذ کرنا قول الہام کا جائز ہے پس
حضور روحانیت آنحضرت صلعم کے بارہ میں ہی اخذ قول الہام حکم بطور ادب کے درست ہے لنگوی
کو ادب ساتھ اصل الہام کے نہیں ہے تو وہ نہ ہے بعد الہام کو اخذ کر سنے اپنی بے ادبی کا پھل پاو چکا
دوسرے اصل الہام کی اعداد و اثر کو پہنچانے کی حالت میں یہ الہام محبت شرعیہ ہو گئی اور بحر العلوم کے قول سے
واضح ہے کہ الہام اولیاء دیون اسکے محقق نہیں ہوتا بلکہ انکو علم ضروری اس الہام سے جانا ہو کہ یہ خدا تعالیٰ کی روح
محویٰ صلعم کی طرف سے ہے علی الاطلاق الہام ہے اعتبار قرار دینا اور کسی حالت میں اس کو دلیل دین
نہ تاثر اس کے جہالت پر اور بہت بڑی بے انصافی اس فرق کی ہے کہ ان کے سرگرم مولوی اسماعیل
مفتول نے جو صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ حضرت خوث الاعظم و حضرت بہاء الدین نقشبند صہبائہ رحمہ اللہ
سید احمد میر مولوی اسماعیل علیہ السلام نے جن صاحبزادہ منیرہ کے کہیں ایک کہتے تھے کہ میں توجہ ذالون
دوسرے کہتے تھے کہ میں توجہ ذالون سے فیصلہ ہوا کہ دونوں توجہ ذالین مولف انوار نے بطور الزام کے
اسکو پیش کیا تھا لنگوی نے صفحہ ۸ میں کہا کہ حضرت خوث اعظم و خواجہ بہاء الدین کو جو نام معلوم ہوا
تھا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہے اور کثرت ہے انگریزوں کے اسولے انکو خاندان میں ہونے کی غیبت
تہی انتہا اب منصفین غور کریں کہ ان روجوں کے سمجھنے کا حال کچھ قرآن حدیث سے ثابت نہیں
اور دریافت انگریزوں کی عقل سے ہی ممکن نہیں اور خبر صادق کے متواتر ہوئے خبر رسول کے متواتر الثبوت
میں مبارک ہو سکتی تھی جو وہ ہی موجود نہیں اور اس سے یہ معلوم نہیں ہو سکتا ہے اب تینوں طریق علم بیان
مطہود میں ان دباہ کے مرشد نے اسکو سیوا سے لکھا کہ عوام خواص نابینا بن سنا متقا و چوڑا و سید احمد کو
بہت بڑا بزرگ جابن ہیں جب تینوں طریق علم بیان لنگوی کے نزدیک مطہود میں تو مولوی اسماعیل نے اسکی
کرنا چاہا اور کیوں اسکو لکھا اور جس طرح مولف انوار کو الہامات و کثرت کفر لکھا بارہ میں یہ لنگوی لکھتا ہے چھوڑ
میں کہ پرستار روایات اسکو نظر کیا اگر فریب ہی نہیں تھا تو اوکیا تھا اپنی اسطرح اب اپنے خبر مرشد مولوی اسماعیل
حقین کے کہ یہ نظر کیا اگر فریب ہی نہیں ہے تو کیا یہ کہیں کہ غیبت یہ یہ مولوی اسماعیل کشف الہام و مستحکم
حوالہ کرنے کی طریق علم کی طرف توجہ اگر سے نہیں ہو سکتی میں اور الہام کشف وینا کا افکار تو فریب و بی ادبی
لنگوی کے پس فریب ہی مولوی اسماعیل کے ہی ثابت ہووے گی اور اگر کسی طرح کا ثبوت اس کے لئے الہام کشف وینا
ہی ہوتا ہے تو جس طرح کا ثبوت وہ ان روجوں کے بحال نہ کر کے ہوتا ہے بیان روحانیت آنحضرت صلعم کے حضور سکبار میں

ہی ہونا چاہیے۔ حنا و خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے لئے اس پر احادیث تقابیر سے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہوا تو ان کے منکر ہو جائے۔ میں ہوا اس لئے کہ اس کا اعتبار ہی پر و شدت حق کر لے۔ میں اب
 اس کے مولوی اسماعیل نے بیکیا ہی تھا کہ کشف الکہام و مقام سانی طرف کو مدد قرار دیکر یہ قصد مدح و ثناء
 کہنے لگا لنگوی سب کی جہانی تقریر پر تر ویر کو ہو گیا و طرق علمی اور یاد دہی و غیبی غیر کو واسطے نہ ہو سکا جو کما
 کر تاسی وہ ہی فراموش کر گیا اور کہنے لگا کہ غوث الاعظم و خواجہ بابا الدین کو معلوم تھا کہ سید احمد کی شان بزرگ
 اب منصفین غور فرما دیں کہ اس کی خبر لنگوی کو کس طرح ہوئی کہ تین سو روح و دویون بزرگوں میں مولوی کو کس
 دلیل سے یہ قول مولوی اسماعیل کا قبول کیا اور ان تینوں طریق حکم فقہان بیان جاری کر کے جسے کہہ لیا
 کہ قول کو سطر کرنا اپنی نعم میں جا بیان کیوں ساقط کیا اور اس لنگوی کے کس طرح حکم کیا کہ اوں دویون صاحب
 یہ معلوم ہوا تھا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہوا و معلوم ہونا ہی علم سے ماخوذ ہوا و علم کے تین طریق بیان کیے گئے مولوی
 طریق حاصل تھا ہوا تو معلوم ہوا کہ لنگوی کے قبول کیا اور یہ معلوم انکو کس طرح ہوا کیا لنگوی اور لنگوی غیب دان جاسکے کہ
 انکو بعد میں یہ معلوم ہو گیا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہوا و اس کا کثرت سے مدح ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو جگہ
 بارہ میں کہیں عبارت عالی قاری پیش کرتا ہوا کہ کہیں بحر الرائق کی عبارت و آیت عندہ مفتاح الغیب اور حدیث
 لا ادری الا فیصل علیہ اور قول شیخ عبد الحق کہ مجھ کو دیوانہ کی ہی خبر نہیں اور بیان جو کہ مولوی اسماعیل فرمایا تھا کہ
 کہ ان دویون تین سو ہوا تو ان کے متقین یہ کوئی دلیل اس لنگوی کو یاد نہ آئی اور اسے اس طرح کہہ لیا کہ غیبی بیان
 کرنے لگا کہ انکو یہ معلوم ہوا تھا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہوا و انکو یہ کثرت تو یہ ایمان لنگوی کا ہے کہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کی غیب دانی اس قدر ہی بعد وفات کی نہ قبول کرے کہ آنحضرت کو مجلس سیلا و شریف کی خبر ہو جاتی ہے اور اس کے قائلین
 میں سے اولیٰ مذکورہ بالا بیان کر کے کہ فرود شکر بتادی اور خود مولوی اسماعیل کے قول کو درست و بیان نیکو غیبی حضرت
 غوث اعظم خواجہ بابا الدین کی بیان کر کے اس سے واضح ہو کہ اس لنگوی اور دیگر دیکر کے نزدیک غوث اعظم و سید احمد
 صلی اللہ علیہ وسلم کی شان غوث اعظم و خواجہ بابا الدین اسماعیل کے ہی کہہ لیا ہے ایمان پر فرسوس کرنا چاہیے اپنے پروردگار
 قول کے درست کہ واسطے سب کچھ مقبول ہو جاتا ہے اور کوئی دلیل قرآن و حدیث سے نہیں سوجھتا و آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم علم و ذالہ کی واسطے بہت ساری اولیاء ہوتی بنائی ہوئی پیش کر جاتی ہیں اولیٰ پیر و مرشد مولوی اسماعیل کے
 قول کو بنی واسطے اور ان تمام اولیاء سے منہ موڑ لیا جاتا ہے اور دوسرے کو گونا گونا غیب دان ہونا اور بعد انتقال کے
 اس غائبی کے انکو خبر غیب زمانہ آئندہ کبھی معلوم ہو جانا غائبی ہونا ہی اسماعیل کا قول کی طرح غلط و
 لنگوی کے نزدیک ہونا چاہیے اگرچہ تمام ان خصوص کے خلاف ہو کہ اور انکو زبردستی مخالف خصوص کے بتا دیا اور مخالفت

تاریخ
آرامی
عربی
فارسی
انگریزی
ہندی
بنگالی
پنجابی
اردو
سینٹی
تھامس
پارسی
گجراتی
کشمیری
پشتو
بلوچی
کونکنی
مالی
کیراٹھی
پراکریٹ
سکرت
پالی
ہندی
بنگالی
پنجابی
اردو
سینٹی
تھامس
پارسی
گجراتی
کشمیری
پشتو
بلوچی
کونکنی
مالی
کیراٹھی
پراکریٹ
سکرت
پالی

اہل توحید صلیبیہ نے جو توحید فرمایا پس بخوبی واضح و واضح ہوا کہ سوای اہل صحابہ ہر شخص کے جتنا نام لیکر آنحضرت صلیبیہ
 جنتی فرمایا کہ عشاء پر جو شخص مسکن ہو وہ عشاء پر بن یا دیگر مخصوص لوگ کہ قرآن و حدیث اور کچھ جنتی ہوئے نہ ہر حال ہر مسکن
 کسی سینے شخص کو جنتی جبر کہدیا اور شہادت جنت کی دینا معاویہ بنیہ و عقیلہ بنیہ سنت و جماعت کے خلاف ہو کر
 ضرب ملکوی کا مخالف حضرت اہل سنت و جماعت کو مخالف معاویہ بنیہ صلیبیہ کے ہوا ان دیکھ کر عشاء پر کہ اگر کسی شہر کو
 حقیق سب کچھ درست بنا لیں میں اور بڑا قول افعال بالکل مخالف قرآن و حدیث و اہل سنت و جماعت ہوں تو مخالف
 صلیبیہ قرآن و احادیث کو قرار دیا کہ کتابت کو کتب میں اور صحیح قول اہل سنت و جماعت و معاویہ بنیہ صلیبیہ سے ہرگز نہیں
 دیکھ کر ملکوی کا کلامی اگر باہر بنیم محمد حسین فقیرینی کا یہ سلفہ تالیف فتویٰ میلاد کہ حسین لکھنوی مولوی اسماعیل کو حیرتا
 و قطعاً جنتی کہتا ہوا ہے کہ اسے حیرتا کہ اس میں ایک صاحب کے رو میں کہ اوہ ہوں خدا ترانہ شہیدی کے حق میں کہ کیا ہوتا ہوا جو
 اونکی ہوا اس میں ہے کہ خدا نے شہیدی کا اہل خیر ہو یہی حدیث بن عثمان بن مغلوں کفر کے پیش کر کے خدا کو مخالف
 علم غیب بتاتا ہوں اور ان صاحب کے عرض اس علم غیب کا کہ تاہم لکن ملکوی کو کسی جوابی نے آج تک مولوی اسماعیل کو غلطی
 جنتی کہہ کر کہ یہ دعویٰ تھے علم غیب کہتا ہوا جو جب عثمان بن مغلوں کو حق میں جو جلیل القدر صحابی ہا ہیں
 میں نے جنتی کہتا ہوں اس عورت کا پسند نہ آیا تو مولوی اسماعیل کو کہ نسبت مٹے نہیں رہتی ہیں یہ کس طرح آنحضرت صلیبیہ
 کو پسند نہ آیا ہوا ایسا کسی جوابی نے ملکوی کو اسے کہا ہوا گا کہ وہابی لوگوں نے اسے سب کچھ کہہ دیا درست جانتے ہیں اور
 ایسی معاویہ بنیہ و قول اہل سنت و جماعت ہوا اور شہدوں کے حقیق حجت نہیں جانتے ہیں ایسے ایمان کہ فتنوں اس کے
 معلوم کرنا چاہا کہ کتابت ان اولیاء اللہ تھو کہ مولوی اسماعیل کو ولی جانتا ہوا جانتا چاہا کہ کہہ جانتا اس میں کہ مولوی
 اسماعیل مستحق اور مخالف شرع نہ ہو ورنہ جسطرح وہا یہ انکو مستحق کہتے دیکھ کر لوگ اور ملکوی ایات و احادیث وغیرہ جہاں
 بتا رہے ہیں چنانچہ وہ اسکا کہ کہ بار بتالی کے قابل تھے اور وہ معلوم ہو چکا کہ یہ مخالف ایات و آئینہ و اجماع سلفہ مخالف
 اس کے کوئی ایسا کذاب یا سبائی کا قابل نہیں اور یہ ہی معلوم ہو چکا کہ آنحضرت صلیبیہ کو سانی بنیہ شہادت
 نہیں ہے اور فقید شہدے کے منکر ہے یہی مخالف اجماع کہ جس میں ایسے شخص کو کوئی متقی کہیگا ملکوی کوئی کہہ کر دیکھ
 اگر حاجت نہیں ہے پس اول تو متقی ہونا متقی نہیں انکو محمول سے متقی ہونا ثابت نہیں ہو سکتا ہر دوری بالضرر
 والہ تقدیر متقی ہونا جو کہ معلوم کر سکتے ہو تو باعقد ظاہر اعمال کے متقی ہونا معلوم کر سکتے ہو اور اعمال ظاہر سے ہوا ہی
 نظر و عین چہرہ معلوم ہوا پس اس کی نام نہیں تاکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ مقبول ہیں اور چہرہ میں اور جو جہاں
 جنت میں ان جاری نظر و عین چہرہ معلوم ہوا پس اس کی نام نہیں تاکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ مقبول ہیں اور چہرہ میں اور جو جہاں
 خدا تعالیٰ کے نزدیک اعمال اس امر کا متقی نہیں کہ وہ شخص متقی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہو چکا کہ اور یہ ظاہر ہے کہ

[illegible]

اور کما عقیدہ علم بالذات ہونے اور متصرف بالذات ہونے کا وجود ہوتی میں تو بصورت مذاخطاب کو اور کما عقیدہ
 خدا اور کما عقیدہ شریعت کی تائید ہوتی ہے تو در صورتیکہ یہ امر مضمون بلکہ حکم یقین ہے الم اور اسی قسم کے گنگوئی
 محکمات میں کہیں کہیں استعارہ کی غلبہ طرح ہے کہ کین صلیبی محفل میلاد مصر دم و شام وغیرہ میں کہیں بیٹوں کے بیٹے
 بلا واسطہ محفل میں شامل ہونے والے فساق و فحاشی کے ہوتے ہیں کہیں ہی تمام صلیبین ہوتے ہیں تمام ہونے
 گنگوئی کا ادا و غیب دانی پر زائل ہونے کے ان تمام اقوال لکھ کر عقائد کی خبر دینا واضح و واضح ہے اور عقیدہ ولین یوسیل
 ہوا کرتی ہو اسکو ہی صاحب عقیدہ اور عالم الغیب خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے جب یہ گنگوئی کا عقیدہ و امر قلبی بتا کر تو
 بلاشبہ یہ ادا و غیب دانی ہے گو زبان کے انکار ہے ادا و غیب دانی کا یہ گنگوئی کہے کہ اسے خوب ادا و غیب دانی ہے
 خود کے حق ادا و غیب دانی کرنا اور آنحضرت صلیم کے غیب دانی کا انکار کرنا اور آیت عنہ مفاع الغیب نحو ادا و غیب
 لاوری میں لکھا اور عبارات عقائد و فقہ میں لکھا اس کی گتیا کہ ان احادیث و روایات یہ گنگوئی و دیگر روایات
 خود کے حق تعالیٰ میں جانتے ہیں اور خود آنحضرت صلیم غیب میں زیادہ جانتے ہیں ایسے ایمان پر فحش و
 اور ہر بی بے انصافی اس فرقہ کی ہے کہ اول مذاخطاب آنحضرت صلیم کا انکار محض تھا اور یہ روایات و روایات
 گتیا رہی جاتی کہ مذاخطاب حاضر کی ہی دے ہوتا ہے اور غیر حاضر کو نہ شکر اور گنگوئی ہونے کے میلاد و تہنیت کہتا
 کہ آنحضرت صلیم کو کوئی حاضر و ناظر جانیگے تو کہنے ہے اب ملو خدا نواز ہے جب براہین قاطعہ اور اساطیر شریعہ کے تحقیق
 و الہامی جواب دیا اور گنگوئی عقیدہ مذاخطاب کرنا آنحضرت صلیم کو ثابت ہونے کے اشارے تو اب یہ سب ہر بی بے
 واز کا بے فعل غلط ہے کہ مسلمانوں پر بہتان لگانا ہے کہ وہ آنحضرت صلیم کو علم بالذات کا جاتے ہیں اور آنحضرت صلیم
 علم مستطالی کے قائل ہیں یہی آنحضرت صلیم کو علم سلیم جہاں میں کہ بدین علم دینی خدا تعالیٰ کے آنحضرت صلیم
 ہمارے مذاخطاب کو جانتے اس بہتان ظلم کا کیا امکان یا تو اسے عقل والا ہی تسلیم نہیں کر سکتا ہو کہ کوئی اہل اسلام علم
 و خاصیت عقیدہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلیم کو بدین علم دینی خدا تعالیٰ کے علم مذاخطاب کا حاصل ہو جانا یہ یقیناً
 بہتان ہے اور ظریف یہ کہ گنگوئی یہ عقیدہ لکھا ہوا یقیناً بیان کرتا ہے چنانچہ صفحہ ۲۷ سے اوپر دیکھو ہوا گنگوئی کا کہ
 یہ مضمون بلکہ حکم یقین ہے ایسے ایمانی وجہ شری کا کیا امکان کہ روایات آنحضرت صلیم کی حضور کے ہاتھ لکھتے
 علم میں بنا کر لکھا کرتا ہے اور عقائد و روایات ہونا اس طریق سے ثابت نہیں ہوتی بدین ان طریق یقین ہو جانا یہاں
 کہنا ہے ایسے جاہل مجمل مرکب کا کیا علاج ہے ایسے بہتان اپنی طرف سے لکھا کہ صلیب کو کافرنا اس گنگوئی کے نزدیک
 جائز ہے تو مولوی اسماعیل نے جو مسکن کذب باری تعالیٰ اور بہانی ہونا صلیب کا بیان کیا وہ ان اور گنگوئی وغیرہ کو انکار
 محفل میلاد کرتے ہیں تو وہ ان ہی کوئی یہ کہہ سکتا ہو کہ مولوی اسماعیل نے مسکن کذب و قوی کذب مراد لیا ہو اور بہانی کہتے ہیں

عقیدہ یہی ہو کہ آنحضرت صلعم غور بادشہن ذلک دوسرے لوگوں کے متبہ میں برابر میں اور سیلا و شریف کے محفل کا کائنات
اس لیے ہے اور نہ وہ خطاب آنحضرت صلعم کو اس لیے منع کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کو اپنے عقیدہ پہچان نہیں جاتے ہیں اور جو
ان کے مقتدروں مولوی قاسم وغیرہ سے جو اشعار مذکور خطاب کیے ہیں وہ بھی علم الذات کے عقیدہ سے کچھ نہیں سمجھتے
ایمان ہو کہ انگلوی بتاتے ہو کہ فرزند شریک ہو گیا ہے وہی حال ایمان ان ہوا میاؤں کے منہ اور کھانہ ہوا اور جو جوابات
یہ انگلوی انگلیں پیٹے انگلیوں پر اپنے مقتدر و نگہ فرزند شریک ہو گیا ہو کہ وہی جوابات ہمارے طرف جانا چاہئے اور ان کے حق میں وہ
آیات واحادیث پیش کریں گے جیسے ایسی برہمگانی مسلمانوں کے حق میں جائز نہیں ہے اور وہ عبارت فقہاء پیش کریں گے جن کے
خطا ہر ہے کہ ایک کم سو احتمال کہنے کے بعد میں اور ایک احتمال ایمان کا سو کہ تو مفتی کو یا یا کی احتمال پر تو کمال غفلت
کر کے مسلمان کہنا چاہئے اور ان ایک کم سو احتمال کی طرف التفات کر کے فتوے کہ فرزند جانا چاہئے تو ہمارے پاس ایسے ہی
آیات واحادیث و عبارت جانا چاہئے اور انگلوی اس لیے ہر اور اپنے مقتدروں پر یہ بہتان قرار دے کہ وہ آنحضرت صلعم
کو برا جاتے تھے اور مولوی قاسم وغیرہ نے علم الذات کے عقیدہ سے یہ اشعار مذکور خطاب کیے ہیں تو اسی طرح ہمارے
سم خیال کر کے کہ انگلوی نے دعویٰ مسلمین پر یہاں عقائد مذکورہ کا لٹکایا ہے الغرض جو جوابات انگلوی دیے گئے ہیں
سب پر کھینچے ہیں یا تو دونوں کا فرزند شریک ہونا یا فرزند شریک ہو گیا ہو کہ وہی کو ہوا دونوں کو مسلمان ماننا چاہئے اور ان عقاید کی نسبت
عوام کی طرف کر کے یہ بہتان لٹکانا انگلوی کا ثابت ہو گا اور نہ وہ خطاب آنحضرت صلعم کو جائز ہو گا اور کہ فرزند شریک ہونا
انگلوی کا باطل ہو گا اور مقصود ہمارا حاصل ہے اور ہو گا اور ہر طرح اپنے مقتدر و نگلیں اشعار و کتب میں مذکور خطاب میں غرض
بتاتے ہیں اسی طرح یہی شوقیہ میں اور ان کا سا کا بر صفت و صورت منع کرنے شوقیہ ہونیکے ہم ہی مولوی وغیرہ کے اشعار
مذکورہ کا شوقیہ ہونا منع کرنے الغرض یہ تمام تقریر انگلوی کی لغو و بوجہ اور بڑیاں صرف ہے اب حال آیت عند
صفاء الغیب جس کے غیب دانی آنحضرت صلعم کا یہ انگلوی انکار کرتا ہے معلوم کرنا چاہئے جلالین اور طہطاہی علم ہی
پڑھ لیتے ہیں اوس میں ہی موجود ہے کہ اس میں کس آیت میں جب کو سوائے خدا تعالیٰ کوئی نہیں جانتا ہے وہ
پانچ چیزیں ہیں جو قول تعالیٰ عندہ علم الساعة الا میں مذکور عبارت جلالین کی یہ ہے وعندہ مفاہیح الغیب
اور الطریق الموصلة الى علم الا بعدلہا الامور فی الخمسة الحق فی قلوبہ ان اللہ عندہ علم الساعة الا میں
رواہ البخاری انتہی اور مشکوٰۃ کے کتاب الصلوة باب فی المات میں ہی موجود ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں مفاہیح
الغیب باع میں عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفاہیح الغیب خمس ثم قرأ ان
اللہ عندہ علم الساعة الا میں بخاری انتہی پس انگلوی کتب جلالین و مشکوٰۃ دانی تک ہی
جہیں پہنچا ہے جو معلوم ہوا تاکہ اس عجیب شیان جسے مخصوص ہر دو میں محفل سیلا و شریف وغیرہ سوائے ان شیان

کہ ہے اور جس علم کی نفی اس کے نہیں ہو سکتی ہے اور عموم ملاوٹ اس آیت میں نہیں یا انگلوی کا سیغ علم سے نکل ہو گیا
 ہو دے لکن تقدیر و عناء آخری پوشیدہ کر کے غیر در حد تعالیٰ اور رسول اللہ صلی علیہ وسلم پر معافی آیت کو محمول کر کے منسخر
 بالرائے سوانح اور مستحق عذاب نارنگا بنا ہے اور اس نے عقل والا منصف ہی جانتا ہے اگر اس کی تسلیم آیت غیب خاص پر
 محمول نہ ہوئی اور بدون تخصیص عام قرار دیا و لیکن تو انکو محبت بنا کر امور آخرت و جنت و عزی و غیر کے حالات کو ویر
 اضبا غیبیوں کو جو آنحضرت صلی علیہ وسلم نے دی ہیں انکا انکار کرنا لازم آویگا و تمام معاملہ دین کا دہرہ و ہر دم سو جاو گیا اور جیت آیت
 اپنی کلیت عموم پر نہیں ہیں جیسا کہ یہ امر واقعی و نفس لامری لڑکبری و دلیل کا یہ نہیں واقع ہو سکتے ہیں اور سطح
 و دلیل انگلوی کی کہ عقل میلاد کی خبر آنحضرت صلی علیہ وسلم کو مثلاً ہو جائے خبر غیب کی اور خبر غیب بدلائل ان آیات کے مخصوص
 ساتھ خدا تعالیٰ کے ہے پس یہ خبر عقل میلاد شریف کی ہی مخصوص ساتھ خدا تعالیٰ کے ہے اور جب مخصوص جہت کے
 کی ہو سکتا آنحضرت صلی علیہ وسلم کو یہ نہیں ہوتی ہے ہرگز نہیں بن سکتی ہے اس واسطے کہ خبر غیب مخصوص ساتھ خدا تعالیٰ کے
 ہو سکتا ہے نہیں ہے دلیل اس امر کی آنحضرت صلی علیہ وسلم کو ہی خبر امور امور آخرت وغیرہ ذاتی کی کی طرح حاصل ہے پس
 مخصوص ساتھ خدا تعالیٰ کی ہی خبر غیب نہیں اس کے کما آیت استدلال انگلوی وغیرہ و ما بیک باطل ہے یہی جواب
 حدیث ثمالاوری کا ہے کہ اس کے عموم ملاوٹ ہونا کہ خبر عقل میلاد و خطاب آنحضرت صلی علیہ وسلم کو ہی یہ حدیث شامل منسوخ ہے
 ما یفعل علی و لا یکر جو اس عدم علم کا مقول ہے قطعاً اس کے غیر میلاد و نزول خطاب ظاہر ہے پس ذکر اسکا اسکا
 یہ عمل ہے اور بطور دلالت اس کے کوسادات کو محمول ہی منسوخ ہے دوسری یہ کہ اس حدیث فرشتہ عثمان بن مظعون
 کی جنتی ہوئی خبر آخری آنحضرت صلی علیہ وسلم کے حضور میں تو اس کلام کا اسکو سواد ہی کے حصہ میں آنحضرت صلی علیہ وسلم کے
 علم جزئی غیب کا وہ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے منع فرمایا یعنی یہ کلام کنایہ ہے عدم تصریح علم کے تحقیقی اسکی ملاوٹ میں کیا
 ملاوٹ اگر محمول معلوم لکن تفسیرا مالات کو خدا تعالیٰ جانتا ہے یا یہ کہ وروا اس حدیث کا قبل نزول آیت بیغ تک
 انشاء تقدم من ذنبک و ما نخرکی اول عاقبت میں ایہام تھا بعد سے لفتی بالتحقیص خبر عاقبت معلوم ہوئی
 شیخ عبدالحق دہلوی نے اسی حدیث کی تحت میں یہ فرمایا جو ائمہ نے بیان کیا ہے پس اس کے یہ ہرگز مفہوم نہیں کہ
 غیب کی خبر کو کوئی ہی آنحضرت صلی علیہ وسلم کو معلوم نہیں اس سے انگلوی بالکل اس کے ہی حاصل نہیں ہے آنحضرت صلی علیہ وسلم
 جہ میں کہ وہ مختصر ناری کا یہ حدیث ہے عن بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن ابیہ صلی علیہ وسلم قال ما نخرکی غیب
 خبر لا یعلمها الا الله لا یعلم ما قد افاض فی المظاہر اجد الا الله ولا تدری نفس باشی خلوت الا الله ولا یعلم
 متى تقوم الساعة الا الله اس کے مانج پر مخصوص ملاوٹ میں اس کے تحت میں حاشیہ علامہ فاضل محمد شذوئی نے
 مطبوعہ مصر کی صفحہ ۲۲۰ میں ہے تحت قول لا یعلم ما تفسیر الا جہام الاسد کی کہ یہ حصہ بہ نسبت عام کی یہ خاص کے

اسلئے کہ وہ ہر جگہ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے دنیا سے اس وقت خارج کیا کہ اس شیعہ پر اطلاع ویدی عبارت ہے
 و هذا المحصور بان بعض الاولیاء لا یكشف وجوب بان هذا المحصور بالنسبة للعامة لا انحصار
 وقد ورد ان الله يخرج النبي صلعم من الدنيا حتى لا یطعم علی کل شیء اور اس کے تحت من ولا یعلم
 متى تقوم الساعة الا الله کہیں کہ ان بات پر نیز کہ علم فی ذاتی بلا واسطہ سوائے خدا تعالیٰ کے کیس کو نہیں کہ
 پس انکا علم اس صفت سے خاص خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے مگر بلا واسطہ اسکا ہرنا مخصوص خدا تعالیٰ کے ساتھ نہیں کہ ہرنا
 یہ ہے قال بعض المفسرین لا یعلم هذا الجنس علماء الدین اذ اقبلوا اسطفا لا الله فالعلم بهذه الصفة
 مما اختص الله به واما بواسطة فلا یختص تعالیٰ اس کو خاص ہے کہ ہر طرح سے ان اشیا سے اس کا علم نہیں
 خدا تعالیٰ کے ساتھ نہیں ہر اور ہر صفت نسبت عام کے نہ بہ نسبت خاص کے پس نفی علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وجہ سے
 کیلئے ناجائز کہ صرف ہے اور بحر الرق وغیرہ کے حوالہ سے جو یہ مسئلہ لکھا ہے کہ گواہی خدا تعالیٰ و رسول صلعم کے کلام
 کو ہے تو کافر ہو جاتا ہر باب اور کمال سند و حجت میں ہے تزیج بشہادۃ اللہ و رسولہ تو بخیر بل قبل و بعد
 و الله اعلم انتہی اس میں خدا تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت سے نفع کو مانا جائز تھا ہر اور یہ کہ کافر ہوتا ہے اسکو
 ساتھ صیغہ فیض کی بیان کیا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ کافر ہو سکا قول ضعیف ہر اور اس قول ضعیف سے کافر ہو جاتی
 ہر ہر بیگزاری ہے کہ شہادت خدا و رسول کے ساتھ نکاح کر سوائے سے حلیم کو حلال کیا اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے سری کو
 جنس آدمی کے دوسری شہادت سے نکاح حلال نہیں کیا ہر اور اس شخص سے سوائے جنس کے غیر کی شہادت سے
 نکاح کے حلت کا اعتقاد کیا اور بعض نے یہ وجہ بھی گزاری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم الغیب جانا اسوہ کو علماء و
 رو کیا کہ اس کے کافر نہیں ہوتا ہر سوائے کہ بعض چیزیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ پر پیش کی جاتی ہیں آپ
 بعض غیب کو پہچانتے ہیں اور اس بعض غیب وافی برکت عالم الغیب فلا یظهر علی غیبہ بعد الا لمن اراد
 من رسول کو محنت قرار دے چنانچہ فیل کی فری کی تحت میں مھٹا کو میں ہر عمل و وجہ اندر حلال ماحولہ
 لان الله تعالیٰ لم یحل المنکاح الا بشہود الجنس فلا یعتقد لکل بنیہ ذلك فقلد مخالفون و
 الملتفی لانداعی ان الرسول یعلم الغیب قال سیجی زاد نقلا عن التائرا لا یکفر لان بعض الاشیا
 تعرض علی ووصلی اللہ علیہ وسلم یعرف ببعض الغیب قال الله تعالیٰ عالم الغیب فلا
 یظهر علی غیبہ احد الا لمن اراد من رسول اللہ انتہی اور رد المحتار میں بھی تار و خانہ و محبت سے
 نقل کیا کہ طے قطر میں ہر کہ کافر نہیں ہوتا ہر اسلئے کہ ان اشیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کئے جاتے ہیں اور اس کے
 بعض غیب جانتے ہیں اور کتب عقائد میں ہر کہ کرامات اولیاء میں ہے ہر کہ ان کو اطلاع بعض غیب پر ہر کہی ہے عبارت و

کی یہ قول معتدل یکفر، لہذا اعتقاد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب قال فی التسخیر خانیۃ وروح الخانیۃ
 فی المنتظر ان لا یکفر لان الاشیاء مقصود علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان الرسول یعرفون
 بعض الغیب قال تعالیٰ عالم الغیب فلا ینظر علی غیب احد الامن ان رخصی من رسولہ وقلت
 بل انکھروا فی کتب العقائد ان من جملة کلمات الاولیاء ما الاطلاع علی بعض المغیبات وروا
 المعتزلة والمعتزلاتین بحدیث الایۃ علی غیب ما بان للرداء الاظہار یا ما اسطر والرداء من الرسول
 الملک اسی الاظہار علی غیبہ بلا واسطۃ الا الملک ما النبی والاولیاء فی ظہرہم علیہ یواسطہ
 او غیرہ وقل بسطت الکلام علی هذه المسئلة فی رسالتنا المسماة بسلم الحماة عندی انصر
 سبلنا خالداً فی شہادتہ فی ارجعہا فان فیہا فوائد قصیدہ تعالیٰ اعلم انتمی بس شہادتہ
 تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے کافر جو نکاح مسئلہ ضعف کی طرف غلطی سے صاحب و مختار ہے
 اشیاء کریمہ اور طوطی و تاجانہ اور حجت و مانتظر و القہار کی مصنفین کے نزدیک کافر نہیں ہوتا جو ان
 مصنفین اور اہل عقائد کے نزدیک رسول و اولیاء غیب کو جاتی ہیں اور دلیل ان حکماء آیت قرآنی عالم الغیب
 فلا ینظر علی غیبہ الا بحکمہ پس غیب و انی انبیاء علیہم السلام و اولیاء و کرام علی اہل سنت و جماعت مصنفین کتب عقائد
 وغیرہم ثابت ہوا و شہادتہ خدا تعالیٰ رسول کافر جو نکاح مسئلہ ضعف و غیر معتبر عند المحققین ہے اس گنگوی
 حق پرست نے اپنا عقیدہ فاسدہ کہ ثبوت کیونکہ مسئلہ حق و معتبر علی تحقیق کو پوشیدہ کیا اور ضعیف لکھ کر جلا
 و سفہا کو دھوکہ دیا جانے اور اختلاف تحقیق کو دگر بنی لکھا تاکہ واقف لوگ بھی دھوکہ کھا دیں کہ متفق و قوی مسئلہ کے
 شہادت کے ساتھ بخلی کر کے کافر جو جانا پر مسلمانوں کے کافر بنائیں یہ وہابیہ جسے کوشش کرتے ہیں اور معتبر ہی اس
 ناواقف و حق پرست نے خیال کیا کہ مسئلہ ضعف کے موافق حکم و فتوے دینا جہل و خرق اجماع و ان حکم و الفتیہ بالکلی
 المروج جہل و خرق المذہب و مختار میں جو جو دیس طائفہ اجماع کے یہ گنگوی اس فتویٰ کے ساتھ قول
 مرجع کے ہوا جو حرم دیس سمجھیں ہی کہ تکبر حرام کا ہوا دوسری یہ کہ انکار غیب و انبیاء و اولیاء کے مخالف آیت قرآنیہ
 دلیل تحقیق نہ لکھو بلکہ مسئلہ حرم دیس کی ایک طرح مقبول ہو جو اور یہ خود گنگوی محض میلاد و شریف کو بارہ میں
 باوجودیکہ وہ مخالف و مقابل نفس ہی ہیں قطعاً جہل و حیل و مایہ کر کے مقابلہ پس تا کہ کتابی کرکڑوں علی کا تو حق
 مقبول نہیں ہے اور حد ہزار ہوں تو مقبول نہیں ہے اور حفظ فاکہانی کے الفاظ سے تمام جہان قول باطل ہو جانا محض
 جواز کے ہونے کی وجہ سے انہی کے سبب انہی کے انحراف کو کہ باوجود مخالفت و لکھا علی تحقیق کے کہ کافر کا قائل ہوا اور
 انکار غیب و انی کا کرنا جہل و دیس بات پر کر دیا یہ چند واسطے عقائد و اعمال میں حرف بائی زبان کو حجت جاتی ہیں اور جہل و انسانی

این مصدق است بر قرآن و حدیث و اقوال علماء سنی انکوکا نہیں رہتا پروردگار کفر ایسے محسوس میں ایسا بجز
 اسور غیر واقعہ سے انکار محض کا انگوی کرتا پروردگار اس محل میں بین بعض مقابلہ و مخالفت نص بیان علماء میان کر
 بہترین اور کفر مذکور انکار کر بہترین پس انگوی عدم ثبوت کفر مذکور کیوں نہیں تسلیم کرتا اور کیوں غیبی ہی کو نہیں مانتا
 مان اسیدو سکتے نہیں مانتا اگرچہ اولیٰ ثبوت موجود ہیں کہ اوسکی عقیدہ و معبود کے سوا کسی نفس سے تو مولود نہیں ہے اور اتنی ہی
 خبر نہیں ہے کہ ایسے معاملہ میں امام بن الہمام وغیرہ محققین نے تصریح فرمائی ہے کہ غیر محمد بن کا اعتبار نہیں ہے چنانچہ فتح القدیر کے
 کتاب البغاة میں ہے کہ ہم یقیناً فی کلام اهل المذاهب انہی کثیر و لکن ایسے من کلام الفقہاء الذین ہم لاجتہاد
 بل غیرہم ولا عبرۃ بغیر الفقہاء امتحی اور بجز وہ کہ اولیٰ شہادت مذکورہ کافر ہوتا تو انکار دیا اور صاحب جو کہ کما
 کہ جب تک یہ کلام قابل حمل نہیں محمول ہو سکتا یا اوسکی کفر میں اختلاف ہو کہ اگرچہ عدم کفر کفر روایت ضعیف ہو کہ تو اوسکی کفر
 فتویٰ نہ بنا جائے اور کیا کہ اگر الفاظ کفر مذکور پر فتویٰ نہ بنا جاوے اور میں نے اس پر نفس یہ لازم کر لیا کہ ایسے ایسے کفر
 پر فتویٰ کفر نہ ہو چنانچہ علامہ شامی نے جو عبارت بجز کی نقل کی ہے اوس میں سے نقل نہ جاتی ہے والذی تحریر اولہ لا یفتی بکفر
 مسلم ممکن حمل کلام علی حمل حسن لہذا کان فی کفر اختلاف الروایۃ ضعیفۃ فاعلمی ہذا فانکار الفقہاء
 انکفار الذکورہ لا یفتی بالکفر فیما ولقد ائتمت نفسی ان لا افتی بشیء منہا اور کلام البحر المختص
 امتحی پس جب مانگے نزدیک کفر مختلف میں اگرچہ روایت ضعیفی ہو کہ فتویٰ دینا درست نہیں ہے اور شہادت کر
 کا حال معلوم ہو کہ کہ بہت محققین کفر کا انکار کرتے ہیں تو صاحب کے نزدیک اس شہادت کو سبب کفر کا فتویٰ دینا و کافرا نادر ہے
 نہیں اس انگوی سے اس عقیدہ فاسد کو سبب تمام کفر اعراض کہ کفر کا قول لکھنا شروع کر دیا تاکہ علوم سفہا مسلمانوں کو
 کافر جانیں ایسے دعا بازی دین میں کرنا ایسے انکوکا کلام جو حکوین کی کجیہ روا نہیں ہے باب المرتدین علامہ شامی بہترین
 کہ دعویٰ عدم جہت شد ہو کہ کفر کسی سبب سے جو اللہ تعالیٰ کے جانب سے خواہ امر و نہی شد ہو یا ولایت یا نہی و حی و لاہما
 کی یا طرف علامت علیمہ انہما تعالیٰ وہ علامت نرادی ہو کہ تو وہ دعویٰ علم غیب کفر کے شنی ہے صاحب بدایہ کتاب نماز
 السنو ذیل علم نجوم کی قسمیں فرماتا ہیں یا کجیہ سبب و آیات الشمس القمر حجاب معلوم ہے کہ غیر شمس و قمر کے ساتھ حساب کی ہے
 دوسری استدلالی کہ یہ نجوم حرکت افلاک جلاوت پر بقضاء و قدر تعالیٰ ہی ہے ہی جابتر ہندوستان لال طیب کہ ہے ساتھ بغیر
 کی صحت و مرض پر ان کہ یہ اعتقاد کہ کجیہ کو میں خود جاتا ہوں ہوں کسی سبب امارت کو کافر ہے یا قضا الہی مقتضی
 کہو کہ انہیں یہ حرکت فاسد ہے چنانچہ ان کو کفر ہے قلت حاصل ان دعویٰ علم الغیب معاوضۃ لنقص القرآن
 فیکفر بما الاثنا مستذلک صریحاً الاولالات الی مذہب من اذنتہ تعالیٰ کو حی و لاہما ہرگز تو اسند
 الی امامو عادیہ یجوز تعالیٰ قال صاحب الحدیث فی کتابہ بخارات النوازل و امام عالم الخیر فرمائی ہے

[illegible]

به لاقرآن شريف الحق من اوريد باطل بوليس تاويل صحيح وهي كز غيب كمراد غيبه من حجج الوقت لها مستقيمت
 كاي دوسر غيب كمراد من كرس محل من به حاصل به قول امام راضي كاهيات او كفي تفسير كمراد من به تحت ايت
 مذكوره كقوله صاحب الكشاف في هذا ابطال الكرامات لان الذين انضوا الكرامات لهم موت
 كانوا اولياء ومقضى فيلسوا برسل وقدر خص الله الرسل من بين المقضىين بالاطلاع على الغيب
 وفيها ايضا ابطال الكرامات في الصور والتجسيم لان اصحابها بعد شي من الارض قضاء واخذل في خط
 قال لواحد من في هذا دليل على ان من ادعى ان الخبوء قد له على ما يكون من حياة وموت وغير
 ذلك فقد كفر بما في القرآن واعلم ان الواحد من الخبوء الكرامات وان يلائم اوليا وقوع بعض الوقا
 في المستقبل وليست الاية الى السورتين ولحد فان جعل آية الله على المنع من احكام الخبوء
 ان يجعلها الله على المنع من الكرامات فليست ما قاله صاحب الكشاف وان زعم انها لا تنزل على المنع
 من الايامات الحاصلة للاولياء فيلزم ان لا يجعلها الله على المنع من الدلائل الخبوءية فاما الحكم بان
 انما على الايامات الحاصلة للاولياء فيجب عندك ان الآية لا دلالة لتفسيرها على شيء مما قالوه
 والذي تدل عليه ان قوله على غيب ليس في صيغة عموم في كفي في العمل بمقتضاه ان لا يظهر
 خلقه على غيب واحد من غيوبه فلهذا على وقت وقوع القيامة فيكون المراد من الآية انه تعالى لا يظهر
 هذا الغيب لاحد فلا يبقى في الآية دلالة على انه لا يظهر شيئا من غيوب الاحد والذي يؤكد هذا
 التاويل انه تعالى انما ذكر هذه الآية عقيد بقوله ان ادعى اقرب ما توقعه ان لا يجعل الله
 في ايامه على لا ادعى وقت وقوع القيامة ثم قال بعد عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا اوقت
 وقوع القيامة من الغيب الذي لا يظهر الله لاحد من الجاه فقول الله على غيبه لفظ مفرد مضاف
 في كفي في العمل به احده على غيب واحد فاما العموم فليس في اللفظ دلالة عليه فان قيل فافا
 حملتم ذلك على القيامة فكيف قال الامم ان رضوا من رسول مع انه لا يظهر هذا الغيب لاحد من رسوله
 قلنا بل يظهره عند اقرب من اقامة القيامة وكيف لا يكون الا في يوم تشقق السماء بالظهور والظلال
 تنزلا ولاشك ان الملا فكله يعلمون في ذلك الوقت قيام القيامة وايضا يحتمل ان يكون هذا اللفظ
 منقطعاً كما قال عالم الغيب فلا يظهر على غيبه لمقصود من هو قيام القيامة احدا ثم قال بعد فكل من
 من ارضى من رسول فانه يسلك من بين يديه ومن خلفه حنفية يحفظون من شئ مودة
 الا من الجحش له انه تعالى انما ذكر هذا الكلام جوابا لسؤال من سأل عن وقت وقوع القيامة على سبيل

الاستقامۃ والاعتقاد لدینہ و قائلو علم انہ لا یجد من القطع بانہ لیس مراد اللہ من ہذا الایۃ
 ان لا یطلع احد علی شیئی من الغیبات الا الرسل والذی یدل علیہ وجوہ احد ہا انہ ثبت
 بالانخبار القریۃ من التواتر ان شقاو سبطا کافا کافا نہیں بخبر ان بظہر بونیہا محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم قبل زمانہ ظہورہ و کان فی العرب مشہور یہذا النوع من العلم حتی رجع الیہ ما کہی فی تعرف
 اخبار رسولنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثبت انہ علم فی قد یظلم غیر الرسل علی شئی من الغیب
 وثانیہا ان جمیع ارباب الملل والادیان مطبقون علی صحۃ علم الغیب و ان العابر قد یخبر عن وقوع
 الوقائع الایۃ فی المستقبل و یتوکل صاف فیہ وثالثہا ان الکافۃ البغدادیۃ التی علیہا السلطان
 سفجور بن ملک شاہ من بغداد فی خواصاں و سالہا عن الاحوال الایۃ فی المستقبل فذکرہا شیانہ
 ثم انہا وقفت علی وفق کلامہا قال مصنفہا کتاب ختم اللہ علیہ بالحق و انہا قد رأت اناسا محققین
 فی علوم الکلام و حکمہا عنہا انہا انہا خبرت عن الاشیاء الغائبۃ اخبارا علی سبیل التفصیل و ہا
 تلک الوقائع علی وقوعہا و بالغ ابو البرکات فی کتابہ الغیب فی شرح حالہا و قال لقد انقصت
 حالہا مدۃ ثلاثین سدت حتی تیقن انہا کانت تخبر عن الغیبات اخبارا مطابقا و انہا انہا
 نشاہد فی صحابہ الایہامات الصادقہ و لیس ہذا مختصا بالاولیاء بل قد یوجد فی الصحابہ
 من یتوکل کذلک و یوحی الالہامات الذی یتوکل الہم الغیب علی درجۃ طہارۃ یتوکل کذلک فی
 کثیر من اخبارہ و ان کان قد یذب الباطل فی اکثر ذلک الاخبار و یوحی الالہامات الخسومیۃ لہ
 مطابقتہ موافقۃ الامور و ان کان قد یکذبون فی کثیر منہا و اذا کان ذلک مشاہدہا محسوسا
 فالقول بان القرآن یدل علی خلافہ ما یجوز الطعن فی القرآن و ذلک باطل فعملنا ان لا تأویل
 الصحیح ما ذکرناہ و اللہ اعلم المتقن دیکر علماء محققین تو سوائی رسول مانند نجومی و ساحر و غیر ہم کے
 حق میں قائل ہیں کہ انکو خدا تعالیٰ کی طرف سے عیب کچھ جاتی ہے اور یہ امر مشاہدہ محسوس ہے اگر یہ کوئی کہیگا کہ
 قرآن شریف اس پر دلالت کرتا ہے کہ کسی کو خیر غیب کی نہیں ہوتی تو خلاف احساس و برائتہ ہوگا اور طعن قرآن
 پر لازم آوے گا کہ برائتہ کے خلاف دلالت قرآن کی ہے اسلئے اس قسم کی آیات کو محققین غیب فاضل سمجھ کر تے
 نہیں اور یہ گفتگو ہی معتزلہ سے ہی برعت میں زیادہ جزو بحثی صاحب کشف معتزلی ہے وہ ہی رسول کے حق میں غیب
 پر اطلاع ہونا قبول کرتا ہے اور یہ گفتگو ہی رسول کے حق میں قبول نہیں کرتا ہے اور اہل سنت و جماعت کے محققین کو معلوم
 ہو کہ وہ رسول اولیاء و غیر ہم کے حق میں ہی قبول کرتے ہیں اور اس قسم کی آیات جو بظاہر باطل ہیں اطلاع خبر غیب سے

[illegible]

کافر نہیں ہوتا ہے فقط کہیں کہیں ردہ فہموال مستبدع انتہی میں نہ ہو کہ گنگوہی کا کہ دلیل قطعی نہ ہو اسکا اعتبار نہیں ہوا اور اس کا انکار کو جتنی کرتا ہے اسقاطیہ در نہ معراج جنت و عرش وغیرہ تکسکو بارہ میں خبر احوال و نظیرۃ الدلائل کا اعتبار نہ کرتا اور جنت و عرش وغیرہ باہک معراج ہونیکا انکار کرنا گنگوہی پر لازم ہوگا اور مستبدع وصال ہونا نہ ہوتا ہونکا ان کو کسی عقیدہ و عمل دلیل قطعی الدلائل سے ثابت ہوگا اور کسی دلیل نظیرۃ الدلائل کو اس عقیدہ و عمل کے خلاف ثابت ہوگا تو اسوقت وہ دلیل قطعی الدلائل و احوال کا نہ قطعی کی غیر مقبول ہوگی اور اسقاطیہ قرار دیگا اور جو اس سے ثابت ہوگا اور اس کا انکار کیا جائیگا اسلئے کہ اس سے مرض لازم آتا ہے قطعی الثبوت کا اور یہ نہیں ہے کہ بدوں مقابلہ و مناقضہ قطعی کسی عقایدین دلیل قطعی و احوال کا اعتبار کی طرح کر لیا جائیگا اور اس کے موافقین نہ کر لیا جائیگا اور اس سے جو ثابت ہوگا اسکا انکار کیا جائیگا اور اس کا ابطال ان کے کہ باوجود قیام دلیل قطعی و اسکو موافقین نہ کر لیا جائیگا کہ بدوں دلیل کے اس کے مخالف کا یقین باطن کیا جائیگا صحیح پیراج یا بیج مرحوم کی جو باطل ہے اور کیا معین نہیں ایسی اسباب و حقائق و امیر میں ہی اور دیکھو و لوی قاسم نے اس عقیدہ بن عباس سے کل ارض بنی لیکم الخ کو جنت اس امر کی قراری ہے کہ چہ محمد دوسری طبقت زمین اسوائی آنحضرت صلوات اللہ علیہ اور دوسری ہی تھے اور اس عقیدہ کو محمد پر طبقہ زمین جاتیکا اس سے ثابت کیا اور اس اثر میں تاویل کرنے والا کو فرقہ بدیع میں شمار کیا اور خود آیت قرآنی خاتم النبیین میں تمام امت کے خلاف تاویل کے باوجود بیک قاعدہ یہ کہ کفار میں کبریت مابین حدیث صادقہ و قرآنی کبریت میں تاویل کرنا چاہیے تو اسوقت گنگوہی یا دوسری کسی وجہ سے یہ کہہ لیا کہ ایسے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہاں تک کہ میں یہ مقبول نہیں ہے خصوصاً وقت مناقض کر اس عقیدہ سے جو موافق قرآن و طالع کرے اسوقت یہ گنگوہی ان تمام اشخاص کو کر لیا اور یہ سبلی قاسم کہ اسکو مقتدا و پیغمبر تھے انکو پسند کر لیا اور ایسے اول پیش نکین اور یہاں وہ اول بقاعدہ سلف اوزار و بارہ امور مجلس میلاد شریف مابینوں یہ وہی بات ہو کہ خود کہ حق میں کوئی دلیل شریعہ نہیں قرآنی ہی ہے اور خود جو کچھ کہیں اگرچہ فسق و کفر و بدعت سب درست ہو جائے اور ایسے لوگوں کے یہاں کیا کیا شکناں باوجود کس کس کو دستے اول پیش کریں اور نہیں اول پیش کر دیکھ کر کیا عمل انکرا عمل اہل عقائد نہیں تو ان دلدل سے امر میں کریں ایسے ایسے دہائیات و مغرضات اس طرف کی بہت ہیں مسئلہ بالذکر میں جو چاہیے دلیل بناتو میں جس دلیل کھانا مانا جسکو چاہا مانا ماحولہ اوزار سلف نے یہ عرض فرمایا ہے کہ صرف ذکر کیا کہ مجلس میلاد شریف غیر مشروع ہے اسلئے کہ شیعین میں یہ کہنے والا اور دائری منہجے لوگ آفرین پر مولف نے جو میں کہ یہ سب ہم شریعت مجلس کی لولام نہ تھا کہ ہمیکہ و دلع میں ہی دیکھے لوگ آفرین وہ مجلس ہی غیر مشروع ہونا چاہیے اور وہاں میں ہونا درست ہوگا تو گنگوہی کو دیکھو صفحہ ۶۸ میں کہی قزایسے لوگوں کی درلات کر نیکی کے ساتھ حق میں کرتا ہے اور کسی جواب میں مولف اوزار کے کہتا ہے کہ ایسے باطن صلوات خستہ و عیدین میں آئے تو کوئی من اسلئے کہ فیض بر او قدرت ہو اور اوزار کو یہ صلوات کو ترک نہ کرنا چاہیے کہ یہ فیض واجب میں اور نکاح میں ایسے امور ہوں تو ترک نہ کرنا چاہیے اور اسکو کو طلب کیے کہ ترک نہ کرنا

کہ حرام ہوا آپ فلا تقدیر لہ الذری اور حدیث لا یاکل جماعک لائق ذکر کی اور عبارت شرح منہ المصلی و انخان مع
 ۲ بخانہ تافہ لوصحۃ ترجمہ و جمع وان لہ ترجمہ لا یقر لہ انخان الجمارۃ امتحی اور عبارت و مختار کی نقلی ولایت لہ
 اتیانہما لاجلہما لان لسنۃ لا تشرک ما افترن بعد من لہ عتہ و لا یزالو لہ تہجبت تفرق حصوہ بلکہ عتہ
 فیما لطارق بانہم لو ترکوا المشی مع الجمارۃ لہو عدل ما فتنہما لولا لکن ذلک لولیتہ پر یہ فرض کیا ہے
 بنی کرنا واجب ہے لیکر گناہی ہو جائے حال جواب عیدین کا ہو اور مستحب میں ترک کرنا مکمل ضرر و محبت اگر ضیافت کا مال
 لکھا گیا اقول و باشد التوفیق شیخ عبدالحق دہلوی جواباً منہ المعروف کہ فضل مال کے دوسری حدیث کی تحت میں فرمایا کہ
 اور لغت حدیث و مدارات بیک آمدہ مستاد شریع رخصتی اور مدارات آمدہ و مذموم نیست بلکہ بعض مواضع مستحب است
 و فرق میان مدارات و مدارات چنان کنند کہ مدارات انچہ محبت مضطربان و نگاہ داشت از تشویش وقت و دفع غلطی لان بسیار
 و مدارات انچہ برای حفظ نفس و طلب دنیا و جلب منافع اندر دم و باکی اردین بکشد نہی خلاف ہو کہ مضطربان گناہی کی وقت کی
 پریشانی سے اور دفع غلطی لمونی غیر شرع کو گوئی کہ موافقت کرے اور مدارات یہ جو مخالفت جان و طلب مال دنیا و
 کو گوئی کہ اور بیکاری و غیر محبت کے موافقت کرے جب حال مدارات و مدارات معلوم ہو اور مدارات رخصت مدارات طاری ہوئی
 بلکہ بعض مواضع میں مستحب ہوئی تو لگوئی کہ مدارات پرطن کرنا جائز و سفایت و ہر عقد و محبت کے موافقت کرے رخصت پر عمل کرے
 وائی کو محرم رخصت قرار دیا اور حدیث رخصت کی محبوب ہو کر ماہ میں بغیر سند کے کتاب کو تہذیب علیہ السلام ان دفعہ محبت
 ان یوقی رخصت کی ایک بیان یوقی غیر احمد او سند و ب و عدم عمل کو رخصت بقدری فی حدیث و قد قرأنا اور مدارات
 کی رخصت شریعت ثابت یہ بیان خود اس حکمرانامو جب طعن کرنا نا ابا مصداق حدیث و نہ یک بقدری حدیث و سند کا انگوی
 کیوں ہو ان انگوی کا ایمان قرآن حدیث پر نہ ہو کہ انگوی بروی دلیل اسکی بیان کئی ہوئی حجت ہوئی اور اولاً انوار نے
 جو اعتراض کیا تھا جاس طرح و عیدین ہی ایسے لوگوں کی شرکت میں مشرور ہو چکا ہو تو اسکی جواب میں یہ کہنا کہ اصلوات
 خمسہ مصیبتیں ہیں کوئی آگے تو نہیں من انکھ فرض ہے قدرت ہو تو انکو ترک کرے کہ فرض واجب ہیں منصفین میں
 کہ جب جواب مولف کا کس طرح ہوا مولف انور نے یہ کہ کہا تھا کہ ہی انکھ سے میلاد شریف میں ایسے لوگوں کو آگے تو نہیں من انکھ فرض
 نہیں ہو گئی ہیں بنی کرنا اور بنی کا فرض ہونا بتا نام سوال دیگر جواب دیگر استی قرین نہیں کہ مولف کا کیا اعتراض ہو اور اسکا
 کیا جواب چاہی اس کا جواب یہ ہوتا کہ کسی دلیل شریعہ اولہ اربعہ سے یہ ثابت ہے کہ دینا کہ جاس مجمع با وجو ایسے لوگوں کی
 شمول کے غیر مشرور نہیں ہو تو یہ ثابت کیا نہیں تو جواب مولف کا کہ نہ ہوا اور جب ثابت کیا اور ان مجمع کے اور
 ہی قابل رہا تو وہی اعتراض مولف انوار کیہ دلیل تھاری ناقص ہے کہ خلاف دلیل اس سے اس مجمع میں ناہم آیا گیا
 اعتبار کے نہیں اور مجلس شریف کا عدم جواز اس سے ثابت ہوا اور یہ کہ ان امور میں سے صلوات خمسہ عیدین ترک کرے کہ فرض

[illegible]

و عبارت قسمی است که بگوید اگر مسافر و کرا بعد از نماز اگر خیرین بی جا ترنین بود و حال آنکه غلط محض است بیک جهت این
 باطنی و قصبیان کردن بعد از اعراسه که جو کرده و توده کرده بود و امر فرمود که اگر کسی جو کند و توده قرآن و ذکر حکایت کند
 و دفعه ای همان کس تعبیراتین کرنا یا نوی حاجت نکرده بنین اگر چه خوف فوت بطنی که جو کند و نومین تضرع بنین سبزی این
 آن شخص بر تضرع بود و نماز وقت سے خارج کر دے ان ظن غالب تفریق جو کو تو در این زمین قال و لکن انا قال انما
 و انما کوه الخديث بعد الانواع و یحی الی اللغز الی تقویت الصبح و اقیام لیلین له عاده به و اذا کان یحی
 مهمه فلا بأس و کذا قرأ القرآن و الذکر و حکایات الصالحین و القدر و الخديث مع الصیفاء و المعنی فی بیان
 اختتام الصیفة و بالعباده کما جعل ابتداءها بالصحی و ایها من انزلت و لکن اگر تکرار قبل صلوة الفجر
 قاصد فی الامداد و یوخذ من کلامه انی یحی لکن کان کما حاجه لا یکره و ان خشی خوف الصبح لا یمنس انما و یحی
 و ای لکن علی من اخرج الصلوة عن وقتها کما فی حدیث مسلم لکن علی غلب علی غلبه تقویت الصبح لا یحی لکن
 یكون قفویطاً قاصلاً انما و ایها من یحی بر شیخ مبارک من بی فخر و این کما بتین و مسافر و کرا بعد از نماز علی با جاز کما بود و
 بخاری و مسلم سے دلیل بکڑی ہو کر حضرت امام نے بعد از عشا کو اپنی آخر حیات میں بتین کین اور حدیث ترمذی و نسائی سے
 حجت بکڑی ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ابی بکر کرا تھرا کہ مسافر کو کھٹے ٹھکانے کے لئے تھرا کہ ہر دو تھرا چھ
 عبارت پر یہ وقتاً جاز العلماء السیہد العشاء فی الخبر و استد لوفلک بما اخرجه البخاری و مسلم عن سالم بن
 عمرو قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فأتى ليلة صلوة العشاء في آخر حياته فلما سلم قال اني كنت
 هذه فان لم تنس انما سنة لا يقيم من هو على ظهر الارض و يوحى لترد في الصلوة و النسائي في المناب
 عن ابراهيم عن علقمة عن حمزة رضي الله قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسمن ان يكثر في ليلة
 في الامم من امر المسلمين و انما جملة انتهى و انما من الامام جعي فتح القدير من بي الكهايم كرها من بعد مسافر
 و حدیث خیر کو جاز کما ہو و بی حدیث صحیحین و ترمذی و نسائی سے حجت بکڑی ہو کر ترمذی کھڑک کھڑک کھڑک
 کما ہو اور سند زیادہ کما ہو بخاری الامام احمد عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسمر
 بعد الصلوة یعنی العشاء الاخرة الا لاحد رجلین و صل و مسافر فی روایت ابو عمرو و من حدیث
 من خاف لا یقو و رواه مسلم اس روایت امام سے مصلی و مسافر و مسکن مستثنی ہوا حدیث نبوی سے ہی اگر مسافر
 علی حقیقہ کے نزدیک مسافر کو کہ وہ نہرنا ابجز و حاجت مصلی و غیرین تو معلوم ہو گیا اب اس کی تفسیر علی سے ہی کہ مسافر
 تفکیک جاتا ہر قال امام نسوی فی شرح مسلم قال العلماء و المکر و من الحدیث بعد العشاء هو ما کان فی امور التخیل
 مصلحتہ و ما اوجہ مصلحتہ و غیر فلا کرا تفریق و کذا کما و مسافر العلماء و حکایات الصالحین و عمارت الصیفاء

کتابین بحادثۃ الرجل اھل اولادہ لھما لطفۃ واجابۃ ومحادثة المسافرین بحفظ مستاعم وانفسہم والکتاب
 فی اصلاح بین الناس الشفاعۃ الیہم فی خیر الامور بالمعروف والنہی عن المنکر والارشاد الی مصلحتہ ونحو ذلک
 فکل هذا لا کرہۃ فیہ وقد جلت احادیث صحیحہ ومجربہ والیاقی مضارہ وقد تقدم کثیر منہا فی هذا الباب
 والباقی مشہور ثم کرہۃ الحدیث بعد العشاء الذکر بما بعد صلوة العشاء بعد دخول وقتہ ما یفق العلماء علی
 کرہۃ الحدیث بعدہا الا ما کان فی خیر کما ذکرناہ انتہی اس کے واضح ہر کد م علمی ومتفق بین کہ خیر مصلحت نہیں
 کرہت نہیں علم کا درس حکایات باتیں کرنا اور امور بالمعروف والنہی المنکر کرنا ارشاد و طرف مصلحت کے کرنا و مانکر کچھ کرہ
 نہیں ہے پس مراد حدیث بخاری اور اس عبارت سے ظہان کی جو گنگوہی سے نقل کی ہے یہی ہر کد م وہ ہر جمیع کوئی چیز مصلحت
 نہ ہو کہ پس اس مرندوب کے منوعیت کو جو گنگوہی کہتے ہیں اس مرندوب سے کہتا ہے اسکا بعد ان بجلی نماز ہو گیا اور چاہت و مخالفت اسکی
 مسئلہ متفق علیہا علی کہ سے واضح ہو گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ما رہی اس حالت میں ہر کد م وہ مرندوب مصلحت کا نہ ہو کہ اور کلام امام غزالی سے واضح
 ہو گیا کہ خوف فوت نماز کا ہو کہ تب ہی مصلحت و غیر حاجت کا سارہ مکرہ نہیں ہر کد م وہ گنگوہی جو حدیث فوت وقت نماز سے جو سارہ
 خیر کا مکرہ بلکہ منعی بنا ہے یہی شریعت خلاف علماء دین کی اس شبہاتی ہے ان اس شخص کو ظنی غالب لغویت نماز کا ہو کہ تو
 حدیث میں ہر سارہ اس سے کیا ثابت ہو کہ تمام مخالفی ہی منعی ہو جائیوں اور عبارت شریعہ فیصلہ غائب بارہ میں جو ہر اس سے
 حجت اس پر لانا چاہت صرف یہ وہ جو مکرہات کا ہے وہ مرندوب کہاں جو دوسرے کیوں نہیں جو نہ ہے کہ اس صلوة نماز میں
 اپنے اوپر ہی لازم کیا ہو کہ کعبیل صلوة میں غدا باوجود بیداری کہ اسوقت میں تاخیر کرتے ہو یوں اور دوسری وجہ
 کرہت و حرمت کہ اس میں جو حدیث اسکی تائید اس سے کسی کی نہیں عبارت ہر کد م حجت نہیں اور سن یہ قیاس کا ہر کد م
 نہیں اور نکاح و شادی میں ایک دہلی نماز یا جماعت تھا رہو جاؤ اور کھڑی کہا کوئی سوچا کہ اگر غالب ظن بیداری کا ہو کہ وقت
 نماز کے آوے نکاح و کھڑکھڑا کر ہم کہہ دینا چاہت صرف ہر کد م حجت صلوات میں لغوی نہ ہونا ایسی حالت میں اور نام کا مرفوع القلم
 فرما تو میں اور یہ ناواقف نکاح و شادی و کھڑکھڑا کر ہم کہہ دینا کہ نہیں حضرت مسلم کی سفر اتلو جس میں آپ سونگے تھے اور خف
 کہہ دینا کہ نہیں آپ کی جار غازیں تھا جو کسی حرام بنا کر خارج الایمان بخوبی ہو جاوے اس تیسرے یہ معاملہ کہ جسے کہا تنگ
 ہو اور بالعرض بھری و نکل و شادی کی سبب جسکی نماز یا جماعت تھا ہوئی اور اس سے حرمت لازم آئی تو اسی شخص کو لازم
 آئی کہ جسکی تھا ہوئی تمام مخالف صلوات کو گنگوہی بھری تمام حرام ہو گئی اور مولانا نور الدین اسی اعتراض واپس کچھ جواب میں کہ
 کسی شخصکی نماز یا جماعت تھا ہو جاوے علم محفل میں یا ارشاد کہ کو مذکورہ حرام بنا تو میں یہ نقص اس کا و کھڑکھڑا کر
 اب گنگوہی کے قول سے تو اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ نکاح و شادی کا باعث اس شخص کا ہو کہ حرمت آئی ہر جسکی نماز تھا ہوئی
 جماعت گئی اور عام کھڑکھڑا کر ہم کہہ دینا کی تصریح گنگوہی نے نہیں کی پس جواب مولانا کا تو مان علم کا کھڑکھڑا کر

حرام کہتا تو یوں حرام کہنا باطل و حرام بلکہ قریب کفر کہہ سوتا لیکن جواب کے کچھ علاوہ اس کو نہیں کہلا
 شرح مناسک و جو نقل کیا اس سے سراسر جہالت و ضلالت انگیزی کی علامت ہو گی جو کہ شرح مناسک کے اول عبارت سے ثابت ہوتا
 نہیں کہ نماز کے ترک کا حدیث ہو جو کہ حرام ہے بلکہ اس کی عبارت میں تو یہ الفاظ موجود ہیں یا عالم ائمہ یقیناً صلوٰۃ واجبہ
 اذہن صریحاً اٹھائے بغیر سقط الحرج عندہ اور علم کے معنی اس شرح یقین کے ہیں خود یہ انگیزی طریق علم ذکر کر لیا ہے جو جس عقل
 و خبر صادق کی جگہ پر حمل کیجئے اور خبر سے مراد متواتر یا آنحضرت صلعم کہ ہیں مبارک سے سنی ہوئی ہو کہ اوپر تینوں میں
 ایقین ہیں پس علم سے مراد یقین و ایمان ہی جبکہ طریق علم کی بنا پر ہیں اور اگر یقین مراد ہو تو بلکہ عام مراد ہو کہ یقین
 اعتقاد عام محکم الزوال کو ہی شامل ہو کہ تو فی الواقعہ و تقلید مجتہد طریق علم میں اور جو حدیث میں باطل ہے یہی شرح فقہاء
 میں لکھا ہے صریحاً یہ ہر دو امانتیں لعل و لعل و تقلید مجتہد یقیناً یقیناً لفظین و الاعتقاد لفظیہ
 یقبل لولہ فکذا زادہ العلم الا انہما لولہ لفظیہ و لا خلاف وجہ تفسیر الاسباب اتنی پس کو نسیب ان موجود جو جس
 یہ مفہوم معلوم ہوتا ہے کہ اس عبارت شرح مناسک میں علم معنی یقین ہیں پس جب کوئی صاحب ین تو یہ ان علم پر معنی
 یعنی یقین کیجئے اور جب یقین کے معنی علم کے محل میں ہوئے تو مطلب اس عبارت کی یہ ہوئی کہ جب یقین ہو جاوے کہ کسیکو
 فوت ہوئے نماز کا سبب حرام کے واسطے حج کو توجہ ساقط اس شخص سے جس کو یقین ہو کہ اور انگیزی کہتا ہے کہ حدیث فوت ایک
 نماز کا ہو کہ توجہ ساقط ہے اور حدیث کر کے خراش کر میں مجازاً یعنی شک و شبہ کی ہی تا کو میں چنانچہ خیانت لغات میں ہو
 جو حدیث باطل یعنی خراش مجازاً یعنی شک و شبہ منتخب حرج انتہی اور اس قول انگیزی میں حدیث یعنی خراش کے قول مراد
 ہرگز نہیں ہو سکتا ہر معنی مجازی شک و شبہ کی ہی بیان ہو سکتا ہے پس قول انگیزی کے معنی ہو کہ شک و شبہ فوت نماز کا ہو کہ
 حج کو جانے کے توجہ ساقط و پس قول انگیزی کا مخالف ہر عبارت ملا علی قاری کی اور تمام جہاں کی ہے کہ ایک کوئی اس کا مخالف نہ
 ہو کہ فقط حدیث و شبہ و شک فوت ہونے ایک نماز کے حج کی فرضیت ساقط ہو جاوے ایسے اعتقاد کو کہ کیا جاوے تو یہاں پر فرضیت
 انگیزی کی دیکھ کر دعویٰ ثبوت کر کہ حدیث و حدیث کا تھا حدیث فوت ہو جاوے نماز کے اور یہ بنا ہو کہ کہنا اس انگیزی میں علم بتایا
 اپنی عذابی سے اور ثبوت حدیث کے عبارت ہمیشہ کی جس سے سقوط حج حالت علمیت فوت نماز میں ثابت ہو کہ اس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ انگیزی کے عرف میں یہ ہے کہ سقوط فرضیت حج ہی حدیث کر کہ حدیث ہی اس کو حدیث و کراہت فعل کی
 لازم ہے پس اس کے یہ لازم تاہم جو چیز فرض ہو کہ اس کی فرضیت نہ ملے گی ساقط ہو کہ تو وہ مکروہ و حرام ہو کہ پس اس میں حدیث
 و مستحب و سبب ان تمام کا حرم و مکروہ ہونا لازم آوے گا سکا قائل تو کوئی مجنون یا زندقہ ہی ہو گا نہ عاقل و مسلمانی ایسے لغویات
 و زلیات سے حلال یہ انگیزی حرام و مکروہ بتاؤ ایسے عقل ایمان پر افسوس کرنا چاہئے اور اس انگیزی کو اتنی ہی خیال نہیں
 کہ حدیث فوت صلوٰۃ و حدیث ساقط ہونا چاہتا ہے تو اس کے یہ باوجود کہ حدیث و کراہت کو تو نماز کے حق میں لازم آتا ہے کہ

[illegible]

خاتم النبیین

الحمد لله علی احسانہ کہ کتاب الاحیاء ابدی شیخ وشاب براہ مدق و صواب مسمی بہ بوارق
 الامعہ حارث براہین قاطعہ تصنیف شمس سہای معقول و منقول مہر سپہ فروغ و اضواء
 خورشید فلک نوم و معقول و نور چشم شان کوہان جہول جناب مولانا مولوی تہ بہ احمد خان صاحب
 جنفی فریب نقشبندی مشرب کوہ شکر الی اللہ تعالیٰ ملہم الی العرب بعرف مال فزاد ان اذن عمدہ باجران
 نامی زبدۃ الامور ان گرامی معدن فوت و معروت مخزن سعادت و سخاوت سرگرد و سیٹھان معاون
 خاموش عام رئیس بنہ نظیر مہر الدین جناب محمد بدر الدین صاحب بن فضیلت شعار شریعت نامہ مجسمہ
 جناب محمد عبداللہ صاحب قور زاد امداد حیات مہر و خیرہ حورہ زہنی و رئیس نامی دامیر گرامی صاحب اخلاق
 حمیدہ منبع اوصاف حمیدہ سرکار عالم دین پشترہ جود و الاحسان الی اللہ ربہ اللہ جناب محمد عبداللہ صاحب مجسمہ
 مغفور ابن جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب مرحوم نیکواری لطفہ العیسیٰ کنہم اللہ فی جنات نعیم
 حسان خالی مثل قطرات شبنم کے بہی قیامین انیذا قہ و حشمت غیر کہ جامع سماں و عباد و صوری و معنوی
 جناب محمد عبداللہ صاحب مرحوم مخوف کہ قبل ان تمام طبع کتاب ہذا کے اس بہان خالی سے طرف عالم جاوید کے
 ہیکل کو ایک کہتے ہوئے بہت العز و کسب ہمارے تباریخ ۷ ماہ صبح الاول بروز یکشنبہ ۱۲۸۵
 سنہ ۱۲۸۵ ہجری بمبویہ علی صلوٰۃ و التحنن۔ قطعہ تاریخ وفات محمد عبداللہ صاحب مجسمہ نیکواری

وفات نیکواری قاضی عبداللہ چو شہرت گشت	ول ہر اہل دین از صاحب این محو حشمت گشت
چو کو آشفہ کردم بہر تاریخ من بہر بحرے +	آما آمد ز فردوس برین جسے ان جنت گشت

و بسوی دگر شش جناب مولوی عمر الدین صاحب ہزاری و جناب حافظ ولی محمد صاحب جناب محمد عبداللہ
 صاحب و مطیع دت پرشاد و قریبی من بہاد جہاد الآخر ۱۲۸۵ ہجری مطابق ۱۲۸۵ ہجری ۱۲۸۵ ہجری ۱۲۸۵ ہجری
 ہر کہ مطیع دلالت الہست مولیٰ اوسہر خند کہ بسبب کثرت کار سے مطیع و حجت کار بر داناں مطیع
 کتاب ہذا کی تصنیف کا کل طور پر نوکل کہ بعض بعض مقام پر مقابلہ ہر اصل کتاب ہر ہر یکا ہر ہر کہ طلبان حق
 ہرین وہ ایک حرف ہی کی مطلب اسکی ہرین مقصود حاصل کر سکتی ہرین او کچھ شخص کہ نادان و افسانہ ہر ہر
 وہ تو سود و فزونین ہی ایک حرف کو ہی نہیں سمجھتا ہی اور نہ قبول کرتا ہے۔

در نسخہ بابہ طلاق کی کتاب احیاء میں ہے کہ یہ کتاب تہ بہ احمد خان صاحب نے لکھی ہے

گلویند اندر سر باز چو حسنی
گز ان پند نگہ و صاحب ہوش
در صدا باب حکمت پیش آوان
نخواستند آید شش باز چو دگروش

بر کف ہر اہل سنت و جماعت کے نزدیک اس کتاب کا رہنا پر ضرور ہے کیونکہ میرے کتاب سیف مسلول و قاطع خزعبلات ہر بوالفضل ہے اہل سنت کے نزدیک اس قہمیا کلمہ ہونا نہایت مفید ہے اور کیا عجب ہے کہ ہادی مطلق کی ہدایت سہل خواست کو بھی فائدہ مند ہو جاوے اسکے مطالعہ سے راہ راست پر آجاوین تعصب کو چھوڑوین تو تہیب سے باز آوین گروہ منصور اہل سنت میں داخل ہو جاوین سواد اعظم اہل حق میں شامل ہو جاوین آمین یا رب العالمین۔

اور باوجودیکہ یہ کتاب کثیر النفع کبیر الحج ہے یعنی ۲۴ جرمے اور مبلغ خطی اسکے طبع میں صرف چارے لیکن چونکہ اس کے طبع سے خلق اسکا کراہت مقصود ہے لہذا اس کتاب کا یہ بہت ہی کم کرنا ہے یعنی ایک مدیہ بمحصول ڈاک ہر تاکہ قبل البضاعت ہلی اسکے فیض سے محروم نہ رہے کم یاہ بھی اس سے استفادہ کر سکے افسوس یہ ہے کہ تھوڑے ہی نسخے اسکے طبع ہوئے ہیں جو صاحب کو خزان ہون بہت جلد بار سال مدیہ مذکورہ اسکو طلب کر لین ورنہ خیال سکامے کہ آگ نسخہ ہی اس کتاب کا باقی نر ہے سب سے بہت مستاد و مددگار ہون کیونکہ شائقین چار طرف سے جو ہم لا رہن ہیں اور جو لوگ کہ دور ہیں وہ خطوط متواتر اس کتاب کے طلب میں روانہ فرما رہے ہیں جو صاحب کتاب توصوف کے خواستگار ہوں وہ پوست کا دریا خط لکھت چپان قاضی علیہ الشکر صاحب کی خدمت میں مع مدیہ بطورہ محصول ڈاک روانہ فرماوین تو اگر کتاب مرسل ہوگی لیکن انبا نام و نشان قیام صاف صاف تحریر فرماوین کیونکہ بعض مواضع کے نام جب صاف مرقوم نہیں ہوتے تو خط و کتابت اور اگر کہیں گئے کہ بذریعہ دیگر کتاب پہنچد ہم ڈاک کے اہل کار کو قیمت دیکر کتاب لیں گے تو اس خط بھی کتاب روانہ کر دیجیوگی لیکن اس صورت میں شرط یہ ہے کہ وہ آپس کو شکاوہ نہ کریں اور پہلے قیمت کی تدبیر کر لین بعد ازان خط کتاب کے طلب میں روانہ فرماوین الغرض دو یا تین جلدین و بلوک و زلیع سے بھی روانہ کر دیجیوگی اور ۲۰ حرف و بلوک خریدار ہوگا لوند یا وہ جلد وں کیواسطہ قیمت مع محصول ڈاک پہلے روانہ کرنا ضرور ہے ورنہ خط کی تعمیل نہوگی نشان ارسال خطیہ جو درمیں ہندو، باز از دکان کتب نمبر ۱۰ رسیدہ بندہ خدمت قاضی عبدالشکور علی سیان تاجر کتب پرسد یا خان قاضی عبدالکریم خانی

حجۃ اللہ صاحت کے دوکان سے طلب کریں نشان یہ ہے شہر ممبئی تاکہ کولہ محلہ قریب باپی دہرونی
 دوکان نمبر ۶۵ متعلقہ دوست آفس ہانڈوی برسد یا ہینا داس کی دوکان سے طلب کریں یا یہ
 حینا داس ہسگو داس ایڈکینی واقع شہر ممبئی ہنڈوی بازار دوکان نمبر ۱۰۳ برسد۔ یا جمنتم کے پاس
 سے طلب کریں تو نام جناب محمد درالدین صاحب کے خط تحریر کریں نشان یہ ہے شہر ممبئی جانی محلہ
 برہمکان محمد درالدین صاحب بن جناب محمد عبداللہ صاحب قور برسد۔ اب ارباب تجارت اور جناب
 صناعیت کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ کو اگر اس کتاب کا چاہنا یا چھوڑنا یا بیعت تجارت یا غیر ذہن است
 اہل خلافت منظور ہو تو مصنف والا مقام ذیل جملہ اہل تمام کھٹرف سے اجازت عام ہے جب چاہیں
 اور جہاں چاہیں چاہیں یا چھوڑیں کسی کو کسی قسم کا قبضہ نہ ہو گا یہ خواہ مصنف علام کو اطلاع دیکر طبع ہو گیا
 اور خواہ بد دون اطلاع وہی مصنف موصوف کے چاہیں یا چھوڑیں ہر نوع کا آپ کو اختیار دیا گیا ہے ان
 اگر اطلاع دیکر چاہیں گے تو مصنف موصوف نظر ثانی کی تکلیف پاس خاطر اذکی گور افرام دین گے اور اگر
 بغیر اطلاع کے چاہیں اور کسی دوسرے اہل حق سے نظر ثانی میں مدولین اسکا بھی اختیار ہے اور
 اگر کوئی صاحب اہل حق میں سے یہ چاہیں کہ ہمارے نام کتاب کر دی جاوے تو اسکو بار دیگر طبع کر دین تو
 مصنف علام کھٹرف سے اسکی بھی اجازت ہے بے تکلف خود کو مصنف قرار دیکر چھوڑیں کوئی مکمل اہل حق
 کفایت واحدہ بزرگوں کا قول یہ کہ مخالفین بہایت رب العالمین اگر قول حق قبول کر لیں اور اون میں
 سے کوئی صاحب بطریق مسطور چھوڑے انکا ارادہ کریں تو انکا اجازت ہے کیونکہ جب اونہوں نے
 قول حق قبول کر لیا تو اون پر بھی بزرگوں کا قول مذکور صادق آگیا اور یہ سب مذکور دلیل ساطع اور برہان

قاطع ہے اس دعا پر کہ مصنف موصوف دام فیضہ کو اس کتاب کی تصنیف سے
 فقط بہت نام مقصود ہے نہ نام طلب ہے اور نہ نام سے غرض ہے ان اگر کوئی خود
 کام بار دیگر تفصیل نام پر مستعد ہوا اور حق کے باطل کرنے پر
 مسکرم ہانڈوی اور دشت نام سے پیش آیا تو قطع نظر حق و باطل سے
 مصنف کے ہاتھ میں سیف حکمہ توفیق خالق عالم
 بنور مسلوی ہی پر دیکھ کر کمال منکر سے نظر
 والسلام علیہ و آلہ و سلم